نادر رسائل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم

دوم

مرتبہ محمد عالم مختار حق

بسم الله الرحمن الرحیم

مولای صل وسلم دائما ابدا	علی حبیبک خیر الخلق کلهم
هو الحبیب الذی ترجی شفاعته	لکل هول من الاهوال مقتحم
محمد سید الکونین والثقلین	والفریقین من عرب ومن عجم
فان من جودک الدنیا وضرتها	ومن علومک علم اللوح والقلم

مکتبہ حنفیہ | قادری رضوی کتب خانہ، لاہور

نادر رسائل میلاد النبی ﷺ

جلد دوم

مرتبہ

محمد عالم مختار حق

مکتبہ حنفیہ
گنج بخش روڈ، لاہور
042 37213575

نام کتاب	نادر رسائلِ میلاد النبی ﷺ (جلد دوم)
مرتب	محمد عالم مختار حق
حروف چین	محبوب عالم تھائیل
سرِ ورق	فیضی گرافکس دربار مارکیٹ لاہور
کمپوزنگ	عزیز کمپوزنگ سنٹر لاہور 0344-4996495
صفحات	644
اشاعت اوّل	ربیع الاوّل 1435ھ/2014ء
زیرِ نگرانی	چودھری محمد خلیل قادری
تحریک	چودھری محمد ممتاز احمد قادری
ناشر	چودھری عبد المجید قادری
تعداد	1100
قیمت	450 روپے

حسب فرمائش ---------- جناب عبد الرؤف صاحب

مکتبۂ حنفیہ گنج بخش روڈ لاہور

قادری رضوی کتب خانہ۔ گنج بخش روڈ لاہور

Hello: 042-7213575, 0333-4383766

فہرست

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بعد حمد خدا اور نعت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کے مسلمانوں کی خدمت میں عرض ہے کہ عمل مجلسوں مولود شریف کا جس طرح سے مہینے ربیع الاوّل اور سوا اس کے اور مہینوں میں معمول ملک ہند میں ہے۔ قدیم سے ثابت اور معمول دین کے عالموں اور بزرگوں کا ہے۔ چنانچہ زیادہ چھ سو برس سے زمانہ گزرتا ہے کہ کتابوں معتبر سے رواج اس عمل خیر کا عرب عجم روم شام میں پایا جاتا ہے۔ اور بڑی سند یہ ہے کہ مکے مدینے میں سب عالم فاضل خاص عام سیکڑوں برس سے یہ عمل کرتے آتے ہیں۔ اور جس کام دین کو سیکڑوں برس سے ہزاروں عالم اور اولیاء خاص کر کے مدینے کے بڑے بڑے عالم کرتے آئے ہوں۔ وہ کام بیشک موجب ثواب اور خوشنودی خدا و رسول کا ہے۔ پھر ایسے کام کا انکار اور برا جاننا معاذ اللہ بہت بری بات ہے۔ حق تعالیٰ مسلمانوں کو بطفیل اپنے رسول کے اس انکار سے بچائے۔ اور اثبات اس عمل شریف کا رسالہ اشباع الکلام میں جو اثبات مولد اور قیام میں لکھا گیا ہے۔ مذکور ہے جب اس قدر بیان ہو چکا اب حاضرین مجلس کو چاہیے کہ دل سے متوجہ ہو کر سنیں کہ پیغمبر خدا ﷺ نے فرمایا کہ پہلے جو چیز خدا نے پیدا کی نور میرا ہے اور سب خلق پیدا میرے نور سے ہوئی کیفیت پیدا ہونے اس نور ظہور کی یوں ہے کہ جب خدا نے چاہا کہ اپنی خدائی کو ظاہر کروں۔ آپ اپنے نور کی طرف ملاحظہ فرما کے خطاب کیا کہ ہو جا محمد ﷺ وہ نور مثل ستون پردۂ عظمت تک بلند ہوا۔ پھر جھکا اور سجدہ کیا اور الحمد للہ کہا خدا نے فرمایا۔ اسی واسطے میں نے تجھ کو پیدا کیا اور تیرا نام محمد رکھا۔ ابتداء پیدائش کی کروں گا تجھ سے اور انتہا انبیاء کی کروں گا تجھ پر۔ بعد اس کے حق تعالیٰ نے اس نور سے چار حصے لے کر چار چیز کو پیدا کیا۔ پہلے عرش، دوسرے کرسی، تیسرے لوح، چوتھے قلم، پھر قلم
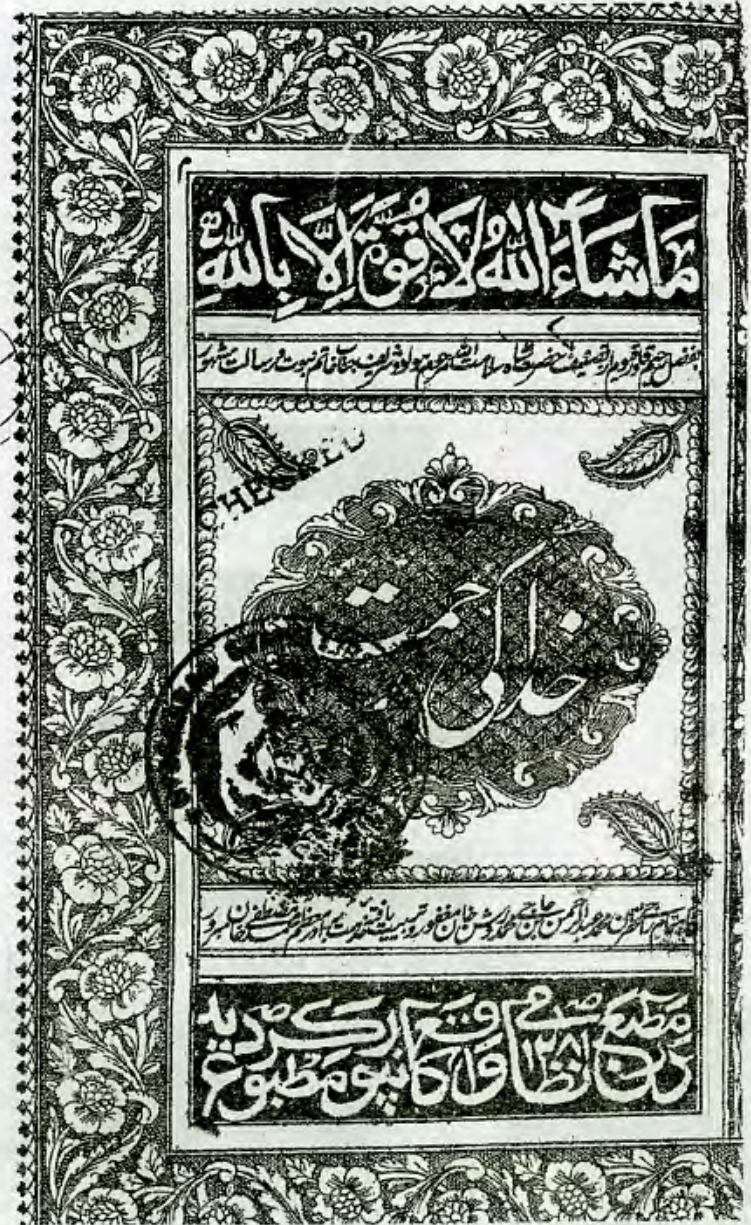
کو حکم کیا کہ لکھ اے قلم قلم نے عرض کی کیا لکھوں۔اے پروردگار میرے فرمایا لکھ توحید میری قلم نے کلمۂ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ لوح پر لکھا۔پھر فرمایا لکھ سب چیزیں قلم نے کہا کیوں کر فرمایا لکھ دستور العمل اور روز نامچہ امتوں کا اس طرح سے کہ امت آدم علیہ السلام کی جو کوئی کہا مانے گا خدا کا داخل کرے گا خدا اس کو بہشت میں اور جو کوئی نافرمانی کرے گا۔خدا کی داخل کرے گا۔خدا اس کو دوزخ میں اسی طرح قلم نے آدم علیہ السلام اور نوح علیہ السلام اور ابراہیم علیہ السلام کی امت سے موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام کی امت تک یہی حکم برابر لکھا۔جب نوبت امت بابرکت حضرت خاتم انبیاء محمد مصطفیٰ ﷺ کی آئی قلم سابق دستور لکھنے لگا کہ امت محمد ﷺ کی جو کوئی فرمان برداری کرے گا خدا کی داخل کرے گا خدا اس کو بہشت میں۔اور جو کوئی نافرمانی کرے گا خدا کی قلم نے اس قدر لکھ کر چاہا کہ آگے لکھوں جو سب انبیاء کی امت کے حق میں لکھا ہے کہ داخل کرے گا خدا اس کو دوزخ میں ہنوز قلم نے یہ لکھا نہ تھا کہ خداوند کریم نے فرمایا۔ادب کر اے قلم ادب کر اے قلم قلم یہ خطاب باعتاب سن کر شق ہوا۔اور لکھنے سے رُکا اور ہزار برس تک کانپا کیا پھر قلم میں دست قدرت سے قط لگا اور حکم ہوا لکھ کہ یہ امت گنہگار ہے۔اور پروردگار غفار ہے۔سبحان اللہ اس مقام سے مرتبہ حضرت خاتم انبیاء علیہ التحیۃ والثناء کا سمجھا چاہیے کہ جن کے طفیل سے ان کی امت کے حق میں قبل پیدا کرنے عالم اور آدم کے یوں پرورش فرمائی۔مسلمانوں کو لازم ہے کہ ایسے رسول مقبول کی محبت میں دل اور جان سے مشغول رہیں۔اور دائرۂ اطاعت سے قدم باہر نہ رکھیں۔اور جب اس کا نام زبان پر آئے یا کانوں سے سنیں۔درود اور سلام بھیجا کریں۔اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ روضۃ الاحباب میں لکھا ہے کہ حق تعالیٰ نے کئی ہزار برس پہلے پیدا کرنے خلق کے محمد ﷺ کا نور پیدا کیا۔اور اسی نور سے ارواح انبیاء، اولیاء، صدیقوں، شہیدوں، مومنوں، فرشتوں عرش کرسی لوح قلم بہشت دوزخ آسمان زمین چاند سورج

تارے دریا ہوا پہاڑ پیدا کیے۔پھر آسمان اور زمین کو پھیلایا اور ہر ایک کے سات سات طبقے بنائے اور ہر طبقے میں مسکن ایک جماعت کا مخلوقات سے مقرر کیا اور رات دن کا ظہور ہوا۔بعد اس کے جبرئیل کو حکم ہوا کہ ایک مشت خاک پاک سفید مقام قبر حضرت سے لائیں۔اور اس خاک کے ساتھ اس نور کو ملائیں۔جبرئیل امین موافق حکم رب العالمین اس خاک کو لائے۔اور اس نور کے ساتھ ملا کر آب تسنیم میں کہ نام ایک نہر بہشت کا ہے۔خمیر کیا اور مانند موتی روشن کے بنا کر نہروں بہشت میں غوطہ دیا۔اور آسمان زمین دریا پہاڑ پر ظاہر کیا تا کہ پہلے پیدا ہونے کے آپ کو پہچانیں۔میسرہ بن فخر سے روایت ہے کہ میں نے سوال کیا حضرت پیغمبر ﷺ سے کہ آپ کس وقت نبی تھے۔فرمایا کہ جس وقت خدا نے عرش عظیم بنایا اور زمین آسمان پھیلایا اور عرش معلیٰ کو اٹھانے والوں کے دوش پر رکھا۔قلم قدرت سے ساق عرش پر لکھا۔لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ خاتم انبیاء ہیں اور نام میرا دروازوں بہشت پتوں، درخت قبوں، خیموں پر بہشت کے نقش کیا۔اور آدم اب تک درمیان روح اور بدن کے تھے۔یعنی پیدا نہیں ہوئے تھے پھر جب حق تعالیٰ نے آدم کو پیدا کیا۔فرشتوں کو حکم ہوا کہ محمد ﷺ کے نور کو پیشانی آدم علیہ السلام میں امانت رکھو۔اور فرمایا کہ اے آدم یہ نور تیرے فرزندوں میں بہتر اور سب پیغمبروں کا سرور ہے اور وہ نور پیشانی آدم سے چمکتا تھا اور تمام اعضائے بدن آدم میں اس نور کی ایسی روشنی تھی کہ سارا بدن آدم کا نور کا پتلا بن گیا۔پھر حکم ہوا فرشتوں کو کہ آدم کو سجدہ کریں۔معلوم ہوا کہ حق تعالیٰ نے واسطے تعظیم نور محمد ﷺ کے آدم کو مسجود ملائک فرمایا۔اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ تفسیر فتح العزیز میں لکھا ہے کہ آدم علیہ السلام نے خدا سے آرزو کی کہ میری جنس سے میرا جوڑا پیدا کر کہ اس کی مصاحبت سے تنہائی کی وحشت دور ہو۔فرشتوں نے بحکم خدا جس وقت آدم علیہ السلام سوتے تھے۔پہلو چپ ان کا چاک کیا۔حق تعالیٰ کی قدرت سے اس پہلو سے

ایک عورت خوبصورت پیدا ہوئی۔ ایک لمحے میں قد و قامت اس کا درست ہو گیا۔ پھر اس پہلو کو فرشتوں نے اس طرح ملایا کہ آدم علیہ السلام سوتے کے سوتے رہے۔ ان کو کچھ خبر نہ ہوئی اور درد و الم ہرگز محسوس نہ ہوا۔ جب آدم علیہ السلام سونے سے چونکے دیکھا کہ ایک عورت خوبصورت ان کی جنس سے پہلو میں بیٹھی ہے۔ دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ پوچھا کہ تو کون ہے؟ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ میری لونڈی ہے۔ نام اس کا حوّا ہے۔ اے آدم تیری دفع وحشت کے واسطے میں نے تیرا جوڑ پیدا کیا۔ آدم علیہ السلام نے چاہا کہ ہاتھ اس کو لگائیں۔ حکم ہوا کہ اے آدم ہاتھ اس کو نہ لگانا۔ جب تک مہر ادا نہ کر لو۔ آدم علیہ السلام نے عرض کی کہ مہر اس کا کیا ہے۔ خدا نے فرمایا کہ مہر اس کا یہ ہے کہ محمد ﷺ کے اوپر دس بار درود بھیجو۔ آدم علیہ السلام نے کہا محمد ﷺ کون ہیں؟ فرمایا کہ خاتم پیغمبروں کے تیری اولاد سے اگر ان کا پیدا کرنا مجھ کو منظور نہ ہوتا۔ میں تجھ کو اے آدم پیدا نہ کرتا۔ تب آدم علیہ السلام نے دس بار درود بھیجا یعنی اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ دس بار کہا فرشتے شاہد اور گواہ ہوئے اور عقد نکاح آدم حوّا کا منعقد ہوا۔ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ معلوم کیا چاہیے کہ جس وقت نور حضرت ﷺ کا پیشانی آدم میں امانت رکھا۔ واسطے تعظیم اور تکریم اس نور مقدس کی آدم علیہ السلام سے عہد نامہ لیا کہ بے طہارت یہ نور پاک نقل اور تحویل نہ کرے اور ارحام طیبہ طاہرہ میں درجہ بدرجہ انتقال پائے۔ فرشتے اس عہد نامے پر گواہ ہوئے۔ اور مقرر ہوا کہ جس فرزند آدم کو یہ نور ملے۔ اس سے بھی عہد نامہ لیا جائے کہ محافظت اور تعظیم اس نور پاک کی کرتا رہے۔ اور نہ رکھے اس نور کو مگر بہترین عورتوں زمانے میں بطریق نکاح صحیح کے پھر وہ نور پشت آدم علیہ السلام سے منتقل ہو کر رحم حوّا میں آیا۔ لکھا ہے کہ عادت الٰہی اس طرح پر جاری تھی کہ حوّا سے ہر بار ایک بیٹا اور ایک بیٹی ساتھ پیدا ہوتی تھی۔ شیث دادا حضرت کے اکیلے پیدا ہوئے۔ نکتہ اس میں یہ ہے کہ نور محمدی مشترک درمیان اپنے اور غیر کے

نہ ہو دیکھو غیرت الٰہی نے اس قدر کثرت بھی گوارا نہ کی اور اسی جگہ سے ہے کہ حضرت کا سایہ نہ تھا۔ یہ بھی دلیل یکتائی کی ہے۔ آخر آدم علیہ السلام نے وقت وفات کے شیث علیہ السلام کو وصیت کی کہ رکھے اس نور کو رحم طیب طاہر میں اور شیث علیہ السلام نے اپنے بیٹے انوش کو یہی وصیت کی۔ پھر وہ نور پاک اسی طور سے اصلاب طیبہ طاہرہ سے ارحام طیبہ طاہرہ میں نقل ہوتا رہا۔ المختصر وہ نور مقدس آدم علیہ السلام سے شیث علیہ السلام اور شیث علیہ السلام سے نوح علیہ السلام تک پہنچا۔ پھر اس نے درجہ بدرجہ نقل کر کے ابراہیم علیہ السلام ان سے اسمٰعیل علیہ السلام بعد اس کے نوبت بہ نوبت عبداللہ پاس آیا۔ روضۃ الاحباب میں لکھا ہے کہ جس رات عبداللہ پیدا ہوئے۔ اہل کتاب کو معلوم ہوا۔ اس سبب سے کہ ایک جامہ سفید صوف کا ملبوس حضرت یحییٰ علیہ السلام پیغمبر کا کہ ان کو کافروں نے شہید کیا تھا۔ خون آلودہ اہل کتاب کے پاس تھا اور مضمون کتابوں آسمانی سے جانتے تھے کہ جب وہ جامہ دوسری بار خون سے سرخ ہو اور چند قطرے خون کے اس سے ٹپکیں۔ یہ علامت قرب تولد پیغمبر آخر زمان ﷺ کی ہے۔ جس رات عبداللہ پیدا ہوئے۔ وہ جامہ حضرت یحییٰ علیہ السلام کا کہ قوم یہود نے ان کو شہید کیا تھا۔ بخون تازہ سرخ ہوا اور کئی بوند خون کے اس سے ٹپکے یہود نے جانا کہ پیدا ہونا پیغمبر آخر زمان ﷺ کا قریب آیا۔ اس سبب سے قوم یہود دشمن عبداللہ کے ہوئے اور درپے قتل ان کے پھرتے تھے اور عبدالمطلب ان کی محافظت اور نگہبانی جیسی چاہیے کرتے تھے۔ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ لکھا ہے کہ عبداللہ نہایت جوان خوبصورت اور کمال صاحب کمال تھے۔ اور نور محمدی ان کی پیشانی سے ایسا چمکتا تھا۔ جیسے سورج قریب طلوع کے چمکتا ہے۔ بنظر حسن و جمال عبداللہ کے عورتیں نوجوان مکے کی عاشق اور فریفتہ عبداللہ کی صورت کی تھیں اور ہر ایک عورت خوبصورت چاہنے لگی کہ کسی ناز و انداز سے عبداللہ کو اپنے جال میں کھینچے۔ عبدالمطلب نے بلحاظ اس کے کہ مبادا عبداللہ کسی عورت کے جال میں پھنس

جائے۔ یہ قرار دیا کہ عبداللہ کا رہنا شہر مکے میں مناسب نہیں۔ ان کو بتقریب شکار صحرا
کو رخصت کیا چاہیے۔ تا باہر جا کے سیر و شکار میں اپنا جی بہلائیں اور فتنے فساد مکے کی
عورتوں سے محفوظ رہیں۔ ان کو اس واسطے رخصت کیا۔ وہب زہری کو جیسے لڑکوں کے
ساتھ بڑے بوڑھوں کو کرتے ہیں۔ ان کے ہمراہ کر دیا۔ عبداللہ وہب کے ساتھ صحرا کو
روانہ ہوئے۔ اور جنگل میں جا کر شکار کھیلنے لگے۔ اب ایک عجیب معاملہ خدا کی قدرت
کا دیکھو کہ یکا یک نوے سوار قوم یہود کے مسلح تلواریں زہر کی بجھی۔ ان کے ہاتھوں
میں شام کی ولایت کی طرف سے نمود ہوئے۔ وہب بن عبد مناف کہ ایک اور طرف
مشغول شکار میں تھے۔ جب انہوں نے دیکھا کہ بہت سے سوار آتے ہیں۔ آگے
بڑھ کے سواروں سے پوچھا کہ کہاں کا قصد ہے اور کس واسطے آئے ہو۔ سواروں نے
سوچا کہ یہ مرد جنگلی ہے۔ اس شخص سے مطلب کا سراغ لگے گا۔ بے تکلف کہہ دیا کہ
عبداللہ کے مارنے کو وہب بولے عبداللہ کا کیا گناہ ہے کہ اس کو مارنے کو آئے ہو۔
کہنے لگے کچھ گناہ نہیں لیکن اس کی پیٹھ سے وہ شخص پیدا ہوگا کہ دین اس کا سب دینوں
کو منسوخ کرے گا اور ملت اس کی تمام ملتوں کو مٹائے گی۔ اس واسطے ہم نے ارادہ کیا
کہ عبداللہ کو مار ڈالیں۔ تا کہ وہ شخص پیدا نہ ہو۔ وہب نے جب یہ قصد سواروں کا معلوم
کیا جواب دیا کہ یہ بات تمہاری عقل سے دور ہے اور تم سب کے سب بے وقوف نظر
آتے ہو۔ نہیں جانتے ہو کہ اگر پیدا کرنا اس کا خدا کو منظور ہے تم عبداللہ کو کیوں کر مارو
گے اور جو منظور نہیں تو تم نے بے فائدہ خون ناحق پر کمر باندھی ہے۔ وہب یہ باتیں
کرتے تھے کیا دیکھتے ہیں کہ چند سوار اور بروایتے ستر کہ دنیا کے آدمیوں سے مشابہت
نہ رکھتے تھے۔ غیب سے ظاہر ہوئے' وہ فرشتے تھے۔ آسمان سے اترے' انہوں نے
ایک دم میں سواروں یہود کو قتل کیا۔ ایک ان میں سے باقی نہ رہا' جب وہب نے یہ
ماجرا دیکھا۔ عبداللہ کو لے کر مکے کو چلے ان کو عبدالمطلب کے پاس پہنچایا اور ان سے

سارا قصہ کہا۔ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ مدارج النبوۃ میں لکھا ہے کہ
وہب بن مناف نے حال سواروں یہود کا اور ہلاک ہونا ان کا گھر آ کے اپنی بی بی سے
بیان کیا اور کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ اپنی بیٹی کا نکاح عبداللہ کے ساتھ کروں اور اس
بات کو بوسیلے بعض دوستوں کے عبدالمطلب کے کان تک پہنچایا۔ عبدالمطلب کو بسبب
فتنے فساد مکے کی عورتوں کے کہ عاشق عبداللہ کی تھیں۔ پہلے سے بدل منظور تھا کہ ان کا
نکاح جلد کریں اور ہمیشہ تلاش میں رہتے تھے کہ کوئی لڑکی قریش میں جو حسب نسب
اور صورت میں ممتاز ہو عبداللہ کے عقد نکاح میں لائیں۔ آمنہ بیٹی وہب کو سب باتوں
میں بہتر جان کے تذکرہ عبداللہ کے نکاح کا وہب زہری سے کیا۔ وہب نے کہا کہ
میں راضی ہوں عبدالمطلب نے اپنی بی بی عبداللہ کی ماں کو وہب کے گھر بھیجا کہ آمنہ کو
دیکھ کر گفتگو کریں۔ عبداللہ کی ماں نے جب آمنہ کو دیکھا پسند کیا اور ہزار جان سے
عاشق ان کے حسن خداداد کی ہوگئیں۔ گھر میں آ کے عبدالمطلب سے کہا کہ ایسی لڑکی
کوئی قوم قریش میں نہیں ہے۔ جلد وہب کو بلا کر اس بات کو ٹھہراؤ۔ عبدالمطلب نے
اسی وقت وہب کو بلا کے قصد نکاح عبداللہ کا آمنہ کے ساتھ ظاہر کیا اور گفتگو تعین مہر
درمیان میں آئی۔ وہب نے مقدار مہر بیان کی عبدالمطلب نے اس کو قبول کیا۔ القصہ
مجلس عقد نکاح منعقد ہوئی۔ نکاح عبداللہ کا آمنہ کے ساتھ ہوا اور عبدالمطلب آمنہ کو
اپنے گھر میں لائے۔ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ روایت ہے کہ ایک دن
عبداللہ کسی کام کو جاتے تھے۔ راہ میں ایک عورت سے ملاقات ہوئی۔ وہ عورت
نوجوان خوبصورت ناکتخدا تھی اور تمام مکے میں خوبصورتی میں مشہور کتابیں آسمانی پڑھی
تھی۔ جوانان عرب اس کے پاس جمع ہوتے اگلے قصے اس کی زبان سے سنتے ہر ایک
جوان خوبصورت چاہتا تھا کہ کسی طرح سے اس عورت کو اپنے عقد نکاح میں لائے۔ وہ
عورت بنظر اپنے جمال باکمال کے کسی کو قبول نہیں کرتی تھی۔ اس نے جس وقت

عبداللہ کو دیکھا۔ان کی پیشانی کو نور سے مالا مال پایا۔علامتوں کتابوں آسمانی سے معلوم کیا کہ یہ نور پیغمبر آخر زمان ﷺ کا ہے۔ جو اس شخص کی پیشانی سے چمکتا ہے۔ عاشق زار بے قرار ہو کر بے تکلف کہنے لگی کہ اے جوان اگر تو میرے پاس رہے۔سو اونٹ جو تیرے باپ عبدالمطلب نے تیرا فدیہ دیا تھا تجھ کو دوں اور تو میرے سب مال اسباب کا مالک ہے۔عبداللہ نے یہ باتیں اس کی سن کے جواب دیا کہ حرام اگر تو چاہتی ہے سو مجھ کو منظور نہیں اور عقد حلال میرے تیرے درمیان اب تک نہیں مرد اشراف اپنی آبرو اور دین کو بری بات سے بچاتا ہے یہ کہہ کر اس عورت کے پاس سے اپنے گھر آئے اور اسی رات اپنی بی بی کے ساتھ سوئے۔بحکم خدا نور محمدی اسی رات کو پشت عبداللہ سے نقل کر کے رحم آمنہ میں آیا اور بی بی آمنہ حاملہ ہوئیں۔بعد اس کے صبح کے وقت عبداللہ غسل کر اور پوشاک بدل اس عورت پاس گئے اور اس سے کہا کہ کل جو بات تو چاہتی تھی۔ میں آج راضی ہو کر واسطے نکاح کے آیا ہوں۔اس عورت نے اس وقت جو چہرۂ عبداللہ پر نظر کی وہ نور محمدی کہ ان کی پیشانی سے جھلکتا تھا۔اس کو نہ پایا' آزردہ ہو کر کہنے لگی کہ جا اپنے گھر کو میں زانیہ بدکار نہیں ہوں۔کل میں نور نبی آخر زمان ﷺ کا تیری پیشانی میں چمکتا دیکھ کر بے قرار ہوگئی تھی اور میں نے چاہا کہ جس طرح ہو جھٹ پٹ اس نور کو اپنے پیٹ میں لے لوں۔خدا نے نہ چاہا' اب مجھ کو تجھ سے کچھ کام نہیں۔ سچ بتا! اے عبداللہ تو رات کو کس عورت کے ساتھ سویا۔عبداللہ بولے اپنی بی بی آمنہ کے ساتھ تب اس عورت نے کہا۔اے عبداللہ خبردار اپنی بی بی سے کہہ دے کہ تیرے پیٹ میں نبی آخر زمان ﷺ اور بہترین اہل زمین آیا۔اس کی محافظت ضرور ہے۔عبداللہ اس عورت کے پاس سے گھر آئے اور بی بی آمنہ سے سب حال کہا۔اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ روضۃ الاحباب اور مدارج النبوۃ میں لکھا ہے کہ تحویل نطفۂ زکیہ محمدیہ کی پشت عبداللہ سے رحم آمنہ میں شب جمعہ کو

ہوئی۔اس سبب سے امام احمد حنبل جمعے کی رات کو بہتر شب قدر سے کہتے ہیں کہ خیر برکت جو اس رات میں اہل عالم پر فائض اور نازل ہوئی۔تا روز قیامت فائض اور نازل نہ ہوگی اور اسی سبب سے شب میلاد حضرت کی افضل شب قدر سے ہوئی۔اخبار میں آیا ہے کہ اس رات کو ملک اور ملکوت میں منادی ہوئی کہ تمام عالم کو بانوار قدس منور اور فرشتے زمین آسمان کے اظہار سرور یکسر کریں اور جبرئیل کو حکم ہوا کہ علم سبز محمدی لے کر فرشتوں کے ساتھ دنیا میں جائیں اور اس جھنڈے کو کعبے کی چھت پر کھڑا کریں اور تمام دنیا میں خوشخبری دیں کہ نور محمدی ﷺ نے رحم آمنہ میں قرار پایا' بہترینِ خلائق بہترین امت پر مبعوث ہوگا۔کیا خوب نصیب اس امت کے کہ محمد ﷺ سا پیغمبر ہو اور داروغہ بہشت کو حکم ہوا کہ دروازے بہشت کے کھولے اور عالم کو خوشبو سے معطر کرے اور سب طبقوں آسمان زمین کو بشارت دے کہ آج کی رات نور محمدی ﷺ رحم آمنہ میں آیا۔روایت ہے کہ جس رات کو حضرت کے نور سے رحم آمنہ مشرف ہوا۔ تمام بت روئے زمین اور سب تخت بادشاہوں کے الٹ گئے اور سارے گھر دنیا کے روشن ہوئے۔ابن عباس کہتے ہیں کہ اس رات کو حق تعالیٰ نے چوپایوں روئے زمین کو گویا کیا سب نے کہا بخدائے کعبہ کہ نطفہ محمد ﷺ کا ماں کے پیٹ میں آیا اور یہ شخص امان دنیا اور چراغ روئے زمین ہے بہترین امت پر مبعوث ہوگا اور اس رات سب چوپائے دوپائے چرند پرند جانور آپس میں بشارت دینے لگے اور دریائی جانور ایک دوسرے کو خوشخبری سناتے تھے کہ وقت وہ آیا کہ ابوالقاسم پیدا ہوں۔اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ بی بی آمنہ سے روایت ہے کہ میں حاملہ ہوئی کچھ بار بوجھ جیسے عورتوں کو ابتدائے حمل میں ہوتا ہے۔مجھ کو ہرگز نہ ہوا اور اثر حمل ظاہر نہ تھا۔جب چھ مہینے گزرے درمیان خواب اور بیداری کے میں کیا دیکھتی ہوں کہ کوئی شخص مجھ سے کہتا ہے کہ کون تیرے پیٹ میں ہے اور کس شخص سے تو حاملہ ہوئی میں نے کہا کہ میں نہیں

جانتی وہ شخص بولا کہ تو حاملہ ہوئی اور تیرے پیٹ میں نبی آخر زمان ﷺ اور پیغمبر ﷺ اس امت کا ہے آمنہ کہتی ہیں کہ اس دن مجھ کو یقین ہوا کہ میں حمل سے ہوں اور جب وقت جننے کا قریب ہوا۔ وہی شخص پھر میرے پاس آیا اور مجھ سے اس نے کہا کہ تو کہہ میں پناہ پکڑتی ہوں اور سونپتی ہوں اس کو خدائے صمد واحد کو برائی ہر حاسد سے پھر جس وقت آمنہ کو دردزہ پیدا ہوا اکیلی تھیں۔ تنہائی سے گھبرا کے خدا سے دعا مانگی کہ اس وقت بیٹیاں عبد مناف کی میرے پاس ہوتیں۔ اسی آرزو میں تھیں کیا دیکھتی ہیں کہ بہت سی عورتیں خوبصورت کہ ان کے بال سیاہ اور سرخ رخسار تھے۔ اس قدر آئیں کہ سارا گھر بھر گیا وہ عورتیں کہنے لگیں کہ ہم حوریں بہشت کی ہیں۔ حق تعالیٰ نے ہم کو تمہاری خدمت کے واسطے اے بی بی آمنہ بھیجا ہے اور ہم سب تم پر قربان ہیں۔

عثمان بن ابی العاص اپنی ماں سے روایت کرتے ہیں کہ میں وقت جننے آمنہ کے ان کے پاس حاضر تھی۔ اس وقت نظر کی میں نے طرف آسمان کے کیا دیکھتی ہوں کہ تارے آسمان کے زمین کی طرف ایسے جھکتے ہیں کہ زمین پر گر پڑیں اور اس طرح نزدیک ہوگئے تھے کہ میں نے جانا کہ میرے سر پر گر پڑیں گے۔ یہ حال تاروں کا حضرت کے شوق دیدار میں تھا اور آمنہ سے روایت ہے کہ نزدیک جننے کے ایک آواز دہشت ناک میرے کان میں آنے لگی کہ جس کے سننے سے نہایت خوف اور ڈر مجھ کو پیدا ہوا پھر میں نے دیکھا کہ ایک مرغ سفید آیا اور اس نے اپنے بازو میرے پیٹ سے ملے۔ وہ خوف ڈر سب مجھ سے دور ہوا پھر کیا دیکھتی ہوں کہ وہ مرغ جوان خوبصورت نازنین ہوگیا۔ اس کے ہاتھ میں پیالہ شراب طہور کا تھا۔ میرے روبرو رکھا سفید زیادہ دودھ سے میٹھا زیادہ شہد سے پھر اس جوان نے وہ پیالہ میرے ہاتھ میں دیا اور کہا کہ اے آمنہ اس کو پی میں نے پیا پھر کہا پیٹ بھر کے پی میں نے پیٹ بھر کے پیا پھر تیسری بار کہا خوب پیٹ بھر کے پی میں نے خوب پیٹ بھر کے پیا پھر اس نے

میرے پیٹ کی طرف ہاتھ پھیلایا اور اس کو ملنے لگا اور کہنے لگا ظاہر ہو یا نبی اللہ ظاہر ہو یا رسول اللہ ظاہر ہو یا حبیب اللہ بسم اللہ ظاہر ہو یا محمد بن عبداللہ پھر ظاہر ہوئے محمد رسول اللہ ﷺ جیسے چودھویں رات کا چاند بارھویں تاریخ ربیع الاوّل کی صبح صادق کے وقت پیر کے دن حضرت پیدا ہوئے۔ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَانَبِیَّ اللّٰہِ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَاحَبِیْبَ اللّٰہِ۔ (غزل)

کیا نور خدا از رخ خوب تو عیانست
کہتے ہیں اسی رو سے عیاں راچہ بیانست

کب یوسف مصری ہے نظیر شہ بطحا
وہ جسم کہاں اور کہاں جان جہانست

شمشاد نہیں مثل قدر رشک صنوبر
تم دیکھ لو آنکھوں سے کہ ایں سرور وانست

منہ اس کا مہ چاردہ یا مہر درخشاں
پھر غور سے دیکھو تو نہ انیست آنست

یہ صورت حق ہے کہ مصور بہ بشر شد
اس کا ہی ظہور ایں ہمہ در کون و مکانست

اب تاب نہیں ہجر کی از پردہ بدرآ
مشتاق ترے وصل کا ہر پیر و جوانست

میں حال دل اپنے کا چگویم چہ نویسم
یہ دل ہے کہ یا ماہی بے آب تپانست

ہوتی ہے جہاں مجلس میلاد نبوت
واں ایک برس تک ہمہ امن ست و امانست

اب آگے بھلا کشفی دل خستہ چگوید
لو جلد خبر اس کی کہ بے تاب و توانست

پیدا ہوا جس دن سے محمد سا نبی ہے
یہ شادی میلاد رسول عربی ہے

اللہ نے نور اپنے سے پیدا کیا اس کو
کچھ کہہ نہیں سکتا کہ یہ کیا بوالعجبی ہے

گلزار خلیلی کا یہی ہے گل شاداب
یہ نخل مراد چمن مطلبی ہے

سرسبز ہوا گلشن دین اس کے قدم سے
فردوس رسالت کی یہی خوش لقبی ہے

تعظیم کھڑے ہو کے بجا لاؤ ادب سے
اس کام کا انکار بڑی بے ادبی ہے

ٹپکے ہے عجب شیر و شکر نام سے اس کے
حرفوں میں محمد کے یہ شیریں رطبی ہے

عناب لب لعل محمد کا ہوں سرشار
کشفی کو حلال ایسی شراب عنبی ہے

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ بی بی آمنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت پیدا ہوئے۔ چار عورتیں آسمان سے اتریں میں ان کو دیکھ کر ڈر گئی اور کہا میں نے کون ہو تم کہ مکے کی سی عورتیں نہیں ہو۔ انہوں نے کہا کہ اے آمنہ تم نہ ڈرو اور خوف نہ کرو پھر ایک ان میں سے بولی کہ میں حوّا سب آدمیوں کی ماں ہوں۔ دوسری نے کہا میں سارہ ماں اسحٰق کی ہوں۔ تیسری بولی میں ہاجرہ اسمٰعیل کی ماں ہوں۔ چوتھی

کہنے لگی کہ میں آسیہ بیٹی مزاحم کی ہوں۔ حوّا کے پاس طبق سونے کا اور سارہ پاس لوٹا چاندی کا اس میں پانی کوثر کا اور آسیہ پاس مندیل سبز اور ہاجرہ پاس عطر تھا بہشت کا حضرت کو نہلا دھلا آمنہ کی گود میں دیا آمنہ کہتی ہیں کہ اس وقت حضرت نے سجدہ کیا اور کہا اے پروردگار میرے بخش تو میرے واسطے میری امت کو حق تعالیٰ نے فرمایا۔ بخشا میں نے تیری امت کو بسبب بڑی ہمت تیری کے اے محمد ﷺ اور فرمایا خدا نے گواہ رہو اے فرشتو میرے کہ دوست میرا نہ بھولا اپنی امت کو وقت ولادت کے پھر کیوں کر بھولے گا۔ دن قیامت کے پھر آمنہ کہتی ہیں کہ اس وقت میں نے دیکھا کہ ایسا بادل سفید نورانی آسمان سے اترا کہ سنتی تھی۔ اس میں آواز گھوڑوں کی اور کانپنا بازو کا اور باتیں آدمیوں کی۔ وہ بادل حضرت کو لپیٹ کر میرے پاس سے اٹھا لے گیا اور حضرت میرے سامنے سے غائب ہوئے پھر سنا میں نے کہ کہنے والا کہتا ہے کہ سیر کراؤ محمد ﷺ کو تمام زمین کی اور پھراؤ مشرق مغرب کی طرف اور لے جاؤ انبیاء کی پیدائش کے مقام میں اور جامہ ملت حنیفہ کا پہناؤ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام اور روحانیات اور آدمی فرشتے جانور سب پر ظاہر کرو۔ تا ان کا نام اور صورت پہچانیں اور دو ان کو کنجیاں نبوت اور نصرت اور خزانۂ عالم کی اور دو ان کو اخلاق سب پیغمبروں کے پھر آمنہ کہتی ہیں کہ بعد ایک ساعت کے حضرت کو میرے پاس پھیر لائے۔ ایک جامۂ سفید صوف میں لپٹے ہوئے اور کہنے والا کہتا تھا کیا خوب کیا خوب مقرر ہوئے۔ محمد ﷺ تمام دنیا پر یہاں تک کہ باقی نہ رہی کوئی مخلوق مگر یہ کہ آئی ان کے قبضے میں آمنہ کہتی ہیں۔ جب میں نے حضرت کے چہرے کو دیکھا۔ گویا چودھویں رات کا چاند ہے اور خوشبو مشک اذفر کی آپ کے بدن سے آ رہی ہے۔ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ صفیہ حضرت کی پھوپھی سے روایت ہے کہ وقت پیدا ہونے آپ کے میں آمنہ کے پاس حاضر تھی۔ جب حضرت پیدا ہوئے ایک نور ظاہر ہوا کہ اس کی روشنی میں کئی

چیزیں عجیب غریب میں نے دیکھیں پہلے یہ کہ جب حضرت پیدا ہوئے سجدہ کیا اور
امتی امتی کہا دوسرے یہ کہ حضرت کا نور چراغ کے نور پر غالب تھا۔ تیسرے یہ کہ میں
نے چاہا کہ حضرت کو نہلاؤں غیب سے آواز آئی کہ ہم نے اس کو دھویا دُھلایا پیدا کیا
ہے۔ چنانچہ حدیث میں آیا ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ نہلایا گیا ہوں میں پانی رحمت
سے تھا میں ازل میں پاک صاف اور پیدا ہوا ہوں میں پاک صاف یہ بات باتفاق
ثابت ہے کہ حضرت ختنہ کیے اور آنول نال کٹے پیدا ہوئے اور لباس نور میں چھپے
تھے۔ کسی نگاہ نے آپ کے ستر عورت کو نہیں دیکھا بالجملہ آیات اور آثار جو وقت پیدا
ہونے حضرت کے ظاہر ہوئے۔ ان کا شمار بہت دشوار ہے۔ مشہور علامتوں سے یہ ہے
کہ حضرت کے پیدا ہونے کے وقت محل نوشیرواں کے ہل گئے اور چودہ کنگورے گر
پڑے اور دریاچہ ساوہ خشک ہوا اور جنگل سماوہ میں ایک نہر کہ ہزار برس سے خشک پڑی
تھی اور اس سے پانی جاری ہوا۔ اس میں یہ اشارہ ہے کہ دریائے کفر خشک ہو جائیں
گے اور دریائے اسلام جاری ہوں گے اور آگ فارسیوں کی کہ ہزار برس سے جلتی تھی
اور اس مدت میں کبھی بجھی نہ تھی۔ وہ آگ بجھ گئی۔ جب ایسے سانحے ظاہر ہوئے
کسریٰ بادشاہ وقت گھبرایا اور نہایت خوف وترس میں آکر دل میں کہنے لگا کہ یہ کیا ماجرا
ہے۔ جو ایسے عجیب غریب معاملے پیدا ہوئے ہیں۔ چندے خاموش رہا اور کسی ارکان
سلطنت سے اپنے خوف اور ڈر کو ظاہر نہ کیا۔ آخر قاضی شہر نے کہ اس کو موبدان کہتے
تھے۔ خواب دیکھا کہ اونٹ سرکش عربی گھوڑوں کو کھینچتے ہیں۔ یہاں تک کہ دجلے سے
گزر گئے اور شہروں میں منتشر ہوئے۔ موبدان نے تعبیر خواب کی یوں کی کہ بلاد عرب
میں ایک حادثہ پیدا ہو کہ اس کے سبب سے ملک عجم مغلوب ہو جائے۔ آخر نوشیرواں
نے دریافت اس حال کے واسطے آدمی جا بجا کاہنوں کے پاس کہ غیب کی خبریں بتاتے
ہیں بھیجے خصوصاً سطیح کاہن پاس کہ علم کہانت میں یکتائے روزگار تھا اور حال اس کاہن

کا نہایت عجیب غریب قابل سُننے کے ہے کہ اس کے بدن میں جوڑ بند نہ تھے۔ اس
سبب سے قدرت کھڑے ہونے بیٹھنے کی نہ رکھتا تھا اور اس کے اعضا میں ہڈیاں نہ تھیں
اور کنارے ہاتھ اور انگلیوں کے تھے جیسے ٹکڑا گوشت کا جب چاہتے اس کو کسی مقام پر
لے جائیں۔ لپیٹ لیتے جیسے کپڑے یا کاغذ کو لپیٹ لیتے ہیں اور اس کا منہ سینے میں تھا
اور اس کے سر اور گردن نہ تھی قریب چھ سو برس کی اس کی عمر تھی۔ جب منظور ہوتا کہ وہ
کہانت کرے اور خبریں غیب کی بتائے۔ اس کو ہلاتے جیسے مشک دوغ کو ہلاتے
ہیں۔ اس وقت دم اس میں آتا اور غیب کی باتیں بتاتا القصہ کسریٰ نے عبدالمسیح اپنے
ایلچی کو سطیح پاس بھیجا۔ جب یہ قاصد سطیح کے شہر میں آیا اور اس کو سکرات موت میں
پایا۔ وقت ملاقات عرض سلام نوشیرواں کی طرف سے کی سطیح نے کچھ جواب نہ دیا۔
بعد اس کے عبدالمسیح نے کئی بیتیں پڑھیں کہ مشتمل احوال کسریٰ اور اس کے سوال پر
تھیں۔ سطیح نے جب ان بیتوں کو سنا کہا عبدالمسیح آیا ہے۔ بجانب سطیح سوار اونٹ تھکے
ہوئے پر چلنے سے اس وقت کہ سطیح قریب اس کے ہے کہ قبر میں داخل ہو بھیجا ہوا۔
ملک بن ساسان یعنی نوشیرواں کا بسبب ہلنے محل اور گر پڑنے کنگوروں کے اور بجھنے
آگ فارسیوں اور خواب موبدان کے کہ دیکھا ہے کہ اونٹ سرکش عربی گھوڑوں کو
کھینچتے ہیں۔ یہاں تک کہ دجلے سے گزرے اے عبدالمسیح جس وقت کہ پیدا ہو تلاوت
یعنی قرآن پڑھنا اور ظاہر ہو صاحب عقبی یعنی محمد ﷺ اور جاری ہو نہر سماوہ اور خشک
ہو جائے دریاچہ ساوہ اور بجھے آگ فارس والوں کی بابل مقام فارسیوں اور شام مقام
سطیح نہ ہو۔ یعنی حکومت فارس والوں کی زمین بابل سے دور ہو اور سطیح مرجائے اور علم
کہانت زمین شام میں نہ رہے اور چودہ آدمی حکومت کریں۔ مردوں اور عورتوں اولاد
کسریٰ سے بعد اس کے سختیاں اور بڑے بڑے کام پیدا ہوں اور جو کچھ آنے والا تھا۔
سو آیا سطیح نے یہ کلام تمام کیا اور گر پڑا اور مر گیا۔ عبدالمسیح نے مراجعت کی اور کسریٰ

پاس آ کر تمام قصہ بیان کیا اور جیسا سطیح نے کہا ویسا ہی خدا نے کیا۔ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ۔

احوال رضاع شریف

مدارج النبوۃ میں لکھا ہے کہ پہلے حضرت کو ثُوَیبہ لونڈی ابی لہب نے دودھ پلایا۔ یہ وہ لونڈی ہے کہ جس نے حضرت کے پیدا ہونے کی خبر ابولہب کو دی اور کہا کہ خوشخبری ہو تم کو کہ تمہارے بھائی عبداللہ کے گھر بیٹا ہوا۔ ابولہب یہ بات سن کر بہت خوش ہوا۔ اور اس خوشخبری سنانے کے بدلے میں ثویبہ کو آزاد کیا اور حکم دیا کہ جا اس لڑکے کو دودھ پلا۔ حدیث میں آیا ہے کہ حق تعالیٰ نے اس خوشی کے بدلے میں ابولہب سے پیر کے دن عذاب موقوف کیا۔ اے مسلمانو سنو! جب ابولہب کافر سے کہ جس کے مذمت میں سورہ تَبَّتْ یَدَا نازل ہوئی۔ اس خوشی کے بدلے میں پیر کے دن خدا نے عذاب موقوف کیا۔ خوشا حال ایمان والوں کا کہ اس خوشی اور شادی کے بدلے میں خدا ان کو دنیا اور آخرت میں کیا کیا دے گا۔ حق تعالیٰ سب مسلمانوں کو توفیق دے کہ خوشی سے مجلسیں مولد شریف کی ہمیشہ کیا کریں اور اس شادی سے کبھی خالی نہ رہیں۔ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ مشہور یہ ہے کہ سات دن حضرت کو آپ کی ماں بی بی آمنہ نے دودھ پلایا۔ بعد اس کے ثویبہ لونڈی ابولہب نے پھر یہ سعادت نصیب حلیمہ سعدیہ کے ہوئی۔ قصہ حلیمہ سعدیہ کے دودھ پلانے کا بہت طول وطویل ہے۔ تھوڑا سا اس مقام میں روضۃ الاحباب اور مدارج النبوۃ سے نقل ہوتا ہے کہ مکے کے سرداروں کا یہ معمول تھا کہ اپنی اولاد کو دودھ پلانے کے لیے گرد نواح کی دائیوں کو سونپتے تھے اور یہ مقرر تھا کہ قبیلہ بنی سعد کی عورتیں دودھ والیاں دو بار یعنی فصل ربیع اور خریف میں شہر مکے میں آتیں وہاں کے سرداروں کے بچوں کو دودھ پلاتیں اور پرورش کے واسطے بعد تقرر اجرت اپنے اپنے گھر لے جاتیں۔ ابن عباس حلیمہ سعدیہ سے

روایت کرتے ہیں کہ جس برس حضرت پیدا ہوئے۔ میرے قبیلے والے نہایت سختی اور کمال تکلیف میں تھے۔ وہ برس قحط اور خشکی کا تھا ہماری اوقات پریشانی میں گزرتی تھی اور میں حمل سے تھی۔ انہیں دنوں میں میرے بیٹا پیدا ہوا اور بسبب فاقوں کے میری چھاتیوں میں ایک بوند دودھ نہ تھا۔ لڑکا مارے بھوک کے دن رات چلاّ تا تھا۔ ایک رات میری آنکھ لگ گئی خواب میں کیا دیکھتی ہوں کہ ایک شخص نے مجھ کو اٹھا کے ایک نہر میں غوطہ دیا کہ پانی اس کا دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا تھا اور مجھ سے اس شخص نے کہا کہ اس کا پانی پی کہ دودھ تیرا زیادہ اور خیر و برکت تجھ کو حاصل ہو۔ میں نے پیا پھر وہ شخص بار بار ترغیب تاکید کرتا تھا کہ اور پی اور خوب پیٹ بھر کے پی میں نے وہ پانی خوب پیٹ بھر کے کئی بار پیا قسم خدا کی مزہ اس پانی کا شہد سے زیادہ میٹھا اور گوارا تھا۔ اس وقت اس شخص نے مجھ سے کہا کہ مجھ کو پہچانتی ہے کہ میں کون ہوں میں نے کہا کہ نہیں تب وہ شخص کہنے لگا کہ میں تیرا شکر ہوں کہ حالت مصیبت اور تکلیف میں کیا کرتی تھی۔ اے حلیمہ مکے کی طرف جا کہ تیری روزی وہاں کھلے گی اور پھر اس شخص نے اپنا ہاتھ میرے سینے پر مارا اور تقید سے کہا کہ اس بھید کو کسی سے نہ کہنا حلیمہ کہتی ہیں کہ جب میں جاگی اپنا حال اور ہی دیکھا وہ بھوک اور پریشانی جو مجھ کو رہتی تھی ہرگز نہ رہی دودھ جو خشک ہو گیا تھا۔ ایسا کثرت سے بڑھا کہ ٹپکنے لگا اور میرا چہرہ تروتازہ ہو گیا اور دمکنے لگا میرے قبیلے کی عورتوں نے جب مجھ کو دیکھا حیران ہو گئیں اور تعجب کر کے کہنے لگیں کہ اے حلیمہ تیرا عجیب حال ہے کہ کل ہم تجھ کو دیکھتے تھے۔ ضعیف ناتواں اور پریشان حال تھی اور آج رنگ روغن تیرے منہ کا ایسا ہے جیسے بادشاہوں کی بیٹیوں کا ہوتا ہے۔ سچ بتا یہ کیا ماجرا ہے۔ حلیمہ کہتی ہیں کہ جو مجھ کو حکم کہنے کا نہ تھا اور اس بھید کے کھولنے کو منع کیا تھا۔ میں چپ رہی اور کچھ نہ کہا۔ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ القصہ حلیمہ اپنے قبیلے کی عورتوں کے ساتھ مکے کو چلیں حلیمہ کہتی

ہیں کہ جب گرد نواح مکے کے پہنچی میرے کان میں غیب سے یہ آواز آئی کہ خبردار ہو کہ حق تعالیٰ نے برکت اس لڑکے سے کہ قریش میں پیدا ہوا ہے اور وہ سورج دن کا اور چاند رات کا ہے۔ اس برس کو تمہارے اوپر آسان کیا خوشا قسمت اس دایہ کی کہ اس کو دودھ پلائے۔ اے عورتوں بنی سعد کی دوڑو اور شتابی کرو تا کہ اس سعادت اور دولت کو جلد پہنچو۔ جس وقت میرے قبیلے والیوں نے یہ آواز سنی اپنے اپنے خاوندوں سے کہا اور بہت جلد جلد چلنے لگیں اور اپنی سواریوں کو تیز ہانکتی تھیں کہ جلدی مکے میں پہنچیں حلیمہ کہتی ہیں کہ میری سواری ایسی ضعیف اور دُبلی تھی کہ ہڈیاں اس کے بدن کی صاف نظر آتی تھیں ہر چند میں اس کو ہانکتی وہ بہت آہستہ آہستہ چلتی سب عورتیں آگے چلی گئیں۔ میں سب سے پیچھے رہ گئی اس حال میں دائیں بائیں سے یہ آواز غیب سے میرے کان میں آئی کہ خوشا حال تیرا اے حلیمہ پھر یکایک کیا دیکھتی ہوں کہ دو پہاڑ کے بیچ میں سے ایک شخص ایسا پیدا ہوا کہ قد اس کا جیسے لمبی کھجور اس کے ہاتھ میں ایک حربہ نور کا تھا۔ میری سواری کی پیٹھ پر مارا اور کہا اے حلیمہ حق تعالیٰ نے تجھ کو خوشخبری دی ہے اور مجھ کو حکم کیا ہے کہ شیطان اور ایذا دینے والوں کو تجھ سے دور کروں۔ حلیمہ کہتی ہیں کہ میں نے اپنے خاوند سے کہا کہ تم سنتے ہو جو میں سنتی ہوں۔ انہوں نے کہا کہ نہیں مگر میں تم کو اس وقت ہولناک دیکھتا ہوں۔ پھر حلیمہ کہتی ہیں کہ بعد اس کے میری سواری کے جانور نے چلنے میں بڑی جلدی کی اور بہت شتاب اور تیز چلنے لگا جب مکہ کوس بھر رہ گیا۔ میں نے وہاں مقام کیا رات کو خواب میں کیا دیکھتی ہوں کہ ایک درخت سرسبز بہت سی شاخوں والا میرے سر پر سایہ کر رہا ہے اور ایک درخت اور چھوارے کا ہے کہ طرح طرح کے چھوارے تازے اس میں لگے ہیں اور عورتیں بنی سعد کی میرے آس پاس بیٹھی ہیں اور کہتی ہیں کہ اے حلیمہ تو ہماری شہزادی ہے پھر اس درخت سے ایک چھوارا میری گود میں گر پڑا۔ میں نے اٹھا کر کھا لیا شہد سے زیادہ میٹھا تھا مزہ اس کا

میرے منہ سے نہ گیا جب تک حضرت میرے پاس رہے۔ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ حلیمہ کہتی ہیں جب میں مکے میں آئی دیکھا کہ عورتیں میرے قبیلے کی جو مجھ سے آگے پہنچی تھیں۔ انہوں نے لڑکے قریش کے سردار اور مال داروں کے لے لیے اور میں نے ہر چند تلاش کیا کوئی لڑکا مجھ کو نہ ملا۔ میں بہت غمناک اور مسافت سفر سے متاسف بیٹھی تھی کہ ناگاہ کیا دیکھتی ہوں کہ ایک مرد بڑی شان والا کہ اس کے چہرے سے سرداری ظاہر تھی۔ کھڑا ہے میں نے پوچھا کہ یہ شخص کون ہے؟ آدمیوں نے کہا عبد المطلب سردار مکے کے وہ شخص بآواز بلند کہنے لگا کہ اے عورتو دودھ والیاں قبیلہ بنی سعد کی تم میں سے کوئی باقی ہے کہ ہمارے بیٹے کو لے میں جلدی سے بول اٹھی کہ میں فقط باقی ہوں۔ میرا نام پوچھا میں نے کہا حلیمہ سن کر مسکرائے اور کہا کیا خوب کیا خوب اے حلیمہ میرا لڑکا ہے۔ اس کا نام محمد ﷺ عورتوں بنی سعد نے غریب اور یتیم جان کے اس کو قبول نہ کیا۔ اے حلیمہ! ہم بزرگی خاندانی رکھتے ہیں تو اس کو قبول کر اس کی برکت سے تجھ کو بہت کچھ ملے گا۔ حلیمہ کہتی ہیں کہ میں نے اپنے خاوند سے مشورہ کیا اس نے کہا کہ اس لڑکے کو لے لو خالی پھر جانے سے تو بہتر ہے۔ تب حلیمہ نے عبد المطلب سے کہا میں راضی ہوں۔ عبد المطلب حلیمہ کو ساتھ لے گھر کو چلے حلیمہ کہتی ہیں کہ جب میں گھر میں پہنچی دیکھا کہ ایک بی بی خوبصورت کہ چہرہ ان کا جیسے چودھویں رات کا چاند روشن ہے بیٹھی ہیں۔ وہ بی بی آمنہ حضرت کی ماں تھیں عبد المطلب نے ان سے سب ماجرا کہا آمنہ سن کر خوش ہوئیں اور حلیمہ کی بہت تعظیم کی بعد اس کے حلیمہ کا ہاتھ پکڑ کر اس مکان میں لے گئیں۔ جہاں حضرت رہتے تھے حلیمہ کہتی ہیں۔ میں نے دیکھا کہ آپ لپٹے ہوئے ہیں صوف میں کہ وہ کپڑا دودھ سے زیادہ سفید تھا اور خوشبو مشک کی اس سے آتی تھی اور بچھونا آپ کا حریر سبز تھا۔ آپ بچھونے کے اور پیٹھ کے بھل سوتے تھے اور آپ کے گلے سے آواز جس کو ہندی میں

خرخر کہتے ہیں آتی تھی یہ عادات شریف سے آخر عمر تک رہا کہ حضرت کے سونے میں ایسی آواز گلے سے آتی تھی۔ حلیمہ کہتی ہیں کہ میں دیکھتے ہی آپ کی صورت اور حسن و جمال پر عاشق اور فریفتہ ہوگئی اور چاہا کہ حضرت کو جگاؤں پاس جا کے آہستہ ہاتھ اپنا حضرت کے سینے پر رکھا۔ حضرت مسکرائے اور آنکھیں کھولیں اور میری طرف دیکھا۔ اس وقت حضرت کی آنکھوں سے ایسا نور نکلا کہ چڑھ گیا آسمان کو اور میں اس نور کو دیکھتی تھی پھر میں نے حضرت کی دونوں آنکھوں کے بیچ بوسہ دے کر گود میں لے لیا اور داہنی چھاتی آپ کے منہ میں دی۔ حضرت نے دودھ پیا پھر میں نے چاہا کہ بائیں چھاتی منہ میں دوں۔ حضرت نے وہ چھاتی منہ میں نہ لی۔ ابن عباس سے روایت ہے کہ حق تعالیٰ نے آپ کو پیدا ہوتے ہی الہام عدالت اور انصاف فرمایا کہ دوسری چھاتی اپنے شریک یعنی بھائی رضاعی کے واسطے چھوڑ دی۔ حلیمہ کہتی ہیں کہ حضرت کا ہمیشہ یہی معمول تھا کہ داہنی چھاتی آپ پیتے اور بائیں چھاتی بھائی رضاعی کے واسطے چھوڑ دیتے۔ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ حلیمہ سے روایت ہے کہ جب حضرت کو میں دودھ پلا چکی اجازت چاہی کہ آپ کو اپنے مقام میں لے جا کے اپنے خاوند کو دکھلاؤں آمنہ نے فرمایا کہ لے جاؤ۔ لیکن مکہ سے ابھی باہر نہ جانا کہ مجھ کو تم سے بہت باتیں کہنی ہیں۔ حلیمہ حضرت کو گود میں لے کر خوش خوش اپنے مقام میں آئیں ۔ جب آپ کو حلیمہ کے خاوند نے دیکھا بہت خوش ہوا اور سجدۂ شکر کیا اور کہنے لگا کہ اے حلیمہ اس صورت کا لڑکا میں نے تمام عمر میں نہیں دیکھا۔ میں اس کی صورت پر ہزار جان سے قربان ہوں پھر حلیمہ کہتی ہیں کہ اس وقت میں نے اپنی اونٹنی کو دیکھا کہ تھن اس کے جو خشک پڑے تھے اور ایک بوند دودھ ان میں نہ تھا دودھ سے بھر گئیں۔ یہاں تک کہ دودھ ٹپکنے لگا اسی وقت دوہا اور ہم دونوں میاں بیوی نے خوب پیٹ بھر کے پیا بعد اس کے حلیمہ حضرت کو لے کر کئی رات مکے میں رہیں اور ہر رات ان کو

طرح طرح کے کرشمے اور نئی نئی باتیں جو دیکھتی تھیں سو سب جا جا کے بی بی آمنہ سے کہتیں اور آمنہ بھی جو جو عجائب غرائب ابتدائے حمل سے وقت پیدا ہونے تک ظاہر ہوئے تھے حلیمہ سے بیان کرتیں۔ القصہ حضرت کو لے کر تین یا سات رات دن مکے میں رہیں۔ آخر رخصت ہوئیں۔ آمنہ نے حضرت کو حلیمہ کے ساتھ رخصت کیا اور خدا کو سونپا حلیمہ حضرت کو لے کر مکے سے اپنے گھر کو چلیں۔ حلیمہ کہتی ہیں کہ جب میں اپنی اونٹنی پر سوار ہوئی حضرت کو آگے وار گود میں بیٹھا لیا کیا دیکھتی ہوں کہ وہی اونٹنی جو آتیوں کو چل نہ سکتی تھی اور عورتوں ساتھ والیوں کی سواری سے پیچھے رہتی ایسی چستی چالاکی سے چلتی ہے کہ سب ساتھ والیوں کی سواری میری اونٹنی سے بہت پیچھے رہتی ہے یہ حال دیکھ کر سب قبیلے والیاں بولیں کہ اے حلیمہ یہ کیا حال ہے کہ آتے وقت تیری اونٹنی چل نہ سکتی تھی۔ اب سب سے آگے جاتی ہے اور تیری اونٹنی کی بڑی شان معلوم ہوتی ہے۔ یہ باتیں کہتی تھیں کہ قدرت خدا سے وہ اونٹنی بول اٹھی کہ قسم خدا کی میرے اوپر سوار خاتم الانبیاء حبیب خدا ہے پھر حلیمہ کہتی ہیں کہ دائیں بائیں سے میرے کان میں آوازیں آنے لگیں کہ اے حلیمہ تو بڑی آدمی ہوئی اور تیرے نصیب جاگے۔ اب تیرے برابر میں قوم قبیلے میں کسی کا مرتبہ نہیں اور تو جانتی ہے کہ یہ لڑکا محمد رسول اللہ محبوب پروردگار زمین آسمان ہے اور سب مخلوقات آدمی جن فرشتوں کا سردار اور تمام کائنات اس کے فرماں بردار ہوں گے۔ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ حلیمہ سے روایت ہے کہ میں حضرت کو لیے راہ میں چلی جاتی تھی ایک مرد ضعیف کھڑا تھا۔ حضرت کو دیکھ کر کہنے لگا کہ بے شک یہ لڑکا پیغمبر آخر زمان ہے اور جب وادی سدرے میں پہنچی۔ وہاں قافلہ عالموں حبش کا اترا تھا۔ انہوں نے حضرت کو دیکھتے ہی کہا کہ یہ لڑکا بے شبہ ختم المرسلین ہے اور جب وادی ہوازن میں داخل ہوئی۔ ایک پیر مرد نے جو حضرت کو دیکھا کہنے لگا کہ یہ لڑکا خاتم انبیاء ہے اور اس کے پیدا

ہونے کی حضرت عیسیٰ نے خبر دی ہے۔ حلیمہ کہتی ہیں کہ جس منزل میں پہنچتی اور مقام کرتی حق تعالیٰ حضرت کے قدم کی برکت سے اس مقام کے درختوں اور گھاسوں کو سر سبز شاداب کر دیتا۔ جب اپنے گھر پہنچی آپ کے قدم کی برکت سے بہت برکت میرے گھر میں اور ساری بستی میں ہوئی اور اس برس میری سب بکریوں نے بچے دیئے اور دودھ بکثرت دینے لگیں اور میرے سب جانور موٹے تازے ہو گئے۔ جب میری قوم نے یہ حال دیکھا اپنی بکریوں کو میری بکریوں کے ساتھ چرانے لگے اور میرے گھر آ کے حضرت کے پاؤں دھو کر وہ پانی اپنے جانوروں کے حوض میں ڈالنے لگے پھر ان کے جانور بھی موٹے تازے ہو گئے اور دودھ بہت دینے لگے۔ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ حلیمہ سے منقول ہے کہ حضرت نے جیسے لڑکوں کی عادت ہوتی ہے اپنے بچھونے پر کبھی جا ضرور پیشاب نہیں کیا اور کپڑے آپ کے کبھی بول براز میں نہیں بھرے معمول تھا کہ وقت مقرر پر بول براز سے فراغت فرماتے اور پہلے سے اشارہ کر دیتے تھے اور جب میں ارادہ کرتی کہ حضرت کا منہ دھوؤں۔ خود بخود غیب سے یہ کام ہو جاتا مجھ کو نوبت منہ پوچھنے اور نہلانے کی نہیں آتی تھی اور حضرت کے بڑھنے کا حال یہ تھا کہ ایک دن میں اس قدر بڑھتے کہ اور لڑکے ایک مہینے میں اور مہینے میں اس قدر بڑھتے کہ اور لڑکے ایک برس میں چنانچہ دوسرے مہینے اپنے ہاتھوں کے زور سے زمین پر گھٹنوں سے چلنے لگے اور تیسرے مہینے آپ کھڑے ہو گئے اور چوتھے مہینے ہاتھ دیوار پر رکھ کر چلنے لگے اور پانچویں مہینے اپنے پاؤں کی قوت سے اچھی طرح زمین پر پھرنے چلنے اور باتیں کرنے لگے۔ پہلے پہل جو حضرت بولے یہ کہا خدا سب بڑوں سے بڑا ہے۔ سب تعریف واسطے خدا کے جو پروردگار سارے جہان کا ہے۔ پاکی سے یاد کرتا ہوں میں خدا کو صبح شام یعنی ہر وقت خدا کی تسبیح کرتا ہوں اور حلیمہ کہتی ہیں کہ میں سنتی تھی۔ حضرت آدھی رات کو پڑھتے تھے نہیں ہے کوئی معبود سوائے خدا

کے پاک ہے۔ سوتی ہیں آنکھیں اور خدا کو نہیں آتی ہے اونگھ اور نہ نیند اور نویں مہینے حضرت کمال فصاحت و بلاغت سے کلام کرنے لگے اور جو کہیں لڑکوں کو کھیلتے دیکھتے ان سے دور بھاگتے اور لڑکے آپ کو اگر کھیلنے کو کہتے تو حضرت فرماتے کہ مجھ کو خدا نے کھیلنے کے واسطے نہیں پیدا کیا اور آپ کے عادات شریف سے لڑکپن ہی سے تھا کہ جو چیز لیتے داہنے ہاتھ میں لیتے اور جب بولنے لگے بسم اللہ کہہ کر سیدھے ہاتھ میں لیتے حلیمہ کہتی ہیں کہ ایک دن حضرت میری گود میں بیٹھے تھے۔ کئی بکریاں سامنے سے جانے لگیں ان میں سے ایک بکری نے آپ کے پاس آ کے پہلے سر زمین پر رکھا پھر حضرت کے سر کو چوم کر چلی گئی۔ ایسے حال عجیب غریب جب تک حضرت حلیمہ پاس رہے۔ بہت سے ظاہر ہوئے ہیں۔ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اب تھوڑا سا ماجرا شق صدر یعنی چیرنا سینۂ مبارک کا جو حلیمہ پاس ہوا تھا۔ سنا چاہیے حلیمہ کہتی ہیں کہ ایک دن حضرت نے مجھ سے پوچھا کہ ہمارے بھائی دن کو گھر میں نہیں رہتے۔ یہ کہاں جاتے ہیں حلیمہ نے کہا بکریاں چرانے کو آپ نے فرمایا کہ ہم بھی بھائیوں کے ساتھ جائیں گے۔ حلیمہ نے بلحاظ اس کے کہ آپ آزردہ نہ ہوں۔ صبح کے وقت حضرت کا منہ ہاتھ دھلا بالوں میں کنگھی کر اور سرمہ آنکھوں میں لگا اور کپڑے پہنا ایک ہار مہرۂ یمانی کا گلے میں ڈالا۔ حضرت نے پوچھا کہ یہ ہار کس واسطے ہے۔ حلیمہ بولیں کہ واسطے آپ کی محافظت کے آپ نے فی الفور اس ہار کو گلے سے نکال کے پھینک دیا اور فرمایا میرا نگہبان میرے ساتھ ہے اور عصا ہاتھ میں لے کر بھائیوں کے ساتھ بکریاں چرانے کو جنگل کو تشریف لے گئے۔ حلیمہ کہتی ہیں یکا یک میں کیا دیکھتی ہوں کہ دوپہر کے وقت بیٹا میرا کہ اس کا نام ضمرہ تھا دوڑتا گرتا پڑتا۔ بدحواس روتا ہوا گھر میں آ کر کہنے لگا۔ اے ماں بھائی محمد ﷺ حجازی کی جلد خبر لے کہ لگتا ہے کہ تو اس کو جیتا نہ پاوے حلیمہ کہتی ہیں کہ میں یہ بات سنتے ہی ایسی گھبرائی کہ قریب تھا کہ میرا دم نکل

جائے پھر میں نے کلیجہ پکڑا اور جی کو تھام کر ضمرہ سے پوچھا کہ کیا حادثہ گزرا وہ بولا کہ محمد ﷺ بھائیوں کے ساتھ کھڑے ہوئے بکریاں چراتے تھے کہ یکا یک دو شخص محمد ﷺ کے پاس آ کے ان کو اٹھا کر پہاڑ پر لے گئے اور ان کا پیٹ چیرا پھر آ گئے مجھ کو معلوم نہیں کہ کیا گزرا حلیمہ یہ حال سنتے ہی غش میں گریں اور بیہوش ہو گئیں پھر آپ کو تھام کر اپنے خاوند کو ساتھ لے کے روتی ہوئی جنگل کی طرف دوڑیں۔ جب وہاں پہنچیں دور سے ہی دیکھا کہ آپ زندہ ہیں اور پہاڑ پر تکیہ دیئے بیٹھے ہیں اور آسمان کی طرف دیکھ رہے ہیں اور چہرہ آپ کا زرد اور رنگ فق ہے۔ حلیمہ کہتی ہیں کہ میں جاتے ہی آپ کو لپٹ گئی اور نہایت پیار سے حضرت کے سر اور منہ اور آنکھوں کو چومنے لگی۔ حضرت حلیمہ کو دیکھتے ہی مسکرائے حلیمہ نے پوچھا کہ فرمایئے کیا حال گزرا۔ آپ نے فرمایا کہ اے ماں میں بھائیوں کے ساتھ کھڑا ہوا بکریاں چراتا تھا کہ یکا یک دو شخص میرے پاس آئے۔ ہیبت ناک صورت کپڑے بہت سفید پہنے ہوئے کہتے ہیں کہ جبرئیل میکائیل تھے۔ ایک کے ہاتھ میں لوٹا چاندی کا اور دوسرے کے ہاتھ میں طشت زمرد برف سے لبریز تھا مجھ کو بھائیوں کے درمیان سے اٹھا کے پہاڑ پر لے گئے۔ ایک نے تکیہ دے کر نرمی سے میرا سینہ ناف تک چیرا اور میں نے دیکھا کچھ درد مجھ کو معلوم نہ ہوا پھر اسی شخص نے ہاتھ میرے پیٹ کے اندر ڈالا اور میری آنتوں کو باہر نکال کے برف کے پانی سے دھو صاف کر کے اپنی جگہ پر رکھ دیا پھر دوسرا شخص اٹھا اور اپنے ساتھ والے سے کہا کہ ہٹ جاؤ۔ اب مجھ کو جو حکم ہے بجا لاؤں اس نے اپنا ہاتھ میرے پیٹ میں ڈالا اور میرے دل کو سینے سے باہر نکال کے چیرا اور ایک نقطہ سیاہ خون میں بھرا دل کے اندر سے نکال کے پھینک دیا اور کہا یہ حصہ شیطان کا ہے۔ تجھ سے اے دوست خدا کے بعد اس کے میرے دل کو معرفت حق اور یقین اور نور ایمان سے بھر کے اس کی جا پر رکھ دیا اور ایک روایت میں ہے کہ پہلے آپ کے پیٹ کو پانی برف سے دھویا۔ بعد اس

کے اولوں کے پانی سے آپ کے دل کو دھو کر سکینے سے بھرا سکینہ ایک چیز تھی جیسے زیرہ گلاب کا اس کو حضرت کے دل پر چھڑکا پھر دل کو اس کے مقام پر رکھ دیا پھر انگوٹھی نور سے اس پر مہر کی حضرت فرماتے ہیں کہ اس کی خوشی اور خنکی میں اب تک اپنے دل اور رگوں اور جوڑوں میں پاتا ہوں پھر ہاتھ میرے سینے کے شگاف پر پھیرا فوراً وہ شگاف بھر گیا اور سینہ میرا جیسا تھا ویسا ہو گیا ایک خط باریک سینے سے ناف تک باقی رہا۔ انس بن مالک جو آپ کے خدمت گار تھے۔ ان سے روایت ہے کہ میں نے وہ خط اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے معلوم کیا چاہیے کہ یہ شق صدر پہلی بار چار برس کی عمر میں ہوا ہے اور اس کی کیفیت میں روایتیں مختلف ہیں پھر اس کے سوا تین بار اور ہوا۔ ایک دس برس کی عمر میں اور ایک قریب نبوت کے اور ایک شب معراج میں۔ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ القصہ حلیمہ حضرت کو پہاڑ پر سے لے کر گھر میں آئیں۔ ان کے خاوند اور قوم قبیلے کی عورتوں نے کہا کہ ان کو کاہن پاس لے چلو کہ ان کا حاصل مفصل معلوم ہو۔ حضرت نے فرمایا کچھ حاجت نہیں میں اپنے آپ کو صحیح سالم پاتا ہوں پھر بعضے شخصوں نے سایہ جن کا ٹھہرایا۔ تب حلیمہ گھبرا کے حضرت کو کاہن پاس لے گئیں اور حال بیان کیا کاہن بولا کہ یہ لڑکا اپنا حال آپ بیان کرے۔ حضرت نے سب حال بیان کیا۔ جب کاہن نے یہ قصہ سنا اپنے مکان سے اٹھ کر حضرت کو زور سے اپنے سینے سے لگایا اور پکار کر کہا کہ اے قوم عرب یہ لڑکا اگر جیتا رہا اور جوانی کو پہنچا سب عقل مندوں کو احمق کہے گا اور تمہارے دین کو باطل کرے گا اور تم کو اس دین کی طرف بلائے گا کہ تم نہیں جانتے ہو۔ اب اس لڑکے کو مار ڈالو اور مجھ کو بھی اس کے ساتھ قتل کرد جو حلیمہ نے یہ باتیں سنیں۔ حضرت کو اپنی گود میں لے لیا اور اس کاہن سے کہا تو دیوانہ ہے جو ایسی باتیں کرتا ہے اور حضرت کو لے کر اپنے گھر میں آئیں۔ خاوند سے کہا کہ اب حضرت کا رکھنا یہاں مناسب نہیں۔ صلاح یہ ہے کہ ان کو مکے میں آمنہ اور

عبدالمطلب کے پاس پہنچایا چاہیے۔ حلیمہ کہتی ہیں کہ جب میں نے قصد حضرت کے
لے چلنے کا کیا غیب سے آواز آنے لگی کہ اے بن سعد اب خیر و برکت تمہارے قبیلے
سے جاتی ہے اور اہل مکہ خوش ہو کہ نور اور خیر و برکت تم میں پھر آتی ہے۔ المختصر حلیمہ اپنے
خاوند کے ساتھ حضرت کو لے کر مکے کو چلیں راہ میں اور بھی کرشمے دیکھے۔ آخر حضرت کو
خیر و عافیت سے ان کے گھر آمنہ پاس پہنچایا اور عبدالمطلب کو سپرد کیا اور جو حال ان
کے پاس گزرا تھا۔ سب مفصل بیان کیا۔ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ

بیان حلیۂ شریف

اے مسلمانو! اب حلیہ شریف اور حضرت کی صورت کا بھی حال مختصر سن لو اور
اس بیان کو آئینہ آپ کی صورت کا سمجھ کر اپنے دلوں اور آنکھوں میں تصور کیا کرو جانا
چاہیے کہ قد حضرت کا میانہ تھا اور آپ کے قد کا یہ معجزہ تھا کہ جب کھڑے ہوتے یا چلتے
سب آدمیوں کے قد سے آپ کا قد اونچا نظر آتا اور جب مجلس میں بیٹھتے ساری مجلس
میں سر مبارک بلند ہوتا۔ سر مبارک بڑا تھا نہ اس قدر کہ حد اعتدال سے خارج ہو۔ بزرگی
سر کی دلیل زیادتی عقل اور سرداری کی ہے۔ بال آپ کے سر کے گھونگروالے اور بہت
نورانی اور چمکتے تھے اور لپٹیں خوشبو کی ان سے آتی تھیں اور درازی حضرت کے سر کے
بالوں کی کبھی کانوں تک کبھی کاندھے تک اور کبھی درمیان کان اور کاندھے کے ہوتے
تھی۔ کبھی بالوں کو کناروں سر پر چھوڑ دیتے اور کبھی جدا جدا دو حصے کرتے۔ اس طرح
کہ بیچ میں ایک خط باریک پیدا ہوتا کہ جس کو ہندی میں مانگ کہتے ہیں اور یہ مانگ
سنت ابراہیم خلیل اللہ کی ہے اور کبھی دونوں طرف دو گیسو چھوڑتے اور کبھی چار چنانچہ
حدیث ام ہانی میں آیا ہے کہ جب حضرت مکے میں تشریف لائے چار گیسو چھوڑتے
تھے اور حضرت کے بالوں کا یہ معجزہ تھا کہ جس بیمار کو دھو کر پلاتے شفا ہو جاتی۔ منہ
حضرت کا کہ آئینہ خدا نما تھا بہت روشن اور چمکتا تھا۔ گویا سورج اس میں پھرتا ہے اور

حدیثوں میں تشبیہ چہرۂ مبارک کی بہت چیزوں کے ساتھ واقع ہوئی ہے۔ جیسے سورج
چاند تلوار آئینہ چودھویں رات کے چاند کا ٹکڑا چاند کا ہالہ مقصود ان سب تشبیہوں سے
روشنی اور چمک دمک صفائی چہرے کی ہے اور غرض اس سے فقط سمجھانا ہے ورنہ کوئی چیز
دنیا میں ایسی نہیں ہے کہ اس کے ساتھ تشبیہ حضرت کے چہرے کی دی جائے پیشانی
حضرت کی نورانی اور کشادہ تھی۔ کعب بن مالک سے روایت ہے کہ جب چین آپ کی
پیشانی میں پڑتی ایسا نظر آتا کہ ٹکڑا چاند کا ہے اور خوشبو آپ کی پیشانی سے مشک عنبر
زعفران گلاب عطر سے زیادہ آتی تھی۔ چنانچہ عورتیں بجائے خوشبوئے عطر کے آپ
کی پیشانی کے پسینے کو بدن میں ملتی تھیں۔ حدیث کی کتابوں میں لکھا ہے کہ ایک عورت
بے مقدور تھی اس کو اپنی بیٹی کے نکاح کے دن خوشبو میسر نہ ہوئی۔ حضرت کی خدمت
میں حاضر ہوئی اور کئی بوند آپ کی پیشانی کے پسینے کی لے جا کر اس دولھن کے بدن
میں ملی کئی پشت تک اس دولھن کی اولاد کے بدن میں ویسی ہی خوشبو آتی رہی۔ ابرو
حضرت کے پتلے پتلے خم دار بشکل کمان ظاہر میں ملے ہوئے نظر آتے اور حقیقت میں
جدا جدا تھے اور بیچ میں دونوں ابرو کے ایک رگ تھی کہ حالت غضب میں نمودار ہوتی
اور صورت خدا کے قہر کی اس سے نظر آتی۔ آنکھیں حضرت کی سرگیں سیاہی اور
سفیدی ان کی بکمال اعتدال اور لال لال ڈورے نہایت خوشنما ان میں نظر آتے۔
بخاری نے ابن عباس اور بیہقی نے بی بی عائشہ سے روایت کی ہے کہ حضرت اندھیرے
میں ایسا دیکھتے تھے جیسا اجالے میں یعنی آپ کی نگاہ کا یہ معجزہ تھا اندھیرے اجالے
میں برابر نظر آتا اور آگے پیچھے سب برابر دیکھتے تھے۔ حدیث میں آیا ہے کہ آپ
مقتدیوں سے فرماتے کہ جلدی نہ کرو مجھ سے رکوع اور سجدے میں، تم کو آگے پیچھے
سے یکساں دیکھتا ہوں اور قوت بینائی کا یہ حال تھا کہ حضرت ثریا کے تارے گیارہ یا
بارہ گن لیتے اور وقت بنائے مسجد کے مدینے میں کعبے کو ظاہر کی آنکھوں سے دیکھ کر

سمت قبلہ درست فرمائی۔ پلکیں آپ کی دراز مثل سائبان نہایت زیبا اور کمال خوشنما تھیں اور دراز مژگان حضرت کے پلکوں کی تعریف میں آیا ہے۔ گوش مبارک یعنی کان حضرت کے نہایت مناسب اور کمال خوبصورت تھے۔ ان کا معجزہ یہ تھا کہ نزدیک اور دور سے برابر سنتے۔ حدیث میں آیا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ دیکھتا ہوں۔ اس چیز کو کہ تم نہیں دیکھتے اور سنتا ہوں میں اس چیز کو کہ تم نہیں سنتے اور حدیث میں آیا ہے کہ ایک دن حضرت مجمع صحابہ میں بیٹھے تھے۔ یکا یک طرف آسمان کے دیکھ کر فرمایا کہ اس وقت میں نے آسمان کے دروازے کھلنے کی آواز سنی اور یہ دروازہ آگے کبھی نہیں کھلا تھا اور اس دروازے سے ستر ہزار فرشتے سورۂ انعام کو ساتھ لے کر اترے۔ اس مقام سے حضرت کی قوت سننے اور دیکھنے کی معلوم کیا چاہیے اور حضرت جاگنے اور سونے میں برابر سنتے تھے۔ حدیث میں آیا ہے کہ آپ نے فرمایا آنکھیں میری سوتی ہیں اور دل میرا جاگتا ہے۔ اس سبب سے حضرت کا سونا ناقض وضو نہ تھا۔ بینی مبارک یعنی ناک حضرت کی بلند اور اس پر نور کا ابھار تھا جو کوئی بے تامل دیکھتا نظر آتا کہ بہت بلند ہے حالانکہ بہت اونچی نہ تھی۔ وہ بلندی شعاع نور کی تھی جس کے سبب سے ناک اونچی نظر آتی تھی۔ رخسارے حضرت کے نہایت نرم نازک خوش رنگ زیادہ پھولوں بہشت سے اور ایسے آب و تاب اور چمک دمک سے تھے کہ جن کی روشنی چاند کی روشنی پر غالب تھی۔ دہن مبارک کشادہ یعنی بہت تنگ نہ تھا۔ حدیث جابر میں آیا ہے کہ تھے رسول خدا ﷺ فراخ دہان اور خوبی اس میں یہ کہ کشادگی دہن کی مردوں میں عرب والوں کو پسند ہے اور تنگی دہن کی عورتوں میں لعاب دہن حضرت کہ جس کو چشمۂ معجزات کہتے ہیں۔ اس کا یہ معجزہ تھا کہ جس بیمار کے لگاتے یا کھلاتے بیماری اس کی دور ہوتی۔ چنانچہ مشہور ہے کہ خیبر کی لڑائی کے دن حضرت علی رضی اللہ عنہ کی آنکھیں دکھتی تھیں۔ حضرت نے اپنے منہ کا لعاب ان کی آنکھوں میں لگا دیا فوراً اچھی ہوگئیں اور لڑکوں

دودھ پینے والوں کو حضرت کی خدمت میں لاتے۔ جب حضرت اپنا لعاب دہن ان کے منہ میں ڈالتے وہ اس قدر سیراب ہو جاتے کہ تمام دن دودھ نہ مانگتے۔ ایک دن حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ پیاسے تھے۔ حضرت نے اپنی زبان ان کے منہ میں رکھی۔ انہوں نے اس کو چوسا پیاس جاتی رہی اور سارے دن پانی نہ پیا۔ حدیبیہ کے مقام میں ایک کنوا تھا۔ حضرت کا لشکر جب وہاں آیا کثرت پانی بھرنے سے وہ کنوا خشک ہوگیا اور پانی اس میں باقی نہ رہا بعد دریافت اس حال کے حضرت اس کنوے پر تشریف لائے اور ایک کلی پانی کی دہن مبارک سے ڈالی برکت آپ کے منہ کی کلی سے ایک ساعت بعد وہ کنوا جوش میں آیا اور اس قدر کثرت سے پانی ہوا کہ سب آدمیوں اور جانوروں نے پیا اور جب تک لشکر وہاں رہا ہرگز پانی کم نہ ہوا۔ انس بن مالک کے گھر میں کنوا تھا اس کا پانی کھاری انس نے ایک بوند پانی حضرت کے لعاب دہن سے لے کر اس میں ڈالا وہ کھاری پانی ایسا میٹھا ہوگیا کہ کسی کنوے کا پانی اس کے برابر میٹھا نہ تھا اور معجزے آپ کے لعاب دہن کے بہت سے کتابوں میں لکھے ہیں۔ دانت حضرت کے کشادہ اور نہایت روشن اور چمکتے تھے۔ باتیں کرنے میں آپ کے دانتوں سے نور جھڑتا تھا۔ حدیث میں آیا ہے کہ اگلے دانت کشادہ تھے اور حکمت کشادگی ان دانتوں میں یہ تھی کہ شعاع تجلیات الٰہی کہ حضرت کے دل میں جلوہ گر تھی۔ اس راہ سے چہرۂ مبارک پر نور افشاں رہے۔ چنانچہ ابن عباس روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت ہونٹ کھول کر بات کرتے نظر آتا کہ دو دانتوں اگلے کی کشادگی سے نور نکلتا ہے اور طبرانی نے اوسط میں روایت کی ہے کہ ہونٹ حضرت کے مہر دہان شریف اور احسن اور الطف سب آدمیوں کے ہونٹوں سے تھے۔ کہتے ہیں کہ سرخی آپ کے ہونٹوں کی عناب بلکہ لعل یاقوت سے زیادہ تر تھی اور عادات شریف سے اکثر اوقات تبسم یعنی مسکرانا تھا اور کمتر ضحک لیکن قہقہہ حضرت کا ہرگز ثابت نہیں اور ہمیشہ کشادہ رو اور خندہ پیشانی رہتے

تھے۔ بیہقی نے ابو ہریرہ سے روایت کی ہے کہ جب حضرت ہنستے دیواریں روشن ہو جاتیں اور نور آپ کے دانتوں کا دیواروں پر ایسا چمکتا جیسے دھوپ سورج کی آواز شریف نہایت خوش اور شیریں تر سب آدمیوں کی آواز سے تھی۔ انس بن مالک سے روایت ہے کہ نہیں بھیجا خدا نے کسی پیغمبر کو مگر خوش رو اور خوش آواز اور ہمارے پیغمبر سب پیغمبروں سے زیادہ تر خوش رو اور خوش آواز تھے اور آواز حضرت کی بے تکلف جاتی تھی۔ اس جگہ تک جہاں کسی کی آواز نہ پہنچتی۔ خاص کر خطبہ پڑھنے میں جو وعظ و نصیحت فرماتے۔ اس قدر آواز بلند ہوتی کہ عورتیں اپنے گھروں میں سنتی تھیں اور ایام حج میں جس وقت منا میں خطبہ پڑھا۔ سب آدمیوں نے حضرت کی آواز کو اپنے اپنے مقام پر سنا کوئی شخص باقی نہ رہا کہ جس کے کان میں آپ کی آواز نہ پہنچی ہو۔ باتیں حضرت کی ایسی فصاحت بلاغت بھری تھیں کہ تعریف ان کی انداز بیان سے باہر ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ ایک بار حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ یا رسول اللہ آپ ہمارے درمیان سے باہر نہیں گئے اور کوئی فصیح بلیغ یہاں اور مقام سے نہیں آیا۔ آپ کو اس قدر فصاحت بلاغت کہاں سے حاصل ہوئی۔ فرمایا کہ زبان اسمٰعیل پرانی ہوگئی تھی۔ جبرئیل میرے پاس اس زبان کو لائے میں نے اس کو یاد کرلیا۔ ریش مبارک حضرت کی بہت گھنی انبوہ کے ساتھ تھی شفائے قاضی عیاض میں لکھا ہے کہ انبوہ ریش مبارک نے سینۂ شریف کو بھر لیا تھا اور درازی ریش مبارک میں روایات مختلف ہیں۔ تحقیق یہ ہے کہ درازی ریش مبارک میں قدر معین ثابت نہیں اور حضرت کی ریش مبارک کا خضاب بھی ثابت نہیں۔ تحقیق یہی ہے کہ آپ نے خضاب نہیں فرمایا بال حضرت کی داڑھی اور سر کے سترہ یا اٹھارہ سے زیادہ سفید نہ تھے۔ یہ مقدار قابل خضاب نہیں۔ گردن شریف بکمال خوبی حد اعتدال پر تھی اور صفائی اور آب تاب سے ایسی چمکتی تھی۔ جیسے چاندی کا ٹکڑا۔ شانے آپ کے اونچے اونچے ان پر بال اور دونوں میں کچھ جدائی یعنی ملے

ہوئے نہ تھے۔ بغل حضرت کی سفید ہم رنگ بدن تھی اور یہ خواص آپ کے سے ہے کس واسطے کہ بغل سب آدمیوں کی مائل بہ سیاہی ہوتی ہے اور حضرت کی بغلوں سے خوشبو مشک کی آتی تھی۔ سینۂ مبارک چوڑا اور تھوڑا سا ابھرا نہایت خوبصورتی اور صفائی کے ساتھ تھا۔ شکم مبارک ہموار اور صاف حدیث ام ہانی میں آیا ہے کہ دیکھا میں نے حضرت کے پیٹ کو جیسے تختے کاغذ کے تلے اوپر تہ کیے رکھے ہیں۔ یہ کنایہ نہایت نرمی اور صفائی سے ہے اور حدیث ابن ہالہ میں آیا ہے کہ اس کا حال یہ ہے کہ حضرت کے سینے سے ناف تک بالوں کا ایک خط باریک تھا۔ باقی سینہ اور پیٹ صاف تھا۔ اس خط کو ہندی زبان میں رومال کہتے ہیں اور حدیث میں آیا ہے کہ سوائے اس خط کے چھاتی اور پیٹ پر کوئی بال نہ تھا۔ پیٹھ آپ کی جیسے چاندی گلی ہوئی یعنی نہایت سفید اور صاف اور برابر جیسے چاندی کا پتر اور ہڈیاں کندھوں کی مضبوط اور پر گوشت اور دونوں کندھوں کے بیچ میں مہر نبوت اور وہ مہر ایک چیز ابھری ہوئی اجزائے بدن سے رنگ اور صفائی میں ہم رنگ بدن اس کو مہر نبوت کہتے تھے۔ حاکم نے مستدرک میں وہب سے روایت کی ہے کہ نہیں آیا کوئی پیغمبر مگر علامت اس کے نبوت کی سیدھے ہاتھ میں تھی لیکن ہمارے پیغمبر کہ نشانی ان کے نبوت کی دونوں شانوں کے بیچ میں تھی اور اس پر کئی خال اور کئی بال اس طرح پر تھے کہ صورت حرفوں کی اس سے نظر آتی جیسے لکھا ہے لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ اور بعض روایت میں ہے کہ اس پر لکھا تھا کہ جس کے معنی یہ ہیں خدا اکیلا ہے کوئی اس کا شریک نہیں جس طرح تو متوجہ ہو بے شک فتحیاب ہوگا دونوں ہاتھ آپ کے دراز تھے اور درازی ہاتھ کی کمال سخاوت اور بخشش اور قوت اور غلبے پر دلیل ظاہر ہے۔ ہتھیلیاں پُر گوشت اور نرم نازک پھیلی پھیلی خوشبودار تھیں۔ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں انس بن مالک سے روایت ہے کہ نہیں ہاتھ لگایا میں نے دیبا اور حریر کو کہ نرم زیادہ ہو۔ ہتھیلی حضرت سے اور نہیں سونگھا میں نے مشک اور عنبر کو کہ خوشبو

دار زیادہ ہو خوشبوئے حضرت سے لکھا ہے کہ جب یتیم کے سر پر شفقت سے ہاتھ
پھیرتے تھے اس کا سر خوشبودار ہو جاتا۔ صحیح مسلم میں روایت ہے کہ ہاتھ لگایا۔ حضرت
نے رخسارۂ جابر بن سمرہ کو جابر کہتے ہیں کہ پائی میں نے دست مبارک کی سردی اور
خوشبو کہ گویا باہر لائے ہیں اس کو شیشی عطر سے اور طبرانی اور بیہقی میں وائل بن حجر سے
روایت ہے کہ مصافحہ کرتا ہوں میں حضرت سے پھر سونگھتا ہوں اپنے ہاتھ کو پاتا ہوں
خوشبو زیادہ اور خوشتر بوئے مشک سے سعد بن وقاص سے روایت ہے کہ ایک بار
تشریف لائے حضرت میری عیادت کو اور رکھا دست مبارک میری پیشانی پر پھر مسح کیا
میرے منہ کو اور سینے کو ہمیشہ پاتا ہوں سردی آپ کے دست مبارک کی اپنے جگر میں
اس ساعت تک مسور بن شداد اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ میں آیا حضرت
کے پاس اور ہاتھ لگایا میں نے دست مبارک کو تھا نرم زیادہ ریشم سے اور ٹھنڈا زیادہ
برف سے حدیث میں آیا ہے کہ ایک دن حضرت نے قتادہ کے منہ پر ہاتھ پھیرا ان کا
چہرہ اس قدر روشن ہو گیا کہ عکس ہر چیز کا اس میں نظر آنے لگا۔ اونگلیاں آپ کے
ہاتھوں کی دراز اور نہایت خوشنما تھیں۔ معجزات مشہورہ آپ کی انگلیوں سے ہے کہ چاند
کو دو ٹکڑے کیا اور سنگریزوں نے آپ کی انگلیوں میں تسبیح کی اور گھائیوں سے پانی
ابلا۔ چنانچہ حدیث میں آیا ہے کہ ایک لوٹے میں ایک وضو کے مقدار پانی تھا اور تین سو
آدمی اس وقت حاضر اور سب کو حاجت وضو تھی۔ حضرت نے اس قدر پانی میں ہاتھ اپنا
رکھا آپ کی گھائیوں سے پانی نکلتا تھا۔ یہاں تک نکلا کہ تین سو آدمیوں نے فراغت
تمام سے وضو کیا۔ جابر سے روایت ہے کہ حدیبیہ میں اصحاب پیاسے تھے اور حضرت
کی چھاگل میں تھوڑا سا پانی تھا۔ آپ نے دست مبارک اس میں ڈالا فوراً پانی نے
مانند چشموں کے اونگلیوں سے اس قدر جوش مارا کہ ہم سب نے پیا اور وضو کیا۔ جابر کہتے
ہیں کہ اگر لاکھ آدمی ہوتے پانی کفایت کرتا اور ہم سب پندرہ سو آدمی تھے۔ قدم

شریف کی تعریف میں اختلاف روایات ہے خلاصہ یہ ہے کہ قدم شریف دراز اور
پر گوشت اور اونگلیاں پانوں کی دراز اور تلی سبابہ سب انگلیوں میں دراز اور خنصر
پر گوشت اوپر سے پانوں ڈھلکتے ہوئے کہ ان پر پانی ٹھہرتا نہ تھا۔ ایڑیاں چھوٹی کم
گوشت نہایت خوبصورت پنڈلیاں باریک تلی کم گوشت نرم جن کی تعریف میں آیا
ہے جیسے کھجور کا گادھا لبی چوڑی نہ تھیں۔ اس سبب سے آپ تیز رفتار اور جلد چلتے تھے
اور چلنے میں قدم کو قوت سے خوب جما کر رکھتے آگے کو جھکے ہوئے جیسے اوپر سے تلے کو
اترتے ہیں باوجود اس کے تیز رفتار آہستہ رو نرم چال تھے۔ حضرت کے قدم شریف کا
معجزہ جابر روایت کرتے ہیں کہ میرے باپ جنگ احد میں شہید ہوئے قرضدار یہود
کے تھے۔ فقط ایک باغ چھوہاروں کا اپنے ملک میں چھوڑا وہ باغ پھلا یہود نے چاہا کہ
سارے باغ کا میوہ قرض میں لگا لیں۔ میں نے کہا کہ کئی برس کی بہار سے اپنا قرض ادا
کرلیں۔ یہود نے نہ مانا آخر یہ قصہ حضرت کے حضور تک پہنچا آپ نے فرمایا کہ
چھوہارے سب توڑ کر ڈھیر کرو پھر حضرت اس باغ میں تشریف لائے اس ڈھیر کے
آس پاس پھر کے قدم شریف اس پر رکھا اور فرمایا کہ قرض خواہوں کو بلا کر اس ڈھیر
میں سے چھوہارے ان کے قرض میں دینا شروع کرو۔ جابر کہتے ہیں کہ میں اس ڈھیر
میں سے چھوہارے ماپ ماپ کر دینے لگا۔ حضرت کے قدم کی برکت سے سب
قرض ان کا اسی ڈھیرے سے ادا ہو گیا اور میں اس ڈھیر کی طرف دیکھتا تھا کہ وہ ڈھیر
جیسا تھا ویسا ہی موجود ہے۔ گویا ایک چھوہارا بھی اس سے کم نہ ہوا اور حضرت نہایت
باوقار و باتمکین تھے اور تمکنت سے راہ میں چلتے اور جب چلتے صحابہ کو حکم ہوتا کہ آگے
چلیں اور پیچھا میرا فرشتوں کے واسطے چھوڑ دیں یعنی حضرت کے پیچھے فرشتے ہوتے
تھے۔ اس واسطے اصحاب کو آگے چلنے کو حکم تھا اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نہ
دیکھا میں نے کسی کو بہت جلد راہ چلنے میں پیغمبر خدا ﷺ سے گویا لپٹی جاتی تھی زمین

آپ کے پاؤں تلے اور ہم سب دوڑتے تھے کہ آپ کے ساتھ چلیں اور آپ بے
تکلف بطور خود چلتے تھے اور ہرگز اضطراب چلنے میں محسوس نہ ہوتا۔ یہ معجزہ حضرت کے
رفتار کا تھا کہ بہت جلد چلتے اور جلدی آپ کے چلنے میں معلوم نہیں ہوتی تھی اور تمام
بدن حضرت کا پر گوشت اور دوہرا اور کھچا تھا اور سارا بدن آپ کا روشن اور چمکتا تھا۔
باتفاق کہتے ہیں کہ رنگ حضرت کا ابیض ملیح یعنی سفید نمکین تھا۔ ملاحت ایک وصف یہ
ہے کہ بیان میں نہیں آسکتی۔ خلاصہ یہ ہے کہ حضرت کا رنگ سفید مخلوط بسرخی تھا جس کو
ہمارے عرف میں گندمی رنگ کہتے ہین یعنی نرا سفید نہ تھا بلکہ سفیدی ملی ہوئی سرخی کے
ساتھ تھی اور یہی مراد ابیض ملیح سے ہے جو حدیث میں وارد ہے حق یہ ہے کہ اختلاط
سرخی سے سفیدی میں ایک ملاحت رنگ میں پیدا ہوتی ہے کہ جس کی دلربائی کو دل ہی
جانتا ہے اور حضرت کے بدن کا نور چاند کے نور سے زیادہ تھا۔ براء بن عازب سے
روایت ہے کہ دیکھا میں نے آپ کو چاندنی رات میں ایک حلہ سرخ یعنی دھاری دار
پہنے پھر دیکھتا تھا۔ میں حضرت کو ایک نظر اور چاند کو ایک نظر قسم خدا کی حضرت کا بدن چاند
سے زیادہ روشن نظر آتا تھا۔ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ خاتمہ جاننا چاہیے کہ
حضرت نے وقت پیدا ہونے کے سجدہ کیا اور کلمہ پڑھا اور امتی امتی کہا اور فرشتے آپ
کے پالنے کو ہلاتے اور جھولا جھلاتے تھے اور چاند آپ کے ساتھ باتیں کرتا اور جدھر
اشارہ فرماتے ادھر آجاتا اور آپ کو جمائی کبھی نہیں آئی اور آپ کے بدن اور کپڑوں پر
مکھی کبھی نہیں بیٹھی اور آپ کے پسینے سے خوشبو مشک عنبر کی آتی تھی اور وقت پیشاب
جا ضرور کے زمین پھٹ جاتی اور بول براز اس میں غائب ہو جاتا اور اس جگہ سے
خوشبو مشک کی آتی اور جس سواری پر آپ سوار ہوتے وہ جانور آپ کی سواری تک لید
پیشاب نہ کرتا اور بادل کا ٹکڑا ہمیشہ دھوپ کے وقت سر مبارک پر سایہ کرتا اور جب کسی
درخت کے تلے بیٹھتے سایہ درخت کا آپ کی طرف پھر جاتا اور حضرت قبر میں زندہ

ہیں اور نماز پڑھتے ہیں اور آپ کی قبر پر فرشتے مقرر ہیں کہ جو کوئی آپ کے اوپر درود و
سلام بھیجے اس کو آپ کے حضور میں لے جاتے ہیں اور حضرت کے حضور میں عرض کیے
جاتے ہیں۔ اعمال امت کے اور بڑی بزرگی حضرت کی یہ ہے کہ خدا نے قرآن میں
آپ کی حیات یعنی جان کی قسم کھائی۔ چنانچہ سورۂ حجر میں فرمایا لَعَمْرُكَ اِنَّهُمْ لَفِیْ
سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُوْنَ قسم تیری جان کی اے محمد ﷺ وہ اپنی مستی میں مدہوش ہیں اور
اس قسم سے بڑھ کر دوسری قسم اور ہے جو عنوان سورۂ لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ سے ظاہر
ہے یعنی قسم کھاتا ہوں میں اس شہر یعنی مکے کی مواہب لدنیہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے
روایت ہے کہ انہوں نے عرض کی حضرت کی خدمت میں کہ مجھ کو قسم اپنے ماں باپ کی
کہ تحقیق پہنچی فضیلت آپ کے پاس خدا کی اس مرتبے کو کہ قسم کھائی خدا نے آپ کی
حیات یعنی جان کی نہ حیات اور کسی نبی کی اور پہنچی فضیلت آپ کے پاس خدا کی اس
حد کو کہ قسم کھائی خدا نے آپ کی خاک پا کی اور کہا لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ یعنی قسم کھاتا شہر
کی کہ عبارت زمین سے ہے کہ اس پر چلتے ہیں قسم کھانا خاک پا کی ہے مسلمانون قسموں
سے جو ظاہر ہوتا ہے اس کو خدا رسول ہی خوب جانتا ہے اور آپ کے فضائل میں سے
ہے کہ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ کے جواب میں پہلے بَلٰی آپ نے کہا اور سب سے پہلے آپ
پیدا ہوئے ہیں اور خدا کو ظاہر کی آنکھوں سے دنیا میں آپ ہی نے دیکھا اور پہلے قبر
سے قیامت میں آپ اٹھیں گے اور سواری براق اور ستر ہزار فرشتے آپ کی جلو میں
ہوں گے اور داہنی طرف عرش کے کرسی کے اوپر آپ بیٹھیں گے اور مقام محمود سے
مشرف ہوں گے اور لواء الحمد آپ کے ہاتھ میں ہوگا اور حضرت آدم علیہ السلام اور سب
انبیاء اپنی اپنی امتوں کے ساتھ اس جھنڈے کے سائے میں ہوں گے اور پہلے پل صراط
سے آپ گزریں گے اور جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آپ کی بیٹی پل صراط پر آئیں گی
فرشتے پکار کر کہیں گے کہ سب آدمی اپنی آنکھیں بند کر لیں تا کہ کسی نامحرم کی نگاہ آپ

هو الہادی

الحمد للہ کہ یہ مختصر رسالہ خیر و برکت کا مقالہ جامع
حالات میلاد شریف حضرت سید الابرار مسمّیٰ بہ

نجم الہدیٰ
فی
ذکر سید الوریٰ

مولفہ شیدای احمد مجتبیٰ شیفتہ محمد مصطفیٰ مولوی حافظ
حاجی غلام محمد ہادی علی خان لکھنوی سلمہ اللہ القوی

مطبع نامی لکھنؤ میں طبع ہوا
سنہ ۱۹۰۰ع

نمبر ۳۸۴۴

کی صاحبزادی پر نہ پڑے اور پہلے دیدار خدا آپ سے شروع ہوگا اور دروازہ بہشت کا پہلے آپ کھولیں گے اور قیامت کے دن مرتبہ وسیلے سے مشرف ہوں گے اور یہ مرتبہ نہایت بلند ہے کسی نبی کو حاصل نہ ہوا۔ حقیقت اجمالی اس مرتبے کی یہ ہے کہ حضرت حق تعالیٰ کی طرف سے بمنزلہ وزیر کے بادشاہ کی طرف سے ہوں گے۔ المختصر حضرت کے فضائل اور خصائص بہت ہیں مسلمانوں کو لازم ہے کہ یہ اعتقاد دل سے کریں اور زبان سے بھی کہتے رہیں کہ سب سے بہتر بعد خدا کے رسول خدا ہیں۔

یہ بات سچ ہے کہ آدم سے لے کے تا عیسیٰ
خدا کے بعد بڑے سب سے ہیں رسولِ خدا

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ یہ رسالہ کہ جس کا نام خدا کی رحمت ہے ۱۲۷۵ھ بارہ سو پچھتر ہجری میں تالیف ہوا۔ تاریخ تالیف کی جامع علم و ہنر سخن سنج معنی پرور عارج معارج بلند نامی۔

مولوی سید حسن احمد صابر بلگرامی سے

چوں قطبِ دہر حضرتِ کشفی رقم نمود
در ذکرِ مولدِ نبوی ایں رسالہ را
از بہرِ سال ختم چنیں مایۂ نجات
صابر بدیہہ گفت ''زہی رحمت خدا''
۱۲۷۵ھ
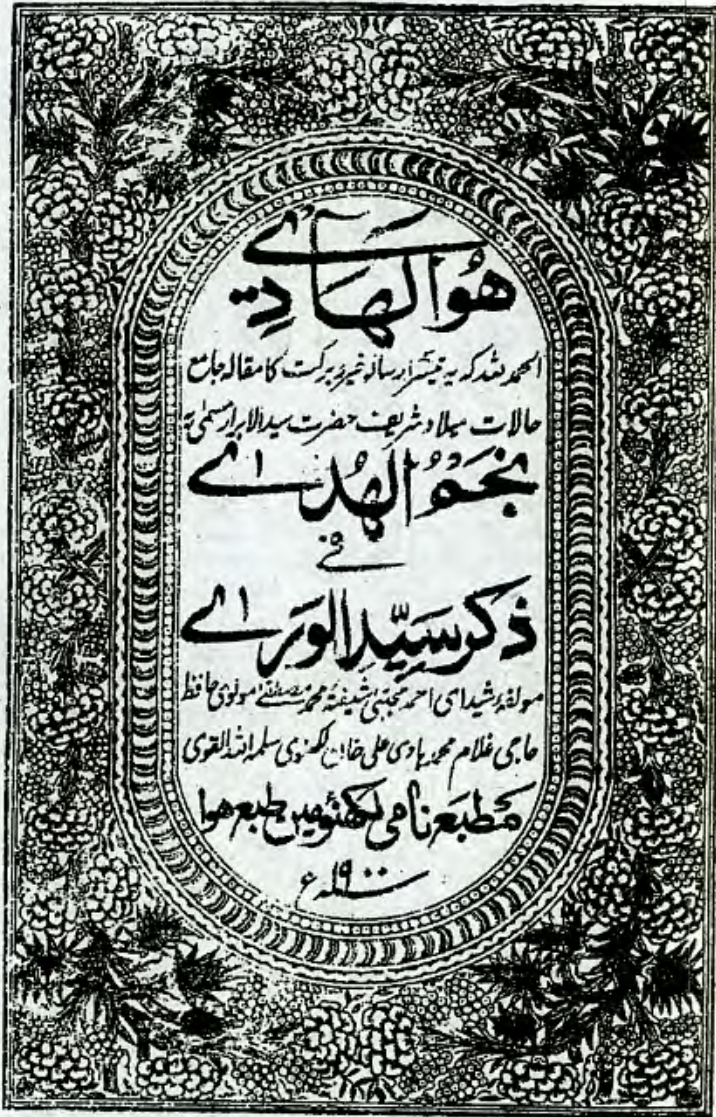
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نَحْمَدُكَ يَامُعِيْنُ وَنُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِكَ مُحَمَّدٍ
رَحْمَةً لِّلْعَالَمِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ

اے بہ گردِ روضہ ات گردد فلک ہر صبح و شام
ارض بر افلاک از تو فخر می سازد مدام

من کیم تا تحفۂ تسلیم پیشت آورم
قبلۂ مقصودِ من باد از خدا برتو سلام

اے رسالت را علم افراختہ دستِ تو تیغِ شریعت تاختہ
نُہ قبائے چرخ را خیاط صنع خاص بہرِ قامت پرداختہ
آدم و من دو نہ تحت اللواست آمدہ چوں تولوا افراختہ
تافتہ نورِ تو ازواجِ ازل پرتوِ خود تا ابد انداختہ
جز خدا قدرِ ترا نشناخت کس کس خدا را ہمچو تو نشناختہ
بندہ خسرو تانویسد نعتِ تو زآتش دل جان خود بگداختہ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَيْهِ پروردگار عالم اپنی کتاب قدیم میں جو اپنے حبیب کریم پر نازل کی ہے۔ارشاد فرماتا ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا[1] تحقیق اللہ اور اس کے فرشتے صلوٰۃ بھیجتے ہیں اوپر نبی ﷺ کے اے ایمان والو تم بھی صلوٰۃ بھیجو اسی نبی پر اور سلام بھیجو جو حق سلام بھیجنے کا ہے اللہ تعالیٰ کا کلام پاک ابلغ الکلام ہے اس آیۂ شریفہ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت ﷺ کو لفظ نبی سے یاد فرمایا ہے۔علماء نے لکھا ہے

(۱) معانی آیۂ کریمہ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ کے۔۱۲

کہ اس میں حکمت یہ ہے (اس آیۂ شریفہ میں) چونکہ اللہ تعالیٰ کو منظور تھا امت کو حکم دینا درود شریف پڑھنے کا لہٰذا اوّل حضور کو لفظ نبی سے یاد کیا اور نبی کے معنی لغوی آگاہ اور جاننے والے کے ہیں۔یہ اشارہ اس جانب فرمایا ہے کہ ہم ایسے شخص پر درود پڑھنے کا تم کو حکم دیتے ہیں جو آگاہ ہے پس[1] اب مسلمانوں کو چاہیے کہ جب درود شریف پڑھیں یہ خیال کرلیں کہ حضور ہمارے درود شریف کے پڑھنے سے آگاہ ہوتے ہیں اور یہ مضمون یعنی حضرت کے آگاہ ہونے کا درود پڑھنے والے کے درود پڑھنے سے اوپر مذکور بھی ہو چکا ہے اور یہ طریقہ نہایت افضل ہے چنانچہ صاحب درمختار نے مسائل قعدہ اخیر صلوٰۃ میں فرمایا ہے کہ جب اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوٰةُ وَالطَّيِّبَاتُ پڑھے یہ سمجھے کہ میں اس وقت اللہ تعالیٰ کی حضور میں تحیت کو عرض کرتا ہوں اور جب یہ کہے اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ تو خیال کرے کہ میں حضور ﷺ جناب رسالت میں تحفۂ سلام عرض کرتا ہوں[2] اور مروی ہے جب آیۂ درود نازل ہوئی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضرت ﷺ سے طریقہ درود پڑھنے کا پوچھا حضور نے یہ طریقہ تعلیم فرمایا کہ پڑھو اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ اے میرے اللہ صلوٰۃ بھیج اوپر محمد ﷺ کے فرمایا ہے علماء نے کہ اللہ تعالیٰ نے تو ہم کو حکم دیا تھا کہ تم صلوٰۃ بھیجو محمد پر اور نبی کریم نے اس حکم کی تعمیل کا یہ طریقہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے عرض کرو کہ تو آنحضرت ﷺ پر صلوٰۃ بھیج اس میں حکمت یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ خود آنحضرت ﷺ پر صلوٰۃ بھیجتا ہے تو ہماری کیا حیثیت اور لیاقت ہے کہ آنحضرت ﷺ پر صلوٰۃ بھیجیں لہٰذا اللہ تعالیٰ کے حضور میں عرض کرتے ہیں کہ ہم عاجز ہیں ہماری کیا حیثیت کہ جس پر تو صلوٰۃ بھیجے اس پر ہم بھی صلوٰۃ بھیجیں لیکن تو بڑی قدرت والا ہے تجھی سے عرض کرتے ہیں کہ تو آنحضرت ﷺ پر حسب مرتبہ آنحضرت صلوٰۃ بھیج پس بسبب ہماری عاجزی کے

(۱) آداب پڑھنے درود شریف کے۔۱۲ (۲) طریقہ حضور پر درود شریف پڑھنے کا۔۱۲

اس میں تعمیل حکم ہوجاتی ہے اور نیز مقتضائے شان عبدیت بھی یہی ہے اور احادیث میں
جو طریقے صلوٰۃ بھیجنے کے مروی ہیں اس میں سے ایک طریقہ اکمل صلوٰۃ کا یہ ہے کہ جو
صحیحین اور دیگر کتب صحاح میں مروی ہے کعب بن عمرہ سے کہا انہوں نے پوچھا میں
نے آنحضرت سے کہ یا رسول اللہ ﷺ کیفیت آپ پر سلام عرض کرنے کی تو ہم
جانتے ہیں لیکن صلوٰۃ کی ہم نہیں جانتے ہیں کہ کیوں کر بھیجیں یعنی نماز میں بعد تشہد کے
اور ایک قول میں یہ ہے کہ مراد مطلق تھی ان کی یعنی نماز اور غیر نماز میں فرمایا آنحضرت
ﷺ نے کہو تم اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى
اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰٓى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ○ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ
وَّعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰٓى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ
مَّجِيْدٌ اور اس درود کو ائمہ مشتہدین نے نماز میں اختیار کیا ہے ایک دو لفظ کی کمی و بیشی
کے ساتھ اور [1] اس درود میں ایک شبہہ یہ واقع ہوتا ہے کہ اہل عرب کا قاعدہ ہے کہ رتبہ
مشبہ بہ اعلیٰ ہوتا ہے مشبہ سے اور ہمارے رسول کریم ﷺ بالاتفاق افضل اور اشرف
ہیں تمام انبیاء اور مرسلین سے پس کیوں کر صلوٰۃ آنحضرت ﷺ پر مشبہ ہوگی صلوٰۃ
سے اوپر ابراہیم علیہ السلام کے جواب اس شبہ کا علماء نے یہ فرمایا ہے کہ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى
مُحَمَّدٍ مقطوع ہے تشبیہ سے اور صلوٰۃ اوپر آل جناب رسالت کے مشبہ ہے ابراہیم
علیہ السلام پر اب تشبیہ صحیح ہوگئی۔ اس واسطے کہ ابراہیم علیہ السلام نبی معظم ہیں اور نبی غیر نبی سے
افضل ہیں بالاتفاق خصوصاً ابراہیم علیہ السلام کہ ان کو فضل جدیت رسول اللہ ﷺ بھی
حاصل ہے جیسا اہل بیت طہارت کو فضل ہے حضور کی جدیت کا اور مرتبہ خلت علاوہ
اس کے ہے اور بعض علماء نے جواب اس شبہہ کا یہ دیا ہے کہ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ
تشبیہ واسطے تشریک اور مساوات کے ہوتی ہے جیسا کہ آیہ کریمہ اِنَّآ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ كَمَآ

(۱) نکات درود شریف کے۔۱۲

اَوْحَيْنَآ اِلٰى نُوْحٍ وَّالنَّبِيّٖنَ مِنْۢ بَعْدِهٖ میں واقع ہے پس در حقیقت اس عبارت درود
شریف میں سوال ہے مشارکت کا اصل صلوٰۃ میں نہ اس کے اندازہ میں اور مراد یہ ہے
کہ صلوٰۃ بھیج رسول اللہ ﷺ پر بقدر مرتبہ محبوبیت آنحضرت کے جیسی تونے صلوٰۃ
بھیجی ہے ابراہیم علیہ السلام پر بقدر ان کے مرتبہ خلت کے اور شیخ نے مدارج میں فرمایا ہے
خلاصہ اس کا یہ ہے کہ صلوٰۃ خدا ابراہیم علیہ السلام پر مشہور ہے بسبب شہرت کے اس کا مشبہ
بہ ہونا کافی ہے واللہ اعلم بحقیقۃ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَيْهِ اور نیز اس آیہ شریفہ
میں جو حکم ہے مسلمانوں کو آنحضرت ﷺ پر صلوٰۃ بھیجنے کا اس کی وجہ علماء نے یہ بھی
لکھی ہے کہ حضرت ﷺ کے انعامات اور احسانات اہل اسلام پر بے حد اور بے
انتہا ہیں مختصراً یہ سمجھنا چاہیے کہ جس وقت وہ نور عالم تعین میں جلوہ گر ہوا لاکھوں برس اس
نور شریف نے اللہ تعالیٰ کی عبادت کی اور جب ارشاد ہوا کہ کچھ ہم سے طلب کر اس نور
نے شان امت پروری سے وہ سب عبادت امت کو مرحمت کی اور اس عبادت کے صلہ
میں حضرت رب العزت سے مغفرت امت عاصی طلب فرمائی حالانکہ اس وقت تک
امت کا ظہور خارج میں بھی نہ تھا پھر جب زمین پر جلوہ گر ہوئے یعنی پیدا ہوئے۔ اس
وقت بھی دعائے مغفرت امت کی اور جب تک اس عالم دنیا میں حیات ظاہری کے
ساتھ تشریف رکھی ہمیشہ امت ہی کے حال کی طرف متوجہ رہے اور اللہ تعالیٰ سے
مغفرت امت مانگا کیے اور عبادت شاقہ واسطے نجات امت کے کرتے رہے اور ایک
شب کو آنحضرت ﷺ نے بسبب ہماری فکر نجات کے آسائش سے استراحت نہ
فرمائی یہاں تک کہ لیلۃ المعراج میں اس خاص قرب میں بھی امت کو یاد کیا بیان
معراج شریف میں حال تفصیلی اس کا ان شاء اللہ تعالیٰ بیان کیا جائے گا اور بعد وفات
کے قبر شریف میں بھی مروی ہے کہ حضور ﷺ کے لب مبارک ہلتے تھے سنا تو قبر میں
بھی دعائے مغفرت امت فرماتے تھے اور روایات سے ثابت ہے کہ جس وقت حضور

ﷺ قبر مبارک سے حشر کے روز برآمد ہوں گے اس وقت حضرت جبرئیل علیہ السلام سے
پہلے حال امت ہی کا دریافت کریں گے اور میدان حشر میں بھی سرگرم شفاعت رہیں
گے۔ حال اس کا بیان شفاعت میں مفصل بیان ہوگا۔ یہاں تک کہ جنت میں بھی
حضور اللہ تعالیٰ سے امت کے واسطے ترقی مدارج مانگا کریں گے غرض تا ابد حضور کو یہی
شغل رہے گا اور اللہ تعالیٰ کا وعدہ آنحضرت ﷺ کے رضامند کرنے کا ہے وہ
صادق الوعد ہے اپنی قدرت کاملہ سے دیئے ہی جائے گا۔ پس وقت تعین اوّل سے ابد
تک گھیر لیا ہے ہم کو حضور ﷺ کے انعامات اور احسانات نے اور شکر احسان واجب
ہے۔ شریعت میں حضرت ﷺ نے فرمایا ہے جس نے انسان کا شکر نہ کیا اس نے
اللہ کا شکر نہ کیا جب عامۃ الناس کا شکر نہ کرنا گناہ ہے تو جناب رسالت ﷺ کہ اصل
ہیں تمام مخلوقات کے آنحضرت ﷺ کا شکر نہ کرنا کس قدر باعث وبال ہوگا اور
انعامات حضور ﷺ کی حد نہیں ہے ہم عاجز اس کا شکر ادا نہ کر سکتے تھے اللہ تعالیٰ نے
اپنے فضل سے ہم کو آنحضرت ﷺ پر صلوٰۃ کا مامور کیا کہ اللہ تعالیٰ کی حضور میں عرض
کریں کہ اے رب ہمارے تیرے حبیب کریم ﷺ نے ہم عاجزوں پر بڑا رحم کیا
اور بڑے احسانات فرمائے شکر اس کا ہم سے ادا ہو نہیں سکتا لہٰذا تجھ سے کہ ہمارا خالق
ہے عرض کرتے ہیں کہ تو رحمت بھیج اپنے حبیب پر بقدر اس کے مرتبہ اور کمال کے اور
بقدر ان کے احسانات کے جو ہم پر فرمائے ہیں پس[1] درود شریف وہ عبادت ہے کہ جس
میں حضرت ﷺ کا شکر ادا ہوتا ہے۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلَیْہِ اور چونکہ
درود شریف ایک قسم ہے اقسام ذکر حضرت نبوت سے اللہ تعالیٰ نے یہ مرتبہ مقبولیت
اس کو بخشا ہے کہ جو مسلمان اللہ تعالیٰ کی حضور میں درود شریف پڑھ کر عرض حاجت کرتا
ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی حاجت پوری کرتا ہے۔ مدارج میں ہے کہ فضالہ ابن عبیدہ کی

(۱) فضائل درود شریف میں۔۱۲

حدیث میں ہے کہ سنا رسول اللہ ﷺ نے کہ ایک شخص نے نماز پڑھی اور درود نہ
پڑھا اور دعا کی فرمایا آنحضرت ﷺ نے کہ جلدی کی اس شخص نے پس بلایا اس کو
اور فرمایا اس سے کہ جس وقت کوئی شخص تم میں سے نماز پڑھے پس چاہیے اس کو کہ اللہ کی
حمد کرے اور ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تمجید اور ثنا کرے اور درود پڑھے مجھ
پر دعا کرے جو چاہے اور مروی ہے سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کہ نماز معلق رہتی ہے
درمیان آسمان اور زمین کے اور صعود نہیں کرتی ہے اس میں سے کوئی چیز جب تک کہ
درود نہ پڑھے آنحضرت ﷺ پر پس نماز کہ عبادت مجردہ ہے بے درود کے مقبول
نہیں ہوتی ہے تو دعا کیوں کر بے درود کے مقبول ہوگی اور حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ کرم
اللہ وجہہ الکریم سے بھی ایسا ہی مروی ہے دعا اور نماز کے بارہ میں اور ابن مسعود سے
مروی ہے کہ جب چاہے کوئی تم میں سے کہ مانگے اللہ تعالیٰ سے کوئی شے چاہیے اس کو
کہ ابتدا کرے حمد اور ثنائے خدا کے ساتھ اور جس چیز کے وہ سزاوار ہے بعد اس کے
درود پڑھے رسول اللہ ﷺ پر پھر دعا کرے اللہ تعالیٰ سے یہ امر باعث ہے برآمد
حاجات کا اور فرمایا ہے اس حدیث کے تحت میں شیخ محقق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ درود
پڑھے۔ آنحضرت ﷺ پر اوّل دعا اور اوسط دعا اور آخر دعا میں جیسا کہ حدیث جابر
رضی اللہ عنہ میں وارد ہے اور ابن عطاء نے کہا ہے کہ دعا کے واسطے ارکان ہیں اور اجنحہ ہیں اور
اسباب اور اوقات ہیں اگر موافق ہوں ارکان دعا قوی ہوتی ہے اور اگر موافق ہوں
اجنحہ اوڑتی ہے دعا آسمان کی طرف اور اگر موافق ہوتے ہیں اوقات فتحمندی ہوتی ہے
اور اگر موافق ہوتے ہیں اسباب مقصد جلد حاصل ہوتا ہے ارکان دعا میں ہے حضور
قلب اور رقت اور عاجزی کرنا اور آنکھیں بند کرنا اور تعلق قلب حق تعالیٰ کے ساتھ اور
قطع کرنا ماسوی اللہ سے اور اجنحۂ دعا صدق ہے اور مواقیت دعا پناہ مانگنا ہے اور اسباب
دعا درود ہے رسول اللہ ﷺ پر اور حدیث میں آیا ہے کہ وہ دعا کہ جس کے اوّل اور

آخر درود ہوتا ہے رد نہیں ہوتی ہے اور ایک حدیث میں ہے کہ ہر دعا محجوب ہے نیچے
آسمان کے جب مجھ پر درود پڑھا جاتا ہے صعود کرتی ہے دعا آسمان کی جانب اور
بہت تاکید درود شریف پڑھنے کی ہے بعد دعائے قنوت کے اور اکثر مسلمان ہمارے
زمانہ کے اس مسئلہ سے غافل ہیں۔ حالانکہ فقہائے حنفیہ نے بھی اس مسئلہ کو لکھا ہے
چنانچہ درمختار میں بھی یہ مسئلہ ہے کہ دعائے قنوت کے بعد درود شریف پڑھنا چاہیے
پس احادیث مذکورہ اور اقوال صحابہ اور علمائے دین سے بخوبی ظاہر ہوگیا کہ درود
شریف کی برکت سے دعا مقبول ہوتی ہے مگر خلوص اور صدق ضرور ہے اگر عقیدہ صحیح نہ
ہوگا تو اس کا ظہور بھی نہ ہوگا اس واسطے کہ حدیث قدسی ہے اللہ تعالیٰ اپنے بندہ کے
گمان کے ساتھ ہے لہٰذا اہل اسلام کو اس پر یقین کرنا لازم ہے اور اگر کوئی مسلمان دعا
مابین درود شریف کے کرے اور وقوع اس کا نہ ہو تو یہ سمجھنا چاہیے کہ بعض وقت ایسا بھی
ہوتا ہے کہ ہم ایک مضمون اپنے نزدیک اپنے حق میں صدق دل سے اچھا سمجھ کر اللہ
تعالیٰ سے طلب کرتے ہیں اور وہ ہمارے حق میں مضر ہوتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ
قرآن مجید میں فرماتا ہے۔ وَعَسٰی اَنْ تُحِبُّوا شَیْئًا وَّهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ یعنی بہت ایسا
ہوتا ہے کہ تم اس کو اچھا سمجھتے ہو اور وہ تمہارے حق میں شر ہوتا ہے اور یہ مضمون بسبب
ہماری کم علمی کے ہوتا ہے اللہ تعالیٰ جل شانہ کہ ہمارے حال پر ہمارے ماں باپ سے
زیادہ رحیم ہے اپنے کرم سے اس کا ظہور نہیں کرتا اور یہ اس کی عین رحمت ہے مثال اس
کی یہ ہے کہ لڑکا بیمار ہوتا ہے اور اچھی چیز کھانے کو اپنے ماں باپ سے مانگتا ہے ماں
باپ چوں کہ صاحب علم ہیں جانتے ہیں کہ یہ شے اس کے حق میں مضر ہے اس کو نہیں
دیتے ہیں پس وہ نہ دینا ان کا عین شفقت ہے۔ اسی طرح پر اللہ تعالیٰ کا اس دعا کا
ظہور میں نہ لانا بھی عین رحمت اور شفقت ہے مولانا روم فرماتے ہیں۔ شعر

بس دعاہا کان زیان ست و ہلاک
وز کرم می نشنود یزدان پاک

مگر اس دعا کو بھی اللہ تعالیٰ رد نہیں کرتا ہے کسی وقت میں اس کا ظہور کرے گا
اور اگر حیات میں اس کا ظہور نہ ہوگا تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے عوض میں وہ
نعمات عنایت کرے گا کہ حدیث سے ثابت ہے کہ جن کی دعا کا دنیا میں ظہور نہیں ہوا
ہے۔ اس کے عوض میں اللہ تعالیٰ قیامت کے روز نعمات عنایت کرے گا کہ جن کی دعا
مقبول ہوئی ہے اور ظہور اس کا دنیا ہی میں ہوگیا ہے۔ وہ حسرت کریں گے کہ کاش
ہماری دعا بھی دنیا میں مقبول نہ ہوئی ہوتی کہ آج یہ نعمات پاتے اور کبھی یہ بھی سبب
ہوتا ہے کہ مسلمان دعا کرتا ہے۔ مابین درود شریف کے صدق دل سے اور مانگتا ہے۔
اللہ تعالیٰ سے ایک دنیا کی حاجت اور اعمال حسنہ سے وہ خالی ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے
فضل سے اس کی تمنا کو دنیا میں کہ عالم فانی ہے اور اس کی ہر شے کو فنا ہے پورا نہیں کرتا
ہے۔ تاکہ اس کے عوض میں عالم بقا میں وہ نعمات مرحمت کرے کہ جن کو بقا ہے۔ یہ
کمال رحمت ہے اس کی امت محمدی پر کہ ہم اس سے وہ مانگتے ہیں جو فنا ہونے والا ہے
اور وہ اس کے عوض میں وہ دولت دیتا ہے جو لازوال ہے اور درحقیقت یہ سب فضل
ہے۔ جناب رسالت کا کہ ہم حضرت کی امت کہلاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس نسبت کی
وجہ سے اس طرح ہمارے حال پر رحمت کرتا ہے ورنہ اگلے انبیاء کی امت بھی سب اللہ
تعالیٰ کے بندے اور مخلوق تھی ان پر یہ فضل خدا کب تھا جو اس امت پر ہے۔ اَللّٰهُمَّ
صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَيْهِ اور یہی شان رحمت ہے۔ اللہ تعالیٰ کی آنحضرت ﷺ[1]
کے کل متعلقات سے اور منتسبات کے ساتھ یہاں تک کہ آنحضرت ﷺ کے زمانہ
کے کفار پر بھی اللہ تعالیٰ کا یہ فضل ہے کہ ان پر دنیا میں عذاب نہ کیا ہے اور نہ کرے گا۔

(۱) رحمۃ للعالمین کے طفیل سے تمام خلق کا عذاب دنیا سے محفوظ رہنا۔۱۲

چنانچہ قرآن مجید میں اپنے حبیب کریم ﷺ اور رسول رحیم کے خطاب میں فرمایا ہے۔ مَا کَانَ اللّٰہُ لِیُعَذِّبَھُمْ وَاَنْتَ فِیْھِمْ اللہ تعالیٰ ایسا نہیں ہے کہ ان پر عذاب کرے۔ درحالیکہ تم ہو ان میں یعنی جن میں تم ہو گے ان پر عذاب نہ ہوگا اور عذاب کا نہ ہونا کفار پر بعد ظہور جناب رسالت کے چند وجہ سے ہے۔ اوّل یہ کہ حضور رحمۃ للعالمین ہیں اور وہ بھی عالم میں ہیں۔ پس ضرور ہے کہ ان کو بھی حضور کی رحمت عام سے کچھ حصہ ملے۔ لہٰذا یہ حصہ ان کو رحمت سے ملا کہ عذاب دنیا سے بچ گئے۔ دوسرے یہ کہ انہوں نے حبیب خدا ﷺ کے زمانہ کو دیکھا تو گو ایمان نہیں لائے۔ لہٰذا زمانہ آنحضرت ﷺ کے دیکھنے کی برکت سے یہ فضل اللہ تعالیٰ نے ان پر کیا کہ عذاب دنیا سے ان کو بچایا تاکہ ایک نوع کا فضل دوسرے کفار ماسبق پر ان کو حاصل رہے کہ یہ وہ ہیں کہ ہمارے حبیب کے زمانہ کو تو دیکھا۔ تیسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے اس نے کسی کافر پر اپنے گناہ کی وجہ سے بسبب رحمت خالقیت کے عذاب نہیں کیا۔ جب کفار نے کسی اللہ کے خاص بندہ اور برگزیدہ کو ستایا اور تکلیف دی اور اس بندہ نے بددعا کی۔ اس وقت البتہ عذاب کیا کیوں کہ حق دوسرے بندے کا کہ جو اللہ تعالیٰ کا فرماں بردار اور مقبول تھا اور اللہ تعالیٰ کی رحمت خاص کا مستحق تھا متعلق ہوگیا۔ چنانچہ دیکھو نمرود نے مدت تک خدائی کا دعویٰ کیا اور اپنے کو پجوایا۔ اللہ تعالیٰ اس کی حکومت کو ترقی ہی دیتا رہا۔ جب اس نے سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کو ستایا اس کے عوض میں اللہ تعالیٰ نے اس کو سزا دی اور عذاب سے برباد کر دیا اور فرعون عرصہ دراز تک اپنے کو خدا بنائے رہا۔ اللہ تعالیٰ نے شان بے نیازی سے اس کو کبھی دردسر تک نہ دیا جب اس نے موسیٰ علیہ السلام سے مقابلہ کیا اور انہوں نے بددعا کی اللہ تعالیٰ نے اس کو مع اس کے لشکر کے رود نیل میں غرق کر کے نیست و نابود کر دیا۔ حضرت مولانا روم فرماتے ہیں۔ شعر

تا دل اہل دلاں نامد بدرد
ہیچ قومے را خدا رسوا نکرد

الغرض سنت الٰہی قدیم سے یہی جاری رہی کہ بے اہل حق کی بددعا کے اس نے کسی کافر پر عذاب نہیں کیا اور ہمارے رسول چوں کہ رحمۃ للعالمین ہیں اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو رؤف اور رحیم خود فرمایا ہے۔ پس آنحضرت ﷺ میں اللہ تعالیٰ کی رحمت اور رافت کا ظہور تھا لہٰذا حضرت کی یہ شان تھی کہ جو آپ کو ایذا دیتا تھا۔ آپ اس پر رحمت کرتے تھے جو آپ کو ستاتا تھا حضور اس کو دعا دیتے تھے کبھی آنحضرت ﷺ نے کفار کو بددعا نہیں فرمائی بلکہ حدیث میں ہے کہ ایک مرتبہ حضور ﷺ کے خیال مبارک میں آیا کہ اللہ تعالیٰ میری دعا کو رد نہیں کرتا جو میں اس سے مانگتا ہوں وہی دیتا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ مجھ کو کسی سے ایذا پہنچے اور میں اس کو بددعا کروں تو فوراً اللہ تعالیٰ اس کو برباد کر دے گا۔ یہ مضمون خیال شریف میں جو آیا حضور ﷺ نے جناب الٰہی میں دعا کی کہ اے اللہ اگر مجھ کو کسی سے ایذا پہنچے اور بددعا کروں تو قبول نہ کرنا اور یہ مضمون بسبب کمال رحمت کے تھا کہ آنحضرت ﷺ سے تکلیف کسی کی دیکھی نہ جاتی تھی۔ یہاں تک کہ مروی ہے جنگ احد میں جب دندان شریف کفار کے ظلم سے شکست ہوئے اور سیّدنا حمزہ عم رسول اللہ ﷺ شہید ہوئے اور کفار نے ان کے ساتھ قابو پا کر بہت بے ادبی کی۔ حضرت ﷺ نے اپنے عم مکرم کو جب اس حال میں دیکھا حضور ﷺ کو نہایت درجہ کا ملال ہوا۔ اس ملال میں زبان معجز بیان سے نکل گیا کہ اے اللہ تیرے بندے محمد کو بہت ستاتے ہیں غیرت الٰہی نے جوش کیا۔ چنانچہ جبرئیل علیہ السلام بحکم حضرت الوہیت حاضر ہوئے اور سامان عذاب ان کفار کے واسطے جمع کر دیا اور جناب رسالت ﷺ کے حضور میں عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو بھیجا ہے کہ اس قوم پر عذاب کروں مگر یہ حکم دیا ہے کہ ہمارے حبیب موجود ہیں۔ ان سے پوچھ لینا۔ حضور

ﷺ نے جب صورت عذاب کی دیکھی رحمت نے جوش کیا۔ فرمایا اے جبرئیل اللہ تعالیٰ نے مجھ کو رحمۃ للعالمین فرمایا ہے اور یہ صورت عذاب کی ہے اور خیال میں آیا کہ ایسا نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ میری تکلیف کی وجہ سے اس قوم پر عذاب کر ہی دے۔ دعا فرمائی اَللّٰھُمَّ اھْدِ قَوْمِیْ فَاِنَّھُمْ لَایَعْلَمُوْنَ اے میرے اللہ ہدایت کر میری قوم کو پس تحقیق وہ جانتے نہیں ہیں یعنی میرے مرتبہ کو اللہ اکبر کیا شان رحمت ہے نبی رحمت کی کہ ایسے ایذا دینے والوں کو یہ دعا دی اور ان کی طرف سے عذر بھی لاعلمی کا کیا اور ایک روایت میں یہ ہے کہ حضور نے یہ دعا کی اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَھُمْ اے میرے اللہ ان کو بخش دے صحابہ کو یہ مضمون شاق گذرا اور کہا کاش حضور ان کو بددعا کرتے کہ یہ ہلاک ہو جاتے فرمایا آنحضرت ﷺ نے کہ میں مبعوث نہیں ہوا ہوں لعان یعنی لعنت اور بددعا کرنے والا بلکہ مبعوث ہوا داعی بحق اور رحمۃ للعالمین یعنی اللہ کی طرف بلانے والا اور رحمت واسطے تمام عالم کے اور دعائے رسول اللہ ﷺ کے اثر کو دیکھنا چاہیے کہ وہ لوگ فقط عذاب دنیا ہی سے نہیں بچے بلکہ دعائے آنحضرت ﷺ نے ان کو ہدایت کامل کر دی اور پاک کر دیا اکثر ان میں سے ایمان لائے اور اعلیٰ درجہ کے صحابہ رسول اللہ ﷺ ہوئے۔ چنانچہ خالد ابن ولید بھی اس وقت انہیں کفار میں تھے۔ آخر کار وہ مرتبہ پایا کہ آنحضرت ﷺ نے ان کو اللہ تعالیٰ کی شمشیر برہنہ فرمایا اور تمام ملک شام انہیں کی شجاعت اور سعی سے کفر سے پاک ہوا اور عکرمہ ابن ابی جہل بھی انہیں کفار میں سے تھے آخر میں بعد فتح مکہ ایمان لائے اور بڑے مدد کرنے والے اسلام کے ہوئے۔ تا آنکہ وحشی قاتل سیّدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ بھی ببرکت دعائے نبی کریم مشرف باسلام ہوئے۔ اگرچہ جناب رسالت کو بسبب قتل کرنے سیّدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے اتنا ملال تھا کہ فرمایا تھا حضور نے ان سے کہ میرے برابر نہ آ۔ چنانچہ وحشی کہتے ہیں کہ میں جب آنحضرت ﷺ کو دیکھتا تھا بھاگ جاتا تھا۔ تاہم دعائے ہدایت اور مغفرت جو نبی کریم کی ان

مخالفین کے حق میں وارد ہوئی تھی۔ اس نے ایسا وحشی کو پاک کیا کہ خلافت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ میں مسیلمہ کذاب جس نے جھوٹا دعویٰ نبوت کیا تھا۔ اس کو وحشی نے اسی حربہ سے جس سے امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کو شہید کیا تھا قتل کیا۔ چنانچہ وحشی کہتے تھے کہ حالت کفر میں خیر الناس یعنی حمزہ رضی اللہ عنہ میرے ہاتھ سے شہید ہوئے اور حالت اسلام میں شرالناس یعنی مسیلمہ کذاب کو میں نے قتل کیا گویا کہ یہ کفارہ ہو گیا۔ اس فعل قبیح کا اس سب بیان سے حاصل یہ ہے کہ رسول کریم ﷺ کی مخالفوں کے ساتھ یہ شان رحمت تھی کہ حضور ان کی برباد ہونے سے ہدایت پانا ان کا اچھا جانتے تھے اور دشمنوں کے حق میں بھی دعائے خیر فرماتے تھے۔ پس چوں کہ آنحضرت ﷺ کو بسبب کمال رحمت کے ایذائے کفار و مخالفین ناگوار تھی۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب ﷺ کی ناگواری کب گوارا فرماتا لہٰذا بعد ظہور جناب رسالت کے عذاب دنیا کا بھیجنا موقوف کر دیا اور اس واسطے فرمایا کہ اے محمد ﷺ اللہ نہیں ہے ایسا کہ جس میں تم ہو ان پر عذاب کرے تا کہ ظاہر ہو جائے کہ ان کی موجودگی باعث ہے کہ اللہ تعالیٰ عذاب نہیں کرتا۔ پس جب رسول کریم ﷺ کی مخالفین اور منکرین کے ساتھ یہ شان رحمت ہے اور اللہ تعالیٰ بھی حضرت کی وجہ سے ان کی جانب اس قدر متوجہ ہے تو کیا کچھ التفات اور رحمت خدا اور رافت اور رحمت جناب سرور انبیاء نہ ہوگی مطیعین مومنین کی طرف اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَیْهِ جو کچھ[1] رحمت اور فضل اللہ تعالیٰ نے بتصدق رسول اللہ ﷺ امت مرحومہ محمدیہ پر فرمایا ہے اور اپنی رحمت سے جو مراتب اعلیٰ اس امت کو دیئے ہیں۔ وہ بیان میں نہیں سما سکتے۔ خلاصہ یہ ہے کہ جیسا ہمارے رسول کو تمام رسولوں پر شرف اور فضل بخشا ہے ویسا ہی آنحضرت ﷺ کے طفیل سے امت محمدی کو تمام امتوں پر فضل دیا ہے۔ چنانچہ بعض فضائل اور مراتب امت محمدی مذکور ہوتے ہیں تا کہ اہل اسلام اللہ

(۱) فضائل اور مراتب امت محمدیہ کے۔ ۱۲

اور اللہ کے رسول کا شکر ادا کریں بڑا فضل اس امت کا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ خود قرآن مجید میں خطاب فرماتا ہے۔صدہا مقام پر امت محمدی سے اور نہیں خطاب کیا ہے اللہ تعالیٰ نے اور کسی نبی کی امت سے مخاطب خدا ہونا خصیصۂ انبیاء علیہم السلام ہے ہمیشہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتابوں میں انبیاء سے خطاب فرمایا ہے اور اگر ان کی امت کو کچھ حکم دینا منظور ہوا تو انبیاء سے فرمایا ہے کہ اپنی امت سے یہ کہہ دو اور یہ مرتبہ اعلیٰ اللہ تعالیٰ نے امت مرحومہ کو عنایت فرمایا۔من جملہ اللہ تعالیٰ کے خطاب کے جو امت مرحومہ سے ہوئے ہیں ایک یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تم بہترین امت ہوا ے امت محمد ﷺ نکالے گئے ہو انسانوں کے واسطے مدارج میں ہے کہ ایک مرتبہ سیّدنا موسیٰ علیہ السلام نے سوال کیا اللہ تعالیٰ جل شانہ سے کہ اے اللہ تو نے میری امت پر دھوپ میں ابر کا سایہ کیا اور بھوک میں مَن و سلوا ان کو دیا اور پتھر سے ان کے واسطے پانی جاری کیا۔دریائے نیل میں ان کو راستہ دے دیا اور فرعون ان کے دشمن کو غرق کیا یہ احسانات تو نے میری امت پر فرمائے۔یہ ارشاد کر کہ میری امت سے بھی کوئی امت افضل ہے تیرے نزدیک ارشاد ہوا کہ اے موسیٰ امت احمد کو تمام امتوں پر ایسا فضل ہے جیسا مجھ کو تمام خلائق پر اور یہ امت وہ بہتر امت ہے کہ بڑے بڑے انبیاء نے تمنا کی ہے۔اس امت میں داخل ہونے کی اور اللہ تعالیٰ نے اپنی اگلی کتابوں میں بھی اس امت کی مدح کی ہے۔چنانچہ روایت ہے کہ عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے پوچھا حضرت کعب سے کہ تم توریت میں رسول اللہ ﷺ کی تعریف کیوں کر پاتے ہو کہا انہوں نے یہ مضمون پاتا ہوں محمد ابن عبداللہ عبد مختار ہے مولد اس کا مکہ ہے اور دار ہجرت اس کا مدینہ اور ملک اس کا شام اور وہ سخت گو سخت دل نہیں ہے اور بخشتا ہے اور عفو کرتا ہے جس سے سئیہ دیکھتا ہے اور اس روایت میں مدح امت محمدی بھی وارد ہوئی ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ امت اس کی شکر گزار ہو غم اور شادی اور خوشی اور ناخوشی

میں تکبیر کہے ہر بلندی پر اور حمد کہے ہر پستی میں اور رعایت کرتی ہے آفتاب کے واسطے نماز کے اور جب وقت نماز آجاتا ہے نماز پڑھتی ہے اگرچہ خاک میں ہو اور ازار پہنتی ہے نصف ساق تک اور دھوتی ہے اپنے اطراف اعضا کو یعنی وضو کرنے میں اور منادی ان کا یعنی مؤذن ندا کرتا ہے مقام بلند پر اور صفیں ان کی قتال میں اور نماز میں ایک ہوں اور ان کو رات کو زمزمہ ہو مثل زمزمہ زنبوروں کے مراد اس سے اوراد اور اذکار شب ہیں اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ سنا میں نے رسول خدا سے کہ کہا جب نازل ہوئی موسیٰ پر توریت اور پڑھا اس کو پایا اس میں ذکر اس امت کا پس کہا خداوند پاتا ہوں میں ان تختوں میں ایک امت کو کہ وہ آخر اور سابق ہے یعنی آخر ہے وجود میں اور سابق ہے فضل میں شفاعت کی جائے گی اس کے واسطے یعنی اس کا نبی شفاعت کرے گا اور برستا ہے ابر اس کی دعا سے اور اس کی کتاب سینوں میں ہے پڑھتی ہے اس کو یعنی حافظ قرآن ہے اور یہ بھی اس امت کی بہتری کا سبب ہے کہ کتاب سماوی سوائے نبی کے غیر نبی کو بجز اس امت کے یاد نہیں ہوئی ہے اور کھاتے ہیں وہ مال غنیمت کو اور صدقات کو اپنے شکموں میں اور یہ بھی خواص اسی امت کا ہے کہ آسان کر دیا کام اس کا اور حلال کر دیا گیا اس پر مال غنیمت اور صدقہ برخلاف امم سابقہ کے اور جب قصد کرتا ہے کوئی اس میں سے بدی کا تا حدیکہ بدی نہیں کرتا لکھی نہیں جاتی اس کے واسطے برائی اور جب ایک بدی کرتا ہے تو اس کے واسطے ایک بدی لکھی جاتی ہے اور جو ایک نیکی کرتا ہے اس کے واسطے دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔یہ مضمون قرآن شریف میں بھی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اور بہت سی حدیثوں میں بھی مروی ہے اور دیا جاتا ہے ان کو علم اوّل اور آخر کا یہ مرتبہ بسبب کمال اتباع حضرت نبوت کے خواص امت مرحومہ کو حاصل ہوتا ہے اور مارتے ہیں وہ مسیح دجال کو یہ مضمون بھی قریب قیامت وقوع میں آئے گا۔اور بعض روایت میں آیا ہے کہ سیّدنا موسیٰ علیہ السلام نے توریت شریف کے

تختوں سے ستر وصف اس امت کے کہ آخر میں ہوئی ہے بیان کیے اور کہا اے میرے
خدا وہ امت مجھ کو دے دے ارشاد ہوا اے موسیٰ وہ امت تجھ کو کیسے دے دوں وہ لوگ
امت احمد کی ہوں گے عرض کیا موسیٰ علیہ السلام نے اے میرے اللہ پھر مجھ کو اس امت سے
کر دے پس دے گئی موسیٰ علیہ السلام کو اس کلام کے عرض کرنے پر دو خصلت اور ارشاد ہوا
يَا مُوسَى إِنِّي اصْطَفَيْتُكَ عَلَى النَّاسِ بِرِسَالَاتِي وَبِكَلَامِي فَخُذْ مَا آتَيْتُكَ
وَكُنْ مِنَ الشَّاكِرِينَ یعنی اے موسیٰ میں نے چن لیا تجھ کو انسانوں پر ساتھ اپنی
رسالت کے اور اپنے کلام کے یعنی تجھ کو رسالت بھی دی اور تجھ سے میں نے خود کلام کیا
پس پکڑ اسکو جو میں نے تجھ کو دیا اور رہو شکر کرنے والوں سے پس عرض کیا موسیٰ علیہ السلام
نے اے رب میں راضی ہوا اس سے اللہ اکبر کیا بہتری دی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس
امت کو کہ اتنا بڑا جلیل القدر نبی تمنا فرماتا تھا۔ اس امت میں داخل ہونے کی اے
مسلمانوں خوش ہو اور شکر کرو اللہ کا کہ اس نے صدقے سے اپنے حبیب کے یہ مرتبہ
اعلیٰ ہم کو دیا کہ جس کی انبیاء تمنا کرتے تھے اور ابو نعیم نے سالم ابن عبداللہ ابن عمر فاروق
رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ ایک شخص حضرت کعب کے پاس آیا اور کہا کہ میں نے خواب
میں دیکھا کہ گویا لوگ جمع کیے گئے ہیں واسطے حساب کے پس بلائے گئے۔ انبیاء آیا ہر
نبی اپنی امت کے ساتھ اور دکھائے گئے ہر نبی کو دو نور اور اس کے ہر ایک تابع کو ایک
نور کہ جاتے تھے اس کے ساتھ پھر بلائے گئے۔ رسول اللہ ﷺ اور تھا آنحضرت
ﷺ کے جسم مبارک کے ہر سر مو کو ایک نور اور آپ کے متبعین میں سے ہر ایک کو دو
نور پس کہا۔ حضرت کعب نے اور وہ نہ جانتے تھے کہ یہ شخص خبر خواب سے دیتا ہے کہ
اے شخص تجھ کو کس شخص نے خبر دی اس قول سے اس نے کہا کہ قسم ہے اس خدا کی کہ نہیں
ہے سوا اس کے خدا میں نے یہ مضمون خواب میں دیکھا ہے۔ پس کہا حضرت کعب نے
قسم ہے اس خدا کی کہ بقائے کعب اس کے دست قدرت میں ہے یہ صفت رسول اللہ

ﷺ اور ان کی امت کی اور انبیاء اور ان کی امتوں کی ہے۔ خدا کی کتاب میں گویا تو
نے اس کو توریت میں پڑھا ہے یعنی جو مضمون تو نے خواب میں دیکھا ہے وہ بعینہٖ
توریت شریف میں موجود ہے۔ ایک مضمون خیریت کا اس امت میں اللہ تعالیٰ نے یہ
بھی قائم کیا ہے کہ وزارت نبی بجز نبی کے غیر نبی نے نہیں کی تھی اس واسطے کہ نبوت کا
وہ مرتبہ اعلیٰ ہے کہ دوسرا بار خلافت بھی اس کا نہیں اٹھا سکتا تھا۔ امت رسول اللہ میں
ایسی قوت کے لوگ اللہ تعالیٰ نے پیدا کیے کہ بفیضان جناب رسالت انہوں نے بار
خلافت جناب رسالت کا کہ جو تمام عالم کے رسول ہیں اٹھالیا اور باحسن وجہ اس کو انجام
دیا اور گو بسبب بُعد زمان کے قوت قویہ باقی نہ رہنے سے خلافت جامعہ کا بار مدت سے
کوئی اٹھا نہیں سکا اور نہ یہ مرتبہ اب کسی کو ہے لیکن تاہم مضمون خلافت رسول اللہ ﷺ
ہنوز امت میں باقی ہے اور باقی رہے گا۔ علمائے دین علم ظاہری میں خلیفہ رسول اللہ
ﷺ ہیں کہ بفیضان آنحضرت اس وقت تک قواعد اصول کے مطابق کتاب اللہ اور
احادیث نبوی اور آثار صحابہ سے مسائل صحیحہ سمجھ لیتے ہیں اور خلق کو تعلیم دین کرتے ہیں
اور اولیاء اللہ علوم باطن میں خلیفہ ہیں۔ نبی کریم کے کہ حقائق اور معارف بلا واسطہ کلام
وزبان طالبان خدا کو تعلیم فرماتے ہیں اور ریاضات اور مجاہدات جو راستے اللہ سے ملنے
کے ہیں سالکان راہ طریقت کو سکھاتے ہیں اور امرائے اسلام امارت میں خلیفہ آنحضرت
ہیں تاکہ عدل اور انصاف کو خلق میں جاری کریں اور حدود اور قصاص کو رواج دیں کہ
مظلوم ظالموں کے شر سے محفوظ رہیں۔ ایک مضمون اس امت کے بہتر ہونے کا یہ بھی
ہے کہ حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام جو اس وقت آسمان چہارم پر زندہ ہیں اور وقت ظہور امام
محمد مہدی علیہ السلام کے کہ وہ ولد رسول اللہ ﷺ ہیں اور بارھویں امام ہیں۔ ائمہ اثنا عشر
سے اور حامل ہیں آنحضرت ﷺ کی خلافت جامعہ کے زمین پر تشریف لائیں گے
اور اتباع کریں گے۔ شریعت محمدیہ کا اور اعانت کریں گے دین محمدی کی اور بعد وفات

امام علیہ السلام کے بطور خلافت رسول اللہ ﷺ حکومت کریں گے۔ جب تک کہ اللہ تعالیٰ کو منظور ہوگا چنانچہ حدیث میں ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کیوں کر برباد ہوگی۔ وہ امت کہ جس کے اوّل میں میں ہوں اور بیچ میں مہدی علیہ السلام ہوں گے اور آخر میں عیسیٰ علیہ السلام الغرض یہ بھی ایک فضل خاص اس امت کا ہے کہ یہ امت دو معظم نبیوں کے درمیان میں واقع ہے پس مضامین جو مذکور ہوئے اس سے خیریت امت مرحومہ محمدیہ کی کما حقہ ظاہر ہوگئی کہ اللہ تعالیٰ نے جیسا اس امت کو خَیْرَ اُمَّۃٍ فرمایا ہے ویسا ہی سب امتوں کی نسبت سے اس میں ہر قسم کی بہتری کو جمع کر کے دکھا بھی دیا ہے اور قیامت کے روز بھی اس امت کی بہتری اہل حشر کو دکھلائے گا بہت طور سے منجملہ اس کے ایک مضمون یہ ہے کہ اس وقت آفتاب آسمان چہارم پر ہے اور پشت آفتاب کی زمین کی طرف اور منہ اس کا آسمان کی جانب ہے اور ستر ہزار فرشتے برف مشکوں میں بھرے ہوئے اوپر چھڑکتے ہیں تاکہ کامل طپش اس کی زمین پر نہ پہنچے ورنہ رطوبات ارضی سب جل جائیں اور روئیدگی بالکل جاتی رہے۔ قیامت کے روز آفتاب منہ کرے گا زمین کی طرف اور زمین سے قریب آجائے گا۔ بعض نے کہا ہے کہ سوا نیزے کی بلندی پر زمین سے ہوگا اور فرشتے برف کا چھڑکنا بھی موقوف کردیں گے سمجھ لینا چاہیے کہ اس وقت کیا حال ہوگا گرمی کا اور کس درجہ پر ہوگی طپش آفتاب کی تمام اہل حشر میدان قیامت میں کہ کہیں سایہ کا پتا بھی نہ ہوگا کھڑے ہوں گے اور حدیث سے ثابت ہے کہ تابش آفتاب سے کوئی اپنے پسینے میں ٹخنوں تک اور کوئی کمر تک اور کوئی شانوں تک غرق ہوگا۔ پس اس وقت میں کہ اللہ تعالیٰ کی ایسی شان قہاری کا ظہور ہوگا امت مرحومہ محمدیہ زیر لوائے معقود ہوگی۔ لوائے معقود ایک علم ہے کہ اس کے دو پھریرے ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کو قیامت کے دن دے گا۔ جناب رسالت اپنی تمام امت کو اسی علم کے نیچے کرلیں گے اور وہ سایہ کرے گا امت محمدی پر تاکہ امت مرحومہ محمدیہ طپش

آفتاب حشر سے محفوظ رہے اور بعد حساب کتاب کے پہلے سب امتوں سے یہ امت جنت میں جائے گی ظہور میں سب کے بعد ہے کمال بہتری کو امت محمدیہ کے یہ سمجھنا چاہیے کہ اس امت کے وہ لوگ جن کے نامہ اعمال بالکل حسنات سے خالی ہوں گے اور کوئی ذریعہ بھی ان کا نہ ہوگا اور وہ مستحق عذاب قرار پاکر جہنم کو بھیجے جائیں گے۔ مضمون بہتری ان میں بھی ہوگا حدیث سے ثابت ہے سب گنہگار جو مستحق جہنم ہوں گے۔ ان کی صورتیں مسخ ہوجائیں گی اور ملائکہ ان کو منہ کے بل گرا کر پیشانی کے بال پکڑ کر کھینچتے ہوئے ذلت اور خواری سے دوزخ میں لے جا کر داخل کردیں گے اور امت محمدیہ کے گنہگار جو دوزخ میں بھی جائیں گے تو ان کے چہرے انسان کے ہوں گے اور وہ اوندھے گرا کر ذلت کے ساتھ کھینچے نہ جائیں گے۔ تاکہ دوسری امتوں کے گنہگاروں میں اور اس امت کے گنہگاروں میں امتیاز قائم رہے اور مضمون بہتری پایا جائے۔ غرض اس صورت سے وہ ہوں گے کہ مالک فرشتہ دوزخ کا دوسرے فرشتوں سے کہے گا کہ کیسے لوگوں کو جہنم میں لاتے ہو جن میں کوئی نشانی بھی جہنم کی نہیں ہے اور بعد چند روز کے جب وہ اپنی سزائے اعمال پالیں گے اللہ تعالیٰ بشفاعت رسول اللہ ﷺ ان کو بھی عذاب جہنم سے نجات دے گا اور جنت میں داخل ہوجائیں گے۔ یہ بھی فضل اسی امت کے واسطے ہے ورنہ جہنم وہ مقام قہر ہے کہ جو اس میں پھنسے گا پھر نہ چھوٹے گا اور اس امت کا کوئی شخص ہمیشہ گرفتار جہنم نہ رہے گا۔ فرمایا ہے رسول اللہ ﷺ نے کہ جس نے صدق دل سے کہا ہے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ جنت میں جائے گا اور اللہ تعالیٰ جل شانہ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔ قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِھِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَۃِ اللّٰہِ اِنَّ اللّٰہَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا اِنَّہٗ ھُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ شان نزول اس آیۂ شریفہ کا یہ ہے کہ عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ کہا انہوں نے وحشی قاتل سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت

بابرکت میں حاضر ہوا اور کہا کہ میں آیا ہوں تا کہ مجھ کو آپ امان دیں اور میں کلام خدا سنوں۔ حضرت نے فرمایا کہ دوست رکھتا تھا میں کہ تجھ کو دیکھوں بے اس کے کہ تو طالب امان ہو لیکن جب تو نے پناہ مانگی میں نے تجھ کو پناہ دی تا کہ کلام خدا سنے تو وحشی نے عرض کیا کہ میں نے شرک کیا ہے اور خون ناحق میری گردن پر ہے اور زنا میں مشغول رہا ہوں میں؛ آیا اس حال میں اللہ تعالیٰ میری توبہ قبول کرے گا۔ حضرت ﷺ خاموش ہو رہے کچھ جواب نہیں دیا یہاں تک کہ یہ آیۂ کریمہ نازل ہوئی۔ وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللّٰهِ إِلٰهًا آخَرَ وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللّٰهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُونَ وَمَنْ يَفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ أَثَامًا○ يُضَاعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَيَخْلُدْ فِيهِ مُهَانًا○ إِلَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَأُولٰئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُورًا رَّحِيمًا○ حضرت ﷺ نے وحشی کو یہ آیۂ شریفہ سنائی وحشی نے کہا کہ اس آیہ میں اللہ تعالیٰ نے شرط کیا ہے کہ مغفرت گناہ اسی کو حاصل ہوگی کہ وہ بعد توبہ کے اعمال حسنہ کرے شاید کہ مجھ سے عمل صالح نہ ہو سکے۔ میں آپ کے جوار میں ہوں تا کہ اور کلام خدا سنوں اس وقت یہ آیۂ شریفہ نازل ہوئی۔ إِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ یعنی تحقیق کہ اللہ شرک کرنے والے کو نہ بخشے گا اور سوائے اس کے جس کو چاہے بخش دے۔ حضرت ﷺ نے وحشی کو بلا کر یہ آیۂ کریمہ سنائی۔ وحشی نے کہا شاید میں ان لوگوں میں سے ہوں کہ مشیت ایزدی میں میری مغفرت نہ ہو میں آپ کے جوار میں ہوں تا کہ اور کلام خدا سنوں کہ جس میں کوئی قید نہ ہو اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیۂ پاک نازل کی۔ قُلْ يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلٰى أَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ إِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا إِنَّهٗ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ وحشی نے کہا کہ اب اس میں کوئی شرط اور قید نہیں پاتا ہوں میں اور فی الحال وہ ایمان لائے اور معنی لفظی اس آیۂ

کریمہ کے یہ ہیں کہو تم اے محمد ﷺ اے مملوکو میرے ایسے کہ تجاوز کیا اپنے نفسوں پر ناامید نہ ہو اللہ کی رحمت سے تحقیق اللہ تمہارے سب گناہ بخش دے گا۔ تحقیق اللہ بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے خطاب کیا اس آیہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب سے اور فرمایا کہ آپ کہہ دیں کہ اے مملوکو میرے پس یائے متکلم جو عبادی میں ہے اس کا مرجع علمائے محققین کے نزدیک ذات جناب رسالت ہے۔ چنانچہ مولانا روم فرماتے ہیں۔ اس آیۂ شریفہ کے معانی ہیں۔ شعر

بندۂ خود خواند احمد در رشاد
جملہ عالم را بخوان قل یاعباد

اور یہ اس واسطے ہے کہ اگر مرجع اس کا ذات الوہیت کو قرار دیں تو ضرور ہے کہ بعد قل کے یقول اللہ محذوف ماننا ہوگا اور بلاضرورت ایک جملہ محذوف قرار دینا خلاف فصاحت ہے اور اگر بالفرض تسلیم کرلیا جائے کہ یقول اللہ یہاں سے محذوف ہے تو یہ اشکال پیدا ہوگا کہ تمام مخلوق اللہ کے عباد ہیں۔ پس سب اس میں داخل ہوں گے اور یہ وعدۂ نجات مومن اور کافر اور مشرک سب کو شامل ہو جائے گا۔ اور یہ مضمون بالکل قرآن اور حدیث اور اجماع کے مخالف ہے اور اگر مراد لفظ عباد سے فقط مومن اور مسلم لیے جائیں تو کفار اور مشرک جو قطعی جہنمی ہیں وہ اللہ کے عباد سے نکلے جاتے ہیں اور یہ بھی مذہب کے خلاف ہے۔ پس اب یائے عبادی کا مرجع بجز ذات رسول اللہ ﷺ نہیں ہو سکتا اور مفسرین نے لکھا ہے کہ یائے عبادی واسطے تخصیص کے ہے یعنی اس سے فقط مومن مراد ہیں پس فقط مومن اسی وقت ہو سکتے ہیں کہ مرجع یائے متکلم ذات جناب رسالت ہو اور اس میں کوئی قبح شرعی نہیں ہے یہ جو بعض لوگ کہتے ہیں کہ عباد کے معنی مخلوق کے ہیں۔ یہ محض غلط ہے بلکہ عباد جمع ہے عبد کی اور معنی اس کے مملوک اور غلام کے ہیں۔ چنانچہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَأَنْكِحُوا الْأَيَامٰى

مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَائِكُمْ یعنی مسلمانوں سے اللہ تعالیٰ فرماتا
ہے کہ نکاح کرواپنے میں سے بیواؤں کا اور صالحین کا اپنے غلاموں اور لونڈیوں سے
دیکھو وہ ہی لفظ عباد اس آیہ میں بھی ہے اور مضاف کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو ہم
لوگوں کی جانب پس اب عباد کے معنی مخلوق کے کیوں کر ہو سکتے ہیں اور جب لفظ عباد
ہماری طرف اللہ تعالیٰ نے مضاف کی ہے اور عبادکم میں ضمیر کم کا مرجع ہم لوگ مسلمان
ہیں تو عبادی میں یائے متکلم کا مرجع اگر حضور ہوئے تو کیا قبح شرعی لازم آیا اور جب
ثابت ہوگیا قرآن سے کہ عباد کے معنی غلام اور مملوک کے ہیں تو اس آیۂ شریفہ سے
اس قدر اور ثابت ہوگیا کہ ہم سب رسول اللہ ﷺ کے غلام اور مملوک ہیں اور لاریب
فیہ ہم حضور کے مملوک ہیں اسی وجہ سے عبدالرسول اور عبدالنبی نام رکھنا بھی جائز ہے اور
قدمائے صالحین نے یہ نام رکھے ہیں اور اس کو اچھا جانا ہے اور اگر مرجع یائے عبادی
اللہ تعالیٰ کو قرار دیں تو بھی عباد خاص مطیعین یعنی مسلمان مراد ہیں الغرض اس میں کسی
کو کلام نہیں ہے سب کے نزدیک عبادی سے مراد امت مرحومہ محمدیہ ہے۔ پس جو لوگ
کہ آنحضرت کی مملوک ہو گئے انہیں کو اللہ تعالیٰ بوساطت اپنے حبیب ﷺ کے
بشارت دیتا ہے کہ ناامید نہ ہو اللہ کی رحمت سے یعنی اس کی رحمت بہت وسیع ہے جیسا
وہ بے حد ویسی اس کی رحمت بے حد ہے۔ پس وہ اپنی رحمت سے بہ تحقیق تمہارے کل
گناہ بخش دے گا۔ وہ بڑا بخشنے والا اور رحمت کرنے والا ہے۔ الغرض اس آیہ میں اللہ
تعالیٰ کل امت محمدی سے وعدۂ نجات اور مغفرت اس تاکید سے فرماتا ہے کہ ہر مسلمان
کو یقین کرنا لازم ہے کہ ہم ضرور مغفور ہوں گے خواہ اپنی رحمت سے بے عذاب کیے
ہوئے بخش دے خواہ اپنی حکمت سے کچھ عذاب کر کے بخش دے اور اگر کوئی یہ عقیدہ نہ
کرے گا گناہ ہرگز بخشے نہ جائیں گے۔ وہ فرقہ ناجیہ سے ضرور خارج ہو جائے گا مگر یہ
بھی سمجھ لینا چاہیے کہ مجرد دعویٰ کرنا کہ ہم مملوک اور غلام ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کے

بے گواہ عادل اللہ تعالیٰ کی عدالت میں مقبول نہ ہوگا کہ وعدۂ مغفرت کے سزاوار ہوں
اور گواہ عادل ہماری مملوکیت پر اتباع کرنا ہے آنحضرت ﷺ کا چنانچہ مولانا روم
فرماتے ہیں۔ شعر

پس روئے من بریں معنی گواست
کہ منم بندہ و او مولائے ماست

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حال میں مروی ہے کہ آپ مدینہ سے مکہ معظمہ
جب جاتے تھے۔ اثنائے راہ میں ایک مقام تھا کہ وہاں آپ شاہراہ کو چھوڑ کر علیحدہ ہو
جاتے تھے اور تھوڑا سا پھیر کھا کر پھر راستہ پر آتے تھے۔ ایک مرتبہ ایک شخص نے سوال
کیا کہ حضرت آپ شاہراہ کو کیوں چھوڑ دیتے ہیں۔ فرمایا کہ سفر کیا تھا میں نے رسول
اللہ ﷺ کے ہمراہ دیکھا تھا میں نے آنحضرت کو کہ حضور اسی طرح تشریف لے گئے
تھے۔ میں حضور کی اتباع کرتا ہوں۔ پس یہ لوگ صحیح مملوک تھے۔ رسول اللہ ﷺ کے
کہ ایک قدم بے اتباع رسول اللہ ﷺ نہ رکھتے تھے اور مقتضائے محبت ہے کہ محبوب
کا ہر فعل محبّ کو پسندیدہ ہوتا ہے اور جو شے پسندیدہ ہوگی اس کو ضرور کرے گا ہم لوگ
جو دعوی اسلام کرتے ہیں اور اتباع سنت نہیں کرتے ہیں جھوٹے ہیں۔ اس واسطے کہ
ایمان عبارت ہے محبت رسول اللہ ﷺ سے اگر ہم میں محبت ہوتی تو ضرور بلا اتباع
رسول اللہ ﷺ کے ہم سے رہا نہ جاتا۔ مگر یہ رحمت رسول اللہ ﷺ ہے کہ ایسے
جھوٹے ایمان کو بھی ہمارے حضور قبول کر لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ہی فقط اس نسبت لفظی
سے ہم کو نجات دے گا مگر تا ہم رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ اَلْاِيْمَانُ بَيْنَ
الْخَوْفِ وَالرَّجٰى یعنی ایمان خوف اور امید کے درمیان میں ہے لہٰذا ساتھ اس امید
قوی کے اللہ تعالیٰ کے غضب سے ڈرنا چاہیے کہ وہ بے نیاز ہے اور ہر شے پر قادر ہے
گو مسلمان بسبب اس کے وعدہ کے مغفور ہیں قطعی کیوں کہ اس کا وعدہ بدلتا نہیں ہے

مگر اس امر سے ڈرنا چاہیے کہ ایسا نہ ہو کہ وہ بسبب مخالفت سنت حبیب کے بر سر قہر ہو جائے اور ایمان صلب کر لے۔ پس جب ایمان ہی نہ رہے گا تو جو وعدے نجات کے اہل اسلام سے اس نے فرمائے ہیں وہ کیا نفع دیں گے۔ یہ عبادت اور تقویٰ فقط اس واسطے ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے ایمان پر خاتمہ کرے اور امت محمدی میں داخل رکھے۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَیْہِ اور ایک مضمون اس امت کی بہتری کا یہ بھی ہے کہ بندے کو فضل معبود کی عبادت سے ہوتا ہے۔ جس قدر عبادت زیادہ کرے گا اسی قدر دوسرے بندوں پر اس کو فضل ہوگا لہٰذا اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے اس امت کو عبادات میں ایک طریقہ نماز کا وہ تعلیم کیا ہے کہ جو تمام خلق کی عبادات کو جامع ہے تفصیل اس کی یہ ہے کہ ملائکہ جو معصوم ہیں اور بڑے عابد ہیں۔ ان کے طریقے عبادت کے یہ ہیں کوئی قیام اور کوئی قعدہ اور کوئی رکوع اور کوئی سجدے میں اللہ تعالیٰ کو یاد کرتا ہے اور طریقے یاد کرنے کے بھی مختلف ہیں۔ کوئی تسبیح کرتا ہے اور کوئی تہلیل میں مشغول ہے اور کوئی اللہ تعالیٰ کو بڑائی کے ساتھ یاد کرتا ہے اور کوئی اس کی حمد کرتا ہے اور یہی حال ہے اگلے انبیاء اور ان کی امت کی نماز کا کہ وہ بھی مثل ملائکہ کے ایک رکن خاص ہیں۔ ایک طریقہ خاص سے اللہ کو یاد کرتے تھے اور نیز جملہ جمادات اور حیوانات اور نباتات بفحوائے آیۂ کریمہ وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِہٖ اللہ تعالیٰ کی تسبیح اور تحمید میں مصروف ہیں مگر ایک صورت خاص پر مثلاً پہاڑ ہیں کہ وہ ہمیشہ صورت قیام میں رہتے ہیں کسی طرف جھکتے نہیں اور درخت ہیں کہ صورت قیام میں رہتے ہیں مگر ہوا سے کسی وقت جھک کر صورت رکوع میں آ جاتے ہیں اور جو درخت بیلدار ہوتے ہیں وہ ہمیشہ سجدہ کی حالت میں زمین پر پڑے رہتے ہیں اور جانور چوپائے ہمیشہ صورت رکوع میں رہتے ہیں اور حشرات الارض اور بعض جانور جو زمین سے ہر وقت متصل رہتے ہیں۔ صورت سجدہ میں ہیں۔ الغرض سب مخلوق ایک ایک ہیئت خاص پر اللہ

تعالیٰ کو یاد کرتے ہیں۔ اسی واسطے اس امت پر جو اللہ تعالیٰ نے نماز فرض کی اس میں قیام اور رکوع اور سجدہ اور قاعدہ سب صورت میں اپنی یاد کرنے کا ایک ایک طریقہ تعلیم کیا کسی رکن میں تکبیر ہے اور کسی میں تسبیح اور تحمید ہے اور کسی میں تحلیل ہے تاکہ جتنے طرق عبادت عام مخلوق کے ہیں۔ وہ سب اس امت کی ایک عبادت نماز ہی میں جمع ہو جائیں۔ چنانچہ ابتداء نماز تکبیر تحریمہ سے ہے یعنی اللہ اکبر کہنا اور ہاتھوں کو کان تک اٹھانا اس رکن میں زبان سے تو بندے نے اللہ کی بڑائی کو ظاہر کیا اور فعل سے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کو ثابت کیا۔ اس واسطے کہ دونوں ہاتھ اٹھانے سے صورت لا کی پیدا ہوئی اور لا کے معنی ہیں نہیں۔ پس یہ اشارہ اس طرف ہے کہ ہم سب نیست ہیں ہست فقط وہی ایک معبود ہے جس کی عبادت پر میں مستعد ہوا ہوں۔ شعر

پناہ بلندی و پستی توئی
ہمہ نیستند انچہ ہستی توئی

اور بعدہ ہاتھ باندھ کر کھڑا ہوگا۔ یہ ہیئت خاص دلالت کرتی ہے کہ اپنے مالک کو حاضر جانتا ہے اس واسطے ادب کی صورت بنا کر کھڑا ہے اور یہی طریقہ نماز کا حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ نماز پڑھے تو سمجھے کہ مالک کو میں دیکھتا ہوں اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو یہ جانتا رہے کہ وہ مجھ کو دیکھتا ہے اور قیام میں پڑھتا ہے۔ سُبْحَانَكَ اللّٰھُمَّ اس میں اللہ کی پاکی اور حمد اور یکتائی بیان کرتا ہے پھر شر شیطان سے پناہ مانگتا ہے اور اللہ کے نام سے قرأت کتاب اللہ شروع کرتا ہے اور پڑھتا ہے سورۂ فاتحہ اس میں بعد حمد کے اور اظہار مالکیت معبود کا اپنے عجز کے واسطے اور اس میں اللہ کی پاکی اور عظمت کو بیان کرتا ہے۔ بعدہ سجدہ میں گر پڑتا ہے اور اس فعل سے نہایت درجہ اپنی عاجزی اور سرنگونی کو ثابت کرتا ہے اور سجدہ میں اللہ کی پاکی اور بڑائی یاد کرتا ہے پھر اسی طرح دوبارہ سجدہ کرتا ہے یعنی مکرر اپنی عاجزی دکھاتا ہے اور پھر اسی طرح دوسری رکعت پڑھتا ہے یعنی

ہر فعل کو اپنے موکد کرتا ہے پھر بیٹھ جاتا ہے ادب سے اور تحیت کو اللہ تعالیٰ کے حضور میں عرض کرتا ہے واسطے اتباع سنت کے کہ لیلۃ المعراج میں حصول قرب کے وقت نبی کریم نے وہ کلمات تحیت عرض کیے تھے اور حدیث سے ثابت ہے کہ نماز مسلمانوں کا معراج ہے۔ پس جب یہ معراج اللہ نے مرحمت کیا تو اتباع سنت کے واسطے بندے نے وہی کلمات تحیت پیش کیے اور جب فضل سنت نبوی سے سرفراز ہوتا ہے۔ اس کی برکت سے یہ مرتبہ پاتا ہے کہ وہ کلمات تحیت جو جناب احدیت نے اپنے حبیب کے جواب میں فرمائے تھے۔ واسطے اتباع سنت الٰہی کے حضور جناب رسالت میں عرض کرتا ہے بعدہٗ درود پڑھتا ہے نبی کریم پر واسطے ادائے شکر نعمت اس نبی رحمت کے کہ جس کے طفیل سے یہ مرتبہ پاتا ہے۔ بعدہٗ دعائے سلام کرتا ہے اپنی قوم پر اور اس میں بھی اتباع سنت نبوی ہے کہ ہمارے نبی کریم نے بھی لیلۃ المعراج میں اپنی امت پر سلام فرمایا تھا۔ الغرض جس نے نماز کو پڑھا گویا تمام خلق کی عبادت کے کل طریقوں کو ادا کیا اور جو اس سے محروم رہا وہ کل خیر سے محروم رہا کیونکہ عبادت معبود ہی سے بندے کو عظمت حاصل ہوتی ہے۔ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے نبی کریم پر سوائے نماز پنجگانہ کے نماز تہجد کو بھی فرض کیا تھا اور ایک مضمون اس امت کی بہتری کا دوسری امتوں سے یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ خود ان کی طرف متوجہ ہے اور ان پر رحمت بھیجتا ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِیْرًا ○ وَّسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِیْلًا ○ هُوَ الَّذِیْ یُصَلِّیْ عَلَیْكُمْ وَمَلٰٓئِكَتُهٗ لِیُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَحِیْمًا ○ اے ایمان والو ذکر کرو اللہ کا ذکر کثیر اور تسبیح کرو اس کی صبح اور شام وہ اللہ ایسا ہے کہ صلوٰۃ بھیجتا ہے تم پر اور فرشتے اس اللہ کے تا کہ نکالے وہی اللہ تم کو تاریکیوں سے نور کی طرف اور ہے اللہ ساتھ مسلمانوں کے رحم کرنے والا۔ اس آیہ شریفہ میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے خود خطاب کیا اور

فرمایا کہ ہم خود تم پر رحمت بھیجتے ہیں اور فرشتے ہمارے تمہارے واسطے دعائے مغفرت کرتے ہیں اور یہ رحمت خدا کی تم پر اس واسطے ہے تا کہ نکالے وہی اللہ تم کو ظلمات سے نور کی طرف ظلمات سے مراد ہیں گناہ کہ وہ قلب کو سیاہ کرتے ہیں۔ جیسا کہ حدیث میں وارد ہے کہ مسلمان جب گناہ کرتا ہے ایک تل سیاہی کا اس کے دل پر پڑ جاتا ہے اگر توبہ کرتا ہے وہ سیاہی دفع ہو جاتی ہے ورنہ قائم رہتی ہے اور جو گناہ بکرات کرتا چلا جاتا ہے وہ تل بڑھتا چلا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ سب قلب تاریک ہو جاتا ہے اور نور سے مراد ہے۔ مغفرت پس معنی یہ ہوئے کہ تم گناہوں سے قلب کو سیاہ کرتے ہو اور اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے اس ظلمت سے تم کو نور مغفرت کی طرف نکالتا ہے اور اس کے واسطے اللہ تعالیٰ نے بہت اسباب مقرر کر دیئے ہیں۔ چنانچہ اعلیٰ سبب مغفرت گناہ کا توبہ ہے اور طریقہ توبہ کا اگلے انبیاء کی امتوں کے واسطے یہ تھا کہ جس عضو سے گناہ ہو اس عضو کو کاٹ ڈالیں تب توبہ قبول ہو اور اگر تمام جسم کا گناہ ہو تو اپنے تئیں ہلاک کریں اور اس امت کو اپنی رحمت سے یہ سہل طریقہ توبہ کا تعلیم فرمایا کہ مسلمان کیسا ہی گنہگار ہو جس وقت دل میں گناہ سے شرمندہ ہو کر ارادہ کرے کہ اب یہ کام نہ کروں گا پس تائب ہو گیا اور تائب کا مرتبہ یہ ہے کہ فرمایا ہے رسول اللہ ﷺ نے کہ توبہ کرنے والا گناہ سے ایسا ہے جیسے گناہ ہی نہیں کیا اور ایک روایت میں ہے کہ مسلمان جب گناہ کرتا ہے فرشتہ کاتب گناہ ٹھہر جاتا ہے کہ شاید یہ بعد گناہ کے نادم ہو جائے تو گناہ لکھا ہی نہ جائے اگر وہ نادم نہیں ہوتا ہے تو ایک گناہ اس کے نامۂ اعمال میں لکھا جاتا ہے پھر جب وہ تادم واپسیں نادم ہو کر اگر توبہ کرتا ہے فرشتہ کاتب عصیاں گناہ کو نامۂ اعمال سے محو کر دیتا ہے اور فرشتہ کاتب نیکی کا ایک نیکی توبہ کرنے کی اس کے نامۂ اعمال میں بڑھا دیتا ہے۔ اب خیال کرنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے کیسا نکالتا ہے مسلمانوں کو ظلمت سے نور کی طرف کہ کریں تو گناہ اور توبہ کرنے سے ظلمت گناہ مٹ کر نور نیکی کا بڑھ

جائے۔ ایک صورت اس نے اپنی رحمت سے ظلمت سے نور کی طرف نکالنے کی اس امت کے واسطے یہ کی ہے کہ قرآن مجید میں فرماتا ہے کہ اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّاٰتِ تحقیق نیکیاں مٹاتی ہیں برائیوں کو یعنی مسلمان جو گناہ کرتے ہیں اور عبادت بھی کرتے ہیں۔ وہ عبادت ان کے گناہ کو مٹا دیتی ہے۔ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ مثال نمازی کی ایسی ہے جیسے کسی کے دروازے پر پانچ نہریں جاری ہوں۔ جب کچھ نجاست اس کے بھر جائے اس میں دھو ڈالے پاک ہو جائے ویسے ہی نمازی جب نماز پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے اگلے گناہ اس کے بخش دیتا ہے اور وہ گناہ سے پاک ہو جاتا ہے اور روزہ کی نسبت میں حدیث شریف میں ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ جب آخر شب رمضان کی ہوتی ہے اللہ تعالیٰ میری امت کے گناہ بخش دیتا ہے۔ صحابہ نے پوچھا کہ یا رسول اللہ ﷺ کیا وہ لیلۃ القدر ہے فرمایا نہیں یعنی لیلۃ القدر نہیں ہے لیکن مزدور کو پوری اجرت نہیں دی جاتی ہے مگر اس وقت کہ جب کام کو پورا کرتا ہے یعنی یہ مغفرت بسبب عمل سے فارغ ہونے کی ہے اور ایک حدیث میں بعد فضل لیلۃ القدر کے فرمایا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے کہ پس جس وقت کہ مسلمانوں کی عید کا دن ہوتا ہے مفاخرت کرتا ہے اللہ ساتھ اپنے بندوں کے اپنے فرشتوں سے پس ارشاد کرتا ہے۔ اے فرشتو میرے کیا ہے بدلا ایسے مزدور کا کہ تمام کرے اپنے عمل کو پس فرشتے عرض کرتے ہیں کہ اے پروردگار ہمارے یہ ہے بدلا اس کا کہ پوری دی جائے اجرت اس کو پس فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اے فرشتو میرے غلاموں اور لونڈیوں نے میری اطاعت پوری کی جو میں نے ان پر فرض کی تھی یعنی روزے رمضان کے رکھے اور پھر نکلے درحالیکہ بلند کرتے ہیں اپنی آوازوں کو دعا میں قسم ہے۔ مجھ کو اپنے غلبہ اور قدرت اور بزرگی اور بلندی قدر اور مرتبہ کی ہر آئینہ قبول کی میں نے دعا ان کی اور فرماتا ہے اللہ تعالیٰ یعنی مسلمانوں سے کہ پھر جاؤ بہ تحقیق بخشا میں نے تم کو اور بدل

دیا۔ میں نے تمہاری بدی کو نیکی سے پس فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ پھرتے ہیں بندے مغفور یعنی بخشے ہوئے اور نیز فضل رمضان میں حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قیام لیل کو اس ماہ میں سنت کیا ہے یعنی نماز تراویح کو جو کوئی قیام کرے گا شب کو اور ختم کرے گا اس میں قرآن کو یعنی خود پڑھے گا یا سنے گا بخش دیئے جائیں گے اس کے سب اگلے گناہ اور اسی طرح بہت حدیثیں فضائل حج میں کہ وہ بھی ایک رکن ہے ارکان اسلام سے وارد ہیں۔ خلاصہ اس کا یہ ہے کہ جو شخص حج مبرور کرتا ہے وہ گناہ سے ایسا پاک ہوتا ہے جیسے ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا تھا۔ اور مروی ہے فضائل حج میں کہ نبی کریم ﷺ نے دعا کی ایام حج میں یوم عرفہ کے حجاج کے واسطے مغفرت کی۔ جبرئیل علیہ السلام حاضر ہوئے اور کہا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے اپنے حقوق بخش دیئے۔ سوائے حقوق العباد کے نبی کریم ﷺ نے کمال رحمت سے پھر دعا کی کہ اے پروردگار تو قادر ہے اس پر کہ مظلوم کو اس کی مظلومیت کے عوض میں جنت دے اور ظالم کو بھی معاف کر دے۔ یعنی مظلوم کی دادرسی اس طرح پر کر دے اس روز کچھ جواب نہ آیا۔ تمام شب حضور ملول رہے دوسرے روز مقام مزدلفہ میں پھر حضرت نے یہی دعا کی۔ اس وقت جبرئیل علیہ السلام آئے اور کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر یہی مرضی ہے کہ کل بخش دیئے جائیں تو ہم حقوق العباد بھی بخشوا دیں گے۔ چنانچہ یہ بھی مروی ہے کہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ مظلوم کو مقابات عالی جنت میں دکھلا دے گا۔ وہ خواہش کریں گے اس مقام کی ارشاد ہوگا کہ یہ مقام محسنین کا ہے تو اگر اپنا حق جو فلاں بندے پر ہے اس کو معاف کر دے تو یہ مقام تجھ کو ملے۔ وہ اس مقام کی خواہش سے اس کا حق معاف کر دے گا کیا کرم ہے کہ مظلوم کو تو ترقی مدارج ہو جائے گی اور ظالم بھی ظلمت گناہ سے نجات پا جائے گا دونوں کا بھلا ہوگا اور جس طرح کہ روزہ و نماز وغیرہ گناہ سے پاک کرتے ہیں۔ اسی طرح زکوٰۃ بھی گناہ سے پاک کرتی ہے اور یہی

حال ہے اور عبادات کا ایک رحمت خدا کی اس امت پر بھی ہے کہ جو مسلمان گناہ کرتا ہے اور بعد گناہ کے نادم بھی نہیں ہوتا ہے۔ ایک گناہ اس کے نامۂ اعمال میں لکھا جاتا ہے اور اس کی مثل اس کو سزا ملے گی۔ اللہ تعالیٰ نے خود قرآن مجید میں فرمایا ہے کہ جو کوئی گناہ کرے گا۔ اس کو سزا دی جائے گی مگر اس کی اور نیکی کی نسبت یہ قرار دیا کہ ایک نیکی کے عوض میں اقل مرتبہ دس نیکی کا ثواب دے گا۔ قرآن شریف میں فرمایا ہے۔ مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا جو ایک نیکی کرے گا اس کو دس نیکیاں مثل اس کے ملیں گی اور جس قدر خلوص عبادت میں زیادہ ہوتا ہے اسی قدر مدارج نیکی کے اللہ تعالیٰ بڑھاتا ہے۔ چنانچہ ثابت ہے کہ ایک نیکی کے عوض میں اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے سات سو نیکی تک کا ثواب دے گا اور یہ امر بھی اللہ تعالیٰ نے اس امت کو ظلمت معاصی سے اخراج کرنے کے واسطے کیا ہے۔ تاکہ یوم عدالت میں مستحق جنت قرار پائیں کیوں کہ طریقہ عدالت حشر کے روز یہ ہوگا کہ نیکی اور بدی دونوں میزان میں تولی جائیں گی۔ جس کی بدی زیادہ ہوگی وہ جہنم میں بھیجا جائے گا اور جس کی نیکی زیادہ ہوگی وہ جنت پائے گا۔ لہٰذا پہلے ہی سے اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے اس امت کے گناہ گھٹاتا ہے اور نیکیاں بڑھاتا ہے کہ خواہ مخواہ نیکی نامۂ اعمال امت محمدیہ میں زیادہ ہو اور امت مرحومہ کی نیکیوں کے بڑھانے کے واسطے اور بھی بہت سے طریقے اللہ تعالیٰ نے قائم کیے ہیں۔ من جملہ ان کے ایک یہ ہے کہ فرمایا ہے رسول اللہ ﷺ نے فضل رمضان میں کہ نفل اس ماہ کا فضیلت میں مثل فضل فرض دوسرے مہینے کے ہے اور ایک فرض اس ماہ کا دوسرے مہینے کے ستر فرض کے برابر ہے۔ اور لیلۃ القدر ایک شب اس ماہ مبارک میں اللہ تعالیٰ نے ایسی مقرر کی ہے کہ اس ایک رات کی عبادت بہتر ہے ہزار مہینے کی عبادت سے اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے۔ لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ اور شان نزول میں اس آیۂ کریمہ کے یہ لکھا ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا۔ عمر اس کی

آٹھ سو برس کی تھی اور تمام عمر اس نے اللہ تعالیٰ کی عبادت میں بسر کی تھی۔ اس کا حال سن کر آنحضرت ﷺ کو بسبب کمال رحمت کے اپنی امت کا خیال آیا کہ میری امت کی عمر بہت کم ہے اگر وہ تمام عمر بھی اللہ کی عبادت میں مشغول رہے گی تو بھی ان لوگوں کے برابر کیوں کر ہوگی۔ جنہوں نے سیکڑوں برس خدا کی عبادت کی ہے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کی تسکین خاطر کے واسطے سورۂ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ نازل کی اور اس میں فرمایا لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ یعنی لیلۃ القدر بہتر ہے ہزار ماہ سے ہزار ماہ کے تراسی برس چار مہینے ہوتے ہیں اور امت مرحومہ کے واسطے اوپر مذکور ہو چکا ہے کہ ایک نیکی کے عوض میں دس نیکی اللہ تعالیٰ دیتا ہے۔ پس اب جو ایک شب قدر میں اللہ کی عبادت کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کو دس لیلۃ القدر کی عبادت کا ثواب دے گا یعنی تراسی برس چار مہینے کا دس گونہ اور دس گونہ اس کو کرنے سے آٹھ سو تینتیس برس چار مہینے ہوتے ہیں۔ پس مطلب اس آیۂ پاک کا یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کریم سے فرماتا ہے اور آپ کی دلجوئی کرتا ہے کہ آپ اپنی امت کی عمر کم ہونے سے کیوں افسردہ ہوتے ہیں۔ ہم تو تمہاری امت کا اجر بڑھانے پر مستعد ہیں۔ ایک رات تمہاری خاطر سے تمہاری امت کو لیلۃ القدر دی ہے کہ وہ رمضان کے آخر عشرہ کی طاق شبوں میں ہوتی ہے۔ اس ایک رات کی عبادت آٹھ سو تینتیس برس چار مہینے کی عبادت سے بہتر ہے۔ پس اگر اب امم سابقہ کے لوگوں کی عمر بڑی تھی تو کیا ہوا تمہاری امت کے واسطے اجر کو اس قدر ہم نے بڑھا دیا ہے کہ وہ تھوڑی عبادت کرنے سے اوروں کی سیکڑوں برس کی عبادات پر فضل لے جائیں گے اور من جملہ اس کے ایک مضمون امت محمدی کی عبادت بڑھنے کا یہ بھی ہے کہ مسجد الحرام میں ایک نماز پڑھنے سے لاکھ نماز کا ثواب ملتا ہے اور مسجد نبوی میں ایک نماز پڑھنے سے پچاس ہزار نماز کا ثواب ملتا ہے اور مسجد قبا میں کہ وہ مسجد حوالی مدینہ طیبہ میں آنحضرت ﷺ اور صحابہ کی تعمیر کی ہوئی

ہے۔اس میں ایک نماز پڑھنے میں ایک عمرۂ مقبول کا ثواب ملتا ہے اور عمرۂ نصف حج ہے اور رمضان شریف میں جو شخص وقت افطار صوم کے روزہ دار کو دودھ یا خرما یا آب شیریں سے روزہ افطار کرائے گا اللہ تعالیٰ افطار کرانے والے کو روزے کا ثواب دے گا اور افطار کرنے والے کو بھی اس کے روزے کا پورا ثواب دے گا۔مثل اس کے اور بہت سے امور اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے امت محمدی کے واسطے زیادتی اجر کی مقرر فرمائے ہیں اور نیز کمال رحمت خدا اس امت پر یہ ہے کہ گناہ کی نسبت میں تو فرماتا ہے۔لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی یعنی ایک کا بوجھ دوسرے پر نہ رکھا جائے گا یعنی جو کرے گا گناہ وہی مبتلا ہوگا اور عبادات میں یہ وسعت دی ہے کہ ایک کی نیکی دوسرے مسلمانوں کو پاک کرتی ہے۔چنانچہ فضل ذکر میں حدیث بیان ہو چکی ہے کہ جس محفل میں اللہ کا ذکر ہوتا ہے وہاں اگر کوئی شخص بلا قصد سماعت ذکر بھی بضرورت خود ادھر سے نکل کر مجمع دیکھ کر ٹھہر جاتا ہے۔اس کے بھی گناہ اللہ تعالیٰ بخش دیتا ہے اور فرماتا ہے میرے ذکر کرنے والے ایسی قوم ہیں کہ ان کے پاس کا بیٹھنے والا بھی خراب نہیں ہوتا اور اسی طرح جو لوگ صالحین امت محمدیہ کی اتباع کرتے ہیں۔اللہ تعالیٰ ان صالحین کی صلاحیت کی برکت سے ان کو بخش دے گا۔چنانچہ قرآن شریف میں خود فرماتا ہے۔وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِاِيْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَآ اَلَتْنٰهُمْ مِّنْ عَمَلِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ كُلُّ امْرِئٍۢ بِمَا كَسَبَ رَهِيْنٌ جو لوگ کہ ایمان لائے اور اتباع کی ان کی ان کی ذریت نے بسبب ان کے ایمان کے ملائیں گے ہم ان کے ساتھ ان کی ذریت کو اور نہ گھٹائیں گے ان کے عمل میں سے کچھ ہر شخص اپنے اپنے کیے کا گرفتار ہے۔اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سے مقتدا لوگ یعنی علماء اور اولیاء مراد ہیں۔جن کی دوسرے مسلمان اتباع کرتے ہیں بسبب ان کے ایمان کے اور ایمان کے معنی لغت میں گرویدگی کے ہیں تو مراد یہ ہے کہ بسبب ان کی گرویدگی یعنی عشق کے جو اللہ کے ساتھ ہے اور جزا

اس اتباع کی یہ ارشاد ہوئی کہ ہم ان کو ان سے ملا دیں گے۔یعنی وہ مغفور ہیں ان کی وجہ سے ان کو بھی مغفور کر دیں گے اور اس آیۂ شریف میں لفظ اٰمَنُوْا کی واقع ہے۔اس سے انبیاء مراد نہیں ہو سکتے بجز مومنین کاملین امت کے اور ان کی اتباع سبب نجات قطعی ہے۔پس اب تقلید ائمہ اور مقتدایان دین کی جو اپنے سے پہلے گزر گئے ہیں اور ان کی بزرگی اور عظمت پر اجماع امت ہے عین اللہ اور اس کے رسول ہی کی فرمانبرداری ہے اور سبب ہے نجات کا خواہ علمائے شریعت ہوں مثل امام اعظم رضی اللہ عنہ اور امام شافعی رضی اللہ عنہ وغیرہم کے خواہ علمائے طریقت ہوں مثل ابراہیم ادہم اور جنید بغدادی وغیرہم کے رضی اللہ عنہم اجمعین اور خدمت خاصان خدا کی بھی موجب نجات ہے ثابت ہے کہ قیامت کے روز کچھ لوگ ہوں گے کہ ان کے پاس کوئی نیکی نہ ہوگی۔جب وہ لوگ اپنی شامت گناہ کی وجہ سے مستحق دوزخ قرار پائیں گے۔ان صالحین کے پاس آئیں گے اور ان سے کہیں گے کہ ہم نے تم کو دنیا میں خدا کا نیک بندہ سمجھ کر تمہاری خدمت کی تھی۔اب اس وقت ہم جہنم میں بھیجے جاتے ہیں۔اس وقت کچھ ہمارے کام آؤ۔وہ صالحین حضور جناب احدیت میں عرض کریں گے کہ اے رب ہم جنت میں نہ جائیں گے۔اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیوں نہ جاؤ گے۔وہ عرض کریں گے اے اللہ فلاں فلاں تیرے بندوں نے دنیا میں ہم کو تیرا نیک بندہ جان کر ہماری خدمت کی تھی۔اس وقت وہ اس کے عوض کے خواہاں ہیں۔ہمارے پاس کیا ہے جو ان کو دیں لہٰذا ہم ان کا ساتھ ہی دیں گے۔اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ تم دوزخ میں کیوں جاؤ۔ہم نے ان کو بھی بخش دیا تم اپنے ساتھ لے جاؤ یہ بھی ایک صورت ہے۔صالحین سے ملنے کی اور نجات کی یہی مضمون حضرت سعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔شعر

شنیدم کہ در روزِ امید و بیم
بداں را بہ نیکاں ببخشد کریم

اور نیز جوار صالحین امت میں رہنا اور جوار قبور صالحین میں دفن ہونا بھی باعث نجات ہے۔ اور ایک صورت ایک مسلمان کی عبادت سے دوسرے مسلمان کو نفع پہنچنے کی یہ ہے کہ مسلمان عبادات مالی خواہ عبادات بدنی سوائے فرائض اور واجبات کے کہ وہ خود اس پر فرض اور واجب ہیں جب دوسرے مسلمان کو خواہ وہ زندہ ہو خواہ مردہ بخش دے گا ثواب اس کا اللہ تعالیٰ اس مسلمان کو پہنچائے گا اور اس عبادت کرنے والے کا ثواب کم نہ ہوگا بلکہ ایک ثواب اور دوسرے مسلمان کو نفع پہنچانے کا اس کو ملے گا اور ایک رحمت اللہ کی اس امت واسطے نجات کے ظلمات معاصی سے یہ بھی ہے کہ دنیا میں جس کسی مسلمان کو کسی قسم کی تکلیف ہوگی وہ تکلیف کفارہ ہو جائے گی اس کے گناہ کا اور اگر اس تکلیف پر اس نے صبر کیا تو اور بھی مرتبہ اعلیٰ پائے گا اور ایک صورت نجات کی مسلمان کے واسطے یہ بھی ہے کہ اولاد صغیر جو مر جاتی ہے۔ وہ قیامت کے روز شفیع ہوگی اپنے والدین کی اور اللہ تعالیٰ اس کی شفاعت سے اس کے والدین کو نجات دے گا۔ مروی ہے ام المومنین بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ جس کے تین لڑکے صغیر مریں گے۔ وہ اس کے فرط ہوں گے قیامت میں اور فرط اس کو کہتے ہیں کہ جس کو قافلہ سے آگے روانہ کر دیں کہ منزل پر جا کر سامان کرے۔ تا کہ قافلہ منزل پر پہنچ کر آسائش پائے۔ عرض کیا ام المومنین نے کہ یا رسول اللہ اگر کسی کے دو لڑکے مریں فرط دو بھی فرط ہوں گے۔ عرض کیا کہ اگر ایک ہی مرے فرمایا وہ ایک بھی فرط ہوگا پھر عرض کیا کہ یا رسول اللہ اگر ایک بھی نہ مرے فرمایا اس کا فرط میں ہوں یعنی میرے فراق کے غم سے بڑھ کر اور کون غم ہے۔ رُوْحِیْ فِدَاكَ یا رسول اللہ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَيْهِ اور جن لوگوں نے کہ کوئی اسباب نجات پانے کا ظلمت معاصی سے بہم نہیں پہنچایا ہے۔ آخر کار ظلمت گناہ کے سبب سے جہنم میں گرفتار ہوں گے کہ وہ تیرہ و تار ہے۔ چنانچہ حدیث میں وارد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب جہنم بنایا ملائکہ کو حکم دیا

کہ اس کو دھونکو ملائکہ نے دھونکا یہاں تک کہ وہ زرد ہو گئی پھر حکم ہوا کہ اور دھونکو پھر ملائکہ نے دھونکا یہاں تک کہ سرخ ہو گئی حکم ہوا کہ اور دھونکو پھر دھونکا یہاں تک کہ سیاہ ہو گئی اور اب جہنم سیاہ ہے۔ پس وہ لوگ ظُلُمٰتٌ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ کے مصداق ہوں گے لیکن انجام کو اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے جو اس امت پر فرما رہا ہے۔ بشفاعت رسول اللہ ﷺ تاریکی جہنم سے ان کو بھی نکال کر جنت میں پہنچا دے گا مگر ان کی پیشانیوں پر لکھا ہوگا۔ هٰذَا عَتِيْقُ اللّٰهِ یعنی یہ اللہ کے چھوڑے ہوئے ہیں اہل جنت ان لوگوں کو دیکھ کر آپس میں کہیں گے کہ یہ دوزخ سے نکل کر آئے ہیں۔ لوگ جناب رحمۃ للعالمین ﷺ کے حضور میں جا کر عرض کریں گے کہ یا رسول اللہ ﷺ یہ تو ہم کو جنت میں بھی عذاب ہو گیا۔ اہل جنت ہم کو دیکھ کر ہنستے ہیں کہ یہ جہنم سے نکل کر آئے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ اپنے دست مبارک سے ان کی پیشانیاں نہر جنت کے پانی سے دھوئیں گے۔ وہ کتابت محو ہو جائے گی اور مثل اور اہل جنت کے وہ بھی ہو جائیں گے۔ یہ ہے نکالنا اللہ کا اپنی رحمت سے امت مرحومہ محمدیہ کو ظلمات سے نور کی طرف کہ ظلمت گناہ تو اس درجہ کہ آخر اس کی خباثت سے ظلمت جہنم میں پھنسیں گے۔ اور اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے ایسا نور کی طرف نکالے گا کہ مغفرت بھی کرے گا۔ اور دست مبارک جناب رسالت کہ اللہ جن کو ید اللہ فرماتا ہے اور وہ خود نور ہیں اللہ کے ان سے ان کی پیشانیاں دھوئی جائیں گی۔ تا کہ اس دست مبارک کے مس ہونے کی لذت بھلا دے تکالیف جہنم کو ان کے دلوں سے یہ بھی مہربانی اللہ تعالیٰ کی ہے۔ اس امت پر کہ اس طرح سے بعد عُسر کے یُسر دیتا ہے۔ پس جس نبی برگزیدہ کی امت کے گناہگاروں کی طرف یہ رحمت اور التفات خدا ہے۔ اس کی امت کے پرہیزگاروں پر کیا کچھ فضل خدا ہوگا۔ آنحضرت ﷺ کی امت کے پرہیزگاروں اور متقین پر یہ فضل ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن میں ان کی مدح کرتا ہے اور فرماتا ہے۔ اِنَّ اَکْرَمَکُمْ

عِندَاللّٰہِ اَتْقٰکُمْ تحقیق بڑا بزرگ اللہ کے نزدیک وہ ہے جو تم میں بڑا متقی ہے اور دوسری جگہ قرآن میں فرماتا ہے۔ قُلْ اِنْ کُنتُمْ تُحِبُّونَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُونِی یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ تم کہو اے محمد ﷺ اگر ہو تم ایسے اللہ کے ساتھ محبت کرتے ہو۔ پس اتباع کرو میری اللہ تم کو محبوب کرے اس سے زیادہ اور کیا فضل ہوگا کہ حضور کی اتباع سے مسلمان اللہ کا محبوب ہو جاتا ہے۔ اور فرمایا ہے علماء محققین نے کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیۂ شریفہ میں کمال عظمت محبوبیت رسول اللہ ﷺ کو ثابت فرمایا ہے۔ اس واسطے کہ یہ نہ کہا کہ اے محمد ﷺ میں نے تم کو اپنا محبوب کیا اور نہ امت کے خطاب میں ارشاد کیا کہ ہم نے محمد ﷺ کو محبوب کیا بلکہ یہ فرمایا کہ تم لوگوں سے کہو کہ میری اتباع کرو تو اللہ تم کو اپنا محبوب کرلے تاکہ ظاہر ہو جائے کہ ہمارے حبیب کی شان محبوبیت وہ اعلیٰ ہے کہ تم اس کو جان ہی نہیں سکتے ہو۔ پس یہ سمجھ لو کہ وہ ایسے محبوب ہیں کہ ان کی اتباع سے آدمی محبوب خدا ہو جاتا ہے اور نیز آنحضرت ﷺ ایسے اللہ تعالیٰ کے محبوب ہیں کہ ان کے افعال اور اقوال بھی سب اللہ کو محبوب ہیں۔ یہاں تک کہ متبع آنحضرت ﷺ کہ اس میں افعال اور اقوال آنحضرت ﷺ ظاہر ہوتے ہیں اور محل ظہور اس کا ہو جاتا ہے وہ بھی اللہ کو محبوب ہوتا ہے اور نیز ارباب محبت اس آیۂ شریف کے معنی میں فرماتے ہیں کہ ہر محبّ کو پسندیدہ ہوتا ہے کہ ذکر محبوب کرے تاکہ اس کی خوبی ظاہر ہو لیکن غیرت عشق مانع ہوتی ہے اور پسند نہیں کرتی ہے کہ غیر سے راز محبوب بیان ہو ناچار محبّ ذکر محبوب پردہ میں بیان کرتا ہے۔ چنانچہ مولانا روم فرماتے ہیں۔ شعر

خوشتر آں باشد کہ سرِّ دلبراں
گفتہ آید در حدیثِ دیگراں

پس اسی سبب سے اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کی محبوبیت کو پردۂ امت میں فَاتَّبِعُونِی یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ فرما کر ظاہر کیا۔ پس جاننا چاہیے کہ جب مسلمان آنحضرت

ﷺ کی اتباع کرتا ہے۔ حسب مرتبہ اتباع اللہ تعالیٰ اس کو اپنا محبوب کرتا ہے۔ یہاں تک کہ جب اتباع کامل ہوتی ہے یعنی ظاہر میں اتباع آنحضرت ﷺ کرتا ہے اور باطن میں اتباع باطن آنحضرت کرتا ہے اور اسی کا نام طریقت ہے اور یہ جو بعض جہلا سمجھتے ہیں کہ طریقت مخالف شریعت ہے۔ یہ محض غلط ہے اور فریب ہے شیطان کا شریعت کہتے ہیں۔ اتباع ظاہر کو اور طریقت اتباع ظاہر اور باطن کو اور یہی کامل اتباع ہے اور اسی اتباع کے صلہ میں بندہ اللہ کا محبوب ایسا ہو جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی صفات کے خلعت اس کو مرحمت کرتا ہے۔ کُنْتُ سَمْعَہٗ وَبَصَرَہٗ جو حدیث قدسی میں وارد ہے۔ وہ اسی طرف اشارہ ہے اس وقت یہ بندہ خطاب ولی اللہ کا مصداق ہوتا ہے اور وہ مرتبہ اس کو ملتا ہے کہ نہ اس کو کسی کان نے سنا ہے اور نہ کسی آنکھ نے اس کو دیکھا ہے اور نہ اس کا خطرہ کسی دل پر گزرا ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں خود ان کی مدح کرتا ہے اور فرماتا ہے۔ اَلَا اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ آگاہ ہو تم تحقیق جو لوگ اللہ کے ولی ہیں نہ خوف ہے ان پر اور نہ ان کو حزن ہوگا کلمہ اَلَا اس آیۂ شریفہ میں واسطے ہم لوگوں کی تنبیہ کے ہے اور لفظ اِنَّ واسطے کمال تاکید کے تاکہ کسی کو مراتب اولیاء اللہ میں محل انکار نہ رہے اور بعد تاکید اللہ تعالیٰ نے ثابت کیا کہ نہ ان پر خوف ہے اور نہ ان کو غم ہوگا اور خوف اور حزن اس وجہ سے ان کو نہیں ہے کہ وہ مرتبۂ فنا میں ایسا اپنے کو محو کرتے ہیں کہ تعلق خودی کا باقی ہی نہیں رہتا پس جو رضائے خدا ہوتی ہے وہی ان کی رضا ہوتی ہے اور ظاہر ہے کہ بلا رضائے الٰہی ایک ذرہ نہیں ہلتا جو کچھ ہوتا ہے اس کی مشیت اور مرضی کے موافق ہوتا ہے۔ پس وہ ان کے بھی عین مرضی کے موافق ہوا اور نہ رہا ان کو خوف اور حزن اور حدیث میں ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے روز ایک جماعت زیر عرش زرنگار کرسیوں پر مطمئن بیٹھی ہوگی۔ صحابہ نے پوچھا کہ یارسول اللہ ﷺ وہ کون لوگ ہوں گے یعنی

ایسے وقت میں کہ تمام خلق کو اضطراب ہوگا اور وہ مطمئن ہوں گے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم مجھ سے وہ سوال کرتے ہو جو قیامت کے روز فرشتے اللہ تعالیٰ سے سوال کریں گے اور فرمایا آپ نے کہ قیامت کے دن ملائکہ ان کو دیکھ کر متحیر ہوں گے اور آپس میں چرچا کریں گے کہ یہ کون لوگ ہیں۔ آخر اللہ تعالیٰ سے پوچھیں گے ارشاد ہوگا کہ یہ ہمارے حبیب کی امت کے عشاق ہیں۔ انہوں نے اپنا احتساب دنیا میں کرلیا اور اغراض کو ہمارے واسطے مٹا دیا بجز ہماری لقا کے کوئی غرض ان کو باقی نہ رہی اور وہ اس وقت ان کو حاصل ہے اس واسطے اطمینان سے بیٹھے ہیں۔ چنانچہ احمد جامی یہی مضمون فرماتے ہیں۔ شعر

احمد بہشت و دوزخ برعاشقاں حرام ست

ہر دم رضائے جاناں رضوان شدہ است مارا

اور بعض مفسرین نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ جس کے معنی یہ ہیں کہ ان کو نہ غم ہے اور نہ ہوگا اور یہ اشارہ اولیاء اللہ کے متعلقین کی نجات کی طرف ہے۔ اس واسطے کہ مرتبہ تسلیم و رضا میں ان کو اپنا تعلق تو رہتا ہی نہیں مگر چوں کہ رسول اللہ ﷺ کو اپنی امت کا تعلق ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا لہٰذا اس میں بھی وہ لوگ متبع ہیں۔ آنحضرت ﷺ کی سنت کے ان کو بھی اپنے متعلقین کا خیال ہے اور رہے گا۔ پس ضرور محزون ہوتے وہ لوگ اپنے متعلقین کی گرفتاری سے لہٰذا اللہ تعالیٰ نے ان کی تسکین کردی وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ فرما کر مراد اس سے یہ ہے کہ ہم ان کے متعلقین کو بھی مبتلائے عذاب نہ کریں گے کہ ان کو حزن ہو۔ یہ بھی ایک مضمون امت رسول اللہ ﷺ کی خیریت کا ہے کہ ایسے ایسے مرتبے کے لوگ اس امت میں اللہ تعالیٰ نے کیے ہیں اور در حقیقت یہ سب فضل ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا کہ حضور کی امت میں ہونے سے یہ مراتب اللہ تعالیٰ نے دیئے ہیں اور اسی طرح ہر شے جو متعلق

ہے آنحضرت ﷺ سے اس کو ایک فضل خاص اللہ تعالیٰ نے مرحمت کیا ہے۔ مثلاً[۱] قرآن مجید کہ نازل کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو جناب رسالت پر فضل دیا ہے۔ اس کو اپنی کل کتابوں پر جو اگلے انبیاء پر نازل کی ہیں۔ حالانکہ اس نسبت سے کہ وہ سب اللہ کا کلام ہیں اور ان پر ایمان لانا فرض ہے۔ کل کتابیں ایک ہیں اور ایک فضل قرآن مجید کا یہ ہے کہ محفوظ رکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو اور محفوظ رکھے گا زمانۂ آخر تک تحریف سے یعنی جیسے کہ توریت اور انجیل وغیرہ کتب سماویہ میں تحریف ہوگئی ہے۔ اس کتاب مقدس میں نہ ہوگی چنانچہ دیکھ لو انجیل کو کہ ہر حواری کی انجیل علیحدہ ہے۔ ایک میں اور مضمون ہے اور دوسری میں اور مضمون ہے اور یہی حال ہے توریت وغیرہ کا اور قرآن مجید اس وقت تک اس شان پر ہے کہ مشرق سے مغرب تک دیکھ لو۔ ایک نقطہ اور ایک اعراب کا فرق نہ پاؤ گے۔ دوسرا فضل اس کتاب معظم کا یہ ہے کہ اس بلاغت اور فصاحت پر اللہ تعالیٰ نے اس کو نازل کیا ہے کہ مثل اس کے ایک آیت بھی فصحائے عرب سے نہ بن سکی اور تیرہ سو برس سے برابر علمائے امت اس کے معنی اور مطالب میں غور فرما کر تفاسیر لکھ رہے ہیں اور ہزارہا تفسیر لکھی گئی ہے مگر معانی اس کے ختم نہیں ہوتے ہیں اور نہ ختم ہوں گے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِیْ كِتَابٍ مُّبِيْنٍ کوئی تر اور خشک وہ نہیں ہے جو اس کتاب میں نہیں ہے یعنی ازل سے ابد تک جو کچھ ہوا ہے اور ہوگا سب کچھ اس میں موجود ہے۔ یہ کتنی بڑی شان عظمت ہے۔ اس کتاب معظم کی کہ عبارت میں کم ہے تاکہ پڑھنے والے اور یاد کرنے والے کو دقت نہ ہو اور مضامین اور مطالب اس قدر اس میں ہیں کہ اس کو سوائے خدا اور رسول کے کوئی کما حقہ نہیں جان سکتا ہے۔ فرمایا ہے رسول اللہ ﷺ نے کہ قرآن کا ایک ظاہر ہے اور ایک باطن اور اس کے باطن کا ایک باطن اور ہے۔ یہاں تک کہ سات

(۱) بیان میں فضیلت قرآن مجید اور ملت محمدی کی تمام کتب آسمانی اور ملت انبیاء پر۔۱۲

باطن ہیں قرآن کے یعنی معانی در معانی اس میں سے تین معانی تک خلق کو رسائی ہے اور چار معانی اللہ جانتا ہے جو نازل کرنے والا ہے اور نبی کریم ﷺ جانتے ہیں کہ جن پر نازل کیا گیا ہے۔ الغرض تین معانی قرآن مجید کے علماء کی جہاں تک رسائی ہے۔ وہ ایسے عظیم ہیں کہ اس وقت تک تحریر اور تقریر میں نہیں سمائے ہیں۔ الغرض قرآن مجید کو بھی تمام کتابوں پر ایسا ہی فضل ہے۔ جیسا کہ جناب رسول اللہ ﷺ کو ہے تمام انبیاء پر اور ایسا ہی فضل دیا ہے اللہ تعالیٰ نے ملت محمدی کو تمام ملل پر اور دلیل اس کے افضل ہونے کی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔ مَا نَنْسَخْ مِنْ آيَةٍ أَوْ نُنْسِهَا نَأْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَا أَوْ مِثْلِهَا نہیں منسوخ کی ہم نے کوئی آیت اور نہ مٹایا مگر یہ کہ لائے ہم بہتر اس سے یا مثل اس کے اس آیہ شریف سے ظاہر ہوا کہ ہر ناسخ منسوخ سے بہتر ہوتا ہے یا مثل اس کے اور ظاہر ہے کہ ملت محمدی کل ملتوں کی ناسخ ہے پس ضرور ہے کہ بعض احکام اس کے اور ملتوں کے احکام سے افضل ہیں اور بعض احکام اور ملتوں کے احکام کے مثل ہیں اگر کل ملتوں کے برابر بھی ملت محمدی کو قرار دیں تو بھی تو ہر ایک ملت سے افضل ہوئی۔ ملت محمدی کیوں کہ کل کے برابر اور کل کے مثل ہے اور صورت بہتری میں تو بدرجہ اولیٰ بہتر ہی ہے پس اب قطعی ملت محمدی خیر الملل ہے جیسے کہ امت محمدی خیر الامم ہے اور اسی طرح اللہ تعالیٰ نے فضل دیا ہے دیارِ جناب رسالت کو تمام روئے زمین پر چنانچہ مکہ معظمہ کہ مولد جناب رسالت ہے اور اس کو یہ فضل دیا ہے کہ باوجودیکہ خود قید مکانی سے منزہ ہے لیکن اپنا بیت اضافی یعنی بیت اللہ اس میں قرار دیا ہے اور اس شہر معظم کے رہنے والے اللہ کے ہمسایہ ہیں حدیث میں مروی ہے کہ اور بلاد کی شب کو عبادت کرنے والے اور مکہ معظمہ کے رات کو سونے والے برابر نہیں ہیں۔ اس واسطے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ہمسایہ ہیں اور کر دیا ہے اس شہر کو دار الامن چنانچہ قرآن مجید میں فرمایا ہے۔ مَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا جو اس میں داخل ہوا امن میں

آ گیا۔ یہاں تک کہ اس کے گرد و نواح میں جہاں تک کہ حد حرم ہے۔ اس حد میں شکار کھیلنا بھی حرام کر دیا ہے اور ایسا ہی فضل ہے مدینہ طیبہ کو کہ دار ہجرت آنحضرت ﷺ ہے اور آرام گاہ جناب رسالت ہے تا قیام قیامت اور یہ شرف اللہ تعالیٰ نے اس کو دیا ہے کہ فرمایا ہے رسول کریم نے کہ مدینہ اپنے سے پلیدی کو خود دور کر دیتا ہے۔ جیسا گُرن لوہے سے زنگ کو دور کرتا ہے اور حدیث میں ہے کہ ایک مرتبہ آنحضرت ﷺ باہر سے تشریف لائے تھے اور صحابہ کرام ہمراہ تھے۔ جب مقام ذوالحلیفہ میں کہ وہاں سے حد حرم نبوی ہے پہنچے اتفاق سے ہوائے تند چلی اور گرد اوڑنے لگی۔ بعض صحابہ کرام نے کپڑے سے منہ چھپایا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ گرد گرد مدینہ ہے اس کو جسم پر لینا چاہیے۔ صحابہ نے اپنے پیراہنوں کے گریبان کھول دیئے تا کہ وہ گرد سینوں پر پڑے یہ مرتبہ ہے اس بلدۂ پاک کا کہ اس کی خاص کو یہ شرف حاصل ہے اور خاک وہاں کی خاک شفا ہے۔ بقیع شریف جو گورستان مدینہ مطہرہ ہے اس کو یہ شرف ہے کہ جو اس میں دفن ہوا وہ سب جھگڑوں سے چھوٹ گیا۔ قیامت کے روز ہمراہ جناب رسالت سیدھا جنت کو جائے گا اور ایک بڑا فضل اس بقعۂ پاک کو یہ ہے کہ وہ امانت الٰہی جس کو اس کی عظمت کی وجہ سے آسمان اور زمین اور پہاڑ نہ اٹھا سکتے تھے اور اٹھالیا تھا۔ اس کو بقوت عشق آدم علیہ السلام نے وہ بلدۂ امین تا قیام قیامت اس امانت عظمیٰ کا حامل ہے۔ چنانچہ انوار محبوبیت جناب نبوت اس وقت تک اس بلدۂ پاک کی نواح اور اطراف سے تاباں ہیں اور خوشبوئے جناب رسالت اس وقت تک اس بقعۂ نورانی کی در و دیوار سے مہک رہی ہے۔ اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِیْ شَهَادَةً فِیْ سَبِیْلِكَ وَاقْبِرْنِیْ بِبَلَدِ حَبِیْبِكَ اٰمِیْنْ۔ غزل

یا رب کہیں جلد اب تو نظر آئے مدینہ — مدت سے دل زار ہے شیدائے مدینہ
اللہ ان آنکھوں سے جو دکھلائے مدینہ — جان ہوئے فدائے شہ والائے مدینہ

خوشبوئے پیمبر سے مہکتا ہے شب و روز — کیوں خلد سے افضل نہ ہو صحرائے مدینہ
دائم ہے یہاں جلوہ نما نور خدا کا — افضل ہے کہیں طور سے صحرائے مدینہ
ہر ذرہ دکھاتا ہے یہاں طور کے جلوے — کیا ہووے بیان وصف تجلائے مدینہ
یہ جا ہے وہ جا جس کی قسم کھائی خدا نے — ایمان ہے واللہ تولائے مدینہ
کیوں کر نہ شرف اس کو ہو کونین پہ حاصل — جب تم سا نبی ہو شرف افزائے مدینہ
آیا ہوں تیرے در پہ لیے بار معاصی — سن کر تیرا لطف و کرم آقائے مدینہ
اس بار سے دے مجھ کو نجات اپنے کرم سے — سن لے یہ دعا اے مرے مولائے مدینہ
یہ بندۂ ہندی ترا مشتاق لقا ہے — دکھلا رخ زیبا شہ والائے مدینہ
ہے در پہ کھڑا تشنہ جگر ہادیؔ مضطر — پلوایئے اک جرعۂ صہبائے مدینہ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلَیْہِ کمال فضل بلدۂ جناب رسالت کا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں اس کی قسم کھاتا ہے اور فرماتا ہے۔ وَھٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِیْنِ قسم ہے اس بلدۂ امین کی اور دوسری جگہ ارشاد کرتا ہے۔ لَآ اُقْسِمُ بِھٰذَا الْبَلَدِ مدارج میں ہے کہ عرض کیا حضرت سیّدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے جناب رسالت میں میرے ماں باپ فدا ہوں آپ پر یا رسول اللہ تحقیق فضیلت آپ کی اللہ کے نزدیک اس مرتبہ پر پہنچی ہے کہ قسم کھائی آپ کی حیات کی اور نہیں قسم کھائی ہے اللہ نے حیات انبیاء کی یعنی سوائے آپ کے اور فضیلت آپ کی اللہ کے نزدیک اس حد پر پہنچی ہے کہ قسم کھائی آپ کی خاک پا کی فرماتا ہے۔ لَآ اُقْسِمُ بِھٰذَا الْبَلَدِ شیخ نے بعد بیان روایت کے لکھا ہے کہ یہ لفظ نظر ظاہر میں نسبت جناب الوہیت جل جلالہ کے سخت معلوم ہوتی ہے اور نظر حقیقت میں معنی اس کے صاف ہیں اور تحقیق اس کلام کی یہ ہے کہ قسم کھانا اللہ تعالیٰ کا کسی چیز کے سوائے اپنی ذات اور صفات کے نہیں ہوتا ہے مگر واسطے اظہار شرف اور فضیلت اس چیز کے خلق کے نزدیک ان کی نسبت سے تاکہ جانیں کہ یہ ایک امر عظیم

اور شریف ہے نہ یہ کہ نعوذ باللہ اللہ تعالیٰ کی نسبت سے اعظم ہے۔ جیسا کہ ہم قسم کھاتے ہیں اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفات کی اور جس طرح اللہ تعالیٰ نے عظمت اور شرف مقام ولادت اور سکونت نبی کریم کو قسم کھا کر ظاہر کیا ہے۔ اسی طرح زمان محمدی کا فضل بھی ثابت کیا ہے۔ فرمایا ہے وَالْعَصْرِ قسم ہے زمانہ کی یعنی زمان محمدی کی پس فضل رکھتا ہے مکان نبی کریم تمام امکنہ پر اور افضل رکھتا ہے زمان محمدی تمام ازمنہ پر اور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود بھی فرمایا ہے۔ خَیْرُ الْقُرُوْنِ قَرْنِیْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَھُمْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَھُمْ بہتر سب قرنوں سے میرا قرن ہے پھر وہ کہ جو اس سے ملا ہے اور پھر وہ کہ جو اس سے ملا ہے پس خیر اور بہتری حضرت ﷺ کے منتسبات کے واسطے ہے۔ جس قدر آنحضرت ﷺ سے قرب اور تعلق زیادہ ہے اسی قدر فضل اور عظمت اور خیر زیادہ ہے اور جس قدر بُعد اور بے تعلقی ہے۔ آنحضرت ﷺ سے اسی قدر خیر میں بھی کمی ہے اور جس طرح زمان رسول اللہ سب زمانوں سے بہتر ہے اسی طرح ماہ ولادت نبی کریم ﷺ بہتر ہے تمام مہینوں سے اور یوم ولادت باسعادت بہتر ہے تمام ایام سے اور ذکر جناب رسالت ﷺ بہتر ہے تمام اذکار سے خود اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ پس ذکر بہتر کو زمانہ بہتر میں کرنا ضرور باعث ہے زیادتی اجر اور ثواب کا اور سبب ہے اللہ تعالیٰ کے التفات اور عنایت کا اور قدیم سے سنت الٰہی عز اسمہ نسبت جناب رسالت کے یہی جاری ہے کہ اللہ تعالیٰ خود اہتمام فرماتا ہے۔ حضور کی اظہار عظمت میں اور جملہ متعلقات اور منتسبات آنحضرت کے اظہار شرف اور فضل میں مختصراً[1] یہ مضمون کیفیت خلق نور محمدی اور حالات ولادت باسعادت سے ظاہر ہوتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کو ظاہر کرنا اپنا منظور ہوا اپنے نور سے ایک قبضہ لیا اور فرمایا اس سے کُنْ مُحَمَّدًا ہو جا تو محمد محمد کے معنی ہیں بڑا استودہ بہت تعریف کیا گیا اور ستودگی وہ

(۱) بیان خلقت جسم اطہر جناب نبوت مآب میں۔۱۲

صفت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فاتحۃ الکتاب کی ابتداء میں فرمایا ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ سب
تعریف اللہ ہی کے واسطے ہے یعنی ستودگی کے سزاوار میں ہی ہوں۔ پس یہ صفت خاص
اپنی کہ اللہ تعالیٰ نے خطاب اوّل ہی میں اپنے حبیب کو مرحمت کی کیا کچھ اس سے حضور
کی عظمت کا اظہار ہوا۔ پس جب اللہ خود آنحضرت ﷺ کو بڑا ستودہ فرمائے تو اب
ماو شما کی کیا قدرت ہے کہ اس ممدوح خدا کی مدح کر سکیں۔ بقول شخصے شعر

محمد ہے نبی ممدوح ذاتِ کبریائی کا
کرے بندہ گر اس کی مدح دعویٰ ہے خدائی کا

پھر وہ نور بامر الٰہی عالم تعین میں جلوہ گر ہوا اور اللہ تعالیٰ مخلوقات علوی اور سفلی
کل کو اسی نور سے عالم ظہور میں لایا پھر جب اس نور کا ظاہر کرنا خلق میں منظور ہوا۔
چونکہ اس نور مجرد کو بے حجاب کے کوئی دیکھ نہ سکتا تھا اللہ تعالیٰ نے اس واسطے جبرئیل اور
میکائیل اور اسرافیل علیہم السلام کو حکم دیا کہ زمین پر جا کر ایک قبضہ خاک پاک سفید مقام
قبر شریف جناب رسالت ﷺ سے لے آؤ اور جبرئیل مع میکائیل اور اسرافیل کے
مقام قبر اطہر پر اترے اور فرمان حضرت رب العزت زمین کو پہنچایا۔ زمین نہایت سرور
سے خوشی میں آ کر شق ہوگئی۔ جبرئیل درون مرکز زمین سے ایک مثقال خاک لے کر
مع اپنے رفقاء کے پلٹ آئے پھر حکم ہوا کہ اے جبرئیل بہشت میں جا اور وہاں سے
تھوڑا سا کافور اور زعفران اور سنبل اور آب معین اور سلسبیل اور آب تسنیم لا کر اس
خاک میں سب اشیاء کو مخلوط کر جبرئیل علیہ السلام نے اس ترکیب کی حکمت دریافت کی حکم
ہوا کہ کافور سے استخوان اور زعفران سے پٹھے اور مشک سے خون اور سنبل سے بال اور
سلسبیل سے کلام اور آب معین سے لب و دہان اور آب تسنیم سے عبارات محمدی ہم کو
خلق کرنا مقصود ہے۔ تاکہ کلام بلیغ فرماویں اور شفیع خلائق ہوں پھر جب وہ خاک
پاک ان اجزا کے ساتھ خمیر ہوئی مثل کوکب دری کے درخشاں ہوگئی اور وہ نور شریف اس

میں جلوہ افروز ہوا پھر حکم ہوا جبرئیل علیہ السلام کو کہ اس کھولنے والے تاریکیوں کو طبقات
سماوات کے گرد و پیش پھراؤ اور مجالس ملائکہ کو اس سے منور کرو اور جنت کی نہروں میں
اس کو غوطہ دو اور بر و بحر اور آسمانوں اور زمینوں پر اس کو پیش کرو اور ندا کرو۔ ھٰذَا حَبِیْبُ
رَبِّ الْعَالَمِیْنَ خَاتَمِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ شَفِیْعِ الْمُذْنِبِیْنَ مَشْهُوْرٌ فِی الْاَوَّلِیْنَ
وَمَذْکُوْرٌ فِی الْاٰخِرِیْنَ یعنی یہ ہے حبیب پروردگار عالم کو ختم کرنے والا انبیاء اور
مرسلین کا شفاعت کرنے والا گنہگاروں کا مشہور اگلوں میں مذکور پچھلوں میں پس اسی
وقت سے خلعت نبوت آنحضرت ﷺ کے جسم مبارک پر راست اور زیبا ہوگیا۔
اسی طرف اشارہ ہے اس حدیث میں کہ فرمایا ہے رسول اللہ ﷺ نے کُنْتُ نَبِیًّا
وَّاٰدَمَ بَیْنَ الرُّوْحِ وَالْجَسَدِ تھا۔ میں نبی تھا اور آدم علیہ السلام درمیان روح اور جسد کے
تھے اور ایک حدیث یہ ہے کہ کُنْتُ نَبِیًّا وَّاَنَّ اٰدَمَ لَمُنْجَدِلٌ فِیْ طِیْنَتِہٖ تھا میں نبی
اور بہ تحقیق آدم لھڑے تھے اپنی طینت میں یعنی حضور اس وقت میں نبی تھے کہ ہنوز
کالبد آدم علیہ السلام قید تشخص میں نہ آیا تھا۔ شیخ نے اس بحث میں مدارج میں فرمایا ہے کہ
اگر کوئی یہ تصور کرے کہ سب انبیاء کی نبوت قدیم ہے۔ اس واسطے کہ علم الٰہی میں کل نبی
تھے جواب اس کا یہ ہے کہ ان کی نبوت بالقوا تھی یعنی فقط علم الٰہی میں اور نبوت جناب
رسالت بالفعل یعنی خارج میں موجود تھی۔ وقت تعین عالم سے الغرض جب اس نور
شریف کے واسطے یہ اہتمام ہو چکا آباد کیا زمین کو اللہ تعالیٰ نے اوّل قوم بنی جان سے
اور بعد اس کے بنی آدم کو پیدا کیا کہ آنحضرت ﷺ نے جس نوع میں سے ظہور
فرمایا ہے تاکہ کمال اور عظمت نوع جناب رسالت کی بطور ناتخیت ظاہر ہو جائے اور
ابتدائے خلقت بنی جان کی اس طرح سے مروی ہے کہ درمیان عرش اور کرسی کے جو
چار حجاب ہیں۔ ان میں سے ایک حجاب ہے آگ کا کہ مشتمل ہے نور اور ظلمت پر نور
خالص سے اس کے ملائکہ کو پیدا کیا ان کو بسبب نورانیت کے میل طرف عبادت اور

اطاعت کے عنایت ہوا اور ظلمت خالص سے اس کی شیاطین خبائث کو خلق کیا اسی وجہ سے ان کو توفیق ایمان اور طاعت کی نہیں ہوتی اور عین آتش[1] سے کہ اس میں لگاؤ نور اور ظلمت کا ہے ابوالجان کو پیدا کیا اسی سبب سے بعض ان میں کے مشرف ہوئے ایمان اور عرفان سے اور بعض مبتلا ہوئے کفر اور طغیان میں اور نام ابوالجان کا سوما ہے اور بعض روایت میں طاری نوس اور لقب اس کا جان اللہ تعالیٰ بنی جان کی خلقت کی قرآن مجید میں خبر دیتا ہے۔ فرماتا ہے۔ وَالْجَآنَّ خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ پھر ابوالجان سے اس کے جفت کو پیدا کیا اور ان کو زمین پر رہنے کا حکم دیا ان کے اولاد ہوئی اور ان کو مکلف کیا اور طریقے عبادت کے تعلیم کیے بقول حضرت محی الدین عربی رحمۃ اللہ علیہ چوبیس ہزار برس تک طاری نوس کی قوم کی حکومت رہی جب وہ دورہ قریب الاختتام ہوا۔ چونکہ خلقت بنی جان کی آگ سے ہے اور آگ مظہر قہر ہے۔ انہوں نے اپنی اصل کی طرف رجوع کی تمرد اور غرور کرنے لگے اور کفر کو حد سے بڑھا دیا۔ اللہ تعالیٰ نے بعد اختتام حجت کے انواع طرح کے عذاب سے ان کے کفار اور متکبرین کو ہلاک کیا اور جو ان میں سے غریب تھے اور شریعت پر رہے تھے ان کو زمین پر بجائے اشرار کے آباد کیا اور اس میں سے ایک شخص حلیاتیں نامی کو بجائے طاری نوس کے حاکم کیا اور شریعت جدید ان پر قائم کی۔ انہوں نے بھی اوّل اطاعت کی اور بعدہٗ اپنی اصل کی طرف رجوع کی اسی قدر زمانہ کے بعد وہ بھی قہر خدا سے برباد ہوئے۔ اسی طرح چار دورے ان کی آبادی اور بربادی کے ہوئے اور چار شخص ان میں کے سردار اور معلم ان کے ہوئے۔ جب چوتھا رہنما ان کا کہ جس کا نام ہاموس تھا۔ وہ بھی راہی ملک بقا ہوا اشرار بنی جان نے تمرد اور طغیان اختیار کیا ہر چند کہ اللہ تعالیٰ نے بار سال رسل بہت نصائح ان کو کیے وہ لوگ متنبہ نہ ہوئے۔ یہاں تک کہ دورہ رابع بھی ختم ہوا۔ اس وقت

(۱) بیان خلقت بنی جان اور عزازیل میں۔۱۲

اللہ تعالیٰ نے بمقتضائے حکمت بالغہ ایک گروہ ملائکہ کو ان پر آسمان سے بھیجا ملائکہ نے اکثر ان میں سے قتل کیے اور باقی کو جزائر اور خرابات پر متفرق کر دیا اور جو ان میں لڑکے تھے اور سن تمیز کو نہیں پہنچے تھے ان کو گرفتار کر لیا ان میں ایک عزازیل بھی تھا بیٹا حیلت کا کہ جس کی شکل شیر کی تھی اور عزازیل کی ماں کا نام میلت تھا اور صورت اس کی بھیڑ کی تھی اور عزازیل پہلے بجہت عقوق کے باپ کی بددعا میں مبتلا ہوا تھا اور وہ بڑا عقلمند تھا۔ جب اس نے دیکھا کہ یہ سب بربادی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی وجہ سے ہوئی ہے۔ اس نے طریق عبادت کو اختیار کیا اور یہاں تک کہ عبادت کی کہ مفسرین نے لکھا ہے کہ کوئی بقعہ زمین اس نے نہ چھوڑا کہ جہاں عبادت خدا کی نہ کی ہو۔ آسمان دنیا کے فرشتوں نے جب اس کی عبادت دیکھی جناب الٰہی میں دعا کی کہ اے اللہ ایسے عابد کا آسمان پر ہونا اچھا معلوم ہوتا ہے۔ پروردگار عالم نے بدعائے ملائکہ اس کو آسمان دوم کثرت عبادت سے اس کی مشتاق ہوئی اور جناب احدیت میں دعا کی کہ اس کو آسمان دوم پر بلا دے بدعائے ملائکہ آسمان دوم پر پہنچا اور وہاں عبادت کی الغرض اسی طرح ہر آسمان کے فرشتے اس کی عبادت دیکھ کر خواہاں ہوئے کہ ہم میں اس کو ملا دے اور بدعائے ملائکہ اسی طرح صعود کرتا ہوا فلک الافلاک یعنی ساتویں آسمان پر پہنچا پھر رضوان خازن جنت نے عرض کی کہ اے اللہ ساتوں آسمان کے فرشتے عزازیل کی عبادت اور مجالست سے محظوظ ہوئے۔ اب اس کو چند روز کے واسطے جنت میں بھیج تا کہ اہل بہشت بھی اس کی فیضان طاعت سے مستفیض ہوں۔ حق تعالیٰ نے اس کو بہشت میں پہنچایا وہاں بھی وہ عبادت ہی میں مشغول رہا پھر یہ مرتبہ اللہ تعالیٰ نے اس کو مرحمت کیا کہ زیر عرش منبر یاقوتی رکھا جاتا تھا اور اس کے اوپر علم نور کا قائم ہوتا تھا۔ عزازیل اس منبر پر بیٹھ کر زیر علم نور وعظ کہتا تھا اور ملائکہ اس کی مجلس میں اس کثرت سے حاضر ہوتے تھے کہ اس کی تعداد سوا خدا کے کوئی نہیں جانتا اور معلم الملکوت اس کا لقب ہوا۔ سالہا سال اسی طرح بسر

ہوئی تا آنکہ بسبب طول زمان کے قوم بنی جان بسبب توالد اور تناسل کے بہت بڑھ گئی اور تمام ربع مسکون کے اکثر خرابات پر متصرف ہوئی اور کفر اور تمرد کو جاری کر دیا۔ عزازیل نے بسبب شفقت ہم جنسی کے جناب الٰہی میں درخواست کی کہ ان کو ہدایت کرے۔ اللہ تعالیٰ نے قبول کیا اور اس کو ہدایت کرنے کی اجازت دی۔ عزازیل ایک گروہ ملائکہ ہمراہ لے کر آسمان دنیا سے زمین پر آیا اور اپنی قوم کو دعوت ہدایت کی۔ ایک جماعت قلیل نے جو مطیع تھی اس کی قوم سے انہوں نے اطاعت عزازیل کی کی پھر عزازیل نے ایک صالح کو اس کی قوم سے ان کی ہدایت کے واسطے بھیجا۔ ان اشرار نے اس فرستادہ عزازیل کو قتل کیا۔ جب کچھ خبر اس کی عزازیل کو عرصہ تک نہ پہنچی۔ دوسرا شخص اس نے بھیجا اس کو بھی اشرار بنی جان نے قتل کیا الغرض چند اشخاص مطیعان بنی جان سے عزازیل نے ان کی طرف بھیجے۔ ان سب کو ان شریروں نے مار ڈالا۔ آخر الامر یوسف بن ماسف کو کہ بنی جان میں بہت فہمیدہ تھا اور نیک بخت اور صالح بنی جان کی طرف بھیجا۔ اس نے وہاں پہنچ کر احوال فرستادگان عزازیل کا سنا اور اپنے قتل کا بھی سامان دیکھا۔ حیلہ وحوالہ کر کے وہ عزازیل کے پاس پلٹ گیا اور یہ سب حال اس نے بیان کر دیا۔ عزازیل نے اللہ تعالیٰ سے ان پر جہاد کرنے کی اجازت طلب کی۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو اجازت دی۔ عزازیل لشکر ملائکہ لے کر زمین پر آیا اور جہاد کیا اور بہت کفار کو مارا اور باقی کو ربع مسکون سے نکال دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے صلہ میں اس کو بادشاہت تمام روئے زمین کی اور آسمان دنیا کی دی اور خزائن جنت مرحمت کیے۔ وہ عبادت کرتا رہا تا آنکہ سلطنت دنیا کے استقلال پر مطمئن ہوا اور اپنے دل میں بسبب غرور کمالات علمی اور عملی کے یہ امر قرار دیا کہ اگر اللہ تعالیٰ یہ سلطنت اور حکومت کسی اور کو دے گا تو میں اس سے مقابلہ کروں گا۔ اور اس سلطنت کو نہ چھوڑوں گا اس اثناء میں ایک گروہ ملائکہ نے ہمراہیاں عزازیل سے لوح محفوظ پر لکھا دیکھا کہ قریب تر ایک شخص

مقربان خاص سے ملعون ہوگا وہ گروہ اللہ کی شان بے نیازی سے ڈر گیا اور جب وہ عزازیل کے پاس آئے۔ آثار خوف ان کے چہرے پر دیکھ کر عزازیل نے ان سے پوچھا کہ خائف کیوں ہو۔ انہوں نے سب حال بیان کیا اور کہا کہ تو ہمارے واسطے دعا کر کہ اللہ اپنے قہر سے ہم کو بچا دے۔ عزازیل نے کہا کہ یہ معاملہ ہمارے تمہارے ساتھ تعلق نہیں رکھتا ہے۔ مجھ کو مدت سے یہ حال معلوم ہے مگر میں نے کسی سے کہا نہیں پھر فرشتوں نے اس سے دعا کے بارہ میں اصرار کیا اس نے دعا کی کہ اے اللہ ان کو امن دے اور اپنے غرور کو اس دعا میں شامل نہ کیا۔ آخر کار اس غرور نے اس کو برباد کیا بندے کو ہر حال میں مالک سے ڈرنا چاہیے اور دعا کرنا چاہیے کبر سے دعا نہ کرنا بھی باعث غضب ہوتا ہے۔ فرمایا ہے رسول اللہ ﷺ نے کہ دعا نہ کرنے والوں پر اللہ غضب کرتا ہے اور بعض روایات میں وارد ہے کہ عزازیل نے بہشت کے دروازے پر لکھا دیکھا کہ ایک بندہ ہمارا ہے اس کو ہم انواع افضال سے بزرگی دیں گے اور زمین سے آسمان پر پہنچا دیں گے اور آسمان سے جنت میں لے جائیں گے۔ بعدہٗ اس کو ایک حکم دیں گے۔ عزازیل نے جو یہ مضمون دیکھا اپنی عبادت کو چھوڑ کر اس بندہ پر لعنت کرنے لگا اور ہزار برس لعنت کرتا رہا۔ یہ امر بھی باعث اس کی ملعونیت کا ہوا سزاوار بندے کو یہ ہے کہ جس کو مبتلائے بدی دیکھے اس کے حال پر رحمت کرے نہ یہ کہ اس کو برا جان کر اس پر لعنت کرے۔ اس واسطے کہ وہ مالک ہے ایسا نہ ہو کہ ہم کو اس سے بھی بدتر کر دیں۔
مولانا روم فرماتے ہیں۔ اشعار

بر بدی ہائے بداں رحمت کنید
بر منی و خویش بینی کم تنید

پس مبادا غیرت آید از کمین
سرنگوں افتید در قعر زمین

اہل سیر نے لکھا ہے کہ جب سے عزازیل کو غرور سے تخیل فاسد آیا۔ یہ امر اس پر طاری ہو گیا جس جگہ سجدہ کرتا جائے سجدہ پر لکھا جاتا۔ لَعَنَ اللّٰہُ عَلٰی اِبْلِیْس عزازیل باوجود اس تنبیہات الٰہی کے پھر بھی متنبہ نہ ہوا اور ہزار برس خود بھی وہی عبادت مکتوبہ پڑھتا رہا۔ عزازیل کا یہ حال تھا کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ کو منظور ہوا کہ نور محمدی کو زمین پر چمکا دے اور اس آفتاب ہدایت سے رہ گم کردگان کوے ضلالت کو راہ راست پر لائے کیوں کہ آنحضرت ﷺ رحمۃ للعالمین ہیں اور باشندگان ارض بھی عالم میں ہیں۔ وہ بھی اس نور ہدایت سے بہرہ یاب ہوں وہ نور فیض گنجور اگرچہ جو ہر ارض اور اشیائے جنت کے پردہ میں جلوہ گر تھا مگر وہ اشیاء خود لطیف ہیں اجرام علوی کے واسطے البتہ ان کا پردہ کافی تھا کہ وہ اس پردہ میں زیارت اس نور کی کر سکتے تھے۔ اہل ارض اجرام علوی کی تو بسبب ضعف بصر کے دیکھ ہی نہیں سکتے ہیں۔ اس نور کو ان کے پردہ میں کیسے دیکھ سکتے اس واسطے اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت بالغہ سے آدم علیہ السلام کو مٹی سے بنایا اور اس پردہ میں وہ نور شریف زمین پر چمکا۔ عظمت جناب رسالت کو خیال کرنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے حامل نور محمدی کے واسطے کیسا اہتمام بلیغ فرمایا کہ کسی اور مخلوق کے واسطے نہ فرمایا تھا۔ خلق میں جس کو پیدا کیا فرمایا کُنْ ہو جا پس وہ ہو گیا[۱] اور آدم علیہ السلام کی خلقت میں اہتمام ہوا کہ قبل از خلقت آدم واسطے ان کی اظہار عظمت کے ملائکہ سے فرمایا۔ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً ہم زمین پر خلیفہ کرنے والے ہیں۔ یہاں خلیفہ سے مراد خلیفۃ اللہ ہے اور ملائکہ ہمراہی عزازیل کے سمجھے کہ خلیفۃ الجان مراد ہے۔ یعنی جنوں کا خلیفہ پس انہوں نے استفسار حکمت میں مبادرت کی اور کہا کہ کیا کرے گا تو ان میں کہ فساد کریں اس میں یعنی زمین میں اور بہائیں خون کو اور ہم تسبیح کرتے ہیں ساتھ تیری حمد کے اور پاکی تیری بیان کرتے ہیں۔ مراد اس سے

(۱) بیان حضرت آدم علیہ السلام کا۔۱۲

یہ ہے اگر یہ خلیفہ زمین پر اس غرض سے کرتا ہے کہ وہ مثل سابق کے فساد کریں اور خون ناحق بہائیں تو پہلوں کو کیوں غارت کیا۔ اس میں کیا حکمت ہے اور اگر ان سے تجھ کو عبادت اور اطاعت کرانا منظور ہے تو ہم تیری تسبیح کرتے ہیں اور حمد کرتے ہیں۔ ہم کو معزول کر کے دوسروں کو لانے کی کیا وجہ ہے جواب میں ارشاد ہوا۔ اِنِّیْ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ میں جانتا ہوں وہ جسے تم نہیں جانتے ہو۔ ملائکہ نے جب یہ جواب پایا بسبب نورانیت کے سمجھ گئے کہ ہمارے سوال پر عتاب ہوا کہ حکمت کو اظہار نہ فرمایا پس نادم ہوئے اور استغفار کرنے لگے۔ بعض روایت میں ہے کہ سات برس تک بہ کمال تضرع و زاری گرد کرسی کے طواف کرتے تھے اور کہتے تھے کہ لَبَّیْکَ اللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ اِعْتِذَارًا اِلَیْکَ نَسْتَغْفِرُکَ وَنَتُوْبُ اِلَیْکَ اور بعض روایت میں ہے کہ مدت دراز تک گرد عرش کے تین وقت ہر روز طواف کرتے تھے اور مغفرت مانگتے تھے۔ پس آخر کار رحمت الٰہی ان کی طرف متوجہ ہوئی اور قصور ان کا معاف ہوا نادم ہونا خطاء سے مرتبہ مقبولیت کو پہنچا دیتا ہے۔ الغرض جب جناب الٰہی سے ندا اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً کی ہوئی ہر عنصر کو تمنا پیدا ہوئی کہ وہ خلیفہ مجھ سے بنے۔ آگ نے عرض کیا کہ اے رب میں نورانی اور درخشاں ہوں اور آفتاب کے ساتھ مشابہت رکھتی ہوں۔ قنادیل اور مساجد مجھ سے منور ہوں گی اور کفار سے سبب انتقام میں ہوں۔ اس خلیفہ کو مجھ سے بنا، پانی نے زبان حال سے عرض کیا کہ میں ہوں سبب سیرابی تشنگان محبت میں ہوں باعث تازگی اشجار میں ہوں باعث اجرائے انہار اس خلیفہ کو مجھ سے خلق کر، ہوا نے گزارش کی کہ اے رب میں سبب راحت ارواح ہوں اور ہر طرف سے ریزہ ہائے ابر کو جمع کر کے باران رحمت خلق پر میں پہنچاتی ہوں۔ اس خلیفہ کی خلقت مجھ سے فرما ان سب نے تو اپنے فضائل و کمالات بیان کر کے ان کو ذریعہ استحقاق ٹھہرایا کہ وہ خلیفہ ہم میں سے ہو بعدہ زمین نے بصد عجز و نیاز عرض کیا کہ پروردگار عالم میں افگندہ بارگاہ صنعت اور پس ماندۂ درگاہ

خلقت ہوں دل درد آمیز اور رخ گرد انگیز رکھتی ہوں۔ تیرہ رنگ ہوں پامال کوہ وسنگ ہوں کوئی ہنر اور کمال مجھ میں نہیں کہ جس کو تیرے حضور میں وسیلہ کروں مگر تو نے اپنے فضل سے مجھ افتادہ کو یہ مرتبہ بخشا ہے کہ روضہ محمد امین مجھ سے گردانا ہے اگر مجھ کو معدن خلیفہ کرے تو کیا عجب ہے۔ رحمت خدا ہمیشہ افتادہ اور منکر کے حال پر متوجہ ہوتی ہے۔ اسی سبب سے نبی کریم بھی مساکین کی طرف بہت التفات فرماتے تھے۔ یہاں تک کہ اس سلطان دارین نے دعا کی ہے کہ اے اللہ مجھ کو زندہ رکھ مسکینوں میں اور مارنا مجھ کو مسکینوں میں اور حشر کرنا میرا زمرۂ مساکین میں لہٰذا اپنے خلیفہ کے واسطے کہ حامل نور حبیب کریم تھا اللہ تعالیٰ نے خاک ہی کو پسند فرمایا یعنی دعائے زمین مقبول ہوئی اور نداء اِنِّیْ خَالِقٌ بَشَرًا مِّنْ طِیْنٍ ہم نے خلق کیا بشر کو مٹی سے بلند ہوئی زمین مسرور ہوئی بعدہٗ وہ امانت خدا یعنی گوہر لطیف نور احمدی کہ مرتب ہو کر مثل قندیل نور کے ساق عرش میں آویزاں تھا آسمانوں اور پہاڑوں وغیرہ پر پیش کیا گیا۔ اشعار

گوہرے برسرِ بازار ظہور آوردند
تا خریدار وے از کون و مکاں برخیزد

ایں گراں مایہ متاع از دو جہاں مستغنی ست
طالبے کو کہ ہم از جان و جہاں برخیزد

سب نے بہ نظر کمی حوصلہ خود اور بلحاظ عظمت اور علوی مرتبت اس امانت کے اٹھانے سے ابا اور انکار کیا پس تعین آدم علیہ السلام کہ عالم ثبوت میں متمکن تھا بسبب غلبۂ مادۂ عشق کے کہ اس کے واسطے اوّل سے تعین آدم علیہ السلام ہی موضوع تھا اپنے حیثیت اور مقدار پر نظر نہ کر کے خواستگار اس امانت عظمٰی کا ہوا اور وہ دولت لازوال اس وقت سے ان کے نامزد ہوئی۔ چنانچہ حافظ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ شعر

دوش دیدم کہ ملائکہ درِ میخانہ زدند گل آدم بسر شتند و بہ پیمانہ زدند

یعنی خلقت ہی سے ان میں مادۂ محبت اور عشق خمیر کر دیا گیا اور بفیضان عشق یہ مرتبہ پایا۔

آسماں بارِ امانت نتوانست کشید
قرعۂ فال بنامِ منِ دیوانہ زدند

پھر جناب احدیت سے زمین کو الہام ہوا کہ میں تجھ سے پیدا کروں گا۔ ایک اپنی خلق کو کہ ان میں سے میری اطاعت بھی کریں گے اور نافرمانی بھی کریں گے۔ پس جو میری اطاعت کرے گا وہ جنت میں داخل ہوگا اور جو نافرمانی کرے گا جہنم میں گرفتار ہوگا۔ زمین یہ مضمون سن کر سخت پریشان ہوئی اور مناجات کرنے لگی کہ اے پروردگار یہ سن کر کہ بعض ان میں کے جنت میں جائیں گے۔ مجھ کو تسکین ہوئی لیکن یہ معلوم ہونے سے کہ بعض جہنم میں جائیں گے۔ میرا قرار جاتا رہا اور اب دریائے اضطراب میں غرق ہوں پھر جبرئیل علیہ السلام کو حکم ہوا کہ اطراف ارض سے کچھ مٹی جمع کر کے حاضر کر جبرئیل علیہ السلام جب خاک لینے کو زمین پر آئے۔ زمین نے کہا اے ملک رحمت خدا کے واسطے مجھ پر رحم کر اور مجھ سے خاک نہ لے جا اور بہت عذر بیان کیے اہل اشارات قائل ہیں کہ سب عذر زمین کے محض اس لحاظ سے تھے کہ اپنے میں طاقت قربت کی نہ پاتی تھی جبرئیل علیہ السلام نے اس کی گریہ وزاری پر رحم کھایا اور خالی ہاتھ پلٹ گئے اور عرض کیا کہ اے رب۔ اشعار

من بنود ستم بکارت سرسری لیک زانچہ رفت تو دانا تری
گفت نامی کہ زہولش اے بصیر ہفت گردوں باز ماند از سیر
چوں بنام تو مرا سوگند داد رحمت عام ست و احسانِ و داد
شرم آمد گشتم از نامت خجل ورنہ آسان ست نقلِ مشت گل

پھر اللہ تعالیٰ نے میکائیل علیہ السلام کو اس کام کے واسطے زمین پر بھیجا۔ زمین نے

ان سے بھی بگریہ وزاری کہا۔اشعار

کہ بحق لطف رحمانِ حمید — کہ بگردت حامل عرش مجید
کہ امانم دہ مرا آزاد کن — بیں کہ خون آلودہ میگویم سخن
رفت میکائیل پیشِ ربِ دین — از غرض خالی دو دست و آستین
گفت اے دانائے سرّ و رب دین — کرد خاکِ لا بہ گر نوحہ دخین
حالم از زاری و نوحہ پست کرد — گریہ ہابسیار کرد آن روئے زرد

پھر اسرافیل علیہ السلام کوحکم ہوا کہ تم جاؤ اور خاک لاؤ۔اسرافیل علیہ السلام سے بھی زمین نے ویسے ہی عذر کیے اور واسطے دیئے۔وہ بھی خالی ہاتھ پھرے پھر اللہ تعالیٰ جل شانہ نے عزرائیل علیہ السلام کوحکم دیا کہ تم جاؤ اور ایک مشت خاک لے آؤ اور کوئی عذر اس کا نہ سننا۔عزرائیل نے زمین پر آ کر ایک مشت خاک اس سے طلب کی زمین نے ویسے ہی عذر پیش کیے۔عزرائیل علیہ السلام نے کہا کہ اے زمین بندے کوحکم مالک میں کیا اختیار بجز تعمیل کے۔اشعار

دل ہمیں سوزد مرا بر لابہ ات — سینہ ام پرخوں شد از شورا بہ ات
برنفیرِ تو جگر می سوزدم — لیک حق قہرے ہمیں آموز دم
لطف مخفی درمیان مہر ہا — در خزف پنہاں عقیقِ بے بہا

زمین نے کہا کہ عزرائیل علیہ السلام میری گریہ وزاری بجا ہے میرے پارہ سے گنہگاروں کوبھی پیدا کریں گے کہ وہ لقمہ جہنم ہوں گے۔عزرائیل علیہ السلام نے جواب دیا کہ اے زمین ماں باپ کی شومی اعمال سے لڑکوں سے بھی عصیاں ہوتا ہے پہلے توتجھی سے گناہ وقوع میں آیا تین مرتبہ مالک نے تجھ سے خاک طلب کی اور تو نے قبول نہ کیا اگر اوّل مرتبہ تو ایک مشت خاک بے عذر دے دیتی تو تمام فرزند تیرے اللہ کے مطیع ہوتے۔الغرض ہر چند زمین عذر کرتی رہی۔عزرائیل علیہ السلام نے کچھ ساعت نہ کی تمام

اطراف سے مختلف رنگ کی مٹی ایک چنگل میں سمیٹ کر حضور جناب احدیت میں پیش کی۔زمین اس وقت بہت روئی جناب الٰہی سے واسطے اس کی تسکین کے وحی ہوئی کہ اے زمین رنج اور ملال نہ کر کہ تجھ سے ایک مشت خاک لی ہے۔اس کے عوض میں بندگان خاص جو ہمارے مظہر اتم ہیں تجھ کو عنایت کریں گے۔الحاصل چونکہ تمام زمین سے اجزائے مختلف اٹھا کر خلقت آدم کی گئی۔اسی وجہ سے شکلیں اور طبیعتیں اور عادتیں بنی آدم کی مختلف ہیں۔روایت ہے کہ جب عزرائیل علیہ السلام وہ خاک لے کر حاضر ہوئے۔جناب الٰہی سے ارشاد ہوا کہ اے عزرائیل کیا زمین نے تجھے الحاح اور زاری نہیں کی عرض کی اے پروردگار زمین نے ہر چند بہت گریہ وزاری کی اور قسمیں بھی دلائیں مگر میں نے کچھ ساعت نہ کی ارشاد ہوا کہ تجھ کو مثل اور فرشتوں کے رحم اس پر نہ آیا عرض کیا۔خداوند میں نے تیرے اتباع حکم کو اس پر رحم کرنے سے مقدم جانا ارشاد ہوا کہ میں نے تجھ کو ان کا قابض ارواح بھی کیا۔عزرائیل علیہ السلام کہ ملک رحمت ہیں یہ سن کر روئے اور عرض کیا اے رب اولاد آدم میں اولیاء اور انبیاء ہوں گے۔موت کل کو ناگوار ہے جب ان کو معلوم ہوگا کہ میں قابض ارواح ہوں میرے دشمن ہو جائیں گے ارشاد ہوا کہ ہم ایک حیلہ پیدا کر دیا کریں گے لوگ حیلہ کو دیکھیں گے کہ فلاں سبب ہوا اس سے مر گیا تجھ کو کوئی نہ کہے گا۔بعض روایت میں ہے کہ ملک الموت نے عرض کیا کہ اے پروردگار ان میں بہت لوگ حقیقت بیں ہوں گے وہ حیلہ پر نظر نہ کریں گے۔ارشاد ہوا کہ جو حقیقت بیں ہوں گے وہ ہم کو کہیں گے تجھ کو کیوں کہیں گے۔اس واسطے کہ درحقیقت سب افعال ہمارے ہیں پھر اس خاک کو اس جگہ پر کہ درمیان مکہ اور طائف کے ہے آب انہار جنت سے خمیر کیا اور ایک ٹکڑا ابر کا اس خاک پر مسلط کیا اور اس کی وساطت سے چالیس برس بحر الاحزان سے پانی غموں کا اس خاک پر برسایا۔اسی وجہ سے انسان کو غم بہت ہوتے ہیں۔پس وہ مٹی بسبب غموں کے تیرہ اور سیاہ ہوگئی

بعد ایک سال کے باران راحت اور خوشی کا اس پر برسایا یہ اشارہ اس جانب ہے کہ غم کا انجام خوشی ہے۔ اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا ہے کہ تکلیف کے ساتھ راحت ہے اور ارباب عشق یہ نکتہ فرماتے ہیں کہ آدم علیہ السلام حامل درد عشق ہیں جیسا کہ کسی شاعر نے کہا ہے۔ شعر

دردِ دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو
ورنہ طاعت کے لیے کچھ کم نہ تھے کرّ و بیاں

اور عشق میں رنج و غم درد و بلا بہت طاری ہوتا ہے۔ چنانچہ مولانا عراقی نے کہا ہے شعر

بعالم ہر کجا درد و بلا بود
بہم کردند و عشقش نام کردند

اسی وجہ سے اوّل اللہ تعالیٰ نے ان پر بارش غموم کی اور آخر میں باران رحمت برسایا کہ ظاہر ہو جائے کہ ابتدائے عشق میں حزن و ملال بہت طاری ہوتے ہیں اور انجام اس کا راحت دائمی ہے تا کہ طالب صادق مستقل رہے اور تکلیف سے گھبرا نہ جائے۔ چنانچہ حافظ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے۔ اشعار

یوسفِ گم گشتہ باز آید بکنعاں غم مخور
کلبۂ احزان شود روزے گلستاں غم مخور
اے دل غم دیدہ حالت بہ شود دل بدمکن
ویں سرِ شوریدہ باز آید بساماں غم مخور
ہاں مشو نامید چوں واقف نۂ ز اسرارِ غیب
باشد اندر پردہ بازیہائے پنہاں غم مخور

گرچہ منزل بس خطرناک ست و مقصد ناپدید
ہیچ راہے نیست کو را نیست پایاں غم مخور
حافظا در کنجِ فقر و خلوت شبہائے تار
تابود وردت دعاؤ درس قرآں غم مخور

بعدہٗ چونکہ ہر عنصر پہلے اللہ سے طالب ہوا تھا کہ خلیفہ کو ہم سے بنا اور کریم کا کام نہیں ہے کہ دعائے سائل کو رد کرے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کا سامان یہ کیا کہ اسرافیل علیہ السلام سے حکم دیا کہ چند قطرے آب جوئے قدرت کے اس پر برسا دے اور جبرئیل علیہ السلام سے ارشاد ہوا کہ ہوائے لطیف جاری کر دے اور میکائیل علیہ السلام سے فرمایا کہ آتش بلا تیار کر کے اس سے قالب آدم کو خشک کرے اور اس میں یہ بھی حکمت تھی کہ یہ ملائکہ بھی خلیفہ کی خدمت سے بہرہ اندوز ہوں۔ بعدہٗ چالیس روز میں اسی مٹی سے اللہ تعالیٰ نے اپنے دست قدرت سے شکل آدم علیہ السلام کو با حسن اشکال آراستہ کیا اور دوسرے کسی بندے کو اس کام میں دخل نہیں دیا واسطے اظہار عظمت آدم علیہ السلام کے اس واسطے کہ بادشاہ جملہ عمارات کو اپنے مملوکوں سے بنواتے ہیں اور جب کوئی مخزن خاص کہ جسے کُل سے مخفی رکھنا منظور ہوتا ہے بنانا چاہتے ہیں تو اس کو اپنے ہاتھ سے بناتے ہیں چونکہ آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اپنے علم میں خزینۂ نور حبیب قرار دیا تھا لہٰذا اپنے دست قدرت سے اس مخزن اسرار کو بنایا اور ہر عضو آدم علیہ السلام کو حسب مصلحت خود ایک ایک بقعۂ زمین کی خاک سے خلق کیا۔ بدء الخلق میں عبداللہ ابن سلام سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ خلق کیا اللہ تعالیٰ نے سر اور پیشانی آدم کو خاک مکہ سے اور سینہ اور پشت کو بیت المقدس کی خاک سے اور دونوں رانیں زمین یمن سے اور دونوں پنڈلیاں زمین مصر سے اور دونوں قدم زمین حجاز سے اور دست راست خاک مشرق سے اور دست چپ خاک مغرب سے پھر جب اللہ تعالیٰ نے خلقت آدم کو تمام کر لیا تو لا اس کی

عقل کو مقابل تمام عقول بنی آدم کے عقل آدم تمام بنی آدم کی عقلوں پر غالب ہوئی پھر
ڈال دیا جسد آدم کو درمیان طائف اور مکہ کے چالیس برس وہاں پڑا رہا گروہ ملائکہ جو
ادھر سے نکلتے تھے۔آدم علیہ السلام کے حسن صورت اور موزونی قامت کو دیکھ کر متعجب ہوتے
تھے اس سبب سے کہ ایسی صورت انہوں نے کبھی دیکھی نہ تھی ایک مرتبہ عزازیل علیہ السلام
اپنا لشکر ہمراہ لے کر ادھر گزرا جسد آدم کو دیکھ کر ہاتھ سے بجایا اور اس کو درمیان سے
خالی اور کھنکھناتا ہوا پایا پھر وہ وہیں آدم سے ان کے جسم میں داخل ہوا اور ہر ایک جوف
میں اس کے پھرا اور سیر کی لیکن قلب آدم میں نہ جا سکا اس کا راستہ ہی اس کو نہ ملا پھر جسم
آدم سے باہر نکلا اور ہمراہیوں سے کہا کہ یہ محتاج کھانے پینے اور شہوت کا ہے۔مثل
دوسرے حیوانات کے اس کا تسخیر کرنا کچھ دشوار نہیں ہے لیکن اس کے اندر ایک قصر ایسا
ہے کہ اس کا دروازہ معلوم نہیں ہوتا اور اس کے اندر میں نہ جا سکا۔میں نہیں جانتا ہوں
کہ وہ کیا چیز ہے دل چونکہ دار محبت ہے اس کا اس وجہ سے اس میں شیطان کو دخل نہ ہوا۔
دل کے فضل میں حدیث قدسی ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کی زبان سے فرمایا ہے
نہیں وسعت کر سکتی مجھ کو میری زمین اور میرے آسمان لیکن وسعت کر جاتا ہے مجھ کو
قلب میرے بندۂ مومن کا مومن کے معنی ہیں گرویدہ مراد اس سے عاشق ہے اور مولانا
فرماتے ہیں۔ابیات

دل بدست آور کہ حجِ اکبر ست
از ہزاراں کعبہ یک دل بہتر ست

کعبہ بنیاد خلیلِ آذر ست
دل گذر گاہِ جلیل اکبر ست

اور حافظ فرماتے ہیں۔شعر

دل سرا پردۂ محبتِ اوست　　دیدہ آئینہ دارِ طلعتِ اوست

مولانا جامی فرماتے ہیں۔شعر

پرتوِ حسنت نگنجد در زمین و آسماں
در حریمِ سینہ حیرانم کہ چوں جا کردۂ

مگر یہ سب فضل اسی دل کو ہے جس کو اللہ سے لاگ ہے اور تعلقات ماسوی
اللہ سے پاک ہے اور اگر حرصِ دنیوی اس میں ہے تو دل نہیں ہے بت خانہ ہے۔
اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلَیْہِ پھر عزازیل نے اپنے ہمراہ کے فرشتوں سے پوچھا
کہ اگر یہ تم پر حاکم کیا جائے تو تم کیا کرو گے۔ملائکہ نے کہا کہ ہم اپنے پروردگار کی
اطاعت کریں گے۔عزازیل نے اپنے دل میں کہا کہ اگر یہ مجھ پر حاکم ہوگا تو میں اس
کی اطاعت نہ کروں گا اور اگر میں اس پر حاکم ہوں گا تو اس کو ہلاک کروں گا اور غصہ
میں آ کر اس نے جسد آدم پر تھوک دیا وہ تھوک آدم کے مقام ناف پر پڑا۔اللہ تعالیٰ
نے جبرئیل علیہ السلام سے فرمایا کہ اس جگہ کی مٹی نکال ڈال۔حضرت جبرئیل علیہ السلام نے نکال
ڈالی اسی وجہ سے یہ طریقہ تمام اولاد آدم علیہ السلام میں ہے کہ خلقت بنی آدم کی اس طرح پر
ہوتی ہے کہ ناف کاٹی جاتی ہے کیوں کہ ہم سب جزو آدم ہیں۔اس وقت اپنے کل میں
موجود تھے لہٰذا اس کا اثر سب میں پہنچا ہے۔باتباع سنت آدم علیہ السلام یہاں بھی ناف
کاٹی جاتی ہے اور اسی وجہ سے نبی کریم ﷺ ناف بریدہ تشریف لائے تا کہ ظاہر ہو
کہ آپ جزو آدم نہیں ہیں بلکہ اصل آدم ہیں اور نیز ناف کا کاٹنا شیطان کے تھوک کا
اثر دفع کرنے کے واسطے مقرر ہے۔حضور ﷺ وہ طاہر اور اطہر ہیں کہ وہاں رجس
شیطانی کو کسی نوع سے مداخلت ہی نہیں ہے۔الغرض بعد ان سب واقعات کے روح
کو حکم ہوا کہ جسد آدم علیہ السلام میں داخل ہو روح نے جسد آدم علیہ السلام کو تیرہ اور تنگ پا کر
جناب الٰہی میں عذر کیا کہ اے اللہ یہ مدخل کریہہ ہے اور قعر بعید میں کیوں کر اس میں
داخل ہوں پھر وہ ہی حکم ہوا کہ داخل ہو اس جسد میں روح نے تنگی کے خوف سے پھر وہ

ہی عذر کیا جناب احدیت سے پھر وہ ہی خطاب پایا تیسری بار پھر روح نے نہایت
ہیبت سے وہ عذر پیش کیا چوتھی بار جناب الٰہی جل شانہ سے بطور زجر کے حکم ہوا داخل
ہو اس میں اور نکل اور وہ دریتیم نور محمدی کہ پہلے سے مقام مدینہ منورہ سے جوہر ارض
لے کر اور اجزائے جنت سے خمیر کر کے اس کو ساق عرش میں لٹکا رکھا تھا۔ پیشانی آدم
علیہ السلام میں بالائے بینی ایک گڑھا کر کے وہاں اس کو رکھ دیا روح آدم علیہ السلام نور حضرت
محبوب مطلق کو دیکھ کر بشوق زیارت اوّل دماغ آدم میں درآئی اور سو برس تک اس کی
تلاش میں سرگرداں رہی جس طرف کے زاویہ کاسۂ سر آدم میں روح جاتی تھی۔ وہ
سفال خاک اللہ کی صنعت سے گوشت اور پوست ہو جاتا تھا گشت کرتے کرتے بعد سو
برس کے آدم کی آنکھوں میں روح آئی آنکھیں روشن ہو گئیں۔ پہلے آدم علیہ السلام نے
اپنے قالب کو دیکھا ہنوز خاکی تھا اور یہ اس واسطے اللہ تعالیٰ نے دکھایا تاکہ آدم اپنی
حقیقت کو پہچانے رہیں پھر آدم نے اپنی علوے ہمت سے نظر اوپر اٹھائی دیکھا ساق
عرش پر لکھا ہے۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ اُمَّۃٌ مُّذْنِبَۃٌ وَّرَبٌّ غَفُوْرٌ اس کے
دیکھنے سے عظمت شان محمدی آدم کے ذہن میں آگئی۔ معارج النبوۃ میں لکھا ہے کہ
پوچھا آدم علیہ السلام نے کہ اے پروردگار یہ کون ہے جس کا نام تو نے اپنے نام کے برابر لکھا
ہے ارشاد ہوا یہ ہمارا حبیب ہے۔ تیری اولاد سے ہوگا جس وقت تجھ سے ذلت وقوع
میں آئے گی ہم اس کی شفاعت سے تیرا گناہ معاف کریں گے۔ اس کلام پاک کے
سننے سے آدم علیہ السلام کو خطرہ پیدا ہوا کہ چاہیے یہ کہ باپ اولاد کا شفیع ہو یہ الٹا معاملہ ہے
کہ بیٹا باپ کا شفیع ہوگا اور سخت فکر اس کی آدم کو لاحق ہوئی اور سبب اس کا یہ تھا کہ
شیطان نے جو اوّل جسد آدم علیہ السلام کی سیر کی تھی۔ اس کے عکس سے یہ تاثیر تھی کہ بزرگی
اس حبیب کی مفہوم نہ ہوئی اور اپنی پدریت کی بڑائی ملحوظ رہی۔ حضرت الوہیت و چونکہ
برگزیدہ کرنا آدم علیہ السلام کا منظور تھا خود اس نے تدارک کیا۔ اس طرح پر کہ جبرئیل علیہ السلام

کو حکم دیا جلد جاؤ اور اس خطرہ کو درون آدم سے نکال ڈالو ورنہ وہ ہلاک ہو جائے گا۔
جبرئیل علیہ السلام نے بامر الٰہی سینہ آدم کو چاک کر کے اس خطرہ کو نکال کر دو ٹکڑے کیا۔ ایک
ٹکڑا جنت میں دفن کر دیا۔ اس سے وہ درخت پیدا ہوا جس کے قریب جانے کی آدم
علیہ السلام کو ممانعت ہوئی اور دوسرے ٹکڑے سے نفس امارہ مخلوق ہوا۔ اسی وجہ سے نفس
ہمیشہ گناہ کی جانب توجہ کرتا ہے۔ بعدہ روح باذن اللہ آدم علیہ السلام کی ناک اور کان میں
داخل ہوئی۔ آدم علیہ السلام کو چھینک آئی اور ساتھ ہی اس کے روح آدم علیہ السلام کی زبان
میں پہنچی۔ آدم علیہ السلام نے کہا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ اللہ تعالیٰ نے اس کے جواب
میں بخطاب آدم علیہ السلام فرمایا یَرْحَمُکَ رَبُّکَ یَا اٰدَمُ وَلِلرَّحْمَۃِ خَلَقْتُکَ پس چھینک
ہمارے حق میں بہتر ہے کہ ہمارے جد آدم علیہ السلام کے زندہ ہونے کی نشانی ہے اور اس
کے صلہ میں خطاب رحمت ان کو حاصل ہوا ہے اور بد جاننا اس کا گناہ ہے اور اتباع
شیطان ہے کیوں کہ آدم علیہ السلام کا زندہ ہونا۔ اس کے حق میں برا تھا اور اس کو ناگوار ہوا
تھا۔ پس اس کے حق میں چھینک البتہ شگون بد تھی جو اس کے متبع ہیں اسی کے اغوا سے
چھینک کو بد کہتے ہیں۔ مسلمان کے حق میں سنت ہے کہ جب چھینک آئے۔ اَلْحَمْدُ
لِلّٰہِ کہے اور دوسرے مسلمانوں کو چاہیے کہ اس کے خطاب میں کہیں یَرْحَمُکَ اللّٰہُ
تاکہ ادائے سنت الٰہی اور سنت آدم ہو پھر روح آدم علیہ السلام کی عروق اور ہاتھوں میں
داخل ہوئی۔ ہنوز پیروں میں نہ آئی تھی کہ آدم علیہ السلام نے قصداً اٹھنے کا کیا گر پڑے۔ اسی
سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا خُلِقَ الْاِنْسَانُ مِنْ عَجَلٍ پھر تمام جسم آدم علیہ السلام میں روح
داخل ہوئی اور سب بدن ان کا انوار روح سے منور ہو گیا چونکہ روح آدم علیہ السلام پروردۂ
جوار قرب الٰہی تھی جسم خاکی کی تنگی سے گھبراتی تھی اور بار بار قصد پرواز کرتی تھی۔ اس
کے بہلانے کو اللہ تعالیٰ نے مناظرہ فی مابین اعضا کے زبان حال سے جاری کیا ہر عضو
نے دوسرے عضو پر اپنی فضیلت بیان کی۔ روح نے جب دیکھا کہ یہ سب غلطی سے

دعویٰ کمالات کا اپنی اپنی نسبت کرتے ہیں از راہ ہدایت واسطے تنبیہ کے اعضاء سے کہا کہ اے جوارح یہ سب فضائل تم کو میرے فیضان سے حاصل ہیں اور بعد اس کے روح بسبب اپنی صفائی کے خود بھی متنبہ ہوئی کہ یہ دعویٰ خود کمالی کہ مجھ سے وقوع میں آیا۔ شان عاشقی سے باہر ہے کیوں کہ در حقیقت یہ سب کمالات افاضہ کے بتصدق اسی تجلی جمال بیچوں کے ہیں۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَيْهِ بعد اس کے پھر وہ جوش روح کو پیدا ہوا اور قصد کیا کہ جسم خاکی کو چھوڑ کر اپنی اَصل کی طرف رجوع کرے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے اس کے بھلانے کے واسطے کارکنان قضا وقدر سے ایک تخت مرتب کرایا اور آدم علیہ السلام کو اس تخت پر لباس جنت پہنا کر بٹھایا اور نور محمدی ان کی پیشانی پر چمکایا اور ملائکہ سے فرمایا کہ اس تخت کو اٹھا کر تمام سماوات میں آدم علیہ السلام کو سیر کراؤ۔ ملائکہ سو برس تک آدم علیہ السلام کو عجائب اور غرائب دکھاتے پھرے پھر ایک فرش مشک اذفر کا پیدا کیا اور نام اس کا میمون رکھا اور اس کے دو بازو بنائے موتی اور یاقوت کے اور اس پر آدم علیہ السلام کو سوار کیا۔ جبرئیل علیہ السلام نے اس کی لگام پکڑی اور داہنی جانب ہوئے اور میکائیل علیہ السلام بائیں جانب رکاب برداری سے بہرہ ور ہوئے اور دوبارہ اس شان سے آدم علیہ السلام نے سماوات کی سیر کی جو فرشتے داہنے بائیں ان کو نظر پڑتے۔ السلام علیک کہتے آدم علیہ السلام ان کے جواب میں السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ فرماتے لہٰذا ملت محمدی میں یہی طریقہ تحیت کا جاری کیا گیا کہ جب مسلمان مسلمان کو دیکھے ایک دوسرے پر سلام بھیجے اور پھر اسی تخت پر بٹھا کر آدم علیہ السلام کو ملائکہ نے اس تخت کو زیر عرش رکھ دیا۔ فرشتے نور جمال آدم علیہ السلام کو دیکھ کر بے ساختہ مدح کرنے لگے اور کہنے لگے خَلَقَ اللّٰهُ اٰدَمَ عَلٰى صُوْرَتِهٖ فَتَبَارَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ پھر آدم کو اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء کا علم سکھایا۔ چنانچہ قرآن مجید میں فرمایا ہے۔ وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا بعدہٗ مسمیات ان کے اسماء ملائکہ کے آگے پیش کیے اور فرمایا کہ ان کے اسماء اور اغراض

کو بیان کرو اور یہ امر اللہ تعالیٰ نے واسطے اظہار عظمت آدم علیہ السلام کے اور متنبہ کرنے ملائکہ کے ظاہر کیا۔ اس واسطے کہ انہوں نے ندا اِنِّيْ جَاعِلٌ فِي الْاَرْضِ خَلِيْفَةً سن کر اپنے اذہان میں یوں تصور کیا تھا کہ جو خلق اب مخلوق ہوگا ہم سے اَفضل ہوگا۔ اس واسطے کہ ہم اس سے زیادہ جاننے والے ہوں گے کیونکہ ہم خلقت میں اس سے سابق ہیں جو آیات قدرت الٰہی جل جلالہ ہم نے مشاہدہ کی ہیں۔ وہ کہاں سے دیکھے گا اور اسی خیال سے انہوں نے اللہ تعالیٰ سے پوچھا تھا اَتَجْعَلُ فِيْهَا مَنْ يُّفْسِدُ فِيْهَا اور جواب پایا تھا اِنِّيْ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ اللہ تعالیٰ کو بعد خلق ہونے آدم علیہ السلام کے منظور ہوا کہ اب ملائکہ کو اپنی صنعت اور عظمت دکھلائے لہٰذا مسمیات اسماء کو پیش کر کے ملائکہ سے فرمایا اَنْۢبِـُٔوْنِيْ بِاَسْمَآءِ هٰٓؤُلَآءِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ یعنی اگر اپنے گمان میں سچے ہو تو ان اشیاء کے اسماء کو بیان کرو ملائکہ اس کے بیان میں عاجز ہوئے سمجھ گئے کہ یہ ہمارے گمان پر تنبیہ کی ہے۔ پس وہ متنبہ ہوئے اور تسبیح کی انہوں نے اللہ جل شانہ کی اور معترف ہوئے اپنے قصور فہم کے اور کہا انہوں نے سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ پھر جناب الوہیت سے حضرت آدم علیہ السلام کو حکم ہوا تم بیان کرو اسما اور خواص ان کے پس بیان کیے آدم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ فَلَمَّآ اَنْۢبَاَهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ اِنِّيْٓ اَعْلَمُ غَيْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ یعنی جب بیان کیے آدم علیہ السلام نے ملائکہ سے اسما ان کے فرمایا اللہ تعالیٰ نے آیا نہیں کہا میں نے تم سے کہ بہ تحقیق میں جانتا ہوں غیب آسمانوں اور زمینوں کا اور جانتا ہوں اس کو جس کو پوشیدہ کرتے ہو اور چھپاتے ہو۔ الغرض جب آدم علیہ السلام نے اسما اور خواص بحکم الٰہی اَنْۢبِئْهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ یعنی بیان کرو فرشتوں سے اسما ان کے ملائکہ سے بیان کیے پس ہو گئے۔ آدم استاد فرشتوں کے اور ظاہر کر دیا اللہ تعالیٰ نے فضل آدم علیہ السلام کو ملائکہ پر بسبب زیادتی علم کے جب

عظمت آدم علیہ السلام کی ملائکہ کو محقق اور ثابت کردی۔ جناب الٰہی سے ملائکہ کو حکم ہوا کہ سجدہ کرو آدم علیہ السلام کو یعنی سجدۂ تعظیم اور سجدۂ تعظیم معظم شرعی کی جانب کرنا سابق کی ملتوں میں درست تھا۔ ملت محمدی میں کہ ناسخ کل ملتوں کی ہے سجدہ غیر خدا کو اور غیر سمت کعبہ کے کرنا کلیۃً ممنوع ہوگیا ہے۔ پس اب سجدۂ تعظیمی بھی درست نہیں سوائے خدا کے الحاصل جب ملائکہ سجدہ کے مامور ہوئے سب مستعد ہوئے ادائے امر پر پہلے سب سے حضرت جبرئیل علیہ السلام نے سجدہ کیا۔ اس کے صلے میں روح الامین کا خطاب پایا اور درمیان عاشق اور معشوق کے پیام بر مقرر ہوئے۔ بعدہٗ میکائیل علیہ السلام نے سجدہ کیا اس کی جزا میں خدمت تقسیم ارزاق ان کے سپرد ہوئی۔ بعدہٗ اسرافیل علیہ السلام نے سجدہ کیا اور اس فرمانبرداری کے صلہ میں تمام قرآن مجید ان کی پیشانی میں مکتوب ہوگیا۔ بعدہٗ عزرائیل علیہ السلام نے سجدہ کیا اس کے صلے میں وہ واسطہ وصال ہوئے درمیان محبّ اور محبوب کے بعدہٗ تمام ملائکہ نے سجدہ کیا اور اس کی جزا میں موصوف ہوئے ساتھ وصف لَا یَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَآ اَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ کے یعنی ملائکہ معصوم ہیں نافرمانی نہیں کرتے اطاعت کرتے ہیں اپنے معبود کی اور یہ سب انتظام اللہ تعالیٰ کا جو اظہار عظمت آدم میں وقوع میں آیا درحقیقت یہ اہتمام تھا اظہار عظمت نور جناب رسالت کا کہ جس کے وہ حامل تھے۔ شعر

جلوہ چو دادہ در رخ آدم
کردہ ملائک سجدہ دما دم
وحدت بروے گشت مسلم
صلی اللہ علیہ وسلم

لیکن عزازیل نے اللہ کے حکم کی تعمیل نہ کی اس کی سزا میں ملعون ہوا۔[1] روایت ہے کہ ملائکہ بجانب آدم سو برس اور بعض روایت میں ہے کہ پانچ سو برس سجدہ میں رہے

(۱) بیان سبب ملعون ہونے شیطان کا۔۱۲

بعدہٗ جب سر اٹھایا دیکھا عزازیل کو کہ آدم کی جانب سے منہ پھیرے کھڑا ہے اور استکبار کی سزا میں صورت اس کی کہ بسبب عبادت کے نہایت لطیف تھی بدل کر خبیث ہوگئی ہے ملائکہ یہ حال دیکھ کر متعجب ہوئے اور توفیق امتثال حکم جوان کو بعنایت خدا ہوئی اس کے شکر میں دوسرا سجدہ بجالائے۔ جبرئیل علیہ السلام سے مروی ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ جو کشود کہ ہم کو سجدہ آدم کرنے سے حاصل ہوئی قبل اس کے نہ تھی یہ مرتبہ اعلیٰ اتباع حکم خدا اور تعظیم معظم سے حاصل ہوتا ہے پھر اللہ تعالیٰ نے شیطان سے پوچھا کہ تو نے آدم کو کیوں نہ سجدہ کیا باوجود ہمارے حکم کے شیطان نے جواب دیا کہ میں اس سے اچھا ہوں مجھ کو تو نے آگ سے بنایا اور اس کو مٹی سے اوّل قیاس بمقابلہ نص کے شیطان نے کیا اپنی انانیت سے اور کافی نہ سمجھا۔ اللہ تعالیٰ کے حکم کو اس کی شامت سے مبتلائے کفر ہوا اور معتوب ہوا اور جناب الٰہی سے ارشاد ہوا اس کے جواب میں فَاخْرُجْ مِنْهَا فَاِنَّكَ رَجِيْمٌ ○ وَاِنَّ عَلَيْكَ اللَّعْنَةَ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ نکل تو اس سے تحقیق تو مارا ہوا ہے اور تجھ پر لعنت ہے قیامت کے دن تک اور ابلیس عرش سے پھینکا گیا بحراخضر میں گرا اور سو برس اس میں غرق رہا دیکھنا چاہیے کہ غیرت خدا نے شیطان کو اس مرتبہ اعلیٰ سے کیسی پستی میں گرایا اور نیز اس فعل سے ظاہر کردیا۔ اللہ تعالیٰ نے عظمت جناب رسالت کو کہ آپ کے حامل نور کی تعظیم نہ کرنے سے اتنا بڑا عابد کہ جو معلم الملکوت تھا ملعون ہوا اور سب عبادات اس کی برباد ہوگئیں تو کیا حال ہوگا اس کا کہ جو ترک کرے گا تعظیم جناب رسالت کو نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ ذٰلِكَ پھر وہ نور شریف آدم علیہ السلام سے ان کی اولاد میں منتقل ہوا اور ہر ایک جد رسول اللہ ﷺ کی نسبت ایسے ہی اہتمامات خدا برابر جاری رہے۔ چنانچہ ہر ایک جد محمدی اپنے زمانہ میں فضل رکھتا تھا دوسروں پر صفاتِ کمالیہ میں اور جب وہ نور شریف ایک جد سے دوسرے جد کی طرف منتقل ہوتا تھا۔ شیطان مقید کیا جاتا تھا اور ملائکہ اس کو ایذا دیتے تھے۔ اسی وجہ سے ذکر ولادت اور

خلقت جناب نبوت شیطان کو شاق گزرتا ہے کہ اس کو تکالیف کا یاددِہ ہوتا ہے اور مانع آتا ہے اور اغوا کرتا ہے لوگوں کو کہ اس ذکر سے باز رہیں اور اسی قسم کے خیالات فاسدہ کہ جس میں خود مبتلا ہوا تھا پیش کرتا ہے نسبت تعظیم جناب رسالت کے تاکہ لوگ اس خیال سے آنحضرت ﷺ کی تعظیم سے باز رہیں لیکن چونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے کہ ہمارے خاص بندوں پر اس کو حکومت اور اختیار نہیں ہے لہٰذا جو دل سے محب صادق ہیں نبی کریم کے اور سچے بندے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے وہ اس کے فریب میں کب پھنستے ہیں۔ اسی وجہ سے اہل حرمین شریفین کہ اسلام کی جڑ ان میں قائم ہے ہمیشہ کثرت سے محافل میلاد شریف جناب رسالت کیا کرتے ہیں۔ اور ذکر ولادت شریف کہ جس میں سراسر اظہار صنعت الٰہی اور عظمت جناب رسالت پناہی ہے بیان کرتے ہیں اور سنتے ہیں اور ذکر تشریف آوری جناب رسالت دنیا میں اولاد آدم سے اور بڑائی نسب شریف آنحضرت کی کہ اسی کا نام ذکر ولادت ہے۔ خود جا بجا قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ تفصیل اس کی اپنے مقام پر مذکور ہوگی اور خود جناب رسالت نے بھی کیفیت اپنے خلق کی اور حال اپنی ولادت کا ارشاد کیا ہے اور اگلے انبیاء بھی اس کو مذکور کرتے رہے ہیں اپنے اپنے وقت میں اور آثار اور علامات ظہور آنحضرت کے مفصل بیان فرماتے رہے ہیں اور[۱] جب زمانہ ظہور جناب رسالت پناہ قریب آیا یعنی نور محمدی حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے منتقل ہو کر بی بی آمنہ کو سپرد ہوا۔ ایام حمل میں بڑے بڑے معظم نبیوں نے حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کو خواب میں بشارت دی کہ اے آمنہ رضی اللہ عنہا مبارک ہو تم کو تمہارے حمل میں افضل مخلوقات تشریف لائے ہیں اور فضائل اور کمالات نبی کریم سب نے اپنے اپنے طور پر ارشاد کیے۔ تاکہ شک باقی نہ رہے خوب ظاہر ہو جائے کہ وہ نبی الانبیاء جو ممدوح خدا اور رسل ہے یہی ہے اور نیز

(۱) ذکر ولادت باسعادت ﷺ ۔۱۲

ایام حمل میں غیب سے ندا ہوتی تھی کہ نبی معظم سردار اولین اور آخرین صاحب معجزات اور بینات عالم ظہور میں جلوہ گر ہوئے ہیں اور ایسے آثار اور انوار ظاہر تھے حضور کی ولادت باسعادت کے وقت کہ علماء یہود و نصاریٰ باوجود عداوت آنحضرت ﷺ کے بے اختیار خبر دینے لگے کہ خاتم الانبیاء نے مکہ معظمہ میں اولاد اسمٰعیل سے اس وقت ولادت فرمائی۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلَیْہِ اور جب وقت ولادت شریف سید کائنات سرور موجودات کا آیا انوار الٰہی مولد آنحضرت کی طرف کمال محبت سے متوجہ ہوئے اور جبرئیل علیہ السلام بامر خدا بصورت پرندہ حضور کی والدہ کے پاس آئے اور پھر ایک جوان خوبصورت ہو گئے اور اظہار عظمت جناب نبوت کے واسطے کمال ادب سے کہنے لگے ظاہر ہوا اے رسول اللہ کے ظاہر ہوا اے نبی اللہ کے اور اور بہت سے کلمات تعظیم کے کہے۔ حضور چونکہ یاد خدا میں مستغرق تھے کمال استغنا کی وجہ سے آپ نے التفات نہ فرمایا اور ظہور نہ کیا جبرئیل علیہ السلام کو جب شوق غالب ہوا اور دیکھا کہ ممدوح خدا متوجہ نہیں ہوئے مجبور ہو کر اللہ تعالیٰ کے نام کا واسطہ دے کر کہا کہ ظاہر ہو جایئے اے محمد بیٹے عبداللہ کے واسطہ حالت مجبوری میں دیا جاتا ہے۔ جبرئیل علیہ السلام نے جب مجبوری کو پیش کیا حضور نے بھی اپنی شان رحمت اور عاجز نوازی کو ظاہر کیا یعنی عرض جبرئیل علیہ السلام کو قبول کر لیا اور اس میں امت عاجز کی بھی تسکین فرمائی کہ تم نہ ڈرنا اس بات سے کہ جبرئیل علیہ السلام سا ملک مقرب خوشامد اور تعریف کرتا رہا اور ہم نے شان استغنا میں ان کی طرف توجہ نہیں کی جہاں ہماری شان استغنا اس درجہ ہے وہاں عاجز نوازی بھی ہماری صفت ہے۔ جب انہوں نے عاجزی کو ذریعہ حصول مدعا کا گردانا ہم نے بھی توجہ کی پس تم بھی جب عاجز ہو کر ہم سے استعانت چاہو گے ہم متوجہ ہوں گے۔ ہمارے نبی کریم نے کیا سہل طریقہ اپنی رحمت سے ہم کو اپنی طرف متوجہ کرنے کا تعلیم فرما دیا اگر ہم آنحضرت ﷺ کی توجہ سے محروم رہیں تو ہماری کم نصیبی ہے۔ الغرض جب

جبرئیل علیہ السلام نے اللہ کے نام کا واسطہ دیا تشریف لائے رسول اللہ ﷺ مثل چودھویں رات کے چاند کے روشن۔ شعر

آئے دنیا میں حبیبِ کبریا اٹھ کھڑے ہو وقت ہے تعظیم کا

ابیات

سرورِ ہر دو جہاں پیدا ہوئے
رہبرِ ہر انس و جاں پیدا ہوئے
جو خدا سے بخشوائیں گے ہمیں
وہ شفیعِ عاصیاں پیدا ہوئے

سلامٌ علیک اے نبی الوریٰ سلامٌ علیک اے شہِ دوسرا
سلامٌ علیک اے رسولِ کریم عزیزٌ حکیمٌ رؤفٌ رّحیمٌ
سلامٌ علیک اے مہِ یثربی شفیعُ الوریٰ ہاشمی ابطحی
سلامٌ علیک اے رسولِ انام علیک الصلوٰۃ وعلیک السلام
توئی ابرِ رحمت منم تشنہ کام مرا تشنہ مگذار شاہِ انام
عطا از تو آید خطا ہا زما خطایم مبین وبفرما عطا
گنہ ہا بسے گرچہ سر زد زما ولے دارد آنہم چومن انتہا
توئی آنکہ جود و عطایت شہا ندارد چو فضلت حدو انتہا
چہ باشد بہ پیش عطایت کریم گناہِ منِ مشت خاک لئیم
گناہم بہ بخش وبفرما عطا بیاران خویش وباہل کسا

سبحان اللہ[۱] کیسے نیّر سپہر ہدایت نے مشرق ولادت سے طلوع فرمایا کہ تشریف لاتے ہی آثار کفر وبدعت کو مٹایا۔ اس عظمت اور جلالت کے ساتھ حضور پرنور

(۱) آثار ہیبت نبی کریم ﷺ کا ملک فارس میں ظاہر ہونا اور مطابق دعائے نبی کریم ﷺ زمانہ خلافت حضرت فاروق رضی اللہ عنہ میں ملک فارس کا قبضہ اہل اسلام میں آنا ۱۲

نے ظہور کیا کہ پیدا ہوئے آپ ملک عرب میں اور ہیبت اور سطوت آنحضرت ﷺ سے ملک فارس میں وقت ولادت شریف کے آتش کدۂ فارس کی آگ جو صدہا برس سے جل رہی تھی بجھ گئی اور بادشاہ فارس کا محل کانپا اور چودہ کنگرے اس کے گر گئے اور یہ اشارہ اس بات کا تھا کہ قریب آگیا وہ زمانہ کہ روشنی اسلام کی فارس کے ملک میں پھیلے اور آتش کفر کی بجھے اور امارت کفر اس ملک سے جاتی رہے اور حکومت اسلامیہ قائم ہو۔ چنانچہ ظہور اس کا بدعائے رسول اللہ ﷺ عہد خلافت جناب عدالت مآب سیّدنا امیر المومنین عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ میں ہوا۔ بیان اس کا بہت طولانی ہے بنظر اختصار تھوڑا سا حال بطور خلاصہ بیان کیا جاتا ہے کہ بعد جنگ حدیبیہ نبی کریم ﷺ نے مدینہ طیبہ سے خطوط اس وقت کے بادشاہوں کے پاس روانہ فرمائے اور دعوت اسلام کی منجملہ اس کے ایک فرمان واجب الاذعان عبداللہ بن حذافہ سہمی کسرا پرویز بن ہرمز بن نوشیرواں کے پاس کہ حاکم فارس تھا لے گئے خلاصہ مضمون نامہ یہ تھا کہ یہ نامہ ہے محمد رسول اللہ کی طرف سے کسرا حاکم فارس کی جانب سلام ہو اس پر کہ جو اتباع کرے ہدایت کی اور میں تم کو بلاتا ہوں اسلام کی طرف میں رسول ہوں۔ اللہ کا تمام انسانوں پر ڈراتا ہوں سب کو اور حجت کرتا ہوں کافروں پر تو مسلمان ہو تا کہ سلامت رہے تو اور اگر انکار کرے گا تو تحقیق وبال مجوس کا تجھ پر ہوگا۔ جب یہ نامہ شریف کسرا نے سنا غیظ میں آیا اور نامہ کو پھاڑ ڈالا اور کلمات بے ادبانہ کہے اور جواب نامہ نہ لکھا۔ مروی ہے کہ جب یہ خبر جناب رسالت کو پہنچی فرمایا پارہ کیا کسرا نے میرے نامہ کو پارہ کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی حکومت کو اور ایک روایت میں ہے کہ فرمایا اے اللہ پارہ کر اس کے ملک کو اور لکھا کسرا نے ایک خط باذان حاکم یمن کو کہ اس کی طرف سے تھا اس مضمون کا کہ تو دو شخص ان کے پاس بھیج جو دعویٰ نبوت کرتے ہیں تا کہ ان کو میرے پاس لے آئیں پس باذان نے دو شخصوں کو کہ عقلا اور شجاعان فرس سے تھے۔ آنحضرت

ﷺ کے حضور میں بھیجا اور نامہ لکھا کہ آپ ان کے ہمراہ کسرا کے پاس جائیں۔
الغرض وہ دونوں شخص مدینہ طیبہ میں آنحضرت ﷺ کے حضور میں حاضر ہوئے۔
لباس دیبا پہنے ہوئے اور ریشمی پٹکے کمر میں باندھے ہوئے داڑھیاں ان کی کتری
ہوئیں اور مونچھیں بڑھی ہوئیں ایسے کہ ہونٹ ان کے چھپے تھے۔ آنحضرت ﷺ کو
ہیئت ان کی مکروہ معلوم ہوئی فرمایا ویل ہو تم پر کس نے تم کو یہ صورت بنانے کا حکم دیا کہ
داڑھی کترواؤ اور مونچھیں بڑھاؤ۔ انہوں نے کہا کہ ہمارے خداوند کسرا نے حضرت نے
فرمایا کہ ہمارے خداوند نے ہم کو حکم دیا ہے کہ داڑھی بڑھائیں اور مونچھیں کتروائیں
اور آنحضرت ﷺ نے ان کو دعوت اسلام کی اور اللہ تعالیٰ کے عذاب اور عقاب
سے ڈرایا اور انہوں نے نامہ اور پیغام اپنے حاکم کا پہنچایا اور کہا کہ آپ ہمارے ہمراہ
چلیں ورنہ کسرا تمام ملک عرب کو برباد کردے گا۔ وہ دونوں یہ کلمات تو کہتے تھے مگر
ہیبت جناب رسالت ﷺ سے کانپتے تھے۔ آخرکار انہوں نے کہا کہ اگر آپ نہ
چلیں تو جواب نامہ لکھ دیں۔ حضرت نے فرمایا آج کہیں جا کر قیام کرو کل جیسی
مصلحت ہوگی کیا جائے گا وہ دونوں باہر آئے اور آپس میں کہا ایک نے دوسرے سے
کہ اگر مجھ کو اور توقف مجلس آنحضرت ﷺ میں ہوتا تو خوف تھا کہ میں ہلاک ہو
جاتا۔ دوسرے نے کہا میں بھی قبل اس کے کبھی ایسا نہیں ڈرا جیسا آج اس محفل میں
ڈرا ہوں۔ معلوم ہوتا ہے کہ خدا ان کا کارکن ہے اور دوسرے روز وہ دونوں پھر حضرت
ﷺ کے حضور میں حاضر ہوئے۔ آپ نے فرمایا کہ تم اپنے صاحب یعنی بازان سے
خبر دو کہ میرے خدا نے آج شب کو مجھ کو خبر دی ہے کہ سات ساعت رات گزرنے کے
بعد شیرویہ پسر کسرا کو اللہ تعالیٰ نے کسرا پر مسلط کیا۔ شیرویہ نے کسرا کا پیٹ چاک کیا
اور وہ ہلاک ہوا اور یہ واقعہ شب سہ شنبہ دسویں جمادی الاولیٰ سن سات ہجری کو واقع ہوا
اور کہنا بازان سے کہ جلد دیں میرا مملکت کسرا میں ظاہر ہوگا اگر تو مسلمان ہو جا تیرا ملک

میں تیرے تصرف میں رکھوں گا اور بعض ملک فارس کے بھی تیری حکومت میں دوں
گا۔ پس وہ دونوں قاصد بازان کے پاس پلٹ گئے اور جو کچھ دیکھا اور سنا تھا۔ بیان کیا
بازان نے کہا کہ یہ باتیں بادشاہوں کی سی نہیں ہیں۔ مجھ کو گمان ہے کہ وہ برحق پیغمبر
ہیں۔ میں اس خبر کا انتظار کرتا ہوں جو انہوں نے مجھ کو دی ہے اگر یہ خبر صحیح ہوئی تو ان کی
نبوت میں شک نہیں ہے بخدا کہ ان پر ایمان لانے میں کوئی حاکم مجھ پر سبقت نہ
کرے گا۔ اسی زمانہ میں خط شیرویہ کا بازان کو پہنچا اس نے وہی مضمون لکھا تھا جس کی
نبی کریم ﷺ نے خبر دی تھی بازان اس وقت مسلمان ہوئے اور اہل یمن اور اہل
فرس جو وہاں اس وقت موجود تھے سب مسلمان ہوگئے۔ یہ اوّل وبال تھا جو بے تعظیمی
جناب رسالت سے کسرا حاکم فرس پر واقع ہوا اس پر بھی اس کے قائم مقام متنبہ نہ
ہوئے۔ آخرکار عہد خلافت حضرت خلیفہ ثانی میں سلطنت اس کی اہل اسلام کے قبضہ
میں آگئی۔ مجمل حال اس کا یہ ہے کہ آخر سنہ چودہ خواہ اوائل سنہ پندرہ ہجری میں
حضرت عدالت مآب سیّدنا فاروق رضی اللہ عنہ نے تمام اشراف مہاجرین اور انصار کو جمع
کرکے مشورہ کیا اپنے جانے کی نسبت دیارِ عجم میں بعضوں کی رائے ہوئی کہ آپ خود
مہم عجم کے واسطے تشریف لے جائیں اور بعض کی رائے اس کے خلاف ہوئی۔ آخر
الامر بمشورۂ اعلم الاصحاب سیّدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے خود مدینہ
میں توقف فرمایا اور حضرت سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو ایک لشکر آراستہ کے ساتھ حاکم
کرکے روانہ کیا اور حکومت عراق ان کے سپرد کی اور کفار عجم سے محاربہ کرنے کی ان کو
اجازت دی۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ چار یا چھ خواہ سات ہزار آدمی ہمراہ لے کر روانہ ہوئے
چندے شدت برف سے موضع سراف میں قیام کرکے ابتدائے موسم گرما میں جانب
قادسیہ روانہ ہوئے۔ امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عقب سے بہت سرداران کی
اعانت کو بھیجے اور کچھ فوج شام سے بھی حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے پاس روانہ کی۔ جب خبر

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے تشریف لانے کی یزدجرد حاکم فارس کو پہنچی ساٹھ ہزار سوار اس
نے خود اپنی فوج سے چن کے رستم ابن فرخ زاد کو کہ شجاعان فارس میں بڑا نام آور تھا
اس پر سردار کر کے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے مقابلہ کو بھیجا رستم نے موضع ساباط میں قرار گاہ
لشکر تجویز کی اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے نواح عذیب میں کہ قادسیہ کے قریب ہے تیس
ہزار کچھ زیادہ فوج کے ساتھ قیام فرمایا اور حضرت خلافت پناہ کو مفصل حال سے اطلاع
دی۔ حضرت خلافت مآب نے جواب میں کلمات تسکین کے لکھے اور تحریر کیا کہ لڑائی
میں عجلت نہ کرنا پہلے کچھ لوگوں کو جو اصحاب رائے سے ہوں۔ اس کے پاس بھیجنا کہ
یزدجرد کو اسلام تعلیم کریں اور بعض کہتے ہیں کہ یزدجرد نے قاصد حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے
پاس بھیج کر ان کے بعض ہمراہیوں کو بلایا کہ ان سے دریافت کرے کہ غرض ان کی عجم
میں آنے سے کیا ہے۔ الغرض حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے ایک جماعت کو کہ شجاع اور اہل
رائے سے تھے۔ بادشاہ عجم کے پاس بھیجا جب وہ سب مجلس میں اس کی پہنچے اس بادشاہ
نے پوچھا کہ تم کیوں ہمارے ملک میں آتے ہو۔ ہم نے جو تم سے تغافل کیا اس واسطے
تم لوگ ہم پر دلیر ہو گئے ہو جماعت اہل اسلام سے ایک شخص نے جواب دیا کہ اے
ملک ہم ایک ایسی جماعت تھے کہ خدا کو نہ پہچانتے تھے اور اس کی شناخت میں حیران
اور پریشان تھے اور اپنے ہاتھ سے بت بنا کر اس بے جان کو پوجتے تھے اور نہایت درجہ
ضلالت اور جہالت میں مبتلا تھے۔ خداوند تعالیٰ نے محض اپنے فضل اور رحمت سے ایک
پیغمبر دین پرور اور ایک نبی رحم گستر کہ نسب میں طاہر ہے ہم پر مبعوث کیا کہ اس نے ہم
کو توحید معبود برحق تعلیم کی اور اعمال حسنہ اور اخلاق پسندیدہ سکھائے اور خصائل ذمیمہ
سے ہم کو روکا اور معجزات کھلے ہوئے ہم کو دکھلا کر اپنی نبوت کو ہم پر خوب ظاہر کر دیا۔
چنانچہ ہم کو یقین کامل ہو گیا کہ وہ پیغمبر برحق ہے اور جو کچھ اس نے بتایا ہے وہ سب حق
ہے اور ہم دل سے اس پر ایمان لائے اور اس کے احکامات کو بجا لائے پھر اس نبی کریم

نے دعوت حق کو قبول کیا اور دار بقا کو اختیار فرمایا۔ اب تک ہم اس کی بجا آوری احکام
میں مشغول ہیں اور دل اور جان سے اسے مانتے ہیں اس نے ہم کو حکم دیا ہے کہ خلائق
کو طریق مستقیم اس کا تعلیم کریں اور ضلالت سے نکال کر راہ راست پر لائیں جو قبائل
ہم سے قریب تھے ان کو ہم نے راہ راست بتلائی جس نے قبول کیا دولت دارین سے
بہرہ ور ہوا اور جس نے انکار کیا اس کو ہماری تیغ نے قتل کیا یا اس نے ذلت اور خواری
کے ساتھ جزیہ دیا۔ اب یہاں آئے ہیں کہ تم کو بھی ہدایت کریں اور ضلالت سے
نکالیں یزدجرد نے جواب دیا کہ اے گروہ عرب میرے نزدیک تم سے زیادہ حقیر اور
ذلیل دنیا میں دوسرا نہیں ہے ہمیشہ تم مشقت میں مبتلا رہتے تھے اور جب کبھی ہمارے
ملک میں آتے تھے تجارت وغیرہ کے واسطے تو ہمارے ملک کے نعمات سے نفع اٹھاتے
تھے۔ اب تم کو یہ حوصلہ ہوا کہ ہم سے محاربہ کرنے کو آئے ہو۔ میں جانتا ہوں کہ تم
مشقت اور رنج گرسنگی سے آئے ہو۔ امسال واپس جاؤ سال آئندہ میں آنا میں بہت
کچھ غلہ اور مال تم کو دوں گا اور ایسے شخص کو تم پر حاکم کروں گا جو تم پر رحیم ہوگا۔ اہل
اسلام نے جواب دیا کہ اے ملک یہ گمان تیرا غلط ہے البتہ ہم ایسے ہی تھے جیسا تو کہتا
ہے لیکن جب سے رسول کریم ﷺ ہم میں تشریف لائے ہیں اور ہم نے ان کی
اطاعت کی توفیق پائی وہ حالات بدل گئے اب ہمارے رسول نے ہم کو تعلیم کر دیا ہے
کفار سے مجادلہ کرو جو تم میں مارا جائے گا وہ بہشت میں داخل ہوگا اور جو زندہ رہے گا وہ
کفار پر غالب ہوگا اور بتلا دیا ہے ہم کو ہمارے رسول نے کہ فلاں فلاں ملک ہمارے
قبضہ میں آئیں گے اور خزانے اس کے ہمیں ملیں گے تیرا ملک اور خزائن بھی اسی میں
سے ہیں اب ہم تجھ کو دعوت اسلام کرتے ہیں اگر تو مسلمان ہوگا تیرے حق میں دنیا اور
آخرت میں بہتر ہوگا اور اگر انکار کرے گا تو تجھ کو جزیہ دینا ہوگا ورنہ ہم تجھ سے مقابلہ
کریں گے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے اور تیرے درمیان میں فیصلہ کر دے۔ بادشاہ نے جب

یہ کلام سنا بسبب تکبر اور نخوت کے اس کو غصہ آیا اور کہا کہ اے اہل عرب اگر قاصد کو مارنا طریق سلطنت کے خلاف نہ ہوتا تو میں ابھی تم کو قتل کرتا اور حکم دیا کہ ایک جوال خاک لائے اور اس کو ایک سردار عرب کے سر پر رکھا اس مراد سے کہ تم کو ہم سے خاک نصیب ہوگی۔ عاصم بن عمرو رضی اللہ عنہ تمیمی اٹھے اور اس جوال خاک کو اپنے کندھے پر رکھا اور کہا کہ اے اہل عجم تم نے عجب کام کیا کہ اپنے ہاتھ سے اپنے ملک کی خاک ہم کو سپرد کی۔ اب جلد ہم تمہارے ملک کو برباد کر کے خاک اس کی ملک عرب میں لے جائیں گے۔ القصہ جب وہ سب حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے پاس واپس آئے حالات جو گزرے تھے بیان کیے حضرت سعد رضی اللہ عنہ خوش ہوئے اور وہ بھی اس کو فال نیک سمجھے منقول ہے کہ لشکر اسلام میں سب اشیائے ضروریہ کثرت سے تھیں لیکن گوشت نہ تھا۔ اس ملک کے لوگوں نے اپنے جانوروں کو پہاڑوں پر محفوظ جگہ میں چھپا دیا تھا۔ عاصم بن عمرو رضی اللہ عنہ تمیمی مع ایک جماعت مسلمانوں کے جانوروں کی تلاش میں نکلے اور بہت کوشش کی۔ یہاں تک کہ ایک جنگل کے کنارے پر پہنچے ایک فوج کفار کی اس اطراف میں تھی۔ عاصم نے ان سے پوچھا کہ گائے اور گوسفند کی کچھ تم کو خبر ہے ایک نے ان میں سے کہا نہیں ناگاہ ایک گائے اس گلہ سے کہ اس جنگل میں تھی بزبان فصیح کہنے لگی کہ دشمن خدا جھوٹ کہتا ہے بڑا گلہ بیل اور گائے کا اس جنگل میں ہے۔ عاصم رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر حکم دیا اپنے ہمراہیوں کو وہ اس گلہ کو اپنے لشکر میں ہانک لائے۔ یہ معجزۂ نبی کریم تھا کہ گائے نے کلام کیا جانور اس طرح ہمراہیاں جناب رسالت ﷺ کے لشکر پر جاں نثار تھے کہ اپنے کو خود ان کی نذر کیا کہ اپنے تصرف میں لائیں اور تکلیف نہ اٹھائیں۔ وہ لوگ جو ایسے مردان خدا کو اہل حق نہیں جانتے اور ان کی تعظیم نہیں کرتے جانوروں سے بھی زیادہ بے عقل ہیں۔ الغرض یہاں اہل اسلام کی یہ کیفیت تھی ادھر حاکم فارس نے رستم کو حکم دیا وہ ایک بہت بڑا لشکر لے کر جو تعداد میں لشکر اسلام سے

پانچ چار حصہ زیادہ تھا اور بہت سے ہاتھی لڑنے والے اور بہت سامان حرب بھی اس میں تھا۔ مدائن سے جانب لشکر اسلام روانہ ہوا۔ روایت ہے کہ راہ میں ایک رات کو رستم نے خواب دیکھا کہ ایک فرشتہ آسمان سے اترا اور جناب رسالت اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اس کے ساتھ ہیں۔ اس فرشتے نے ہتھیار اہل فرس کے لے کر اس پر مہر کی اور پیغمبر ﷺ کو دے دیے۔ آنحضرت ﷺ نے وہ حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کے سپرد کر دیئے صبح کو جب وہ جاگا بہت متردد ہوا اور یہ ہدایت تھی نبی کریم کی طرف سے کھلی ہوئی اس فرقہ گمراہ کو کہ اب بھی راہ راست پر آئیں مگر وہ ایسے گمراہ تھے کہ متنبہ نہ ہوئے۔ الغرض جب دونوں لشکر مقابل ہوئے رستم نے اپنی فوج کو واسطے لڑائی کے مرتب کیا اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے بھی لشکر اسلام کو موقع اور محل پر جما دیا اور تحریص کی مسلمانوں کو جہاد کی اور پڑھا سورۂ انفال کی آیت کو اور رغبت دلائی جانب آخرت کے اور نصائح دلپذیر کی اور فرمایا کہ آگاہ ہو جاؤ کہ دیار عجم اسی ممالک سے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے کہ یہ ممالک نیکوں کو دوں گا۔ پس ہر ایک کو تم میں سے لازم ہے کہ قدم شجاعت آگے بڑھائے اور یقین رکھے کہ اگر مارا جائے گا راحت ابدی پائے گا اور لقائے الٰہی حاصل کرے گا اور ہر شخص محض آخرت پر نگاہ رکھے تا کہ خدا تعالیٰ دنیا اور آخرت دونوں مرحمت فرمائے۔ شعر

دنیا مطلب تا ہمہ دینت باشد
دنیا طلبی نہ آں نہ اینت باشد

اور سب امرائے لشکر کو حکم دیا کہ اسی طرح اپنی قوم کو نصیحت کر دیں بعدہٗ لوگوں سے کہا کہ اب اپنے اپنے مقام پر قرار پکڑو اور منتظر رہو۔ یہاں تک کہ نماز ظہر کا وقت آئے وہ وقت نزول رحمت کا اور حصول نصرت کا ہے اور میں چار مرتبہ تکبیر کہوں گا۔ اوّل تکبیر پر تم سب مستعد ہونا اور تکبیر چہارم پر دشمن پر حملہ کرنا اور یہ جان لو کہ تین دن

اور ایک رات دونوں فریق میں جنگ وجدال ہوگا اور چوتھے روز فتح ہوگی اور یہ کمال
فضل اصحاب رسول اللہ ﷺ ہے کہ جیسا فرمایا تھا حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے ویسا ہی
وقوع میں آیا منقول ہے کہ تین روز برابر اہل اسلام اور اہل اشرار میں باہم نائرۂ جنگ و
جدال بلند رہا۔ سرداران دین پناہ نے بہت سے افسران نامدار کو لشکر فارس سے تہ تیغ
کیا اور ایسے ایسے جوہر شجاعت دکھائے اور ایسے کارنمایاں کیے کہ صفحۂ روزگار پر یادگار
ہیں محتاج بیان نہیں تمام کتب تواریخ ان حالات سے پر ہیں۔ بخیال طول تشریح اس
کی نہیں کی جاتی ہے۔ الغرض جب تین روز گزر گئے اور آخر شب جنگ آئی کہ جس کی
خبر صاحب رسول اللہ نے دی تھی اور اس شب کو لیلۃ الھدیر کہتے ہیں۔ اس شب میں
دونوں لشکر میں بہت سخت مقابلہ ہوا۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ اس شب کو جب مسلمان
نماز عشاء سے فارغ ہوئے دونوں لشکروں میں مشعلیں روشن کی گئیں اور دونوں لشکر کی
سپاہ مثل شیروں کے ایک دوسرے پر حملہ آور ہوئی اور ہر جانب سے اس درجہ آتش
جنگ مشتعل ہوئی کہ حالات جنگ دونوں لشکر کے سرداروں کو بھی معلوم نہ ہوتے تھے
لیکن بفضل خدا اہل اسلام آتش جنگ میں صابر اور ثابت قدم رہے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ
نے جب کیفیت لڑائی کی دیکھی بحضور جناب الٰہی مسلمانوں کے واسطے دعائے فتح اور
نصرت کرنے لگے۔ یہاں تک کہ صبح صادق نمودار ہوئی اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو اپنی
دعا کے مقبول ہونے کا یقین ہوگیا اور ندا دی انہوں نے کہ اے معشر اسلام چند روز تم
نے صبر کیا رنج پر ایک ساعت اور صبر کرلو۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ نصرت صبر
کے ساتھ ہے۔ پس صبر اور فتح توأم ہیں اور اللہ کے فضل سے بوئے فتح اس وقت میرے
دماغ میں آتی ہے اور بالیقین آج کا دن فتح کا دن ہے اور علم دین محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام آج
تمہاری سعی اور کوشش سے بلند ہوگا دلاوران دین پناہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے اس ارشاد
سے اور جوش میں آئے اور ایک مرتبہ حملہ کیا لشکر اعدا پر اور تلواروں سے زنگ کفر اور

شرک کو مٹانے لگے۔ جب آفتاب بلند ہوا ستارۂ دولت رستم اور لشکر عجم کو زوال ہوا۔
اس روز رستم کنارۂ نہر عتیق پر سائبان کے سایہ میں اپنے تخت پر بیٹھا تھا کہ دفعتاً اللہ
جل شانہ نے ہوائے تند کو ان پر مسلط کیا یہ کیفیت تھی کہ ہوا گرد اور غبار زمین سے اٹھا
کر لشکر اعداء کی آنکھوں میں اور منہ میں بھرتی تھی اور دلاوران لشکر اسلامیہ کو بے اختیار
اٹھا کر لشکر مخالف پر پہنچاتی تھی۔ اہل اسلام اس کو غنیمت جان کر قتل اعدا پر مستعد ہوئے
اور نقشہ کفر کو صفحۂ ہستی سے مٹانے لگے ناگاہ ہوا نے میخیں خیمہ رستم کی اوکھاڑ کر خیمہ کو نہر
عتیق میں ڈال دیا۔ رستم بسبب گرمی آفتاب کے تخت سے اتر کر بار شتران خزانہ کے
سایہ میں آکر بیٹھا۔ ایک جماعت لشکر اسلام کی اس کے قریب پہنچی ہلال ابن علقمہ نے
رسی اس بار کی جس کے سایہ میں رستم بیٹھا تھا کاٹ ڈالی اور وہ بار گران پشت رستم پر گرا
وہ اس کے صدمہ سے پریشان ہوکر نہر میں در آیا ہلال نے اس حال میں اس کو پہچانا اور
پاؤں اس کا پکڑ کر پانی سے باہر کرکے خنجر سے اس کا سر کاٹا اور ایک روایت میں ہے کہ
جب ہلال نے اس پر حملہ کا قصد کیا رستم نے تیر مارا اور تیر ان کے پاؤں میں چھد کر
رکاب تک پہنچا۔ ہلال نے عقب میں آکر اس پر حملہ کیا اور ایک ضرب شمشیر سے اس
کو دار جہنم میں پہنچایا اور سر اس تاجدار عجم کا کاٹ کر اپنے نیزے پر رکھ کر بلند کیا اور اس
کے تخت پر کھڑے ہوکر باآواز بلند کہا کہ اس وقت میں نے رستم کو قتل کیا۔ سپاہ عجم نے
جب اپنے سردار کو اس حال میں پایا قوت قرار کی ان کو نہ رہی بھاگ نکلے سپاہ دین پناہ
نے ان کا تعاقب کیا اور بہت سے کفار کو جہنم میں پہنچایا۔ الغرض قلعۂ قادسیہ فتح ہوا اور
جملہ زر و مال اور خزائن بہت کچھ مال غنیمت مسلمانوں کے قبضہ میں آیا اور عظمت
مسلمانوں کی اس فتح سے بڑھ گئی اور شوکت کفار ٹوٹی اور اس معرکہ میں از ابتدا تا انتہاء
آٹھ ہزار پانچ سو مسلمان شہید ہوئے اور ایک لاکھ عجمی مقتول ہوئے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ
نے نامۂ مشتمل فتح قلعۂ قادسیہ مع خمس غنائم بحضور حضرت خلافت انتساب عدالت

مآب عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ روانہ کیا۔ حضرت فاروق رضی اللہ عنہ نے جواب میں حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو بہت تحسین لکھی اور حکم دیا کہ چندے مقام قادسیہ میں فوج کو آسائش دو اور تاصدور حکم قصد مدائن نہ کرو بعدہٗ دوسرے برس نامۂ مبارک حضرت خلافت پناہ کا حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے نام پہنچا کہ اب وہ وقت ہے کہ تم اپنی پوری ہمت فتح مدائن میں صرف کرو سب مال اور اسباب اور اہل وعیال قادسیہ میں چھوڑ کر ایک جماعت ان کی حفاظت کو مقرر کر کے خود جانب مدائن روانہ ہو۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ حسب الحکم آخر شوال سنہ پندرہ ہجری میں لشکر آراستہ کر کے مدائن کی طرف روانہ ہوئے۔ راستے میں بعض شہر اور ملک کوئی لڑائی سے اور کوئی مصالحتہ سے قبضہ میں کرتے ہوئے بابل میں پہنچے لشکر عجم کہ بابل میں تھا لشکر اسلام سے مقابل ہوا اور بعد سخت مقابلہ کے وہ لشکر فارس متفرق اور پریشان ہوا۔ ایک گروہ اس میں سے دجلہ پر پل باندھ کر اتر گیا اور پل کو توڑ دیا کہ دوسرا عبور نہ کرے اور خود مدائن کو چلا گیا اور لشکر اسلام مقام ساماط میں پہنچا اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے لشکر کا جائزہ لیا ساٹھ ہزار سوار مجتمع تھے۔ یزدجرد نے جب حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا مع لشکر کے تشریف لانا سنا امارت اپنے لشکر کی جس شخص کے واسطے اس نے تجویز کی اس نے انکار کیا۔ اس وجہ سے کہ ہیبت اہل اسلام کی ان کے دلوں میں اثر کر گئی تھی آخر کار ان میں یہ مشورہ قرار پایا کہ درمیان مدائن کے دجلہ جاری ہے۔ نصف غربی اس کا عرب کے واسطے چھوڑ دیں اور نصف شرقی اس کا جس میں مکانات اکاسرہ اور محلات شاہان عجم کے ہیں۔ اس کی حفاظت کریں پس وہ لوگ جو نصف غربی میں تھے وہ اپنا اسباب اور اہل وعیال لے کر اس پار چلے گئے اور پلوں کو توڑ ڈالا اور کشتیوں کو اینچ لیا۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ جب کنارۂ دجلہ پر پہنچے عبور کرنا اس سے مشکل معلوم ہوا اہل رائے سے مشورہ کیا کہ کیا صورت کی جائے بعض نے کہا کہ کشتیاں بنائی جائیں یا دریا پر پل باندھا جائے۔ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ فارسی نے کہا کہ

جب تک ہم کشتیوں کا سامان کریں اور پل باندھیں کفار سب خزانہ اور مال و دولت شہر سے نکال لے جائیں گے روایت کرتے ہیں کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے شب کو واقعہ میں دیکھا تھا کہ سواران لشکر اسلام اس دریائے زخار سے سلامتی کے ساتھ عبور کر کے مدائن کو پہنچے۔ پس فرمایا حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کہ اے اہل اسلام کفار نے اب دریا سے پناہ لی ہے۔ میرا یہ عزم ہے کہ نفع اسی میں ہے کہ تم دریا سے اتر جاؤ لوگوں نے کہا اللہ تعالیٰ ہم کو اور تم کو عزیمت اچھی مرحمت کرے۔ وہ اللہ جو ہماری زمین پر حفاظت کرتا ہے دریا میں بھی ہم کو نہ چھوڑ دے گا۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کہا کون ہے ہمارے یاروں میں سے کہ اس کام میں سبقت کرے اور کنارہ دریا کے حفاظت کرے دشمن سے تا کہ وہ عبور دریار سے مانع نہ ہوسکیں عاصم بن عمر اور قعقاع ابن عمر اور ان کے اصحاب سے قریب چار سو جوان مردوں کے اتفاق کر کے اس کام پر مستعد ہوئے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے عاصم کو اس جماعت پر امیر کر کے حکم عبور کا دیا اوّل سب سے قعقاع نے اللہ پر بھروسا کر کے اپنا گھوڑا دریا میں ڈالا مثل برق کے دریا سے عبور کر کے پھر فی الفور پلٹ آئے۔ عاصم نے جب یہ دیکھا فوراً چار سو دلاوران میں سے ساٹھ آدمی ہمراہ لے کر دریا میں اترے اہل عجم نے جب یہ دیکھا ساٹھ آدمی ان میں سے روکنے کو دریا کی طرف متوجہ ہوئے اور کنارۂ دریا پر آ گئے اور قصد روکنے کا کیا عاصم نے یاروں سے حکم دیا کہ نیزوں کو سیدھا کر لو اور نظر ان کی نظر سے ملائے رہو۔ پس اس شان سے وہ لوگ دریا سے عبور کر گئے اور بعضوں کو اس میں سے قتل کیا جو باقی رہے بھاگ کر اپنے مامن کو چلے گئے۔ بعدہٗ حضرت نے بقیہ لشکر سے کہا کہ کہو نَسْتَعِیْنُ بِاللّٰہِ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ اور دریا سے عبور کرو۔ الغرض وہ ساٹھ ہزار دلاوران نامدار مانند آب رواں کے اس دریا سے عبور کر گئے ایسے کہ ایک چیز بھی کسی کی تلف نہیں ہوئی۔ فقط مالک بن عامر کا ایک پیالہ اونٹ پر سے

ان کے دریا میں گر گیا تھا۔ انہوں نے کہا کہ بخدا ہم ایسی حالت میں ہیں کہ اس کی رحمت کے سزاوار نہیں ہے کہ اس لشکر میں سے میری عیش کو مکدر کر کے میرا پیالہ سلب کرے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی قسم کو سچا کیا جب سب لشکر اتر گیا موج دریا نے اس پیالہ کو کنارے پر ڈال دیا۔ ایک شخص نے اس کو پہچانا اور مالک کو دے دیا یہ فضل تھا اللہ تعالیٰ کا اس گروہ پر بسبب اطاعت اور فرمانبرداری رسول اللہ ﷺ کے یزدجرد محل کے جھروکے سے یہ حال دیکھ رہا تھا جب اس جرأت سے عبور کرنا لشکر اسلامیہ کا دیکھا رعب اس کے دل میں آ گیا اور کہنے لگا کہ تحقیق مجھ کو جنوں سے مقابلہ کرنا پڑا ہے نہ آدمیوں سے اور فی الفور محل سے اتر کر خواص کو ہمراہ لے کر جانب حلوان روانہ ہوا اور حکم دیا کہ جو مال قیمت میں گراں اور وزن میں سبک رہے پیچھے سے لے آؤ اور کچھ خزائن اور اہل وعیال کو بنابر احتیاط پہلے سے حلوان کو بھیج دیا تھا باقی کل خزانے جو اسباب اور جواہرات بیش بہا سے بھرے تھے اور کھانے پینے کا سامان جو کچھ جمع کیا تھا اس قدر چھوٹ گیا کہ لوگ اس کا شمار نہ کر سکے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے قعقاع ابن عمر کو ایک جماعت پر امیر کر کے اس کے تعاقب میں بھیجا اور خود شہر مدائن میں داخل ہوئے اور لشکر کو گرد ایوان کسریٰ کے چھوڑ کر خود مع خواص اصحاب کے محل شاہی میں تشریف لائے۔ روایت ہے کہ اہل عجم لذیذ کھانے پکا کر اور اس میں زہر ملا کر چھوڑ گئے تھے کہ عرب اس کو کھا کر ہلاک ہوں وہ لوگ ایسے سچے مسلمان تھے کہ بسم اللہ کہہ کر اس کو بے تکلف کھاتے تھے اور کچھ نقصان ان کو نہیں کرتا تھا اور قعقاع جو اس بادشاہ مغرور کے تعاقب میں گئے تھے اس کو ملے اور جو کچھ مال اور اسباب وہ ہمراہ لیے جاتا تھا وہ سب چھین لیا اور لشکر اسلام میں حاضر کیا مال غنیمت جو مدائن میں مسلمانوں کو ملا بے حد وانتہا تھا ایک تاج تھا اس میں تیس سومن کا مرصع ساتھ یاقوت اور زمرد اور الماس اور مروارید بیش قیمت کے اور وہ طاق کسرا میں زنجیر طلائی میں معلق تھا۔ اس طور سے کہ جب بادشاہ

تخت پر بیٹھتا تھا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ تاج اس کے سر پر ہے اور ایسا ہی اس کا پٹکا اور زرع وغیرہ کل سامان تھا کہ اس کی قیمت کا تخمینہ نہ ہو سکا لہٰذا حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے صحابہ سے کہا کہ میری رائے یہ ہے کہ آپ سب بخوشی اجازت دیں کہ اس مال کو ہم حضرت خلافت پناہ کے حضور میں روانہ کر دیں وہ جو چاہیں کریں لوگ اس پر راضی ہوئے۔ چنانچہ وہ تاج اور مسند مرصع اور دیگر اسباب بیش قیمت کہ جس کی دیکھنے سے نظر خیرہ ہوتی تھی ہمراہ خمس کے مدینہ طیبہ کو روانہ کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وہ سب مال مسجد نبوی میں جمع کیا اور اعیان مہاجرین اور انصار کو بلایا اور اس مال کی نسبت مشورہ کیا بعض کی رائے یہ ہوئی کہ یہ مال بیش بہا بیت المال میں جمع رہے اور بعض کی رائے یہ ہوئی کہ حضرت خلافت مآب خود لے لیں۔ حضرت ولایت مآب سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے امیر المومنین کیوں اپنے علم کو جہل کرتے ہو اور یقین کو ساتھ شک کے بدلتے ہو تحقیق حال یہ ہے کہ نہیں ہے مال دنیا سے تمہارا مگر وہ مال کہ جس کو خدا کی راہ میں صرف کر کے آگے اپنی آخرت کو روانہ کر دیا یا پہن لیا اور پھاڑ ڈالا یا کھا لیا۔ حضرت خلافت پناہ نے کہا کہ یا ابا الحسن سچ کہا تم نے اور حکم دیا کہ اس کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے درمیان اصحاب کے تقسیم کر دو۔ چنانچہ ویسا ہی ہوا روایت ہے کہ یزدجرد جب شکست اٹھا کر حلوان کو پہنچا اور وہاں قرار کیا سپاہ عجم کہ شکستہ حال تھی یہ سن کر شہر حلولا میں جمع ہوئی اور ہر طرف سے سپاہ مغرور وہاں جمع ہونے لگی۔ یہاں تک کہ ایک لشکر کثیر ہو گیا اور گرد اپنے انہوں نے ایک خندق کھود لی اور ایک جماعت اہل عجم کی نواح موصل میں جمع ہوئی۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اس حال سے حضرت خلیفہ کو اطلاع دی وہاں سے حکم ہوا کہ ہاشم ابن عتبہ ابن سعد کو بارہ ہزار لشکر کا سردار کر کے حلولا کو روانہ کرو اور عبداللہ ابن المعتم کو چھ ہزار سوار ہمراہ کر کے بجانب موصل بھیج دو پس ہاشم بن عتبہ حسب الحکم خلیفہ جانب حلولا روانہ ہوئے اور اس مقام کو محصور کر لیا چھ مہینے اس کو گھیرے رہے اور

ایام محاصرہ میں بہت سی لڑائیاں دونوں لشکر میں ہوئیں۔ آخر کار بعد ایک بہت بڑی سخت جنگ کے سپاہ عجم کو شکست ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے ایک ہوا ایسی ان پر مسلط کی کہ کثرت گرد سے دنیا ان پر تاریک ہوگئی اپنی کھودی ہوئی خندق میں گرتے تھے اور ہلاک ہوتے تھے اور بسبب تاریکی کے بھاگ بھی نہ سکتے تھے۔ الغرض جب حلولا اہل اسلام کے قبضہ میں آ گیا اور یزدجرد نے سنا پریشان ہو کر حلوان سے بھی بھاگا ایک سردار مع کسی قدر فوج کے وہاں چھوڑ دیا اور اس کو حکم دیا کہ اگر مسلمانوں کا لشکر آ جائے تو اتنی دیر مقابلہ کرنا کہ میں مقام رے میں پہنچ جاؤں ہاشم نے صورت واقعہ سے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو اطلاع دی انہوں نے حکم دیا کہ تم خود فوراً حلوان کو جا کر اس پر بھی قبضہ کر لو اور قعقاع کو ہاشم نے مدد کے واسطے روانہ کیا۔ ہاشم اور قعقاع نے مل کر حلوان پر حملہ کیا امیر یزدجرد سے ایک کوس تک سخت لڑائی ہوئی آخر حلوان پر بھی مسلمانوں کا قبضہ ہوگیا اور شوکت کسرا بالکل مٹ گئی اور عظمت خاندان برباد ہوگئی۔ تمام ملک عجم اہل اسلام کے قبضہ میں آ گیا اور آفتاب اسلام اس ملک میں چمکا اور علم دین بلند ہوا۔ بعدہٗ جب حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو حضرت خلافت مآب نے معزول کیا اور یہ خبر یزدجرد کو پہنچی اس نے اہل رے اور خراسان اور ہمدان اور نہاوند کو جمع کر کے معاہدہ کیا اور ڈیڑھ لاکھ سپاہ جمع کی اور فیرزان کہ شجاعان عجم سے تھا اس پر افسر ہوا جب یہ خبر حضرت خلافت پناہ کو پہنچی صحابہ کو جمع کر کے مشورہ کیا بعضوں نے کہا کہ آپ خود مقابلہ کو تشریف لے چلیں۔ ہم ہمراہ چلیں گے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے رائے دی کہ آپ اہل شام اور یمن کو لکھیں کہ وہ مقابلہ کو جائیں اور آپ مع اہل حرمین شریفین کے کوفہ اور بصرہ کو تشریف لے چلیں۔ سیّدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے امیر المومنین اگر لشکر شام جائے گا تو رومی شام پر قبضہ کریں گے اور اگر اہل یمن جائیں گے اہل حبشہ اس پر حملہ کریں گے اور آپ خود ساتھ جماعت اہل حجاز کے تشریف لے جائیں گے تو اعراب مدینہ منورہ کو برباد

کریں گے اور نیز اہل عجم بہت بڑے صاحب سامان ہیں اور حقیقت سے بے بہرہ ہیں آپ کو اس بے سامانی میں دیکھ کر ان کو حوصلہ بڑھ جائے گا اور آپ اس کا خیال نہ کیجیے کہ لشکر اعدا بہت ہے نبی کریم نے اعدا سے کثرت لشکر دیکھ کر مقابلہ نہیں کیا ہے بلکہ محض اللہ پر اور اس کی اعانت پر بھروسا کر کے کفار سے مجادلہ فرمایا ہے۔ اس وقت بھی حضرت کی اتباع پر قائم ہیں ان کو اللہ تعالیٰ کافی ہے میری رائے یہ ہے کہ آپ اہل بصرہ کو لکھیں کہ وہ تین جماعت ہو جائیں۔ ایک جماعت اہل و عیال کی حفاظت کرے اور ایک جماعت اہل ذمہ کے ناظر رہیں اور ایک جماعت مقابلہ کو جائیں اور اب یہاں سے بھی ان کی اعانت کریں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے خوش ہو کر تکبیر کہی اور فرمایا کہ بخدا میری بھی رائے یہی تھی مگر میں چاہتا تھا کہ کوئی اصحاب کبار سے میری رائے سے مطابقت کرے۔ الغرض اس وقت امارت فوج نعمان بن مقرون کے واسطے تجویز ہوئی اور فرمان ان کے نام پر صادر ہوا اور اہل کوفہ کو لکھا گیا کہ ان کی اطاعت کریں اور عبداللہ ابن عمر اپنے صاحبزادے کو پانچ ہزار آدمی ہمراہ کر کے ان کی مدد کو بھیجا۔ الغرض جب نامہ حضرت خلیفہ نعمان کو پہنچا انہوں نے سامان جنگ کیا اور ایک لشکر اہل بصرہ اور حلوان وغیرہ کا لے کر نہاوند کو کہ مقام اجتماع افواج عجم تھا پہنچے کفار نے دو ایک کوس گرد اپنے لشکر کے زمین میں گوکھرو آہنی بچھا دیئے تھے۔ نعمان نے مشورہ کیا کہ کیا تدبیر کرنا چاہیے اہل رائے نے صلاح دی کہ آج رات کو پیچھے ہٹ چلو یہ سمجھیں گے کہ عرب ڈر کر بھاگ گئے ضرور تعاقب کریں گے۔ جب اس میدان سے باہر ہو لیں تو ان سے مقابلہ کیا جائے۔ الغرض ایسا ہی کیا لشکر کفار جب اس میدان سے باہر آ گیا اس وقت باہم دونوں لشکروں میں بہت بڑا سخت مقابلہ شام تک رہا جب شب ہوئی تمام رات نعمان دعائے فتح مسلمانوں کے واسطے مانگا کیے۔ صبح کو پھر سخت مقابلہ ہوا بعنایت الٰہی وقت ظہر کے ایک مرتبہ تمام لشکر اسلام نے تکبیر بلند آواز سے کہی اور ایک

بارگی کفار پر حملہ کیا آوازِ تکبیر سے مسلمانوں کی کفار کے دل پر رعب چھا گیا اور لشکر کفار کو ہزیمت ہوئی اور قیرزان سردار سپاہ کفار بھی مارا گیا اور ایک لاکھ مشرک مقتول ہوا اور نعمان بھی اس معرکہ میں شہید ہوئے اور بعد ان کے حذیفہ بموجب ان کے فرمانے کے امیر لشکر ہوئے جب یزدجرد نے خبر فتح نہاوند کی سنی شدت غم سے قریب تھا کہ ہلاک ہو جائے اور خوف دلاوران عرب سے شکستہ دل ہوا جاتی رہی اور پریشان بے سرو سامان عراق عجم میں آیا اور بعد چند روز کے بسبب مخالفت وہاں سے بھی روانہ ہوا اور خراسان میں آیا اور مایوس سلطنت سے ہو کر کمال ذلت اور خواری کے ساتھ حصار مردم میں اس نے قرار پکڑا اور ملک فارس اور عراق کا قبضہ اہل اسلام میں آ گیا اور یہ جنگ بھی ایک معجزہ ہے۔ حضرت جناب رسالت ﷺ کا اور اس غرض سے یہ حال بیان کیا گیا کہ اہل اسلام متنبہ ہوں اور دیکھیں کہ صحابہ اور تابعین نے باوجود قلت فوج اور بے سامان ہونے کے ایسی بڑی حکومت اکاسرہ کو جو چار ہزار برس سے اس ملک میں قائم تھی تھوڑی مدت میں کیسا مٹایا۔ یہ سب فضل ان کو اتباع کامل نبی کریم ﷺ سے حاصل تھے ہم لوگوں نے طریقہ جناب رسالت کو چھوڑ دیا اور اپنی ہوا اور حرص کے تابع ہوئے۔ اس کی سزا میں باوجود کثرت مسلمانوں کے اس پستی میں آ گئے۔ اب بھی اتباع رسول اللہ ﷺ پر کمر باندھیں اور مستقل ہوں اور صبر کریں تو امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اس ذلت اور خواری سے ہم کو نجات دے۔ اللہ جل شانہ بہ تصدق رسول کریم کے اور بہ طفیل جان نثاران آنحضرت کے ہم کو بھی ان کی اتباع پر قائم کرے اور توفیق نیک دے اور آفتاب اسلام کو کہ ہماری ظلمت گناہ سے پردہ میں ہو گیا ہے پھر چمکا دے اور ہمارے گناہوں کو معاف کرے۔

یا رب بہ رسالت رسول الثقلین
یا رب بغزا کنندۂ بدر و حنین

عصیانِ مرا دو حصہ کن در عرصات
نیمے بحسن بخش و نیمے بحسین

آمین یارب العالمین اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَيْهِ

تمت

الحمد للہ علی احسانہ کہ رسالہ سوم مسمے بہ نجم الہدیٰ فی ذکر سیّد الوریٰ ماہ محرم الحرام ۱۳۱۸ھ مطابق مئی ۱۹۰۰ء مطبع نامی لکھنؤ میں ابوالحسنات قطب الدین احمد کے اہتمام سے باردوم اتمام طبع کو پہنچا۔

رجسٹری شدہ

تنزیل من حکیم حمید

امداد اللہ العظیم

فی

میلاد النبی الکریم

از تصنیف حضرت مولانا نور الحسن صاحب متوطن رامپور

ضلع سہارنپور خادم خاص حضرت زبدۃ العارفین سراج السالکین

حاجی محمد امداد اللہ صاحب چشتی صابر سلمہ الرحمن

بمطبع خادم الاسلام الاہلی طبع شد

رجسٹری شدہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی ارسل رسوله بالهدی والصلوٰۃ علی سیّدنا محمد المصطفیٰ وعلیٰ آله المجتبیٰ واصحابه المقتدی امابعد بندۂ ناچیز احقر الزمن نور الحسن ابن پیر جی مہدی حسن صاحب صدیقی حنفی چشتی صابری ابراہمی غفر اللہ لہما ساکن قصبہ رام پور ضلع سہارنپور بخدمت ارباب اسلام مودبانہ عرض کرتا ہے کہ ۱۳۱۳ھ نبوی ﷺ میں بندہ کو حرمین شریفین زاد اللہ شرفہما کی حاضری کا اتفاق ہوا۔ جناب زبدۃ السالکین عمدۃ الواصلین وسیلتنا فی الدارین سیّدنا و مرشدنا ومولانا الحاج محمد امداد اللہ صاحب فاروقی چشتی مہاجر عم فیوضہم کے ارشاد کے موافق خاص جناب ممدوح کے در دولت پر اور نیز مدینہ طیبہ میں حسب اصرار بعض حجاج خاص روضہ منورہ کے سامنے بندہ نے جناب مولانا مولوی محمد عبد السمیع صاحب دامت برکاتہم کا رسالہ راحت القلوب مجلس مولود میں پڑھا بعد اختتام حضرت ممدوح مطاع زمن نے رسالہ مذکور کی تعریف اور مولانا موصوف کی توصیف فرمائی بندہ کے دل میں یہ خیال آیا کہ اگر کتب معتبرہ سے ایک رسالہ مولود شریف محض اِبْتِغَاءً لِوَجْهِ اللّٰهِ تَعَالیٰ وَمُحَبَّةً فِیْ رسوله الکریم تالیف کیا جائے تو کیا عجب ہے کہ حق جل وعلا شانہ اس نا ہنجار اور اس کے والدین کی خطائیں اس تالیف کی برکت سے معاف فرمائے عدیم الفرصتی اور کثیرہ مشاغل کے باعث یہ مبارک ارادہ ملتوی رہا۔ ایک روز خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ میں جناب سیّدنا رسول اللہ ﷺ کے روضۂ مقدس پر حاضر ہوا اور مجھ کو وہاں سے دو کتابیں ایک سرخ اور دوسری سبز عنایت ہوئیں اور سرخ کتاب کو میں نے خواب میں پڑھا۔ اس میں جناب سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حالات تھے۔

بہ طبعم ہیچ مضمون بہ زلب بستن نمی آید
خموشی معنی دارد کہ در گفتن نمی آید

یہ خواب کیا تھا گویا کہ اس رسالہ کی تالیف کی طرف اشارہ تھا سو الحمدللہ یہ رسالہ مشکوٰۃ شریف صحاح ستہ و مشارق الانوار و طحاوی و زاد معاد فتح الباری و حصن حصین و شرح سنہ و تحفۃ الاخیار و تفسیر کبیر و بیضاوی و معالم و مدارک و جلالین و تفسیر ابی سعود و تفسیر عزیزی و موضح قرآن و مدارج النبوۃ و ماثبت بالسنۃ و معارج و روضۃ الاحباب و شفاء قاضی عیاض و نسیم الریاض و انوار محمدیہ انتخاب مواہب الدنیہ و عینی شرح بخاری و شامی وغیرہ معتبر کتب سے تالیف کیا گیا اور نام اس کا امداد اللہ العظیم فی میلاد النبی الکریم اور نام تاریخی مرقع انوار رحمت قرار پایا اور بعض مواقع پر عبارات عربی و احادیث نبوی و آیات قرآنی تبرکاً لکھی گئیں کسی جگہ صرف لغوی ترجمہ پر اکتفا کیا گیا اور کہیں بامحاورہ ترجمہ سے کام لیا گیا۔ امید ارباب تحقیق سے یہ ہے کہ خطا و نسیان سے درگذریں اور غلطی کی اصلاح فرمائیں۔

بہ پوش گر بخطای می و طعنہ مزن   کہ ہیچ فرد بشر خالی از خطا نبود

کیونکہ بندہ نہ مولوی نہ عالم بلکہ ایک بشر آثم ہے ابیات

بد وراد در گریابد خطائے   نیا رد برسر من ماجرائے
غرض نقشیست کزما یاد ماند   کہ ہستی را نمی بینم بقائے
مگر صاحب دلے روزی برحمت
کند درکار ایں مسکیں دعائے

جو صاحب اس رسالہ کو ملاحظہ فرمائیں خالصۃً للہ اس عاصی اور اس کے والدین کیلیے دعاء مغفرت فرمائیں۔ اے پروردگار بطفیل سیّد الابرار دارین میں مجھ کو اس کا اچھا ثمرہ دیجیو۔ میرے اور میرے والدین کیلیے اس کو زاد کیجیو معاد۔ آمین ثم آمین

اللھم صل وسلم رجا از بارگاہ باری تعالیٰ عز اسمہ وبارک وسلم

شکرِ باری زباں سے جاری ہو
عشق احمد میں دلفگاری ہو
دردِ عشقِ نبی سے ہوں رنجور
اور فرقت کا ہووے پردہ دور
رحمتِ حق کا ہووے دل پہ ورود
اور حامی ہو حضرت محمود
کبر ہو جائے دور سینہ سے
ہووے دل پاک و صاف کینہ سے
دل میں تعظیم ہووے اور اکرام
پڑھوں حضرت پہ میں درود و سلام
دل میں مضمون غیب سے آئے
اور ناتف زبان بن جائے
پر جبریل کا بنے خامہ
شاخِ طوبیٰ کے برگ کا نامہ
کاکُلِ حور کی سیاہی ہو
دل میں آدابِ مصطفائی ہو
جب ہو ذوق و طرب سے دل معمور
کروں حضرت کے نور کا مذکور
قدسی ہر دم کہیں بصد تعظیم
کہ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم

مومنو با ادب بصد اکرام
تم بھی پڑھتے رہو درود و سلام

اے امام رسل سلامٌ علیک
رہنمائے سبل سلامٌ علیک

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ جاننا چاہیے کہ اس آیۃ کریمہ میں رب العالمین نے جناب سیّد المرسلین کی نہایت عظمت بیان فرمائی ہے یعنی ارشاد فرمایا ہے کہ ہم نے تجھ کو اے محمد ﷺ دنیا میں نہیں بھیجا ہے مگر اس واسطے کہ تو اہل عالم کیلیے رحمت ہے۔

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آپ دین و دنیا میں رحمت ہیں چوں کہ آدمی جاہلیت اور گمراہی میں مبتلا تھے اور اہل کتاب اپنے دین سے باعث اختلاف کثیر و گزرنے مدت بسیار نا آشنا تھے یعنی طریق ہدایت بالکل گم ہوا تھا طالب حق کو راستہ نہیں ملتا تھا بنا علیہ اللہ تعالیٰ نے محمد رسول اللہ ﷺ کو مبعوث فرمایا آپ نے ان کیلیے احکام مقرر کیے اور حق کی طرف بلایا حلال و حرام میں تمیز دی اور راہ ثواب دیکھایا ان اعتبارات سے آپ کا دین میں رحمت ہونا مانا گیا ہے۔ تفسیر علامہ ابی سعودی میں لکھا ہے چوں کہ آپ رحمۃ للعالمین ہیں اس وجہ سے کفار باعث اپنے افعال ناہنجار زمین میں نہیں دہنسائے گئے۔ ان کی صورت مسخ نہیں کی گئی نہ ان کے آثار دنیا سے بالکل اٹھائے گئے بنا علیہ اللہ پاک فرماتا[1] ہے کہ اے محمد جس قوم میں تو جلوہ گر ہو اللہ تعالیٰ کو اس کا عذاب کیوں کر پیش نظر ہو اور تفسیر مدارک بھی من وجہ ان معانی کی مؤید ہے اور امام رازی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ کی خدمت شریف میں عرض کیا گیا کہ آپ مشرکین پر بدعا فرمائیں آپ نے ارشاد فرمایا کہ

(۱) وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ

میں رحمت ہوں عذاب نہیں ہوں اور مسلم شریف میں ہے کہ میں لعنت کرنے والا مبعوث نہیں ہوا بلکہ میں رحمت ہو کر مبعوث ہوا ہوں اور مشکوٰۃ شریف میں ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میں ایک رحمت کا تحفہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آیا ہوں قال انما انا رحمة مهداة روایت کیا اس کو دارمی اور بیہقی نے مسلمانو ظاہر ہے کہ آپ کا رحمۃ للعالمین ہونا بڑی نعمت ہے اور ہر نعمت کے ذکر کیلیے ہم اللہ پاک کی جناب سے مامور ہوئے ہیں کیوں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَاذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ یعنی اللہ کی نعمت کا جو تم پر ہے ذکر کرو بیضاوی میں لکھا ہے کہ من جملہ اور نعمتوں کے مبعوث ہونا محمد علیہ السلام کا بھی نعمت ہے اور پارہ عم میں حق سبحانہ تعالیٰ شانہ فرماتا ہے وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ یعنی اپنی پروردگار کی نعمت کا ذکر کر حبیب رب العالمین افضل النعم کا ظہور ہوا تو ہم پر آپ کے خیر مقدم کا ذکر ضرور ہوا رسول اکرم ﷺ کی مبارک تشریف آوری کو ذلک من فضل اللہ خیال کر کے فرحت اور سرور کرنا بموجب آیۃ کریمہ قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا عمل بالقرآن ٹھہرا۔ حقیقۃ الامر میں اللہ تعالیٰ کا بڑا انعام و احسان ہے کہ ایسا نبی عظیم الشان کہ جس کی شان میں قرآن نازل ہے مبعوث فرمایا اور ہم کو ہدایت کر کے کفر و ضلالۃ سے بچایا کیوں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ بے شک احسان کیا اللہ پاک نے مومنوں پر اس لیے ایک رسول ﷺ ان میں سے ان میں مبعوث فرمایا تفسیر مفاتیح الغیب کے جزو ثالث میں لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا اس جہان میں تشریف لانا تمام عالم پر احسان ہے ہر گاہ کہ آپ تمام عالم کو رشد و ہدایت پر بلاتے ہیں اور سب کو عذاب الٰہی سے ڈراتے ہیں لہٰذا حضرت باری عز اسمہ نے فرمایا ہے وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ یعنی ہم نے تجھ کو سبھی آدمیوں کیلیے بھیجا ہے چوں کہ مومنوں نے بشرف اتباع نفع اٹھایا اس لیے اللہ تعالیٰ نے اس احسان کا مورد ان کو ٹھہرایا اور تفسیر ابی سعودی

میں لکھا ہے آیۃ سے پہلے لفظ واللہ محذوف ہے اور مَنَّ معنی انعم ہے تو معنی آیۃ کے یہ ہوئے کہ قسم ہے اللہ کی بے شک اللہ نے مومنوں پر انعام کیا۔ الخ۔ غرضیکہ کلام اللہ شریف میں جا بجا آپ کا تشریف لانا مذکور کسی آیۃ میں آپ کو سراج فرمایا اور کسی میں نور بیت پڑھو قد جَآءَكُمْ نُوْرٌ مِّنَ اللّٰہ۔ فیا بشریٰ لنا قد جاء نا نورٌ۔ قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِیْنٌ بے شک اللہ عزوجل کی طرف سے تمہارے پاس ایک نور اور کتاب واضح آئی ہے تفسیر مدارک وکبیر وغیرہ میں لکھا ہے کہ نور سے ذات جناب سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام مراد ہے اور کتاب مبین سے کلام اللہ شریف۔

شکر حق ہے کہ بہر رونقِ دین
بھیجا یہ نور اور کتابِ مبین

تیرا احسان اے خدائے کریم
مصطفٰی آئے واجب التعظیم

دمبدم تیری رحمتوں کا ورود
روح احمد پہ ہووے رب ودود

آپ کی ذات مجمع البرکات
ان پہ ہوویں ہزارہا صلوات

قدسی ہر دم کہیں بصد تعظیم
کہ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم

مومنو با ادب بصد اکرام
تم بھی پڑھتے رہو درود و سلام

اے امام رسل سلامٌ علیک
رہنمائے سبل سلامٌ علیک

فی الجملہ آپ رحمۃ للعالمین اور افضل الخلائق ہیں سب سے برگزیدہ اور فائق ہیں یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کی مبارک رو اور زلف عنبر بو کی قسم کھاتا ہے یعنی والضحیٰ واللیل اذا سجیٰ فرماتا ہے جیسا کہ تفسیر عزیزی اور تفسیر کبیر میں مرقوم ہے۔ بیت

ایکہ شرح والضحیٰ آمد جمال روئے تو
نکتۂ واللیل وصفِ زلف عنبر بوئے تو

گو آپ اس جہان ناپائدار میں سب انبیاء علیہم السلام کے بعد تشریف لائے مگر خلقت اور نبوۃ میں آپ سب سے اوّل ہیں۔ اس واسطے حضور پر نور نے ارشاد فرمایا ہے كُنْتُ[1] اَوَّلَ النَّبِیّٖنَ فِی الْخَلْقِ وَاٰخِرَهُمْ فِی الْبَعْثِ یعنی اگرچہ میں اس جہان میں سب انبیاء کے بعد آیا مگر اللہ جل شانہ نے سب سے پہلے مجھے پیدا کیا اور حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ[2] اوّل ما خلق اللّٰہ نوری یعنی سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرا نور پیدا کیا[3] صحیح مسلم میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کی پیدائش سے پچاس ہزار برس پہلے خلق کی تقدیریں لکھیں۔ اس وقت اس کا عرش پانی پر تھا اور منجملہ اور باتوں کے ام الکتاب میں یہ بھی لکھا ہے کہ بے شک محمد خاتم النبیین ہیں میسرہ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ آپ کب نبی تھے آپ نے فرمایا کہ جب آدم روح اور جسم کے درمیان تھے روایت کیا اس کو امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اور تصحیح کی اس کی حاکم نے[4] سہیل بن صالح ہمدانی سے روایت ہے کہ میں نے ابو جعفر رضی اللہ عنہ محمد بن علی سے دریافت کیا کہ آپ کل انبیاء سے کس طرح مقدم ہیں حالانکہ آپ سب کے بعد مبعوث ہوئے ہیں ابو جعفر رضی اللہ عنہ محمد بن علی نے کہا جب کہ اللہ تعالیٰ نے روز ازل میں بنی آدم کی پشت سے ان کی اولاد پیدا کی اور ان سے ان کے نفسوں پر گواہی دلائی اور عہد لیا اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں سب سے اوّل رسول

(۱) مواہب (۲) من انوار المحمدیہ (۳) مدارج (۴) در المنظم

اللہ ﷺ نے کہا کہ بے شک تو ہمارا رب ہے اس لیے آپ سب انبیاء سے اوّل
رسول اللہ ﷺ نے کہا بے شک تو ہمارا رب ہے اس لیے آپ سب انبیاء سے مقدم
ہوئے۔ حال آنکہ آپ آخر میں مبعوث ہوئے ہیں۔ الحاصل آپ کی اوّلیت کا سب
کو اقرار اور آپ نے بھی اس کا اظہار بار بار فرمایا ہے۔ چنانچہ حضور سراپا نور نے اپنی
پیدائش کا حال بالا جمال یوں ارشاد کیا مشکوۃ شریف میں [1]عرباض بن ساریہ سے
روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں اللہ پاک کے پاس لکھا ہوا تھا خاتم
النبیین اور آدم اپنی طینت میں افتادہ تھے بر سر زمین میں اپنی اوّل حالت سے اے صحابہ
تم کو خبر دوں گا میں ابراہیم علیہ السلام کی دعا اور عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت ہوں اور میں چشم دید
واقعہ اپنی والدہ ماجدہ کا ہوں کہ جس وقت مجھ کو جنا تھا ان کیلیے ایک نور ظاہر ہوا تھا اس
نور سے ان کیلیے شام کے محل روشن ہو گئے تھے اس حدیث کو شرح ستہ میں بھی روایت کیا
ہے اہل تفاسیر دعاء ابراہیم سے یہ آیہ مراد لیتے ہیں رَبَّنَا وَابْعَثْ فِیْھِمْ رَسُوْلًا مِّنْھُمْ
یَتْلُوْا عَلَیْھِمْ اٰیٰتِکَ الخ حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے باری تعالیٰ میں عرض کیا تھا کہ
اے ہمارے پروردگار تو اہل مکہ میں ایسا رسول ان میں سے مبعوث فرما کہ تیری آیات
ان کو سنائے اور تیری کتاب ان کو پڑھائے چنانچہ اللہ کریم نے حضرت ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام
کی یہ دعا قبول فرمائی اور رسول اللہ ﷺ کو مکہ میں پیدا کیا امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا
[2]ہے کہ حق سبحانہ تعالیٰ شانہ نے بجز محمد رسول اللہ ﷺ کہ اور نواح مکہ میں کسی کو مبعوث

(۱) عن عرباض بن ساریہ عن رسول اللہ ﷺ انہ قال انی عند اللہ مکتوب خاتم النبیین وان آدم المنجدل فی طینۃ وسناجرکم باول امری دعوۃ ابراھیم وبشارت عیسیٰ و رویا امی التی رسات حین وضعنی وقد خرج لھا نور اضاء لھا منہ قصور الشام رواہ فی شرح السنۃ

(۲) تفسیر کبیر میں

نہیں فرمایا اور بشارت عیسیٰ سے یہ آیہ مراد لیتے ہیں وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْ
بَعْدِی اسْمُہٗ اَحْمَدُ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل سے یہ فرمایا کہ میں تم کو ایک
رسول کی خوشخبری دیتا ہوں کہ وہ میرے بعد آئے گا اور نام ان کا احمد قرار پائے گا۔
غرضیکہ جناب سیّد الانام علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ میں وہی رسول ہوں کہ جس کیلیے جناب
ابراہیم علیہ السلام نے دعا فرمائی اور میں وہی احمد ہوں کہ جس کے مقدم کی عیسیٰ علیہ السلام نے
بشارت سنائی تفسیر کبیر میں لکھا ہے جب کہ ابراہیم علیہ السلام نے آپ کی پیدائش کیلیے دعا
فرمائی تو آپ پر حق دعا لازم آیا۔ اللہ پاک نے جناب سیّدنا رسول اللہ ﷺ کی امۃ
کی زبان سے درود شریف میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا نام قیامت تک پڑھوا کر یہ حق
ادا کرایا اس سے رفعت مکان رسول عظیم الشان پہچاننا چاہیے اور باری تعالیٰ کی عنایت
کو آپ پر جاننا چاہیے القصہ آپ کی تشریف آوری کا حال کتب سماوی اور صحف انبیاء
میں بھی مالا مال ہے تحفۃ الاخیار میں لکھا ہے کہ یوحنا کی انجیل میں عیسیٰ علیہ السلام نے ہمارے
حضرت کی سرداری کی یوں گواہی دی ہے کہ اب میں تم سے زیادہ گفتگو نہیں کرتا۔ اس
واسطے کہ اس جہان کا سردار آتا ہے یعنی میرے بعد ختم الانبیاء آتا ہے وہ تم کو سب کچھ
تعلیم کرے گا میری تعلیم کی اب حاجت نہیں تم کلامہ اور زبور کی (۷۲) بہتر فصل میں
حضرت کے حق میں خدا یوں فرماتا ہے کہ وہ میرے بندوں میں صداقت سے حکم کرے
گا محتاجوں کو بچائے گا ظالموں کو ٹکڑے کرے گا جب تک آفتاب باقی رہے گا اس کا
دین اور مبارکی اور اس کا نام باقی رہے گا تم کلامہ علیٰ ہذا صحف آدم و ابراہیم و حیقوق و
اشعیا اور توریت وغیرہ میں آپ کا تشریف لانا مذکور ہے اس کی اطلاع کے مدارج
وغیرہ کا مطالعہ ضرور ہے۔

گرچہ انجیل ہووے یا ہو زبور
سب میں حضرت کا حال ہے مذکور

انبیاء کی کتب میں مالا مال
خیر مقدم نبی کا ہے احوال
قدسی ہر دم کہیں بصد تعظیم
کہ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم
مومنو با ادب بصد اکرام
تم بھی پڑھتے رہو درود و سلام
اے امام رسل سلامٌ علیک
رہنمائے سبل سلامٌ علیک

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلَیْہِ الحاصل آپ نے اپنی پیدائش کا حال بیان فرمایا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت[1] ہے کہ میں نے جناب رسول اللہ ﷺ کی جناب میں عرض کیا کہ میرے ماں باپ آپ پر نثار ہوں سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے کیا شئے پیدا کی آپ نے فرمایا کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے اپنے نور سے تیرے نبی کا نور پیدا کیا۔ یہ نور جہاں اللہ نے چاہا پھرتا رہا اس وقت لوح و قلم جنت و دوزخ فرشتے اور آسمان و زمین شمس و قمر جن و بشر کچھ نہ تھی جب کہ اللہ تعالیٰ نے خلقت کی پیدائش کا ارادہ کیا تو چار حصہ پر اس نور کو تقسیم کیا ایک حصہ سے قلم اور دوسرے سے لوح تیسرے سے عرش پیدا کیا پھر چوتھے حصہ کے چار حصے کیے ایک حصہ سے فرشتے اٹھانے والے عرش کے اور دوسرے سے کرسی اور تیسرے سے باقی سب فرشتے پیدا کیے پھر اس چوتھائی کے چار حصے کیے ایک حصہ سے سب آسمان اور دوسرے سے سب زمینیں اور تیسرے سے جنت و دوزخ پیدا کی پھر اس چہارم کے چار ٹکڑے[2] کیے ایک ٹکڑے سے مومنوں کی آنکھوں کا نور اور دوسرے سے ان کے دلوں کا نور پیدا کیا اور

(۱) انوار محمدیہ میں
(۲) یہ ٹکڑے باعتبار تجزی نہ تھے ۱۲

وہ نور اللہ تعالیٰ کی معرفت ہے اور تیسرے سے ان کی زبانوں کا نور پیدا کیا کہ وہ توحید ہے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ اس روایت سے ظاہر ہے کہ آپ کی ذات مجمع الحسنات مبدا الکائنات ہے اور حدیث[1] شریف میں آیا ہے یعنی آپ نے فرمایا ہے کہ میں پروردگار عالم کے روبرو آدم علیہ السلام کی پیدائش سے چودہ ہزار برس پہلے ایک نور تھا ایک مرتبہ آپ نے جبرئیل امین سے ان کی عمر دریافت فرمائی جبرئیل امین نے عرض کیا کہ مجھ کو اس کے سوا اور کچھ واقفیت نہیں کہ حجاب چہارم میں ایک ستارہ بعد ستر ہزار سال نکلتا ہے میں نے اس کو بہتر ہزار بار دیکھا ہے جناب سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قسم کھا کر فرمایا کہ وہ ستارہ میں ہوں یہ روایت کتاب التشریفات میں ابوہریرہ سے مرقوم ہے انوار محمدیہ میں کعب الاحبار سے روایت ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت کی پیدائش کا ارادہ کیا جبرئیل امین کو حکم دیا کہ نورانی اور قلب زمین سے ایک مشت خاک لے آئے جبرئیل امین معہ ملائکہ ہفت آسمان و فردوس بریں زمین پر نازل ہوئے اور ایک مشت خاک پاک امام الانبیاء کی قبر مبارک کی جگہ سے اٹھائی اس کو نورانی و چمکدار پائی اس کا خمیر آبِ تسنیم سے ہوا وہ موتی سا چمک گیا۔ اس میں شعاع عظیم ظاہر ہوئی تھی فرشتوں نے اس کو عرش و کرسی و زمین اور تمام آسمانوں کا طواف کرایا دریا اور پہاڑوں کے گرد پھرایا بنا علیہ آدم علیہ السلام کی پیدائش سے پہلے فرشتوں نے آپ کو پہچان لیا اور تمام ملائکہ اور خلق نے آپ کے فضل و کرم کو جان لیا اس روایت کو امام عبداللہ نے بہجۃ النفوس اور ابن سبع نے شفاء الصدور میں اور نیز امام ابوسعید نے شرف مصطفیٰ میں اور ابن جوزی نے وفا میں ذکر کیا ہے۔

ف۔ جس جگہ کی خاک آپ کی خمیر پاک میں روز ازل میں شریک ہوئی تھی بعد انتقال آپ کی قبر شریف اسی جگہ ٹھہری علماء کبار اس امر پر متفق ہیں کہ قبر شریف کا وہ موقعہ

(۱) احکام ابن القطان میں ہے

کہ جس سے آپ کا جسم اطہر ملا ہوا ہے تمام مقدس مقاموں حتیٰ کہ بیت اللہ شریف اور عرش و کرسی سے بھی افضل ہے چنانچہ شامی میں ہے فَاِنَّہ' اَفْضَلُ مُطْلَقًا حَتّٰی مِنَ الْکَعْبَۃِ وَالْعَرْشِ وَالْکُرْسِیِّ۔

زمین تا آسماں پہنچے مکاں تا لامکاں پہنچا
کہاں تک اوج لکھیے اس کی خاص مرقد کا

خیال کرنا چاہیے جبکہ قبر شریف کا ٹکڑا آپ کے جسم اطہر کے ملنے کے سبب تمام زمین و آسمان اور عرش و کرسی سے بزرگ تر ہوا تو آپ کی عظمت و جلال اور فضل و کمال کا کیا حال ہوگا۔

وانسب الی ذاتہ ما شئت من شرف
وانسب الی قدرہ ما شئت من عظم
حد فیعرب عنہ ناطق بفم
نسبتش باذات او کن ہرچہ خواہی از شرف
فان فضل رسول اللہ لیس لہ
نستبش ما قدر او کن ہرچہ خواہی از عظم
فضل و جاہ مصطفی حدّ ندارد در کمال
کے تواند کرد شخصے روشن آنرا بیش و کم

انوار محمدیہ میں ہے کہ جس وقت اللہ تعالیٰ نے نور محمدی پیدا کیا حکم دیا کہ نظر اوپر اٹھائیے اور تمام انبیاء علیہم السلام کے انوار کو ملاحظہ فرمائیے آپ کے نور نے سب کے نور کو ڈھانک لیا ان سب نے جناب باری میں عرض کیا کہ یہ کون ہیں کہ جن کا نور ہم پر غالب آیا اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ نور عبد اللہ کے فرزند محمد کا ہے اگر تم اس پر ایمان لاؤ تو خلعت نبوۃ پاؤ سب نے عرض کیا کہ ہم اس پر اور اس کی نبوۃ پر ایمان لائے حق سبحانہ

نے فرمایا کہ کیا میں اس تمہارے اقرار پر گواہ رہوں سب نے عرض کیا کہ ہاں پس آیۃ وَاِذْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ اسی واقعہ کی طرف اشارہ ہے[1] امام تقی الدین سبکی علیہ الرحمہ نے اس آیت سے آپ کی شان عظیم ثابت کی ہے یعنی تمام انبیاء آدم سے تا عیسیٰ اور روز ازل سے قیامت تک جو شخص پیدا ہوا اور ہوگا سب کو آپ کی امت ٹھہرائی ہے اسی وجہ سے آپ لیلۃ الاسریٰ میں امام ہوئے اور کل انبیاء عاقبۃ میں آپ کی لوا کے نیچے ہوں گے۔

ابیات

شکر فیض تو چمن چوں کند ای ابر بہار
کہ اگر خار و گر گل ہمہ پروردۂ تست
ای غنچۂ عروس باغ در پردۂ تست
آخر اے باد صبا ایں ہمہ آوردۂ تست

اگر آپ[2] آدم و نوح و ابراہیم و موسیٰ و عیسیٰ علیہم السلام کے زمانہ میں مبعوث کیے جاتے تو کل انبیاء اور ان کے تابع آپ کی مدد کرتے اور آپ پر ایمان لاتے کیوں کہ اللہ کریم نے اس امر پر ان سے عہد لیا ہے اور اپنی ذات پاک کو شاہد کیا ہے۔

لاتے تشریف گر وہ دنیا میں
عہد نوح و خلیل و عیسیٰ میں
کرتے توقیر نصرت و امداد
لاتے ایمان ہو کے سب دلشاد
مومنو با ادب بصد اکرام
تم بھی پڑھتے رہو درود و سلام

(۱) انوار محمدیہ سے نقل کیا گیا۔ (۲) مواہب الدنیہ

قدسی ہر دم کہیں بصد تعظیم
کہ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم

اے امام رسل سلام علیک
رہنمائے سبل سلام علیک

حضرت ثعلبی[۱] اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی یہی منقول ہے اور عیسیٰ علیہ السلام اپنے ایام بعثت میں بھی آپ پر ایمان لانے پر مامور ہوئے ہیں چنانچہ حاکم نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کے پاس وحی بھیجی کہ تم محمد ﷺ پر ایمان لاؤ اور اپنی امت کو حکم کرو کہ وہ بھی ان پر ایمان لائیں اس لیے کہ اگر میں محمد ﷺ کو نہ پیدا کرتا تو آدم اور بہشت و دوزخ کو بھی نہ پیدا کرتا بے شک پیدا کیا میں نے عرش کو پانی پر وہ ہلنے لگا پھر لکھ دیا میں نے اس پر لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وہ ہلنے سے ٹھہر گیا اور شفاء السقام میں یہ حدیث مسلم مانی گئی ہے اور حضور پر نور ﷺ نے فرمایا ہے کہ اَمَا وَاللّٰهِ لَوْ كَانَ مُوْسٰى بْنِ عِمْرَانَ حَيًّا كَمَا وَسِعَهٗ اِلَّا اتِّبَاعِيْ یعنی قسم ہے اللہ کی کہ اگر موسیٰ بن عمران زندہ ہوتے تو سوائے میری اطاعت کے ان کو اور کچھ نہ بن آتا کیوں کہ عالم برزخ میں ان سے عہد لیا گیا تھا اس لیے عیسیٰ علیہ السلام باوجودیکہ وہ نبی برحق ہیں آخر زمانے میں آپ کی شریعت کے تابع ہو کر آسمان سے نزول فرمائیں گے اسی طرح سے اگر اور انبیاء علیہم السلام زندہ ہوتے یا ان کا وجود باجود فرض کیا جائے تو سوائے آپ کے اطاعت کے ان کو اور کچھ بن نہ آئے جیسا کہ مدارج وغیرہ کتب میں مرقوم ہے الحاصل وہ نور[۲] بارہ حجاب عبور کر کے باہر نکلا چار ہزار برس تک صفحہ لوح پر چمکتا رہا اور سات ہزار برس تک ساق عرش پر دمکتا رہا انجام کار وہ نور آپ کے خمیر میں ملایا گیا الخ نقل کیا اس روایت کو ابوسعید بورانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے

(۱) انوار محمدیہ (۲) یہ روایت مختصراً لکھی گئی

مولد میں حدیث[۱] شریف میں آیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو وہ نور کہ جس سے عالم قدس معمور تھا آدم علیہ السلام کی پشت میں رکھا ان کی پیشانی میں وہ نور چمکتا تھا بلکہ آدم علیہ السلام کے تمام بدن کے نور پر غالب آیا جناب باری نے آدم علیہ السلام کو تخت پر بٹھایا اس کو فرشتوں سے اٹھوایا ملائکہ کو حکم دیا کہ اس کو آسمانوں کا طواف کرایا جائے تا کہ ملکوت کے عجائبات پر اطلاع پائے۔

ف۔ اس تخت کو سریر مملکت لکھتے ہیں سرخ یاقوت یا سونے کا تھا اور اس کے سات سو پائے تھے روایت کیا اس کو حکیم ترمذی نے سبحان اللہ نور محمدی کی کیا شان ہے کہ آدم علیہ السلام نے یہ مرتبہ پایا یعنی مسجان ملاء الاعلیٰ نے ان کی سریر مملکت کو اٹھایا تمام اطراف السماء میں ان کو پھرایا عجائبات ملکوت کا تماشا دکھایا تفسیر کبیر میں ہے چوں کہ نور محمدی نے آدم علیہ السلام کی پیشانی میں قرار پایا اس لیے اللہ تعالیٰ نے ان کو فرشتوں سے سجدہ کرایا بیت

من آن بودم کہ با آدم صفی اللہ بودستم
ملائک کردہ پیشم سجدۂ مسجود شان بودم

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ انوار محمدیہ میں ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو ان کو الہام کیا کہ دریافت کرے کہ اے پروردگار تو مجھ کو ابا محمد کیوں کہتا ہے جب آدم علیہ السلام نے یہ سوال کیا تو حکم ہوا کہ سر اوپر اٹھا تا کہ تو اس بات سے مطلع ہووے جب آدم علیہ السلام نے سر اوپر اٹھایا سرادق عرش کو نور محمدی سے مالا مال پایا عرض کیا کہ یہ کیسا نور ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ ایک نبی کا نور ہے جو تیری اولاد سے پیدا ہو گا آسمان میں اس کا نام احمد اور زمین میں محمد ہے اگر وہ نہ ہوتا تو تجھ کو اور زمین و آسمان کو نہ پیدا کرتا۔ ثعلبی سے منقول ہے کہ اگرچہ حضرت آدم علیہ السلام کو تمام وکمال و فضائل عطا ہوئے چوں کہ کوئی ہم جنس و غمگسار نہ تھا اس لیے باعث

(۱) انوار محمدیہ

تنہائی گھبراتے تھے جب وہ سو گئے تو ان کی بائیں پسلی سے حضرت حوا علیہا السلام کو پیدا کیا اور انوار محمدیہ میں حضرت ابن عباس سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو جمعہ کے دن پیدا کیا جب وہ سو گئے تو ان کی بائیں پسلی سے جناب حوا علیہا السلام کو پیدا کیا جب آدم علیہ السلام بیدار ہوئے جناب حوا علیہا السلام کو دیکھ کر ان کے طلب گار ہوئے ان کی طرف ہاتھ بڑھایا فرشتوں نے منع فرمایا کہ ذرا تامل کیجیے آدم علیہ السلام نے فرمایا کہ تامل کیوں کیا جائے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو میرے لیے بنایا ہے فرشتوں نے کہا کہ اس قدر تامل ذرا ہو کہ اوّل آپ سے ان کا مہر ادا ہو آدم علیہ السلام نے دریافت کیا کہ مہر کیا ہے فرشتوں نے کہا کہ تین بار اور بعض روایت میں بیس بار جناب سیّدنا رسول اللہ ﷺ پر درود پڑھ لیجیے اور ایک روایت میں یہ بھی آیا ہے کہ فرشتوں نے آدم علیہ السلام کو منع فرمایا کہ جب تک آپ کا نکاح نہ ہو یہ بی بی تم کو مباح نہیں اور حق جل وعلا شانہ نے آدم علیہ السلام کے نکاح کا خطبہ پڑھا اور فرشتوں کو گواہ کیا[1] واضح ہو کہ جناب سیّدنا و مولانا محمد ﷺ پر درود پڑھنا جب کہ جناب حوا علیہا السلام کا مہر قرار پایا اور کتب احادیث اور فقہ بلکہ خود کلام اللہ شریف میں درود شریف پڑھنے کا حکم آیا تو سمجھنا چاہیے کہ آپ پر درود بھیجنا کس قدر موجب رحمت و باعث برکت ہے اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا یعنی اللہ تعالیٰ اپنی رحمت اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں نبی پر اے ایمان والو تم ان پر درود و سلام پڑھو حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ جس شخص نے نبی ﷺ پر ایک بار درود بھیجا اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے ستر بار اس پر درود بھیجتے ہیں روایت کیا اس کو امام احمد نے اور آپ نے فرمایا ہے کہ وہ شخص ہلاک ہو کہ جس کے روبرو میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے نقل کیا اس کو ترمذی اور ابن حبان اور بزار و طبرانی نے اور شوارق میں لکھا ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ جو شخص مجھ پر درود پڑھتا ہے وہ درود اس کے مُونہ سے جلدی نکل کر

(۱) شرح مواہب

سب جگہ دریا اور پہاڑوں میں اور شرق و غرب میں جاتا ہے اور کہتا ہے کہ میں فلاں شخص فلاں کے بیٹے کا درود ہوں کہ اس نے محمدن المختار خیر خلق اللہ پر پڑھا ہے ہر ایک شے درود پڑھنے لگتی ہے اور اس درود سے ایک ایسا جانور پیدا کیا جاتا ہے کہ جس کے ستر ہزار بازو ہوتے ہیں اور ہر ایک بازو میں ستر ہزار پر ہوتے ہیں اور ہر ایک پر میں ستر ہزار سر ہوتے ہیں ہر ایک سر میں ستر ہزار چہرے ہوتے ہیں ہر ایک چہرے میں ستر ہزار مُونہ ہوتے ہیں ہر ایک مُونہ میں ستر ہزار زبانیں ہوتی ہیں ہر ایک زبان سے ستر ہزار لغت میں اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتا ہے اور سب کا ثواب اس شخص یعنی درود پڑھنے والے کے لیے لکھا جاتا ہے اور ترمذی میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دعا زمین و آسمان کے درمیان معلق رہتی ہے اور کچھ بھی اس میں سے اوپر نہیں پہنچتی جب تک کہ تو اے مخاطب اپنے نبی پر درود نہیں پڑھنے کا اور طیبی رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا ہے کہ درود شریف قبولیت دعا کا وسیلہ ہے۔ عالمگیری وغیرہ میں ہے کہ اگر آدمی نے آپ کا نام سن کر درود نہ پڑھا تو درود بھیجنا اس کے ذمہ دین رہتا ہے چاہیے کہ قضا کرے غرضیکہ درود شریف کے فضائل کتب احادیث میں از بس ہیں۔

ف۔ واضح ہو کہ درود شریف پڑھنا التحیات کے بعد سنت اور ہر وقت میں مستحب ہے اور شامی شرح درمختار میں ہے کہ درود شریف تمام عمر میں ایک بار پڑھنا فرض ہے اور جب آپ کا نام مذکور ہوتا ہے تو درود پڑھنا واجب اور ضرور ہوتا ہے مگر جب ایک جگہ پر چند مرتبہ آپ کا نام مبارک لیا جاتا ہے تو درود شریف کا تکرار علی سبیل استحباب کیا جاتا ہے ہم کو لازم ہے کہ ہر وقت اور ہر مجلس میں درود شریف کا وِرد رکھیں امام شمس الدین دمشقی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن حبان اور احمد اور ابوداؤد و ترمذی و نسائی شریف وغیرہ سے حصن حصین میں نقل کیا ہے کہ جس مجلس میں اہل مجلس نے اللہ کا ذکر نہیں کیا اور اپنے نبی پر درود نہیں پڑھا قیامت کو وہ مجلس ان پر حسرت ہوگی پس جن مجالس میں

اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے اور رسول اللہ ﷺ پر درود پڑھا جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ ان میں برکت فرماتا ہے اور اپنی رحمت نازل کرتا ہے۔ ابیات

رحمت حق کا ہووے کیوں نہ ورود
جن مجالس میں پڑھتے ہیں مولود

عشق احمد میں باوقار تمام
پڑھتے ہیں اہلِ دل درود و سلام

نام حضرت کا جب زباں سے لیا
لبِ عشاق بولے صلِ علیٰ

شوق سے بندگانِ رب جلیل
عشقِ مولیٰ میں کرتے ہیں تہلیل

پَے تعظیم ذکر شاہِ امم
رحمتوں کا ورود ہے پیہم

ذکر میلاد سے وہ ہے مسرور
جو ہے خستہ جگر زعشقِ حضور

خستہ دل نیم جان برشتہ جگر
کہتا ہے نام آپ کا سن کر

رب سلّم علیٰ رسولِ اللہ
مرحبا مرحبا رسولِ اللہ

قدسی ہر دم کہیں بصد تعظیم
کہ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم

مومنو با ادب بصد اکرام
تم بھی پڑھتے رہو درود و سلام

اے امامِ رُسل سلامٌ علیک
رہنمائے سُبل سلامٌ علیک

یا جمیل الشیم سلامٌ علیک
یاشفیع الامم سلامٌ علیک

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلَیْہِ الحاصل آدم وحوا ایک مدت تک جنت میں خوش ومسرور رہے جس درخت سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا تھا اس سے دور رہے ابلیس خبیث کو ان کا جنت میں رہنا خوش نہ آیا آخر کار جناب حوا علیہا السلام کو جا بہکایا اور مکرو فریب سے کہا کہ تم کو ایک درخت بتلاتا ہوں اگر تم اس کا پھل کھاؤ تو فرشتے بن جاؤ یا حیات ابدی پاؤ اسی وجہ سے تمہارے رب نے تم کو اس کی قربت سے منع فرمایا ہے قال ما نھٰکما ربکما عن ھذہ الشجرۃ الا ان تکونا ملکین او تکونا من الخالدین۔

ف۔ واضح ہو کہ ابلیس خبیث نے بسبب حسد بہکایا تھا اسی وجہ سے ابن منذر نے عبادہ بن ابی امیہ سے روایت کی ہے کہ پہلے پہل جو عالم میں گناہ ہوا وہ حسد ہے۔ جس وقت آدم علیہ السلام اور حوا علیہا السلام نے اس درخت کا کہ جس کی قربت سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا تھا پھل کھایا جنت سے نکالے گئے اور زمین پر ڈالے گئے۔

ف۔ مجاہد اور سعید بن جبیر نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ وہ درخت گیہوں کا تھا اور تفسیر عزیزی میں وہب بن منبہ سے منقول ہے کہ ہر دانہ اس کا گائے کے گردہ کے برابر تھا مزہ میں شہد سے زیادہ شیریں اور مسکہ سے زیادہ ملائم تھا اور ابن مسعود سے مروی ہے کہ وہ انگور کا درخت تھا اور قتادہ سے منقول ہے کہ وہ انجیر کا درخت تھا اور حضرت علی نے اس کو شجرۂ کافور اور ابی مالک نے کھجور فرمایا ہے ابوالشیخ نے یزید بن عبداللہ سے روایت کی ہے کہ وہ درخت لیمو کا تھا اور بعضوں نے نور فرمایا ہے مگر

محققین علماء نے جیسا کہ امام رازی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ ہیں فرمایا ہے کہ اس درخت کے معین کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ابن عطیہ نے فرمایا ہے کہ بہتر یہ ہے کہ آدمی اعتقاد کرے کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو ایک درخت کی قربت سے منع فرمایا تھا اس درخت کی خبر اللہ ہی کو ہے اور اپنے ذہن میں معین نہ کرے۔ الحاصل جب کہ آدم علیہ السلام سراندیب اور حضرت حوا علیہا السلام جدہ میں ڈالے گئے ان کو اپنی خطاء پر از حد ملال تھا اور بہشت کی نعمتیں فوت ہونے سے رنج کمال تھا آپ دوسو یا تین سو برس تک علی اختلاف الروایتین روتے رہے اور چالیس[1] دن تک دونوں نے کچھ کھایا پیا نہیں اور آدم علیہ السلام جناب حوا علیہا السلام سے سو برس تک قریب نہ ہوئے اگر تمام روئے زمین کے آنسو جمع کیے جائیں تو آدم علیہ السلام کے آنسو سب کے آنسوؤں[2] سے زیادہ ہوں گے اور آپ نے تین[3] سو برس تک حیا سے سر اوپر نہیں کیا اور مجاہد[4] سے منقول ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کے آنسو سے اللہ تعالیٰ نے خوشبودار چیزیں مثل عود و صندل اور حضرت حوا علیہا السلام کے آنسوؤں سے گرم مصالحہ پیدا کیا طبرانی اور ابو نعیم اور ابن عساکر نے ابو ہریرہ سے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جب آدم بہشت سے جدا ہو کر زمین پر آئے ان کو کمال وحشت لاحق ہوئی جبرئیل امیں آئے اور بلند آواز سے اذان کہنے لگے جب کلمہ اشہد ان محمد رسول اللہ پر پہنچے تو حضرت آدم علیہ السلام کو اس کے سننے سے اطمینان ہوا اور وحشت دور ہوئی۔ تفسیر فتح العزیز میں لکھا ہے کہ ابن عساکر اور خطیب ابن مسعود سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام اس گناہ کے باعث جب بہشت سے زمین پر آئے تو ان کا رنگ سیاہ ہو گیا تھا۔ جب قبول توبہ کا زمانہ قریب آیا حکم ہوا کہ تیرہ تاریخ کو روزہ رکھو حضرت آدم علیہ السلام نے روزہ رکھا آپ کا تہائی جسم اپنی حالت اصلی پر آ گیا پھر چودھویں

(۱) یہ روایت ابن عباس سے ہے۔ (۲) یہ روایت مسعودی نے کی ہے۔
(۳) شہر بن حوشب کو یہ روایت پہنچی ہے (۴) زرقانی

تاریخ کے روزہ کا حکم ہوا جب چودہ تاریخ کا حضرت آدم علیہ السلام نے روزہ رکھا پھر ایک ثلث بدن آپ کا اصلی حالت پر آ گیا پھر حکم ہوا کہ پندرہ تاریخ کا روزہ رکھو آپ نے پندرہ تاریخ کا روزہ رکھا پھر تمام بدن آپ کا بحالت اصلی ہو گیا اور تمام سیاہی دور ہو گئی ابتداء صیام ایام بیض یہاں سے جاننا چاہیے اور رسول اللہ ﷺ سفر اور حضر میں ہمیشہ یہ روزے ایام بیض کے رکھا کرتے تھے جیسا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نسائی شریف میں ہے۔ انوار محمدیہ میں ہے کہ جب آدم علیہ السلام نے ساق عرش اور کل مقام جنت پر آپ کا نام اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ لکھا پایا عرض کیا کہ اے پروردگار یہ محمد ﷺ کون ہیں حق سبحانہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ تمہارے ایسے فرزند ہیں کہ اگر ان کو پیدا نہ کرتا تو تم کو بھی پیدا نہ کرتا آدم علیہ السلام نے عرض کیا کہ اے پروردگار اس بیٹے کی برکت سے اس باپ پر رحم کیجیو یعنی محمد رسول اللہ ﷺ کے صدقے سے میری خطا معاف کیجیو آواز دی گئی کہ اے آدم اگر تو تمام اہل زمین اور آسمان کے حق میں بحرمت محمد شفاعت کرتا تو ہم قبول کرتے۔ بیت

هُوَ الْحَبِيْبُ الَّذِيْ تُرْجٰى شَفَاعَتُهٗ
لِكُلِّ هَوْلٍ مِنَ الْاَهْوَالِ مُقْتَحِمِ

انوار محمدیہ میں حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جب آدم علیہ السلام سے خطا عمل میں آئی عرض کیا کہ پروردگار میں بحق محمد سوال کرتا ہوں میری خطا بخش دے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے آدم میں نے محمد کو اب تک پیدا نہیں کیا تم نے ان کو کس طرح جان لیا عرض کیا کہ اے پروردگار جب تو نے مجھے پیدا کیا اور روح ڈالی تب میں نے اپنا سر اٹھایا تو قوائم عرش پر لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا پایا میں نے جان لیا کہ یقیناً جو شخص تیرے نزدیک تمام خلق سے محبوب ہے اس کا نام تیرے نام کے ساتھ مکتوب ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آدم تو نے صحیح کیا بے شک

محمد مجھ کو تمام خلق سے پیارا ہے چوں کہ اس کے وسیلہ سے تو نے سوال کیا اس لیے میں نے تیرا گناہ بخش دیا اگر اس کو نہ پیدا کرتا تو تجھ کو بھی پیدا نہ کرتا وہ سب نبیوں کے بعد تیری اولاد میں ہوگا۔ بیت

اگر ذاتِ محمد را نیا وردہ شفیع آدم
نہ آدم یافتہ توبہ نہ نوح از غرق نجیّنا

مسلمانو بڑے غور کا مقام ہے ہمارے نبی ﷺ کا کیا مبارک نام ہے حضرت آدم علیہ السلام نے آپ کے وسیلہ سے عرض کیا حق تعالیٰ نے ان کا قصور معاف فرمایا۔

جو آدم سے سر زد ہوا تھا قصور
وہ مالک نے بخشا طفیلِ حضور
نبی کی شفاعت سے یوم الجزا
اسی طرح بخشے گا ہم کو خدا
مجھے شعر سعدی کا آیا ہے یاد
ہے اہلِ سخن پر کہ دیں اس کی داد
پڑھوں ہو کے خوش وقت اور شاد شاد
درودِ ملک بر روانِ تو باد
بر اصحاب دبر پے روانِ تو باد

سبحان اللہ آپ کی کرامت کا کیا ٹھکانا ہے چنانچہ حدیث[1] سلمان رضی اللہ عنہ میں مذکور ہے کہ جبرئیل امین نے سیّد المرسلین کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ آپ کا رب فرماتا ہے کہ اگر میں نے ابراہیم کو خلیل بنایا ہے تو تم کو اپنا حبیب بنایا تم سے زیادہ اکرم اور برگزیدہ کسی کو نہیں پیدا کیا فی الواقع دنیا اور اہل دنیا کو اس لیے پیدا کیا ہے کہ جو

(۱) انوار محمدیہ

میرے نزدیک تمہاری قدر و منزلت ہے اس سے واقف کروں اگر اے نبی تو نہ ہوتا تو دنیا کو بھی پیدا نہ کرتا ان روایات سے اخذ کرنا چاہیے کہ آپ رسول عظیم الشان ہیں آپ کی رفعت و منزلت کا کما حقہ جاننا طاقت بشری سے خارج ہے۔ بیت

ترا چنانکہ توئی ہر نظر کجا بیند
بقدرِ دانشِ خود ہر کسی کند ادراک

مگر اس قدر جاننا ضرور ہے کہ کلام اللہ شریف میں وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ مذکور ہے یعنی ہم نے بلند کیا تیرے لیے تیرا ذکر۔ شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب فتح العزیز میں لکھا ہے کہ جناب سیّدنا رسول اللہ نے جبرئیل علیہ السلام سے دریافت کیا کہ اللہ تعالیٰ نے میرا ذکر کیوں کر بلند فرمایا جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ذکر کو اذان اور تکبیر اور التحیات اور خطبہ اور کلمہ طیبہ اور کلمہ شہادت میں اپنے ذکر کے ساتھ کیا اور تابعداری کے کام میں جیسے کہ فرمایا کہ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور گناہ کی حرمت میں جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی[1] کرے گا بیشک اس کیلیے دوزخ کی آگ ہے ہمیشہ ہمیشہ کو اس میں رہے گا یعنی اپنی اطاعت کے ساتھ آپ کی اطاعت اور اپنی نافرمانی کے ساتھ آپ کی نافرمانی ذکر کی حضرت حسان صحابی رضی اللہ عنہ نے کیا اچھا فرمایا ہے۔

وَضَمَّ الْاِلٰهُ اِسْمَ النَّبِيِّ اِلٰى اِسْمِهٖ
اِذَا قَالَ فِى الْخَمْسِ الْمُؤَذِّنُ اَشْهَدُ

یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنے اسم کے ساتھ اپنے نبی کا نام ملایا جب پنج وقتہ اذان میں مؤذن نے اشہد ان محمد رسول اللہ پڑھ کر سنایا۔

الحاصل جب نور محمدی آدم علیہ السلام کو سپرد ہوا تو وہ اپنی پشت سے ایک خوش آواز

(۱) یعنی ایمان نہ لائے گا

جانور کا ترانہ سننے لگے حق سبحانہ سے پوچھا کہ اے پروردگار یہ کس کی آواز ہے اللہ
تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ آواز تسبیح خاتم الانبیاء کی ہے جو تیری پشت سے پیدا کروں گا
روایت ہے کہ جب آدم وحوا سے خلق کی پیدائش شروع ہوئی اور انہیں حمل سے چالیس[۱]
بچہ پیدا ہوئے چوں کہ نور محمدی آدم علیہ السلام سے منتقل ہو کر حضرت شیث میں آیا اس لیے
اللہ تعالیٰ نے حضرت کی برکت سے ان کو تنہا پیدا کیا تا کہ نور محمدی غیر مشترک رہے
انوار محمدیہ میں لکھا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے اپنی وفات سے پہلے اپنے فرزند شیث
علیہ السلام کو یہ وصیت کی کہ نور محمدی اچھی پاک عورتوں کو دینا منشا یہ تھا کہ اس کی نہایت تعظیم
کیجیو۔ کعب الاحبار سے ابن عسا کرنے روایت کی ہے کہ آدم علیہ السلام نے اپنے فرزند
شیث علیہ السلام سے کہا کہ اے میرے پیارے بیٹے تو میرے بعد میرا خلیفہ ہے خلافت کو
عمارت تقویٰ اور عروۃ وثقی سے مضبوط پکڑنا یعنی صراط مستقیم پر ثابت قدم رہنا جس
وقت نام الٰہی تیری زبان سے مذکور ہو اس کے ساتھ نام محمد بھی ضرور ہو میں نے ساق
عرش پر ان کا نام مکتوب پایا اور تمام آسمانوں میں پھرا آپ کا نام ہر جگہ لکھا ہوا ملا شجرۂ
طوبیٰ اور سدرۃ المنتہیٰ اور بوستان جنت کے پتوں پر اور اطراف حجاب اور حوروں کے
سینے پر اور ملائکہ کی آنکھوں میں آپ کا نام محمد لکھا ہوا پایا تم بھی ان کا ذکر کثرت سے
کرنا کیوں کہ فرشتے ان کا ذکر ہر وقت کرتے ہیں۔ غرضیکہ آپ کا نام اللہ تعالیٰ کو بہت
پیارا اور محبوب ہے اس لیے ہر جگہ پر آپ کا نام مکتوب ہے چنانچہ حضرت ابو ہریرہ[۲] رضی اللہ عنہ
سے روایت ہے کہ جناب سیّدنا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جب مجھ کو شب
معراج میں آسمان پر لے گئے تو میں نے اپنا نام محمد رسول اللہ ہر جگہ لکھا پایا اور معالم
التنزیل میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اور اس روایت کو شاہ عبد العزیز صاحب
نے بھی اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ لوح محفوظ کے اوّل میں یہ عبارت لکھی ہوئی ہے لَا اِلٰہَ

(۱) مواہب لدنیہ (۲) انوار محمدیہ

اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ دِیْنُہُ الْاِسْلَامُ وَمُحَمَّدٌ عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ فَمَنْ اٰمَنَ بِاللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ
وَصَدَّقَ بِوَعْدِہٖ وَاتَّبَعَ رَسُوْلَہٗ اَدْخَلَہُ الْجَنَّۃَ اللھم اجعلنا منھم۔
یعنی سوائے خدا کے اور کوئی معبود نہیں اسلام اور اس کا دین اور محمد اس کے بندہ
اور پیغمبر ہیں جو شخص اللہ بزرگ و برتر پر ایمان لائے گا اور اس کے وعدوں کو سچا جانے گا
اور اس کے رسول کی پیروی کرے گا اللہ اس کو جنت میں داخل کرے گا الٰہی ہم کو بھی
جنت میں داخل کرنا اور شفاء میں ہے کہ ایک پہلے پرانے پتھر پر یہ لکھا ہوا ملا۔ محمدٌ
تقیٌ مصلحٌ امینٌ یعنی محمد اللہ سے ڈرنے والی پرہیزگار اصلاح کرنے والے امانت
دار ہیں اور ایک پتھر پر خط عبرانی میں حضرت موسیٰ بن عمران کا یہ کتبہ ملا بِاسْمِكَ اَللّٰھُمَّ
جَآءَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِيْنٍ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ یعنی
میں اے اللہ تیرے نام سے لکھنا شروع کرتا ہوں آیا دین سچا اے مخاطب تیرے
پروردگار کے پاس سے عربی کی صاف اور واضح زبان میں سوائے اللہ کے اور کوئی معبود
نہیں اور محمد اس کے بھیجے ہوئے ہیں یعنی اللہ کا حکم لے کر آئے ہیں۔
ف۔ جب کہ جناب موسیٰ علیہ السلام کے کتبہ سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ آپ خدا
کے رسول ہیں ان کو آپ کی رسالت پر وثوق ہو گیا تھا تو اب آنحضرت ﷺ کے
اس قول کی کہ اگر موسیٰ ابن عمران زندہ ہوتے تو ان کو سوائے میری اطاعت اور اتباع
کے اور کچھ بن نہ آتا پوری تصدیق ہوگئی۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی اَصْدَقِ الصَّادِقِیْنَ علامہ[۱]
ابن مرزوق نے عبد اللہ بن صوحان سے روایت کی ہے کہا انہوں نے کہ ہم بحر ہند کے
گرداب میں ایک کشتی پر سوار تھے ایسی تیز ہوا چلی کہ کشتی ایک جزیرہ میں جا پہنچی ہم نے
ایک نہایت خوشبودار سرخ گلاب پر سفیدی سے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ اور
دوسرے سفید گلاب پر زردی سے بَرَآءَۃٌ مِنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اِلٰی جَنّٰتِ النَّعِیْمِ

(۱) انوار محمدیہ

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ لکھا ہوا دیکھا یعنی بری ہونا ہے اللہ رحم کرنے والے کی طرف سے جنات النعیم کی جانب اور کلمہ طیبہ کے معنی لکھے جا چکے ہیں اور مدارج میں علی بن عبداللہ ہاشمی شرقی سے روایت منقول ہے کہ بعض بلاد ہند میں ایک نہایت تیز خوشبو کا سیاہ پھول دیکھا اس پر سفید خطوط سے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ابوبکر صدیق عمر الفاروق لکھا ہوا تھا اس پھول میں شک کیا گیا کہ شاید یہ کسی انسان نے لکھا ہو اور قدرتی تحریر نہ ہو اس لیے میں نے ایسے پھول کو دیکھا جو اب تک شگفتہ نہیں ہوا تھا اس میں بھی ایسی تحریر دیکھی گئی اور مدارج میں ایک جماعت کا مشاہدہ نقل کیا ہے کہ ایک زرد خربوزہ کے ایک پہلو پر بخط سفید اللہ اور دوسرے پہلو پر احمد نہایت واضح لکھا ہوا تھا اور ان قدرتی نگار سے بخط عربی یہ دونوں نام مبارک ایسے روشن اور واضح تھے کہ کوئی پڑھنے والا اس میں شک نہیں کرتا تھا۔

شفا میں لکھا ہے کہ بلاد خراسان میں ایک بچہ پیدا ہوا اس کے ایک پہلو پر لا الٰہ الا اللہ اور دوسرے پہلو پر محمد رسول اللہ لکھا ہوا تھا انوار محمدیہ میں لکھا ہوا ہے کہ بلاد ہند میں مشاہدہ کیا گیا تھا کہ ایک سرخ گلاب پر سفیدی سے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا ہوا تھا امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ نے روض الریاحین میں لکھا ہے کہ بلاد ہند میں ایک درخت تھا اس کا پھل مثل بادام کے ہوتا تھا جس وقت اس کا پوست دور کیا جاتا تھا اس میں سے ایک سبز پتہ لپٹا ہوا نکلتا تھا اس پر سرخی سے بخط جلی لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ لکھا ہوتا تھا وہاں کے باشندے اس کو تبرکاً رکھتے تھے اس کو قاضی ابوالبقا بن ضیاء نے بھی اپنی منسک میں عبداللہ بن مالک سے روایت کیا ہے کہ اس درخت کو انہوں نے دیکھا ہے اور اس کے ثمر پر بھی لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ لکھا ہوا تھا۔ انوار محمدیہ میں لکھا ہے کہ ابویعقوب صیاد فرماتے ہیں کہ میں نے نہر ابلہ پر ایک مچھلی کا شکار کیا اس کی دہنی جانب لا الٰہ الا اللہ اور بائیں جانب محمد رسول اللہ لکھا ہوا تھا میں نے احتراماً اس

مچھلی کو دریا میں چھوڑ دیا اور مدارج النبوۃ اور انوار محمدیہ میں لکھا ہے کہ ۸۰۹ھ میں ایک انگور کے دانہ پر سیاہی سے محمد لکھا گیا اور کتاب النطق المفہوم میں ابن طغربک مفتی نے لکھا ہے ایک جزیرہ میں ایک بڑا عظیم الشان درخت تھا اس پر پتے نہایت خوشبودار اور زیادہ تھے اس کے پتہ پر تین سطریں سرخی سے بخط واضح لکھی ہوئی تھیں اوّل سطر میں لا الٰہ الا اللہ اور دوسری میں محمد رسول اللہ اور تیسری سطر میں اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الاسلام یعنی اللہ کے نزدیک بے شک دین اسلام ہے۔[۱] ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم سیدنا رسول اللہ ﷺ کے حضور میں حاضر تھے اچانک ایک جانور آیا اور ایک بادام سبز اور تازہ مونہ میں لایا اور بادام کو ڈال دیا آنحضرت ﷺ نے اس کو اٹھا لیا اس میں ایک کیڑا سبز رنگ کا تھا اس پر زرد رنگ سے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ لکھا ہوا تھا۔ طبرستان میں ایک قوم وحدانیت کی مقر اور رسالت کی منکر تھی ایک روز نہایت طپش آفتاب میں ایک ابر ظاہر ہوا اور مشرق سے مغرب تک پھیل گیا لوگوں نے ظہر کے وقت اس میں یہ دیکھا کہ جلی قسم سے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ لکھا ہوا تھا تب بہت لوگوں نے توبہ کی اور اسلام لائے۔ اسی طرح ایک بزرگ سے مروی ہے کہ دیکھا انہوں نے ایک درخت کہ اس کے سبز پتوں پر نہایت گہری سبزی سے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ لکھا ہوا تھا چوں کہ اس شہر کے آدمی بت پرست تھے اس لیے اس کو کاٹتے تھے اور نام و نشان مٹانا چاہتے تھے پر وہ درخت ویسا ہی سرسبز و شاداب ہو جاتا تھا پھر اس کو ان مشرکین نے کاٹ کر اس کی جڑ میں رنگ گلا دیا اس رنگ کے اردگرد چار شاخیں نکلیں ہر ایک شاخ میں لکھا ہوا تھا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ تب لوگوں کو اس کا اعتقاد ہوا۔

اسی طرح سے ایک اور بزرگ فرماتے ہیں کہ ہم دریائے مغرب میں سوار تھے

(۱) یہ پانچوں روایتیں ذیل کی بہار جنت میں مولانا نے لکھی ہیں۔۱۲

اور ہمارے ساتھ ایک غلام تھا اس نے مچھلی سفید بالشت بھر کی پکڑی اس کے ایک کان پر لا الہ الا اللہ اور دوسرے کان کے پیچھے محمد رسول اللہ لکھا ہوا تھا پھر اس مچھلی کو دریا میں چھوڑ دیا گیا۔

۵۴۲ھ میں خراسان میں ایک ایسی ہوا تیز چلی کہ جیسے قوم عاد پر چلی تھی اس کے صدمہ سے پہاڑ الٹ گئے اور وحشی جانور سرگرداں پھرنے لگے لوگوں کو یقین ہوا کہ قیامت آ گئی تب اللہ سے عاجزی کرنے لگے یکا یک آسمان سے ایک نور عظیم پہاڑ پر اترا جب آدمیوں نے دیکھا کہ وحشی جانور اس پہاڑ کی طرف جاتے ہیں تو آدمی بھی ان کے پیچھے وہاں جا پہنچے ایک پتھر پر جو تین انگشت چوڑا اور ایک ہاتھ لمبا تھا تین سطریں لکھی ہوئی دیکھیں۔ اوّل میں لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنَا فَاعْبُدُوْنِ یعنی سوائے میرے کوئی معبود نہیں میری عبادت کرو دوسری سطر میں محمد رسول اللہ القرشی اور تیسری سطر میں اُحْذَرُوْا وَاقِعَۃَ الْمَغْرِبِ فَاِنَّھَا تَکُوْنُ فِیْ سَبْعَۃٍ اَوْ تِسْعَۃٍ وَالْقِیَامَۃُ قَدْ اُزْلِفَتْ یعنی ڈرو مغرب کے واقعہ سے وہ یقیناً سات یا نو میں ہوگا اور قیامت قریب آ پہنچی۔ امام فخر الدین رازی اور علامہ ابوسعود و صاحب مدارک وغیرہ مفسرین رضی اللہ عنہم اجمعین نے لکھا کہ جب حضرت خضر علیہ السلام نے بمعیت موسیٰ علیہ السلام دو یتیم بچوں کی دیوار قائم کی کہ جس کا قصہ کلام شریف میں سورۂ کہف میں مذکور ہے تو اس دیوار کے نیچے ایک سونے کی تختی پر چند نصیحتیں اور آخر میں لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ لکھا ہوا تھا باوصف اس امر کے کہ یہ قصہ دیوار کا کہ جس کے نیچے یہ تختی تھی رسول اللہ ﷺ کی پیدائش سے دو ہزار کئی سو برس پہلے کا ہے مگر آپ کی رسالت کی اس وقت میں بھی تصدیق ہو چکی ہے اور طلحہ[1] رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب اوّل مرتبہ خانہ کعبہ شہید ہوا تو اس میں سے ایک پتھر پر یہ لکھا ہوا ملا میرا بندہ سب سے منتخب اور متوکل اور میری طرف رجوع ہونے

(۱) ذیل کی دونوں روایتوں کو صاحب درمنظم نے بھی روایت کیا ہے

والا اور برگزیدہ وہ ہے کہ جس کی پیدائش کی جگہ مکہ اور ہجرت کی جگہ طیبہ ہے وہ گواہی اس بات کی دے گا کہ سوائے خدا کے اور کوئی معبود نہیں۔ ابن عساکر نے روایت کی ہے کہ امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے کعب سے دریافت کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے فضائل جو آپ کی پیدائش سے پہلے کی کتابوں میں ہیں بیان کرو کعب نے کہا کہ میں نے اگلی کتابوں میں پڑھا ہے کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے ایک ایسا پتھر پایا تھا کہ اس میں چار سطریں لکھی ہوئی تھیں۔ اوّل سطر میں اَنَا اللّٰہُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنَا فَاعْبُدُوْنِیْ یعنی میں اللہ ہوں سوائے میرے کوئی معبود نہیں میری عبادت کرو اور دوسری سطر میں اَنَا اللّٰہُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنَا مُحَمَّدٌ رَّسُوْلِیْ طُوْبٰی لِمَنْ اٰمَنَ بِہٖ وَاتَّبَعَہٗ یعنی میں اللہ ہوں سوائے میرے کوئی معبود نہیں اور محمد میرا رسول ہے خوبی ہے اس شخص کیلئے جو اس کا اتباع کرے اور اس پر ایمان لائے اور تیسری سطر میں اِنِّیْ اَنَا اللّٰہُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنَا مَنْ اِعْتَصَمَ بِیْ نَجَا لکھا ہوا تھا یعنی میں اللہ ہوں سوائے میرے کوئی معبود نہیں جو میری ذات سے اپنا تعلق کرے گا اور مجھ پر توکل کرے گا نجات پائے گا اور چوتھی سطر میں اِنِّیْ اَنَا اللّٰہُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنَا الْحَرَمُ لِیْ وَالْکَعْبَۃُ بَیْتِیْ مَنْ دَخَلَ بَیْتِیْ اٰمَنَ عَذَابِیْ یعنی میں ہی اللہ ہوں سوائے میرے اور کوئی معبود نہیں حرم میری ملک ہے اور کعبہ میرا گھر ہے جو میرے گھر میں آ جائے گا میرے عذاب سے امن پائے گا اور کلام اللہ شریف میں ہے وَمَنْ دَخَلَہٗ کَانَ اٰمِنًا یعنی جو شخص اس میں داخل ہوگا وہ امن پائے گا فی الجملہ بہت سی روایات آپ کی کرامات و عزت اور صدق نبوت پر دلالت کرتی ہیں ہم کو صد ہزار بار افتخار کرنا چاہیے کہ ہم ایسے رسول عظیم الشان کی امت میں ہوئے کہ جن کے صدقہ سے کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ کا خطاب پایا کہ جن کے وجود با جود کو رب ورود نے مبدء الکائنات ٹھہرایا۔

ہیں نبوت پہ جن کے صدہا شہود
ان پہ پڑھتے رہو سلام و درود

وہ نبی جو خدا کے ہیں محبوب
لوح پر جن کا نام ہے مکتوب

قلب غافل تو ان کی عظمت جان
ذکر سے ان کی ہو تو رطب لسان

جس نے عظمت نبی کی جانی ہے
خلد میں اس کو شادمانی ہے

مومنو با ادب بصد اکرام
پڑھو حضرت پہ تم درود و سلام

قدسی ہر دم کہیں بصد تعظیم
کہ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم

اے امام رُسل سلام علیک
رہنمائے سُبل سلام علیک

[1] روایت ہے کہ جب آدم علیہ السلام نے اپنے فرزند شیث علیہ السلام کو وصیت فرمائی کہ نور محمدی کی تجلیل کرنا اور ارحام طیبہ میں اس کو تحویل کرنا تو اسی وصیت پر عمل جاری رہا چنانچہ حضرت شیث علیہ السلام نے اپنے فرزند سے یہی عہد لیا کہ نور محمدی اچھی پاک عورتوں کو سپرد کیا جائے اور ہر شخص اس کی تعظیم بجا لائے جب تک نور محمدی اللہ تعالیٰ نے عبدالمطلب تک پہنچایا اور ان سے منتقل ہو کر حضرت عبداللہ میں آیا۔ اسی وصیت پر عمل ہوتا رہا آخر کار اس وصیت کا یہ نتیجہ ہوا کہ اللہ نے آپ کا مبارک نسب سفاح جاہلیت

(۱) انوار محمدیہ

اور آمیزش زنا سے پاک رکھا ابن [1] عباس سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ میں زمانہ آدم سے آج تک نکاح سے خروج کرتا رہا ہوں اور سفاح یعنی زنا سے میرا نور ایک سے دوسرے میں منتقل نہیں ہوا اور ابو نعیم نے [2] ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ میرے ماں باپ نے ہرگز زنا نہیں کیا اللہ تعالیٰ مجھ کو بحالت مصفی مہذب ہمیشہ اصلاب طیبہ سے ارحام طاہرہ میں منتقل کرتا رہا جس موقعے پر نسب میں دو شاخیں ہوتی تھیں یعنی جب ایک باپ کی کئی اولاد ہوتی تھی تو جو سب میں افضل اور مکرم ہوتا تھا میرا نور اس میں ہوتا تھا۔

صحیح مسلم اور بخاری میں واثلہ بن اسقع اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے حدیثیں موجود ہیں کہ آپ نسباً منتخب اور خیر الخلائق ہیں [3] انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ پڑھی رسول اللہ ﷺ نے آیت لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفَسِكُمْ لفظ فا کے فتح سے معنی آیت کے یہ ہیں کہ بے شک آیا تمہارے پاس رسول جو لوگ تم میں اشرف اور افضل ہیں ان میں سے اور آپ نے فرمایا کہ میں تم سے از روئے حسب و نسب ماں اور باپ کی جانب سے افضل اور نفیس تر ہوں اور میرے آباء و اجداد میں آدم سے آج تک زنا نہیں ہوا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے سیّد المرسلین اور آپ نے جبرئیل امین سے روایت کی ہے کہ جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نے تمام زمین پر مشرق و مغرب میں تلاش کر چھوڑا میں نے محمد رسول اللہ ﷺ سے کسی کو افضل اور بہتر نہیں پایا اور نہ کسی باپ کے بیٹوں کو بنی ہاشم سے افضل دیکھا روایت کیا اس کو طبرانی نے اوسط میں اور امام احمد اور بیہقی اور دیلمی اور ابو نعیم وغیرہم نے اور علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے جو عالم تبحر اور حافظ حدیث ہیں اس حدیث کی صحت پر بہت زور دیا ہے۔

القصہ آدم علیہ السلام سے وہ نور محمدی جدا ہو کر حضرت شیث علیہ السلام اور ان سے انوش

(۱) انوار محمدیہ (۲) انوار محمدیہ (۳) مواہب لدنیہ

اور ادریس میں ہوتا ہوا۔ حضرت نوح علیہ السلام تک آ پہنچا روایت ہے کہ جب نوح علیہ السلام
کی قوم پر قہر باری ہوا زمین و آسمان سے پانی جاری ہوا کل حجر و شجر در و دیوار اور تمام
چرند و پرند اور سب جاندار غرق آب ہوئے الا جو کشتی میں آیا اس نے امن پایا اس وقت
نور محمدی سام بن نوح کی پشت میں تھا اور وہ اپنے باپ کے ہمراہ کشتی میں سوار تھے یہی
وجہ ہے کہ اہل کشتی نے نجات پائی اور کشتی کو اللہ تعالیٰ نے غرق نہیں فرمایا۔ بیت

ز جودش گر نہ گشتے راہ مفتوح
بجودی کے رسیدے کشتی نوح

اور آپ نے خود بھی ارشاد فرمایا ہے کہ مجھ کو میرے رب نے نوح علیہ السلام کے
ساتھ کشتی میں سوار کیا وَحَمَلَنِیْ فِی السَّفِیْنَةِ مَعَ نُوْحٍ اور اسی طرح جب جناب
ابراہیم خلیل اللہ کو نمرود نے آگ میں ڈالا اور اللہ تعالیٰ نے ان کیلیے آگ کو گلزار بنایا
اور طرح طرح کے انعام و احسان سے سرفراز فرمایا اور عزت دی اس وقت میں بھی نور
محمدی ان کی پشت میں تھا کیوں کہ آپ نے فرمایا قذفنی فی النار فی صلب ابراھیم
یعنی اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کی پشت میں مجھ کو رکھ کر آگ میں ڈالا اور حضرت عباس
رضی اللہ عنہ نے کیا اچھا فرمایا ہے۔

وَرَدْتَّ نَارَ الْخَلِیْلِ مُکْتَتِمًا
فِیْ صُلْبِهٖ اَنْتَ کَیْفَ یَحْتَرِقُ

یعنی ابراہیم علیہ السلام کو آگ کس طرح جلاتی جب آپ اس آگ میں ان کی
پشت میں پوشیدہ تشریف رکھتے تھے جاننا چاہیے کہ وہ نور کرامت ظہور نوح علیہ السلام سے
سام اور ابراہیم میں ہوتا ہوا حضرت اسمٰعیل میں آیا اور ان میں سے منتقل ہوتا ہوا نزار
میں آ کر قرار پایا چوں کہ ان کے والدین نے ان میں نور محمدی کے آثار نمایاں پائے
اس لیے انہوں نے قربانی کی اور کھانے کھلائے پھر وہ نزار سے منتقل ہو کر مضر میں ہوتا

ہوا الیاس میں آیا۔[1] روایت ہے کہ الیاس اپنی پشت سے رسول اللہ ﷺ کی آواز
اس طرح سنتے تھے لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ لَبَّیْکَ لَاشَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَکَ
وَالْمُلْکَ لَاشَرِیْکَ لَکَ انجام کار وہ دن آیا کہ اس نور نے کعب میں قرار پایا[2] قریش
ان کی خدمت میں جمعہ کے دن جمع ہوتے تھے کعب خطبہ پڑھتے تھے اور نصیحت کرتے
تھے کہ میری اولاد سے نبی ﷺ پیدا ہوں گے جو کوئی ان کا زمانہ پائے ان کا اتباع
کرے اور ان پر ایمان لائے اور لکھا ہے کہ کعب نے اپنی وعظ میں یہ شعر پڑھا۔ بیت

یالیتنی شاھدا فحواء دعوته
حین العشیرة تبغی الحق خذلانا

یعنی اے کاش میں اس وقت موجود ہوتا کہ جس وقت محمد ﷺ لوگوں کو ایمان
کی طرف بلائیں گے اور وے ان کے دین حق کو جھٹلائیں گے الحاصل جو وقت اللہ تعالیٰ
کے نزدیک مکرم تھا قریب ہوا یعنی کعب سے وہ نور بتدریج عبدالمطلب کو نصیب ہوا
انوار محمدی میں کعب الاحبار سے روایت ہے کہ جب نور محمدی عبدالمطلب میں آیا ایک
روز آپ بیت اللہ شریف کے کسی موقعے پر سو گئے تھے جب بیدار ہوئے اپنی عجب حالت
دیکھی یعنی اپنی خوشبو ملی ہوئی اور سرمہ لگا ہوا دیکھا اور عمدہ لباس زیب تن پایا حیران
ہوئے کہ یہ فعل کس نے کیا ہے عبدالمطلب کے والد ان کو قریش کے کاہنوں کے پاس
لائے اور یہ قصہ سنایا کاہنوں نے کہا کہ ان کا نکاح کر دیجیے عبدالمطلب کے باپ نے
ان کا نکاح کر دیا عبدالمطلب کے بدن سے مشک کی خوشبو آتی تھی اور نور محمدی کی روشنی
ان کی پیشانی میں پائی جاتی تھی جس وقت قحط سالی ہوتی تھی قریش عبدالمطلب کو جبل
ثبیر پر لے جا کر بوسیلہ عبدالمطلب اللہ تعالیٰ سے تقرب حاصل کرتے اور بارش کا سوال
کرتے اللہ تعالیٰ بہ برکت نور محمد مصطفیٰ ﷺ ان کی دعا قبول فرماتا اور پانی برساتا تھا

(۱) مواہب لدنیہ (۲) مواہب لدنیہ

روایت ہے کہ جب ابرہہ ملک یمن بیت اللہ شریف کے گرانے کو آیا نعوذ باللہ منہا اور یہ
خبر قریش کو پہنچی تو عبدالمطلب نے کہا کہ وہ اپنے اس ارادہ میں ناکامیاب رہے گا بیت
اللہ کا رب خود اس کی حفاظت اور حمایت کرے گا ابرہہ نے قریش کی اونٹ اور بکریاں کہ
جن میں چار سو اونٹنیاں عبدالمطلب کی تھیں گرفتار کرلیں عبدالمطلب قریش کے ہمراہ
جبل ثبیر پر آئے نور محمدی نے چاند کی طرح ان کی پیشانی میں دورہ کیا کہ شعاعیں اس
کی بیت اللہ شریف پر پہنچیں جب عبدالمطلب نے یہ حال دیکھا تو کہا کہ اے جماعت
قریش کی چلو بے شک تم اس بات سے کفایت کی گئی ہو قسم ہے اللہ کی کہ جب اس نور کا
اس طرح دورہ ہوا کرتا ہے تو ہم کو فتح مندی اور نصرت حاصل ہوتی ہے اس واقعہ کے بعد
ابرہہ نے اپنی قوم سے ایک شخص کو مکہ میں روانہ کیا جس وقت وہ مکہ میں آیا اور
عبدالمطلب کا چہرہ دیکھا نہایت عاجزی کی اور ایسا بہکا کہ غش کھا کر گر پڑا اس کی آواز
ایسی نکلتی تھی کہ جیسے ذبح کیے ہوئے بیل سے آواز نکلتی ہے جس وقت اس نے افاقہ پایا
عبدالمطلب کیلیے سجدہ بجالایا اور کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ تو قریش کا سچا سردار ہے اور
جب عبدالمطلب ابرہہ کے پاس تشریف لے گئے ایک بڑے سفید ہاتھی نے ان کے
چہرہ کو دیکھا اور اونٹ کی طرح بیٹھ کر عبدالمطلب کو سجدہ کیا اللہ تعالیٰ نے اس ہاتھی کو گویائی
عنایت فرمائی اس نے عرض کیا کہ اے عبدالمطلب جس نور کا تیری پشت میں قیام[1] ہے
اس پر میرا اسلام ہے۔ ابن سعد اور طبرانی اور حاکم وغیرہ نے حضرت عباس سے روایت
کی ہے کہ فرمایا عبدالمطلب[2] نے حضرت عباس سے کہ ہم ایک بار جاڑے کے موسم
میں یمن کے ملک کو گئے ہمارا گزر ایک یہودی عالم کے پاس ہوا وہ زبور پڑھتا تھا اس
نے پوچھا کہ تم کون آدمی ہو میں نے کہا کہ قریش میں سے ہوں اس نے کہا کہ قریش میں
کون ہو میں نے کہا کہ بنی ہاشم اس نے کہا اگر تم اجازت دو تو میں تمہارا کچھ بدن دیکھوں۔

(۱) قیام باعتبار ما کان (۲) روضۃ الاحباب میں ہے

میں نے کہا سوائے ستر عورت کے اور جگہ آپ دیکھیے اجازت ہے اس نے میری ناک
کا ایک سوت اور پھر دوسرا سوت کھول کر دیکھا اور کہا بے شک تیرے ایک ہاتھ میں
ملک اور دوسرے میں نبوت ہے۔ یہ بات اس عالم کی صحیح ہوئی اس لیے حضرت محمد
رسول اللہ ﷺ عبدالمطلب کی اولاد میں پیدا ہوئے اور آپ کو ملک اور نبوت
دونوں حاصل ہوئے۔ ابونعیم نے بالا سناد ابوطالب سے[1] روایت کی ہے کہ ابوطالب
نے کہا کہ مجھ سے عبدالمطلب نے بیان کیا کہ میں ایک روز خانہ کعبہ میں سویا ہوا تھا۔
میں نے ایک خواب دیکھا کہ جس سے طبیعت گھبرا گئی اور دل پہ وحشت چھا گئی۔ میں
تعبیر کیلیے قریش کی ایک کاہنہ کے پاس گیا اور کہا کہ آج رات میں نے خواب میں
دیکھا کہ ایک درخت ایسا بلند پیدا ہوا کہ جس کی چوٹی آسمان تک پہنچی اور اس کی
شاخیں مشرق و مغرب میں پھیل گئیں اس درخت سے زیادہ میں نے کسی شے میں نور
نہیں دیکھا اس کا نور آفتاب سے ستر حصہ زیادہ تھا تمام عرب اور عجم اس کے آگے سر
جھکائے ہوئے ہیں اور دمبدم اس کا نور بڑھتا جاتا ہے اور اس کی عرض وطول میں ترقی
ہوتی ہے وہ درخت کبھی پوشیدہ اور کبھی ظاہر ہوتا تھا میں نے قریش کی ایک جماعت کو
دیکھا کہ اس کی شاخوں میں لٹک رہی ہے اور دوسری جماعت اس کو کاٹنا چاہتی ہے
جب یہ لوگ اس درخت سے قریب ہوئے ایک ایسے خوش رو جوان نے ان کو پکڑا کہ
میں نے اس سے زیادہ صاحب خوشبو اور حسین کسی کو نہیں دیکھا اور جوان ان کی کمریں
توڑنے اور آنکھیں پھوڑنے لگا۔ تب میں نے اپنا ہاتھ اس کی شاخ پکڑنے کیلیے بلند
کیا مگر مجھ کو نصیب نہ ہوا میں نے اس جوان سے پوچھا کہ اس درخت میں کسی کا
نصیب ہے اس نے کہا کہ اس میں ان لوگوں کا نصیب ہے کہ جنہوں نے اس کی شاخیں
پکڑیں اور تجھ پر سبقت لے گئے پھر میں جاگ اٹھا اور بہت ڈرا عبدالمطلب کہتے ہیں

(۱) یہ روایت درمنظم میں ہے

کہ جب میں نے یہ خواب بیان کیا تو اس کاہنہ کا چہرہ بدل گیا اس نے کہا کہ اگر یہ تیرا خواب سچا ہے تو بے شک تیری اولاد سے ایک ایسا شخص پیدا ہوگا کہ مشرق اور مغرب کا مالک ہوگا اور تمام آدمی اس کی تابعدار ہوں گے عبدالمطلب نے ابو طالب سے کہا کہ شاید وہ لڑکا تو ہے جب سیّدنا رسول اللہ ﷺ پیدا ہوئے تو ابو طالب نے قسم کھا کر کہا کہ وہ درخت ابوالقاسم امین ہیں ابو طالب سے لوگوں نے کہا کہ پھر تو ان پر ایمان کیوں نہیں لاتا ابو طالب نے کہا کہ میں ایمان لاتا مگر مجھ کو شرم آتی ہے غرضیکہ عبدالمطلب نے اسی قسم کے اور بھی حالات مشاہدہ کیے چنانچہ [1] انوار محمدی میں ہے کہ عبدالمطلب نے خواب میں دیکھا کہ گویا ایک چاندی کی زنجیر ان کی پشت سے نکلی اس کی تین طرفیں ہیں ایک آسمان میں ایک مشرق میں اور ایک مغرب میں پھر اسی زنجیر کا ایک درخت سا بن گیا کہ اس کے ہر پتہ پر نور ہے اور تمام اہل مشرق اور اہل مغرب اس میں لٹکتے ہیں جب عبدالمطلب نے یہ قصہ بیان کیا تو یہ تعبیر دی گئی کہ تیری پشت سے ایک ایسا لڑکا پیدا ہوگا کہ اہل مشرق اور اہل مغرب اس کا اتباع کریں گے اور تمام آسمان و زمین والے اس کی توصیف اور ثنا کریں گے۔ عبدالمطلب امور جاہلیت کو ناپسند فرماتے تھے اور مکارم اخلاق کی طرف توجہ دلاتے تھے جب عبدالمطلب نے اپنا نکاح ایک شریفہ عصمت مآب بی بی فاطمہ سے کیا تو نور محمدی ان سے نقل کر کے ان کی بی بی پاک دامن کے رحم میں آیا ان سے جناب عبداللہ یعنی آپ کے والد ماجد پیدا ہوئے نور محمدی ان کی پیشانی میں جلوہ گر تھا چونکہ آپ تمام اولاد عبدالمطلب میں فائق اور سب سے زیادہ حسین اور لائق تھے اس لیے عورات عرب نے چاہا کہ عبداللہ سے ہمارا وصال ہو اور بعد نکاح ان کی صحبت ہم کو حلال ہو بعض عورتیں حضرت عبداللہ کے عشق میں مضطرہ ہو کر بر سر راہ آتی تھیں اور زبان حال سے اس شعر کا مضمون سناتی تھیں۔

(۱) یہ کتاب مواہب لدنیہ کا انتخاب ہے

ہمائے اوج سعادت بدامِ ما افتد
اگر ترا گذرے بر مقامِ ما افتد

روضۃ الاحباب میں لکھا ہے کہ یحییٰ معصوم علیہ السلام کو جن کپڑوں میں شہید کیا گیا تھا وہ لباس خون آلودہ اہل کتاب کے پاس تھا اور کتب آسمانی میں یہ مضمون پڑھ چکے تھے کہ جب یہ قطرے خون کے تازے ہو جائیں گے اور اس لباس میں سے ٹپکنے لگیں گے اس وقت پیغمبر آخر الزماں کے باپ پیدا ہوں گے اس لیے اہل کتاب یہ بات جان گئے تھے کہ نبی آخر الزماں کے والد پیدا ہو چکے ہیں لہٰذا حضرت عبداللہ کے قتل کا پختہ ارادہ رکھتے تھے مگر مارنے والے سے بچانے والا قوی تر ہے ان کو کبھی موقع نہ ملتا تھا ایک روز جناب [1] عبداللہ شکار کو جنگل میں تشریف لے گئے تھے علمائے اہل کتاب نے خبر پائی اور نوے آدمیوں کی ایک جماعت شامی تلواریں زہر سے بجھی ہوئی لے کر آئے وہب بن عبد مناف یعنی جناب آمنہ کے باپ بھی ایک گوشہ جنگل میں شکار کرتے تھے انہوں نے قصد کیا کہ عبداللہ کی مدد کیجیے اور اہل کتاب سے سفارش کر کے چھوڑا دیجیے۔ اسی اثناء میں ایک گروہ سواروں کا جو اس عالم کے لوگوں سے مشابہت نہیں رکھتا تھا غیب سے ظاہر ہو کر قریب آیا حضرت عبداللہ کی مدد کی اور اہل کتاب سے بچایا جب کہ جناب آمنہ کے باپ نے یہ حال مشاہدہ کیا اپنے دل میں مصمم ارادہ کیا کہ آمنہ کا نکاح عبداللہ سے کرنا چاہیے جب گھر آئے اپنی بی بی کو کل حال سنائے غرض اس ارادہ سے ان کی بی بی کا دل شاد ہوا انجام کار اس مبارک رشتہ کا انعقاد ہوا اور جناب عبداللہ نے آپ کی پیدائش سے پہلے بہت سی امثال ایسے ہی مشاہدہ فرمائیں اور آپ کے نور کی اکثر کرامتیں ان کو نظر آئیں چنانچہ روایت [2] ہے کہ جناب عبداللہ نے اپنے باپ سے بیان کیا کہ جب میں جنگل میں جاتا ہوں ایک نور

(۱) یہ روایت اکثر کتب سیر میں ہے
(۲) یہ روایت معارج النبوۃ میں ہے

میری پشت سے نکل کر دو حصہ ہو کر ایک مشرق میں دوسرا مغرب میں چلا جاتا ہے ایک ساعت کے بعد آ کر بادل کی صورت بن جاتا ہے اور مجھ پر سایہ کرتا ہے پھر آسمان پر بلند ہو جاتا ہے دروازے آسمان کے کھل جاتے ہیں اور جب زمین پر بیٹھتا ہوں تو زمین سے آواز آتی ہے کہ اے شخص تیری پشت میں نورِ محمدی امانت ہے تجھ پر سلام ہو اور جس خشک درخت کے پاس جاتا ہوں۔ اسی وقت سرسبز ہو کر مجھ پر سایہ کرتا ہے جب وہاں سے اٹھتا ہوں پھر خشک ہو جاتا ہے عبدالمطلب نے کہا کہ تجھ کو بشارت ہو میں قوی امید رکھتا ہوں کہ تمام جہان سے مکرم اور جن وانس کا سردار تیری پشت سے پیدا ہوگا۔ انوار محمدیہ میں لکھا ہے کہ جناب عبداللہ اپنے والد کے ہمراہ تشریف لے جاتے تھے۔ راستہ میں ایک کاہنہ یہودیہ ملی چوں کہ اس نے کتابیں پڑھیں تھیں جب کہ نور محمدی عبداللہ کی پیشانی میں درخشاں پایا لہٰذا حضرت عبداللہ کو سو اونٹ[1] دے کر اپنی طرف جھکانا چاہا اور آرزو کی کہ کیا اچھے نصیب ہوں کہ جناب عبداللہ مجھ سے قریب ہوں اور نورِ محمدی میرے شکم میں قرار پائے اور نبی آخر الزماں کا ظہور میرے شکم سے ہو جائے لکھا ہے کہ جناب عبداللہ نے کچھ شعر پڑھے کہ جن کا ایک یہ شعر ہے۔ شعر

فکیف بالامر الذی تبغینہ

یحمی الکریم عرضہ ودینہ

یعنی جو تو چاہتی ہے وہ کام میں کیسے کروں شریف اور باآبرو آدمی اپنے دین اور عزت کو برائی سے بچاتا ہے بعد ازاں عبدالمطلب[2] عبداللہ کو وہب بن عبد مناف کے مکان پر لے گئے وہ اس وقت بنی زہرہ میں سردار اور حسب و نسب میں صاحب افتخار تھے۔ عبداللہ کا نکاح جناب آمنہ سے جو ہر طرح تمام عورتوں میں افضل اور حسین تھیں کیا عبداللہ نے حضرت آمنہ کے پاس تین روز قیام فرمایا[3] انہی ایام میں عبدالمطلب

(۱) حضرت عبداللہ کا فدیہ بھی سو اونٹ ہی تھا (۲) انوار محمدیہ میں (۳) بعض کتب میں

نے خواب دیکھا کہ عبداللہ کے گھر سے ایک سرخ ستارہ نکل کر آسمان کو چڑھا اور ہر وقت بڑھتا جاتا ہے جب آسمان کے قریب پہنچا تو تمام دنیا کے برابر ہو گیا تمام ستارے اور چاند اس کی روشنی میں چھپ گئے عبدالمطلب نے اس خواب کو ایک مُعبر سے بیان کیا اس نے کہا کہ مبارک ہو عبداللہ کے ایک ایسا پیغمبر پیدا ہوگا کہ اس کا دین تمام دینوں پر غالب آئے گا اور سب عالم کا احاطہ کرے گا اور قیامت تک باقی رہے گا۔ الحاصل جبکہ جناب عبداللہ کا بی بی آمنہ سے وصال ہوا قریش کی عورتوں کو سخت ملال ہوا۔ حسرت و یاس سے جینا وبال ہوا یعنی ان کو اندوہ و غم بدرجہ کمال ہوا بعض عورتوں کا عبداللہ کے عشق میں بیماری سے تنگ حال ہوا اور بنی مخزوم اور بنی عبد مناف میں سے دوسو عورتوں کا انتقال ہوا روایت کیا اس کو محمد ابن عبدالباقی زرقانی نے شرح مواہب لدنیہ میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے غرضیکہ وہ نور جو امہات و آباء میں مستور تھا جس کی بابت ہر عہد میں عہد لیا جاتا تھا اور جس کا ہر زمانہ میں خوشی سے تذکرہ کیا جاتا تھا حضرت عبداللہ سے منتقل ہو کر بی بی آمنہ میں آیا یعنی سیّد المرسلین نے شکمِ مادر میں آرام فرمایا۔ ابیات

جو ایک مدت سے تھا پردوں میں مستور
وہ بطنِ آمنہ میں آ گیا نور

تمام اطراف میں جوشِ طرب ہے
فرشتے شاد ہیں خوش وقت مسرور

ہیں اترائے ہوئے قدسی فلک پر
خراماں ناز سے جنت میں ہے حور

نبی آ ٹھہرے بطن آمنہ میں
یہی قصہ ہے کل عالم میں مشہور

عرب میں قحط سالی سے قریشی
قریب الموت تھے جینے سے تھے دور

عجب یہ وقت شادابی کا آیا
ہوا ملکِ عرب سے قحط کافور

درختوں کو ثمر کثرت سے آیا
ملا سامانِ عشرت سب کو بھرپور

ہوئی ہے شادمانی چار سو میں
ہوا رنج و الم دنیا سے مفرور

زمین پر سبزہ ہے اور گل چمن میں
ہوا فیضِ قدم سے ملک معمور

ہرے پتوں میں پھولوں کا تماشا
کرے ہے بیکلی اور دل کے گل دور

تنا طناز سروِ جویباری
نظر میں فاختہ کی ہے وہ مغرور

چنبیلی نے مودب سر جھکایا
ہوئے ہے بید مجنوں سے خودی دور

عجب دلکش ہے طوطی کا ترنم
طیورِ بوستاں پھرتے ہیں مغرور

کہا بلبل نے شاخِ گل پہ آ کر
ہوا اب وصل تھی مدت سے مہجور

چلا ابر بہاری کا ہزارا
نہالانِ چمن ہیں شجرۂ طور

کھلے ابواب فردوسِ بریں کے
فرشتوں میں ہوئی تقدیس مذکور

کسی کا نعرہ ہے سبحان اللہ
کوئی کہتا ہے اب آتا ہے وہ نور

دلِ نورالحسن کی یہ صدا ہے
الٰہی ہم کو بھی دکھلا دے وہ نور

بجاہ مرشدی امداد اللہ
الٰہی میرے کر عصیان مغفور

[1] روایت ہے کہ حضرت عبداللہ جناب آمنہ کے پاس سے چلے اور اس یہودیہ کاہنہ سے جو پہلے آرزومند تھی راستہ میں ملے حضرت عبداللہ نے فرمایا کہ تجھ کو کیا ہوا جو خواہش پہلے کرتی تھی اب نہیں کرتی اس نے کہا کہ تجھ سے وہ نور کہ جس کا تیری پیشانی میں ظہور تھا علیحدہ ہوگیا اب مجھ کو تیری کچھ حاجت نہیں میں چاہتی تھی کہ وہ نور مجھ میں قرار پائے مگر اللہ کو نامنظور ہوا اس نے جہاں چاہا اس کو پہنچایا اور اس قصہ کو ہمارے مولانا محمد عبدالسمیع بیدل ادام اللہ برکاتہم نے نہایت پیارے اور مقبول لفظوں میں منظوم فرمایا ہے لہٰذا احقر کا میں اس نظم کو اس رسالہ میں درج کرتا ہوں۔

گیا اے ماہ تاباں تو کدھر تھا
وہ جلوہ اب نہیں جو پیشتر تھا

بتا وہ نور ربانی کہاں ہے
جو پیشانی میں تیرے جلوہ گر تھا

کہاں وہ چاند پہنچا کہ جس کے غم میں
کتاں کی طرح چاک اپنا جگر تھا

نہ تھی کچھ وصل کی تیری تمنا
میرا دل مبتلا اس نور پر تھا

(۱) انوار محمدیہ

حسین و مہ لقا تو بھی ہے لیکن
میرا مطلوب وہ رشکِ قمر تھا

مجھے اس زلف و رخ سے ہووے نسبت
یہی نالہ میرا شام و سحر تھا

ہما ہاتھوں میں آیا پھر گیا چھوٹ
یہ کیسا جذبۂ دل بے اثر تھا

مقدر میں تھا بی بی آمنہ کے
میری قسمت میں کب یہ گنج و زر تھا

عبث اس کاہنہ کا غم تھا بیدلؔ
ہوا وہ حق کو جو مدنظر تھا

انوار محمدیہ میں سہل بن عبداللہ سے روایت ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے بطن آمنہ میں حضرت کی پیدائش کا ارادہ کیا جمعہ کی رات تھی داروغہ بہشت کو حکم دیا کہ دروازے بہشت کے کھولے ایک منادی نے زمین وآسمان میں ندا دی کہ آگاہ رہو وہ نور مکنون و مخزون کہ جس سے رہنما نبی کا ظہور ہوگا آج کی رات اپنی والدہ کے شکم میں قرار پاتا ہے اور وہ بشیر ونذیر عنقریب اہل عالم پر خروج فرماتا ہے۔

ف۔ اس روایت سے معلوم ہوا کہ نطفہ زکیہ محمدیہ کو جمعہ کی شب میں قرار ہوا اس لیے امام احمد حنبل فرماتے ہیں کہ جمعہ کی شب شب قدر سے افضل ہے کیوں کہ اس رات میں جس قدر خیر وبرکت کا نزول ہوا اور کسی شب میں نہیں ہوا اور روضۃ الاحباب میں ہے کہ ملائکہ آسمان خوشی میں جھومنے لگے اور جبرئیل امین زمین پر آئے اور علم سبز محمدی خانہ کعبہ کے اوپر کھڑا کیا اور تمام زمین میں بشارت دی گئی کہ نور محمدی نے رحم آمنہ میں قرار پایا تا کہ افضل الخلائق پیدا ہوئے اور بہترین امم کی طرف خروج فرمائے

کیسی خوش قسمت ہے وہ امت کہ جن کا پیغمبر محمد ہے اور تمام بت سر کے بل گر گئے اور شیطان کا تخت الٹ گیا اور ایک فرشتہ چالیس روز تک اس کو دریا میں ڈبوتا رہا شیطان نہایت اندوہ ناک اور پریشان ہوا اور جبل ابوقبیس پر آکر فریاد کرتا تھا اور روتا تھا اس کی ذریات اس کے پاس آئی اور پوچھا کہ اے سردار کیا حال ہے شیطان نے کہا کہ تم سب نہایت سخت ہلاک ہوئے کیونکہ محمد نے شکم آمنہ میں قرار پایا ہے اور تمام دین ودنیا کی عزت ان کی ذات کے ساتھ وابستہ ہے اب کسی بت کی عبادت نہ ہوگی اور وہ تمام بتوں کو توڑیں گے اور باطل کریں گے اور لات وعزیٰ پر بربادی آئے گی تمام دینوں کو بدل دیں گے اور منسوخ کریں گے زناکاری اور قماربازی اور شراب خوری حرام کریں گے اور علم کہانت بالکل برباد ہو جائے گا اور ان کی وجہ سے میں آسمان پر جانے سے اب منع کیا جاؤں گا ظلم کو مٹائیں گے اور انصاف فرمائیں گے اور حق بات کریں گے اور زمین کو مسجدوں سے ایسا آراستہ کریں گے کہ جیسے آسمان ستاروں سے مزین ہے اور جس جگہ دنیا میں جاؤں گا خدا کی وحدانیت کا ذکر آشکارا پاؤں گا غرضیکہ شیطان نے اپنی مصیبت اور ذلت وخواری سب بیان کی اور اس کا لشکر اس کی تسلی کرنے لگا اور لکھا[1] ہے کہ بادشاہوں کے تخت الٹ گئے اور بادشاہوں کی زبان بند ہوگئی ہرگز کلام نہ کرسکتے تھے۔ انوار محمدیہ میں لکھا ہے کہ اس رات تمام مکان اور درودیوار اس نور سے چمک اٹھے اور تمام چوپائے بول اٹھے اور کعب الاحبار[2] سے روایت ہے کہ اس شب کو زمین وآسمان کے اطراف وجوانب میں ندا دی گئی کہ وہ نور جو پوشیدہ اور مستور تھا جس سے نبی ﷺ کا ظہور ہوگا آج کی رات آمنہ کے شکم میں قرار پاتا ہے خوشخبری ہو آمنہ کو اور پھر خوشخبری ہو وفی روایتہ کعب الاحبار انہ نودی تلک اللیلۃ فی السماء وصفاحہا والارض وبقاعہا ان النور المکنون الذی منہ رسول اللہ ﷺ یستقر اللیلۃ

(۱) روضۃ الاحباب (۲) انوار محمدیہ

فی بطن آمنه فیا طوبیٰ لها ثم یاطوبی لها اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ماثبت بالسنہ میں روایت لکھی ہے کہ قریش نہایت تنگی اور قحط سالی میں مبتلا تھے جب آپ بطن مادر میں راحت پذیر ہوئے ان کو ہر طرف سے فتوحات ہوئی زمین سرسبز اور شاداب ہوئی درختوں کو خوب پھل آیا اس سال کا نام سنۃ الفتح والابتہاج قرار پایا۔

تھے فاقوں سے اہلِ عرب تنگ دل
اڑا رنگ چہروں کا تھے مضمحل

نہ تھی شدتِ بھوک سے دل کو تاب
نہ تھا دن کو آرام نے شب کو خواب

تیرا شکر اے داورِ ذوالجلال
کہ آیا ہے برکت کا ان پر یہ سال

ہوئی سبز و شاداب کھیتی تمام
رہا خشک سالی کا مطلق نہ نام

گئی قحط سالی ہوا فکر دور
لگے ہونے ہر گھر میں عیش و سرور

ہوئی پر ثمر شاخ امید دل
گئے ہر بشر کے کنول دل کے کھل

شگفتہ ہوا غنچۂ آرزو
جہاں میں ہوئی خرمی چار سو

گلستانِ عالم کا ہر شجر
ہوا فیضِ معد بارور

ہوا رنج و غم اہلِ عالم سے دور
ہوئے شادمانی و عیش و سرور

چھلکنے لگا جامِ عیش و طرب
ہوئی دور کلفت خوشی کے سبب

چمن میں نسیمِ سحر ناز سے
لگی چلنے اِترا کے انداز سے

فضائے چمن کی تھی دلکش پھبن
کہیں تھا گلاب اور کہیں نسترن

کھلے صحن گلشن میں چنپا کے پھول
ہوا بیدِ مجنوں کا سجدہ قبول

نکلنے لگا سبزہ آئی بہار
گل سیوتی تھا چمن کا سینگار

قبا سرخ پھولوں نے کی زیبِ تن
بنی شاخ گل بُلبلوں کا وطن

خیاباں میں سنبل کو تھا پیچ و تاب
کھڑے تھے کہیں نرگسِ نیم خواب

لب جو مودب تھا سروِ سہی
پہن کر قبا مخملِ سبز کی

تھا جوبن پہ شمشاد اے ذی شعور
گل چاندنی پر برستا تھا نور

نرالی ادا سے تھی صف باندھ کر
روش کے کنارہ حنا سبز تر

شعاعوں میں سبزہ پہ شبنم پڑی
تھی نظروں میں وہ موتیوں کی لڑی

تھے پھولوں پہ شبنم کے قطرے پڑے
ہوں یاقوت میں جیسے موتی جڑے

ٹہلتی تھی شوخی سے بادِ صبا
تھی کچھ اور ہی اس کے سر میں ہوا

اور اطرافِ عالم میں ابرِ بہار
برسنے لگا جھوم کر بار بار

بساطِ چمن میں تھا طوطی کا شور
ایک انداز سے رقص کرتا تھا مور

تھی مرغانِ گلشن کی ایسی صدا
کہ ہو روح کو جس سے نشوونما

مہکتی تھی خوشبو سے ساری زمیں
زمیں ہوگئی مثلِ خلدِ بریں

گلستاں میں لالہ تھا رنگین پوش
سناتا تھا عالم کو مژدہ سروش

کہ وہ رشکِ خورشید و دُرِ یتیم
ہوا آمنہ کے شکم میں مقیم

جناب آمنہ[1] نے فرمایا کہ مجھ کو اس حمل کی اس کے سوا اور کچھ اطلاع نہ تھی کہ ایام معمولی بند ہوگئے تھے نہ مجھ کو کسی قسم کی گرانی نہ کسی شے سے رغبت معلوم ہوتی تھی کہ جیسے اور حاملہ عورتوں کو ہوتی ہے میرے پاس ایک آنے والا ایسی حالت میں کہ میں نیم خواب تھی آیا اور یہ مژدہ سنایا کہ تیرے شکم میں مخلوق کے سردار نے قرار پایا پھر

(۱) اکثر کتب سیر میں

وہ شخص مدت تک نظر نہ آیا حتیٰ کہ زمانہ ولادت قریب آپہنچا پھر اس ہاتف نے آ کر کہا کہ اے آمنہ کہہ تو کہ میں اس بچہ کے حق میں جو میرے شکم میں ہے اللہ واحد سے پناہ مانگتی ہوں کہ ہر ایک حاسد کے حسد سے محفوظ رہے اور بعد پیدائش اس کا نام محمد رکھنا اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ نے ماثبت بالسنۃ اور انوار محمدیہ میں ابی زکریا یحییٰ بن عائذ سے روایت لکھی ہے کہ آپ اپنی والدہ کے شکم میں نو مہینے کامل ٹھہرے اس اثناء میں ان کو کسی قسم کی ریح یا درد ناف یا پیچ کی شکایت نہیں ہوئی اور نہ کوئی ایسی حالت پیش آئی کہ اور حاملہ عورتوں کو پیش آتی ہے اور جناب آمنہ قسمیہ فرماتی ہیں کہ میں نے سبکتر اور مبارک اس حمل سے زیادہ کسی کا حمل نہیں پایا یعنی اور عورتوں کو درد یا گرانی ہوتی ہے مجھ کو کچھ گرانی وغیرہ نہیں تھی اور آپ کی برکت سے طرح طرح کی بشارتیں سنتی تھی۔ جب دو مہینے حمل سے گذرے حضرت عبداللہ نے سفر سے واپس ہوتے وقت مدینہ طیبہ میں اٹھارہ یا پچیس برس کی عمر میں ایک مہینہ بیمار رہ کر انتقال کیا اور دار التابعہ میں دفن ہوئے حضرت ابن عباس سے روایت[1] ہے کہ جب سیّدنا رسول اللہ ﷺ کے والد نے انتقال کیا۔ فرشتوں نے جناب باری میں عرض کیا کہ اے پروردگار تیرا نبی یتیم رہ گیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں اس کا نگہبان اور مددگار ہوں کلام اللہ شریف میں ہے اَلَمْ یَجِدْکَ یَتِیْمًا فَاٰوٰی یعنی کیا اے محمد اللہ تعالیٰ نے تجھ کو یتیم نہیں پایا پھر تجھ کو ٹھکانا دیا۔ ابن عباس[2] رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب آمنہ فرماتی ہیں کہ جب چھ مہینے حمل سے گزرے میرے خواب میں ایک آنے والا آیا اور اس نے یہ فرمایا کہ تیرے شکم میں خیر العلمین نے قرار پایا جس وقت پیدا ہووے اس کا نام محمد رکھنا اور اپنا بھید پوشیدہ رکھنا اور مدارج میں ہے جناب آمنہ نے حمل کی حالت میں خواب میں دیکھا کہ مجھ سے ایک نور نے جدا ہو کر تمام عالم کو منور کر دیا ابونعیم نے عمرو بن قتیبہ سے روایت

(۱) انوار محمدیہ (۲) انوار محمدیہ

کی ہے کہا انہوں نے کہ میں نے اپنے باپ سے سنا ہے اور واقعی میرا باپ علم کا خزانہ تھا میرے باپ نے کہا کہ جب آمنہ کے وضع حمل کا وقت قریب آیا اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دیا کہ تمام جنتوں اور آسمانوں کے دروازے کھول دیں اور فرشتوں کو حاضر ہونے کیلیے حکم ہوا ملائکہ زمین پر آئے اور باہم مژدے سنانے لگے پہاڑوں کو سربلندی اور دریاؤں کو جوش ہوا اور دریائی جانور ایک دوسرے کو خوشخبری سناتے تھے سب فرشتوں نے شیطان کو پکڑ کر ستر طوق اس کے گلے میں ڈالے اور سر کے بل دریائے اخضر کی تہ میں ڈال دیا اور سرکش شیاطین کو بیڑیوں میں جکڑ دیا آفتاب کو اس دن بڑا نورانی لباس پہنایا گیا ستر ہزار حوریں جناب سیّدنا رسول اللہ ﷺ کے ولادت کے انتظار میں ہوا میں کھڑی تھیں اللہ تعالیٰ نے تمام دنیا کی حاملہ عورتوں کو حکم دیا کہ آپ کی برکت سے لڑکے جنیں اور سب درخت بار آور ہوئے خوف امن سے بدل گیا اس روایت کا بقیہ ان شاء اللہ تعالیٰ آگے آئے گا۔

[1] روایت ہے کہ آپ کی والدہ معظمہ نے فرمایا کہ میں نے حمل کے پہلے مہینے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص بڑی خوشبو اور روشنی کے ساتھ میرے پاس آ کر کہنے لگا مرحبا بك يا مصطفى یعنی اے مصطفیٰ آپ پر مرحبا ہو۔ میں نے پوچھا کہ تم کون ہو فرمایا کہ میں آدم ہوں تم کو خوشی سناتا ہوں تمہارے پیٹ میں تمام جہان کا سردار ہے دوسرے مہینے حضرت شیث نے مجھ کو بشارت دی اور کہا السلام علیك یا حبیب اللہ اور تیسرے مہینے حضرت ادریس نے خوشی سنائی اور حضرت کو سلام کیا اور چوتھے مہینے حضرت نوح نے مبارک باد دی اور حضرت کو سلام کیا اور پانچویں مہینے حضرت ہود نے مبارک باد دی چھٹے مہینے حضرت ابراہیم نے بشارت سنائی اور ساتویں مہینے حضرت اسمٰعیل نے بشارت دی اور حضرت کو سلام کیا آٹھویں مہینے حضرت موسیٰ نے کہا السلام

(۱) یہ روایت نزہۃ المجالس اور شرف الانام اور مولد ابن جوزی میں مگر کچھ تھوڑا ہی اختلاف ہے

علیك يا جمال ملك الله پھر مجھ سے کہا اے آمنہ مبارک ہو تمہارے شکم میں نبی آخرالزماں ہیں اور نویں مہینے ایک شخص آیا اور حضرت کو سلام کیا میں نے پوچھا کہ آپ کون ہیں انہوں نے فرمایا کہ میں عیسیٰ ابن مریم ہوں اے آمنہ تم کو یہ رسول معظم مبارک ہو۔

[1] جناب آمنہ نے فرمایا کہ جب وہ امر کہ جو عورتوں کو پیش آتا ہے مجھ کو پیش آیا تب میں گھر میں تنہا تھی اور عبدالمطلب بیت اللہ شریف کے طواف کو تشریف لے گئے تھے میں ایک سخت آواز سنتی تھی کہ جس سے مجھ پر رعب ہو گیا میں نے ایک سفید بازو جیسے جانور کی ہوتی ہے دیکھی اس نے میرے قلب پر مسح کر کے مجھ سے درد و خوف کو دور کیا پھر جب میں نے ایک طرف کو التفات کیا تو ایک پیالہ سفید شربت کا آیا میں نے اس کو تناول فرمایا مجھ کو نور عظیم حاصل ہوا بعد ازیں میں نے چند عورتیں طویل القامۃ کہ جیسے عبد مناف کی بیٹیاں ہوں دیکھیں کہ میرا احاطہ کیے ہوئی ہیں جب میں تعجب اور فریاد کرتی تھی کہ ان کو میرے حال سے کیسے اطلاع ہوئی تب انہوں نے کہا کہ ہم مریم بنت عمران اور آسیہ زوجہ فرعون ہیں اور یہ حوریں ہیں۔

ف۔ جاننا چاہیے کہ آسیہ فرعون کی بیوی حضرت موسیٰ پر ایمان لائی تھی فرعون نے اس پر نہایت تشدد اور عذاب کیا یہاں تک کہ اس کے دست و پا میں میخیں گاڑ دیں اور آفتاب میں گرم زمین پر اس کو سورج کے عین مقابلہ میں ڈال کر اس کے سینے پر بڑا پتھر رکھ دیا تھا اس پر چوکیدار وغیرہ جو مقرر کیے تھے جب وہ دور ہو جاتے تھے تو فرشتے اس پر سایہ کرتے تھے اس نے عذاب کی حالت میں اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کی تھی رَبِّ ابْنِ لِیْ عِنْدَكَ بَیْتًا فِی الْجَنَّةِ وَنَجِّنِیْ مِنْ فِرْعَوْنَ وَعَمَلِهٖ وَنَجِّنِیْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ یہ آیت سورہ تحریم کی ہے یعنی اے پروردگار میرے لئے اپنے [2] پاس جنت میں ایک محل

(۱) انوار محمدیہ (۲) جوار رحمت میں

طیار کر اور مجھ کو فرعون اور اس کے عمل اور قوم ظالمین سے نجات دے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی آنکھ سے اسی حالت میں پردہ اٹھا دیا اس نے وہ محل جنت میں دیکھ لیا اس کے شوق کی وجہ سے یہ عذاب اس کو بہت آسان ہو گیا۔ وَمَنْ یَّتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ فَھُوَ حَسْبُہٗ ' اور مریم بنت عمران حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ ہیں یہ قصہ تفسیر جلالین سے نقل کیا گیا ہے الحاصل جناب آمنہ نے فرمایا کہ پھر مجھ پر معاملہ سخت ہوا میں پہلے سے زیادہ ہولناک آواز سننے لگی جب میری یہ حالت ہوئی تو میں نے ایک سفید دیباج کہ ایک قسم کا بیش قیمت اور عمدہ کپڑا ہے زمین و آسمان کے درمیان کھلا ہوا دیکھا اور اچانک ایک کہنے والا کہہ رہا ہے کہ ان کو آدمیوں کی نظر سے محفوظ رکھنا اور میں نے آدمیوں کو دیکھا کہ زمین و آسمان کے درمیان ہوا میں کھڑے ہیں اور ان کے ہاتھوں میں چاندی کے آفتابے تھے اور جانوروں کے ایک گروہ نے کہ جن کی چونچیں زمرد اور بازوئیں یاقوت کی تھیں میرا احاطہ کرلیا پھر اللہ تعالیٰ نے میری آنکھ سے پردہ اٹھا دیا میں نے تمام مشرق اور مغارب کا مشاہدہ کیا میں نے تین نشان ایک مشرق اور ایک مغرب میں اور ایک خانہ کعبہ کی پشت پر قائم دیکھے احمد بن علامہ قاسم بخاری نے جو صاحب صحیح بخاری کی نسل میں ہیں شرف الانام میں لکھا ہے کہ میکائیل جناب آمنہ کے داہنی طرف اور جبرئیل امین سامنے کہتے تھے سُبْحَانَ اللّٰہِ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اور مولد ابن جوزی میں ہے کہ جناب آمنہ نے فرمایا کہ ایک فرشتہ عرض کرنے لگا اظہر یا سیّد المرسلین اظہر یا خاتم النبیّین اظہر یا رحمۃ للعالمین اظہر یا نبی اللہ اظہر یا خیر خلق اللہ اظہر یا نور اللہ بسم اللہ اظہر یا محمد ابن عبد اللہ۔

غرضیکہ آمنہ رضی اللہ عنہا نے طرح طرح کے عجائبات کا مشاہدہ کیا آخر وقت ولادت قریب آیا روایت ہے کہ وہ موسم بہار تھا ہر تختہ زمین فیض قدوم سے گلزار تھا فصل میں مستی بھری تھی ہر شاخ تر و تازہ اور ہری تھی زمین پر سبزہ سے کم خواب بچھا تھا خیابان

چمن میں لالہ و گلاب کھلا تھا ادھر ہرے پتوں میں گلابی پھولوں کا نظارہ ادھر ابر بہاری کا فوارہ عجب طرفہ ماجرا تھا۔ پھولوں کی رنگین ادائی اور غنچوں کی شگفتگی و زیبائی کو دیکھ کر ہر عارف کہہ رہا تھا۔ بیت

لب جو ہیں غنچوں کے وا کیا جانے کیا کہنے کو ہیں
شاید اس کو دیکھ کر صل علیٰ کہنے کو ہیں

شاخ گل بلبل کا مسکن اور سرو سہی قمری کا وطن بنا تھا لاجوردی پھولوں میں طاؤس کی طنازی و اداطوطی کی عاشقانہ صدا عجب دلفریب تماشا تھا صحن گلشن میں سرخرو گلنار بساط چمن میں چاندنی کی بہار حیرت انگیز مشاہدہ تھا چشم نرگس ایسا غمزہ دکھاتی تھی کہ شاخ سنبل پیچ و تاب کھاتی تھی۔ چنپا نے عجب گل کھلایا تھا کہ باد صبا کو از خود رفتہ بنایا تھا موتیا کی خوشبو بیلی کی البیلی بو جب ہوا میں آئی بید مجنوں نے صل علیٰ پڑھ کر گردن جھکائی چنبیلی کا پھول فرحت بخش خاطر ملول تھا اور شمشاد کا طول عشاق کی نظروں میں مقبول تھا فرش زمردیں پر شبنم کے موتی جڑے تھے اور سر دئی پوش نونہال آداب بجا لانے کو کھڑی تھی اور ہر حنا پابوسی کیلیے تیار تھی ادھر گل سیوتی کی بہار تھی ہر شاخ زمردیں پیکر پر بلبلان چمن چہچہاتی تھیں اور ہر سرو سہی قد پر قمریان گلشن حق سرہٗ کا ترانہ سناتی تھیں چمن کی روشوں پر بیلیں مفروش پا ہونے کیلیے آمادہ اور شوق نظارہ میں چنار ہاتھ پھیلائے ہوئے ایستادہ نسیم سحری خفتگان بستہ حرمان کو امید وصال دلاتی تھی اور زبان ہاتف و نعم ما قیل کہہ کر مضمون شعر ہذا سناتی تھی۔ بیت

ز نکہت سحری شوق یار می خیزد
جنوں ز سایۂ ابر بہار می خیزد

القصہ بارہ ربیع الاوّل[1] پیر کے دن صبح صادق کے وقت امام الانبیاء حبیب کبریا

(۱) یہ روایت مختار ہے

سیّد الاصفیا مصداق لولاک لما خیر الانام ذوالمجد دالکرام زین المرسلین خاتم النبیّین محبوب رب العالمین شفیع المذنبین سیّد الثقلین نبی الحرمین امام القبلتین وسیلتنا فی الدارین سیّدنا و مولانا محمد رسول اللہ ﷺ نے اس دار ناپائدار کو اپنی فیض قدوم میمنت لزوم سے رشکِ گلزار فرمایا۔ ابیات

رحمتِ حق کا بے شمار نزول
کیوں نہ عالم میں ہو کہ آئے رسول

اہلِ عالم ہیں شادمان مسرور
سیّد المرسلین کا ہے ظہور

خیر مقدمِ حضور سے دل شاد
ہو کے ہاتف نے دی مبارک باد

آ کے حوروں نے باوقار تمام
مَولد پاک میں کیا ہے قیام

کُل ملک کہتے ہیں مبارک باد
آج ختم الرسل کا ہے میلاد

کفر دنیا سے ہوگیا کافور
کی ہے نورِ خدا نے ظلمت دور

کر کے کعبہ نے سجدہ دی یہ ندا
آج اللہ نے مجھ کو پاک کیا

کل صحف اور کتب میں جن کا حال
تھا لکھا آج ان کا ہے اقبال

آدم و شیث و نوح و ابراہیم
نور کی جن کی کرتے تھے تعظیم

بعد تکمیل پردہ دور ہوا
یعنی اس نور کا ظہور ہوا

قدسی کہتے ہیں یہ بصد تعظیم
کہ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم

مومنو با ادب بصد اکرام
تم بھی پڑھتے رہو درود و سلام

اے امام رسل سلامٌ علیک
رہنمائے سبل سلامٌ علیک

یا سراج الدُّجےٰ سلامٌ علیک
یا شفیع الوریٰ سلامٌ علیک

افضل الخلق پر ہزار درود
رحمتِ حق کا بے شمار درود

رب سلّم علےٰ رسول اللہ
مرحبا مرحبا رسول اللہ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلَیْہِ

ما ثبت بالسنۃ میں لکھا ہے کہ جناب آمنہ نے فرمایا کہ جب آپ پیدا ہوئے میں نے دیکھا کہ آپ سجدہ کرتے تھے اور آپ نے دو انگلیاں آسمان کی طرف اٹھائیں جیسے کوئی عاجزی اور زاری کرتا ہو پھر میں نے ایک سفید ابر دیکھا کہ وہ آسمان سے آیا اور اس نے جناب محمد پر احاطہ کیا اور مجھ سے چھپایا میں نے سنا کہ ایک منادی آواز کرتا تھا کہ محمد کو مشارق اور مغارب کا طواف کراؤ دریاؤں میں پھراؤ تاکہ سب آپ کے اسم شریف اور صورت و تعریف کو پہچان لیں اور اس بات کو جان لیں کہ آپ

کا نام محو کرنے والا ہے کل شرک آپ کے زمانہ میں مٹ جائے گا پھر وہ ابر آپ سے جلدی ہی علیحدہ ہو گیا۔

روضۃ الاحباب میں ہے کہ آپ اپنا انگوٹھا چوستے تھے اور اس میں سے دودھ جاری تھا حضرت آمنہ[1] فرماتی ہیں کہ جب آپ مجھ سے علیحدہ ہوئے آپ کے ساتھ ایک نور نکلا اس سے مشرق اور مغرب کے درمیان روشنی ہوگئی آپ زمین پر ہاتھوں کے سہارے تشریف لائے اور زمین سے ایک مشت خاک خوب مضبوط پکڑی اور آسمان کی طرف سر اٹھایا۔

ف۔ قبیلہ ابی لہب کہ جن کو شگون اور فال میں کمال تھا یہ حال سن کر کہنے لگے کہ اگر یہ امر واقعی ہے تو یہ لڑکا اہل زمین پر غالب آئے گا کیوں کہ اس نے زمین پر ہاتھ مارا ہے شرح مواہب میں لکھا ہے کہ آپ کا آسمان کی طرف سر اٹھا کر دیکھنا اشارہ تھا کہ اگر چہ میں روئے زمین پر غالب ہوں لیکن مجھ کو اس پر التفات نہیں بلکہ میں آسمان کی طرف دیکھتا ہوں کیوں کہ مجھ کو عالم علوی پر نظر ہے۔ طبرانی نے روایت کی ہے کہ جب آپ زمین پر تشریف لائے تو آپکی مُشت شریف بندھی تھی اور آپ انگشت شہادت سے مثل تسبیح کرنے والوں کے اشارہ کر رہے تھے عثمان بن[2] ابی العاص کی والدہ فاطمہ فرماتی ہیں کہ جب آپ پیدا ہوئے تمام مکان نور سے معمور ہو گیا اور ستارے مجھ سے قریب ہو گئے میں گمان کرتی تھی کہ عنقریب مجھ پر ٹوٹ پڑیں گے۔ عرباض بن ساریہ سے حدیث اوّل کتاب ہذا میں درج ہو چکی ہے کہ جس کا ٹکڑا یہ ہے کہ جناب آمنہ نے جس وقت آپ کو جنا تو دیکھا کہ ایک نور کہ جس سے ان کیلیے روشن ہو گئے شام کے قصور اور آپ کے چچا عباس رضی اللہ عنہ نے بھی اس طرف اشارہ فرمایا ہے۔ بیت

(۱) انوار محمدیہ (۲) مواہب لدنیہ

اَنْتَ لَمَّا وُلِدْتَ اَشْرَقَتِ الْاَرْضُ
وَاَضَاءَتْ بِنُوْرِكَ الْاُفُقُ
فَنَحْنُ فِيْ ذٰلِكَ الضِّيَاءَ وَفِي النُّوْرِ
وَسَبِيْلَ الرَّشَادِ نَخْتَرِقُ

جب ہوا آپ کا جہاں میں ظہور
نور سے ہوگئی زمیں معمور
اور افق ہوگئی تھی نورانی
آپ کے نور پاک سے یعنی
راہ ہم روشنی میں پاتے تھے
مسلک حق کو راہ بناتے تھے

عمر بن قتیبہ کی روایت ہے کہ جس کا ایک ٹکڑا کتاب ہذا میں درج ہو چکا ہے کہ جب آپ پیدا ہوئے تمام دنیا نور سے معمور ہوگئی اور فرشتوں نے باہم خوشی کی ہر ایک آسمان پر ایک ستون زبرجد اور ایک یاقوت کا بنایا گیا کہ جس سے ہر ایک آسمان منور ہو گیا وہ ستون آسمانوں پر مشہور ہیں حضور ﷺ نے ان کو شب معراج میں ملاحظہ فرمایا ہے آپ کی خدمت مبارک میں عرض کیا گیا تھا کہ یارسول اللہ یہ ستون آپ کی ولادت کی مبارک بادی میں بنائے گئے ہیں اور جس رات میں آپ پیدا ہوئے اللہ تعالیٰ نے نہر کوثر کے دونوں کناروں پر ستر ہزار درخت مشک اذفر کے پیدا کیے اور ان کے پھلوں کو اہل جنت کا بخور بنایا اور تمام آسمان والے اللہ کو سلامتی کے ساتھ پکارتے تھے انوار محمدیہ میں ابن سعد سے روایت ہے کہ جب آپ پیدا ہوئے نہ نکلی آپ کے ساتھ کچھ آلائش کہ جیسے اور بچوں کے ساتھ نکلتی ہے بوقت پیدائش۔

اور طبرانی اور ابونعیم وغیرہ کی روایت سے ثابت ہے کہ آپ ختنہ کیے ہوئے پیدا

ہوئے تصحیح کی اس حدیث کی حافظ ضیاء الدین مقدسی نے

اور روضۃ الاحباب میں ہے کہ آپ ناف بریدہ پیدا ہوئے تھے اور علماء نے کہا ہے کہ آپ کے ناف بریدہ اور ختنہ کیے ہوئے پیدا ہونے میں یہ حکمت تھی کہ کوئی شخص آپ کی تکمیل خلقت میں دخیل نہ ہو۔ انوار محمدیہ میں خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے اور نیز صاحب مدارج[1] اور روضۃ الاحباب کے مؤلف وغیرہ اہل سیر نے اپنی اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے کہ جناب آمنہ فرماتی ہیں کہ جب آپ پیدا ہوئے میں نے ایک ابر نورانی دیکھا کہ اس میں سے گھوڑوں اور بازوؤں کی جنبش کی آواز اور آدمیوں کا کلام سنا جاتا تھا اس ابر نے آپ پر احاطہ کیا اور آپ کو مجھ سے پوشیدہ کر دیا میں نے سنا کہ ایک شخص آواز دیتا تھا کہ محمد ﷺ کو تمام زمین کا طواف کراؤ اور کل وحوش وطیور اور جن وانس اور ملائکہ کے ارواح کے سامنے پیش کرو اور ان کو آدم علیہ السلام کا خلق اور شیث کی معرفت اور نوح کی شجاعت اور ابراہیم کی خلت اور اسمٰعیل کی لسان اور اسحاق کی رضا اور صالح کی فصاحت اور لوط کی حکمت اور یعقوب کا بشریٰ اور موسیٰ کی شدت اور ایوب کا صبر اور یونس کی طاعت اور یوشع کا جہاد اور داؤد کا لحن اور دانیال کی حب اور الیاس کا وقار اور یحییٰ کی عصمت اور یوسف کا جمال اور عیسیٰ کا زہد عنایت کرو اور تمام انبیاء علیہم السلام کے اخلاق کے دریا میں آپ کو غوطہ دو جناب آمنہ فرماتی ہیں کہ پھر وہ ابر مجھ سے دور ہو گیا میں نے دیکھا کہ آپ سبز حریر میں خوب لپٹے ہوئے تھے اور اس میں سے پانی ٹپکتا تھا اور ایک کہنے والا کہہ رہا تھا کہ کیا اچھا ہوا کہ آپ نے تمام دنیا پر قبضہ کیا کوئی خلق اہل دنیا سے باقی نہیں رہے گی مگر آپ کے قبضہ میں آ جائے گی اور آپ کی مطیع ہو جائے گی اور آپ کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی مانند تھا اور آپ کی خوشبو مثل مشک اذفر کے تھی میں نے تین آدمی دیکھے کہ ایک کے پاس چاندی کا آفتابہ

(۱) مگر تھوڑا سا اختلاف ۔

اور دوسرے کے پاس زمردیں طشت اور تیسرے کے پاس سفید حریر تھا اس نے حریر کو کھول کر اس میں سے ایک انگشتری نکالی کہ نگاہ اس پر کام نہیں کرتی تھی اس چاندی کے آفتابہ سے آپ کو سات بار غسل دے کر آپ کے شانوں کے درمیان مہر لگائی آپ کو اس حریر میں ڈھانک کر اٹھا لیا اور ایک ساعت اپنے بازوؤں میں رکھ کر پھر مجھ کو عنایت کیا اور صاحب روضۃ الاحباب نے یہ بھی لکھا ہے کہ یہ طشت چوگوشہ تھا اور اس کے ہر گوشہ پر چمکدار موتی سفید لگے ہوئے تھے اور ایک کہنے والا کہہ رہا تھا کہ اے حبیب اللہ یہ دنیا اور یہ مشرق ومغرب اور بحر وبر ہیں جس گوشہ پر آپ چاہیں قبضہ فرمائیں آپ نے طشت کے درمیان اپنا ہاتھ رکھ دیا غیب سے آواز آئی کہ قسم ہے خانہ کعبہ کے خدا کی کہ آپ نے کعبہ کو اختیار کیا۔ الخ

ف۔ واضح ہو کہ ارباب سیر نے اس روایت کو ذرا اختلاف الفاظ سے اپنے اپنے موقع پر نقل کیا ہے انوار محمدیہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب آپ پیدا ہوئے رضوان داروغہ بہشت نے آپ کے کان میں کہا کہ اے محمد آپ کو بشارت ہو کہ آپکو کل انبیاؤں کا علم دیا گیا آپ ان سے از روئے علم زیادہ اور از روئے قلب اشجع ہیں اور خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ سے پہلے روایت لکھی گئی ہے کہ جو جو خصائل برگزیدہ اور انبیاؤں کو دیئے گئے ہیں وہ سب آپ میں جمع کیے گئے ہیں۔ بیت

حسنِ یوسف دمِ عیسیٰ ید بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

اور روضۃ الاحباب وغیرہ میں ہے کہ اس رات میں کہ جس میں آپ پیدا ہوئے تھے اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کا ایک گروہ حضرت آمنہ کی حفاظت کیلئے زمین پر بھیجا کہ جنات کی نظر سے ان کو محفوظ رکھیں۔ مدارج النبوۃ اور روضۃ الاحباب وغیرہ میں ہے کہ عبدالمطلب نے کہا کہ جب آپ پیدا ہوئے میں خانہ کعبہ میں تھا میں نے آدھی

رات دیکھا کہ خانہ کعبہ کی دیواریں مقام ابراہیم کی طرف جھک گئیں اور سجدہ کیا ان سے آواز آتی تھی اَللّٰہُ اَکْبَرُ اللّٰہُ اَکْبَرُ رَبُّ مُحَمَّدِ المصطفیٰ اَلْاٰنَ قَدْ طَهَّرَنِیْ رَبِّیْ مِنْ اَنْجَاسِ الْاَصْنَامِ وَاَرْجَاسِ الْمُشْرِکِیْنَ۔

ترجمہ اللہ بہت بڑا ہے اللہ بہت بڑا ہے وہ محمد مصطفیٰ کا پروردگار ہے بیشک اب مجھ کو میرے پروردگار نے بتوں کی نجاست اور مشرکین کی پلیدی سے پاک کیا اور خانہ کعبہ کے گرد جو بت[1] تھے وہ پارہ پارہ ہوگئے اور بڑا بت ہُبل نام سرنگوں ہوگیا عبدالمطلب کہتے ہیں اور ابر رحمت ان پر نازل ہوا ہے اور ایک طشت فردوس سے ان کے غسل کیلیے آیا ہے اور عبدالمطلب سے یہ بھی منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ کی درگارہ سے ایک آواز آئی کہ محمد خلقت کو ظلمت اور جہالت سے ہدایت کی روشنی میں لائے گا۔ وہ چراغ روشن اور اللہ کی طرف بلانے والا رسول اور تمام خلق کو نصیحت کرنے والا ہوگا اے فرشتو گواہ رہو کہ میں نے ان کو تمام خزانوں کی کنجیاں عنایت کی ہیں تم ان کی روز ولادت کو اپنے لیے عید بناؤ اور قیامت تک ہر سال ان کی پیدائش کے دن تبرک حاصل کرو۔

ف۔ اس روایت سے ہر سال مولود شریف پڑھنے اور خوشی کرنے کی سند ہے عبدالمطلب کہتے ہیں کہ صفا و مروہ کے پتھر خوشی سے اچھلتے تھے عبدالمطلب حیران ہوتے اور کہتے تھے۔ مصرع

اینکہ مے بینم بہ بیداریست یارب یا بخواب

جب عبدالمطلب نے یہ حال دیکھا اپنے گھر کی طرف متوجہ ہوئے اپنے گھر کو خوشبو اور انوارات سے پر رونق پایا اور اس گھر میں جانے کا ارادہ کیا کہ جہاں آپ استراحت فرماتے تھے ایک شخص قوی ہیکل عظیم الشان ظاہر ہوا اور کہا کہ جب تک آپ کی زیارت سے تمام فرشتے مشرف نہ ہوں گے تب تک بنی آدم زیارت نہیں کر سکتے

(۱) روضۃ الاحباب

ہیں جب عبدالمطلب نے آنحضرت ﷺ کو دیکھا نہایت شاد ہوئے اور شکر الٰہی بجا لائے۔ عمرو بن قتیبہ کی روایت میں ہے کہ جو اکثر مذکور ہوچکی ہے کہ اس دن تمام بت سر کے بل گر گئے اور لات وعزیٰ اپنی جگہ سے نکل گئے اور پکارتے پھرتے تھے کہ تباہی ہے قریش کی آیا ان کے پاس امین اور آیا ان کے پاس صدیق اور قریش واقف نہیں کہ ان کو کیا واقعہ پیش آئے گا اور کعبہ کے اندر سے چند روز یہ آواز آتی رہی کہ اب میرا نور مجھ میں واپس آئے گا اب میری زیارت کرنے والے آئیں گے اب میں زمانہ کی جاہلیت کی نجاستوں سے پاک ہوں گا اے عزیٰ تو ہلاک ہوگیا تین رات و دن کعبہ کو برابر زلزلہ رہا یہ اوّل علامت ہے کہ جو قریش نے آپ کی پیدائش کے وقت دیکھی تھی اور مدارج میں لکھا ہے کہ غیب سے آواز آئی کہ قسم ہے کعبہ کے خدا کی کہ جس نے کعبہ کو برگزیدہ کیا ہے آگاہ رہو کہ حق تعالیٰ نے مجھ کو ان کا قبلہ بنایا اور ان کا مسکن مبارک کیا۔ شرح مواہب اور روضۃ الاحباب میں مفصل اور مدارج میں مختصر یہ روایت ہے کہ عبدالرحمٰن بن عوف کی والدہ شفا فرماتی ہیں کہ جب آپ پیدا ہوئے اور میرے ہاتھوں میں آئے تب آپ نے ایک آواز کی میں نے سنا کہ ایک شخص نے کہا کہ اے محمد اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے اور مشرق سے مغرب تک روشن ہوگیا میں نے بعض محل[1] شام کے دیکھے پھر میں نے حضرت کو کپڑے پہنا کر لٹا دیا ابھی کچھ دیر نہ گذری تھی کہ میرے آگے اندھیرا چھا گیا بدن پر لرزہ ہوا اور خوف سے دل گھبرا گیا اور رسول اللہ ﷺ کو کوئی شخص اٹھا لے گیا پھر میری داہنی طرف ایک نور پیدا ہوا میں نے سنا کہ ایک شخص دوسرے سے دریافت کرتا تھا کہ تو محمد ﷺ کو کہاں لے گیا تھا اس نے جواب دیا کہ میں ان کو مغرب کی طرف لے گیا تھا اور تمام متبرک مقاموں میں پہنچایا پھر شفا نے کہا کہ میری بائیں طرف بھی ایک نور ظاہر ہوا اسطرف بھی ایک شخص کہتا تھا کہ محمد ﷺ

(۱) انوار محمدیہ میں لکھا ہے کہ بعض محل روم کے دیکھے

کو کہاں لے گیا تھا دوسرے شخص نے کہا کہ میں ان کو مشرق کی طرف لے گیا تھا اور
متبرک مکانوں میں پہنچایا اور ابراہیم خلیل اللہ کے پاس لے گیا انہوں نے اپنے سینہ
سے لگایا ان کیلیے برکت اور پاکیزگی کی دعا کی اور پھر وہ شخص کہنے لگا کہ اے محمد ﷺ
آپ کو دنیاوی اور اخروی عزو شرف مبارک ہو آپ نے دست آویز محکم کو مضبوط پکڑا
ہے جو کوئی آپ کے دین کی شاخ پکڑے گا اور آپ کے ارشاد کی تعمیل کرے گا قیامت
کو آپ کی جماعت میں اٹھے گا شفا فرماتی ہیں کہ یہ بات میرے دل میں ہمیشہ قائم رہی
یہاں تک کہ جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو رسول بنایا اور جو شخص آپ پر پہلے پہل ایمان
لائے میں بھی ان میں سے ہوئی۔ انسان العیون میں کعب الاحبار سے روایت ہے کہ
اللہ تعالیٰ نے توریت میں رسول اللہ ﷺ کی پیدائش کی موسیٰ علیہ السلام کو خبر دی تھی اور
موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو خبر دی کہ جب فلاں مشہور ستارہ اپنی جگہ سے حرکت کرے گا تو
وہ وقت رسول اللہ ﷺ کے پیدا ہونے کا ہے علمائے بنی اسرائیل اس امر کی خبر برابر
ایک دوسرے کو دیتے چلے آئے جب وہ وقت آیا تو بعضے علمائے یہود نے اپنی قوم کو
سنایا کہ وہ ستارہ طلوع ہو چکا ہے۔ چنانچہ حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ سے انوار محمدیہ میں
روایت ہے کہ میں سات آٹھ سال کا سمجھدار لڑکا تھا میں نے ایک روز دیکھا کہ ایک
یہودی اچانک چیختا پھرتا تھا کہ اے جماعت یہود کی میرے پاس آؤ سب جمع ہو کر
آئے اور کہا کہ اے کمبخت تجھ کو کیا ہوا اس نے کہا کہ جو ستارہ احمد کی پیدائش کی علامت
تھی وہ آج رات کو نکل آیا ہے اور حضرت عائشہ[1] ام المومنین رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ
ایک یہودی مکہ میں رہتا تھا۔ جس رات میں رسول اللہ ﷺ پیدا ہوئے اس نے کہا
کہ اے جماعت قریش کی کیا آج تم میں کوئی بچہ پیدا ہوا ہے انہوں نے کہا کہ ہم کو
معلوم نہیں میں نے کہا کہ تلاش کرو بیشک آج رات کو اس امت کا نبی پیدا ہوا ہے ان

(۱) مواہب لدنیہ

کے دونوں شانوں کے درمیان ایک علامت ہے قریش نے دریافت کیا معلوم ہوا کہ
آج شب کو عبدالمطلب کے بیٹے عبداللہ کے لڑکا پیدا ہوا ہے۔ وہ یہودی قریش کے
ہمراہ آنحضرت کی والدہ کے پاس گیا آپ کی والدہ نے آپ کو قریش کے روبرو پیش
کیا جب یہودی نے وہ علامت دیکھی غش کھا کر گر گیا اور کہا کہ اب بنی اسرائیل سے
نبوت جاتی رہی ہوشیار ہوائے قریش قسم ہے اللہ کی تم میں اس کے سبب بڑا دبدبہ ہوگا
اور مشرق سے مغرب تک اس کا شہرہ ہوگا اس کو یعقوب بن سفیان نے اسناد حسن کے
ساتھ روایت کیا ہے جیسا کہ فتح الباری شرح صحیح بخاری میں مذکور ہے ماثبت بالسنۃ اور
انوار محمدیہ وغیرہ کتب میں عبداللہ بن عاص سے روایت ہے کہ مرظہران میں ایک درویش
شامی کہ جس کا نام عیص تھا رہا کرتا تھا اور اہلِ مکہ کو خبر دیا کرتا تھا کہ تم میں ایک ایسا بچہ
پیدا ہونے کو ہے کہ عرب اس کے تابعدار ہوں گے اور وہ عجم کا مالک ہوگا اس کی پیدائش
کا یہی وقت ہے جو بچہ مکہ میں پیدا ہوتا تھا اس کا حال ضرور ہی دریافت کرتا تھا جب
آپ پیدا ہوئے تو صبح کو عبدالمطلب عیص کے پاس گئے اور آواز دی اس نے سر نکال
کر دیکھا اور کہا کہ اے عبدالمطلب تو اس بچہ کا مربی بن جا جس بچہ کی پیدائش کی میں تم
کو خبر دیتا تھا وہ پیر کے دن پیدا ہو چکا ہے اور پیر کے دن وہ نبی ہوگا اور پیر کے دن اس
کی وفات ہوگی عبدالمطلب نے کہا کہ آج ایک بچہ صبح کو میرے پیدا ہوا ہے عیص نے
پوچھا کہ آپ نے اس کا کیا نام رکھا عبدالمطلب نے کہا کہ محمد عیص نے کہا کہ قسم ہے
اللہ کی میری آرزو تھی کہ اے اہل بیت یہ بچہ تم میں ایسی تین خصلتوں پر کہ جن کو میں
جانتا ہوں پیدا ہو۔ سو وہ بچہ انہیں خصلتوں پر پیدا ہوا ہے ان میں سے ایک یہ ہے کہ
اس کا ستارہ شب گذشتہ میں طلوع ہوا دوسرے یہ کہ وہ آج پیدا ہوا اور تیسرے یہ کہ نام
اس کا محمد ہے۔ روایت کیا اس کو ابو جعفر بن ابی شیبہ نے۔

منجملہ آپ کی عجائبات ولادت یہ امر ہے کہ عروہ بن زبیر سے روضۃ الاحباب

میں روایت ہے کہ قریش کے بت خانہ میں ایک بت تھا کہ ہر سال ایک بار اس کے پاس اعتکاف کرتے تھے قربانی کرتے تھے اور شراب پیتے تھے اور دعوتیں کرتے تھے اور اس دن کو عید جانتے تھے ان ایام میں جب اس بت کے پاس گئے اس کو سر کے بل گرا پایا قریش کو تعجب ہوا اور اس کو اٹھا کر سیدھا قائم کیا ایک ساعت کے بعد پھر گر گیا پھر اٹھایا بعد ایک ساعت کے پھر سر کے بل گر گیا جب اس بت کا یہ حال ہوا قریش کو سخت ملال ہوا پھر اس کو اٹھا کر خوب مضبوط قائم کیا اس بت کے اندر سے آواز آئی کہ کوئی شخص کہہ رہا ہے۔ ابیات

تردی بمولود اضاءت بنوره
جمیع فجاج الارض بالشرق والغرب

خرتله الاوثان طرا وارعدت
قلوب ملوك الارض جمعا من الرعب

یعنی یہ بت بباعث ایک مولود کے سر کے بل گر گیا ہے کہ جس کے نور سے تمام زمین کے راستے مشرق سے مغرب تک روشن ہو گئے اور تمام بت سر کے بل گر گئے اور بادشاہوں کے دل اس کے رعب سے پُرخوف ہوئے اور لرز گئے اس روایت کو صاحب مدارج نے بھی لکھا ہے روایت[1] ہے کہ زید بن عمر بن نفیل اور ورقہ بن نوفل نجاشی بادشاہ کے پاس آئے اس نے کچھ حال حضرت عبداللہ[2] کا دریافت کیا انہوں نے کہا کہ اس نے آمنہ سے نکاح کر لیا ہے اور اس کو حاملہ چھوڑا ہے نجاشی نے پوچھا کہ بچہ پیدا ہو چکا ہے یا نہیں ورقہ نے کہا کہ اے بادشاہ میں ایک شب اپنے بت کے پاس تھا اس کے شکم میں سے یہ آواز آئی۔

(۱) یہ روایت درمنظم میں بھی ہے (۲) کنایۃ

ولد النبی فذلت الاملاك
ونای الضلال وادبر الاشراك

یعنی پیدا ہوئے نبی اور ذلیل ہوئے بادشاہ اور دور ہوئی گمراہی اور جاتا رہا شرک اور پھر وہ بت سر کے بل گر گیا اور زید نے کہا کہ میں اسی رات کو جبل ابوقبیس پر تھا ایک شخص کہ جس کے دو بازو سبز تھے آسمان سے اترتا نظر آیا اور جبل ابوقبیس پر کھڑا ہو کر اس نے مکہ کو دیکھا اور کہا ذَلَّ الشَّيْطَانُ وَبَطَلَتِ الْاَوْثَانُ وَلَدَ الْاَمِيْنُ یعنی ذلیل ہوا شیطان اور باطل ہوئے بت اور پیدا ہوئے امین اور زید نے منجملہ اور بیان کے یہ بھی کہا کہ پھر وہ شخص خانہ کعبہ پر آیا اس نے بتوں کی طرف اشارہ کیا وہ تمام سر کے بل گر گئے نجاشی نے کہا کہ میں بھی اس رات میں ایک موقع پر سوتا تھا میں نے دیکھا کہ ایک سرزمین سے نکلا نجاشی نے منجملہ اور باتوں کے کہ سر نے کہیں تھیں یہ بیان کیا اس سر نے یہ بھی کہا کہ وَلَدَ النَّبِيُّ الْاُمِّيُّ مَنْ اَجَابَهُ سَعِدَ وَمَنْ اَبَاهُ عَنَدَ یعنی پیدا ہوئے نبی امی جس نے ان کا کہنا مانا سعید ہوا اور جس نے انکار کیا شقی ہوا پھر وہ سرزمین میں داخل ہو گیا۔

انوار محمدیہ میں لکھا ہے کہ آپ کی پیدائش کے باعث آسمانوں کی شہاب ثاقب سے زیادہ حفاظت ہونے لگی اور کمین گاہ شیاطین کی قطع کی گئی یعنی آسمان سے شیطان کچھ باتیں چرا لاتے تھے اب وہ بات نہ رہی روضۃ الاحباب میں لکھا ہے کہ جب آپ پیدا ہوئے شیطان معہ اپنی ذریات کے قید کیا گیا اس نے بڑا فریاد و نالہ کیا الخ اکثر ارباب سیر نے لکھا ہے کہ آپ کی پیدائش کی برکت سے رود خانہ ساوہ کا پانی جو عرصہ دراز سے خشک ہو گیا تھا جاری ہو گیا اور دریاچہ طبریہ خشک ہو گیا اور نوشیرواں بادشاہ کے محل کو سخت زلزلہ آیا اور چودہ کنگورے گر گئے اور فارس کی آگ جو ہزار سال سے روشن تھی اور جس کو پارسی پوجا کرتے تھے بجھ گئی اور موبدان نے جو نوشیراں کے شہر کا قاضی تھا

ایک خواب دیکھا کہ چند اونٹ سرکش عربی گھوڑوں کو کھینچتے ہوئے لاتے ہیں حتی کہ نہر دجلہ کے پار اتر گئے اور بلاد فارس میں پھیل گئے جب ان تمام امور کی روبکاری نوشیرواں کے حضور میں ہوئی اس کو نہایت تردد ہوا اور گھبرایا اور عبدالمسیح کاہن کو طلب کیا اور کل حال اس کو سنایا مگر وہ بھی بھید نہ پایا آخر عبدالمسیح نے کہا کہ سوائے میرے ماموں سطیح کے اور کوئی یہ عقدہ حل نہیں کر سکتا چوں کہ ملک شام اس کا مقام تھا اس لیے عبدالمسیح سطیح کے پاس آیا اور سلام کیا مگر اس نے کچھ جواب نہ دیا کیوں کہ وہ اس وقت نزع کی حالت میں تھا پھر عبدالمسیح نے چند شعر پڑھے کہ جن میں کا ایک یہ ہے۔

اَتَاكَ شَيْخُ الْحَيِّ مِنْ اٰلِ سُنَنٍ
وَاُمُّهٗ مِنْ اٰلِ ذِئْبِ بْنِ حَجَنٍ

یعنی تیرے پاس ایک شیخ قبیلہ حی کا کہ جو آل سنن سے ہے اور اس کی والدہ آل زیب بن حجن سے ہے آیا ہے یعنی تیرے پاس تیرا ایک عزیز آیا ہے جب اس نے یہ آواز سنی کہنے لگا عبدالمسیح جاء الی سطیح علی جمل طلیح فقد اوفی علی الضریح بعثك ملك بنی ساسان لا رتجاج الایوان وخمود النیران ورویا الموبدان رای ابلا صعابا تقود خیلا اعرابا قد قطعت دجلة وانتشرت فی بلادها یا عبدالمسیح اذا ظهرت التلاوة وبعث صاحب الهراوة وفاض واد السماوه وغاضت بحیرة ساوه وخمدت نار فارس فلم یكن بابل للفرس مقاما ولا الشام للسطیح مناما یملك منهم ملوك وملكات علی عدد الشروات۔

ترجمہ عبدالمسیح سطیح کے پاس ایک درماندہ اونٹنی پر ایسی حالت میں آیا کہ سطیح موت کے قریب پہنچا تجھ کو بادشاہ بنی ساسان یعنی نوشیرواں نے بھیجا ہے بوجہ آنے زلزلہ محل اور بجھ جانے آگ فارس اور بوجہ دیکھنے خواب موبدان کے کہ دیکھے اس نے سرکش

اونٹ کہ وہ عربی گھوڑوں کو کھینچتے ہیں یہاں تک کہ دجلہ سے اتر آئے اور فارس میں پھیل گئے ہیں اے عبدالمسیح جس وقت کلام اللہ شریف کی تلاوت ظاہر ہو اور مبعوث ہو صاحب عصا یعنی محمد رسول اللہ ﷺ اور جاری ہوئے رودخانہ ساوہ اور خشک ہو جائے دریاچہ ساوہ اور بجھ جائے آگ فارس کی اس وقت بابل بادشاہان فارس کا مقام نہ ہوگا اور ملک شام سطیح کا منام نہ ہوگا یعنی شاہان فارس کی سلطنت جاتی رہے گی اور سطیح کو موت آ جائے گی مرد اور عورتوں سے کنگروں کی تعداد کے موافق اور بادشاہ ہوں گے یعنی چودہ اور پھر طرح طرح کے شدائد اور شدنی امور پیش آئیں گے عبدالمسیح نے کہا کہ سطیح کے جب یہ کلام تمام ہوئے اسی وقت مر گیا عبدالمسیح نے کل حال آ کر نوشیرواں سے عرض کیا نوشیرواں نے کہا کہ چودہ بادشاہوں کو ایک زمانہ چاہیے مگر تقدیر الٰہی سے غافل تھا کہ بہت قلیل زمانہ میں سلطنت کا اختتام اور یہ ملک زیر حکومت اسلام ہوگا۔

ف۔ آخر بادشاہ یزدجرد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شروع خلافت میں کہ سن اکتیس[1] ہجری تھا مارا گیا اور فارسیوں کی سلطنت جاتی رہی غرضیکہ آپ کی ولادت باسعادت پیر کے دن ہوئی اس لیے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ[2] فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ پیر کے دن پیدا ہوئے اور پیر کے دن آپ نبی ہوئے اور پیر کے دن مکہ سے ہجرت فرمائی اور پیر کے دن مدینہ طیبہ میں داخل ہوئے اور پیر کے دن حجر اسود اٹھایا گیا اور پیر کے دن مکہ فتح ہوا اور پیر کے دن سورہ مائدہ نازل ہوئی اور شیخ نے مدارج میں مسلم شریف سے روایت لکھی ہے کہ آنحضرت ﷺ پیر کے دن روزہ رکھتے تھے آپ سے اس روزہ کا حال دریافت کیا گیا آپ نے فرمایا کہ میں پیر کے دن پیدا ہوا اور پیر کے دن مجھ پر وحی نازل ہوئی۔

ف۔ بعض شراح حدیث نے لکھا ہے فَاَصُوْمُ شُكْرًا لِهٰذِهِ النِّعْمَتَيْنِ یعنی روزہ

(۱) روضۃ الاحباب (۲) انوار محمدیہ

میں ان دونوں نعمتوں کے شکریہ میں رکھتا ہوں بہر نوع یوم ولادت کی فضیلت زیادہ ہے کیوں کہ اللہ تعالیٰ والضحیٰ فرماتا ہے یعنی قسم ہے یوم ولادت کی چنانچہ شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے بعض مفسرین سے فتح العزیز میں یہ بھی نقل فرمایا ہے اکابر علماء کے نزدیک لیلۃ القدر سے اس رات کی فضیلت زیادہ ہے کہ جس کی صبح کے وقت آپ پیدا ہوئے کیونکہ شب قدر کی فضیلت بوجہ نزول ملائکہ ہے اور شب ولادت میں آپ خود تشریف لائے ماثبت بالسنۃ میں اور بھی وجوہ مذکور ہیں مدارج وغیرہ میں لکھا ہے کہ ثُوَیبہ ابولہب کی لونڈی نے ابولہب کو خوشخبری سنائی کہ تمہارے بھائی عبداللہ کے بچہ پیدا ہوا ہے ابولہب نے اس کو آزاد کیا اور کہا کہ جا اس بچہ کو دودھ پلا انوار محمدیہ اور ماثبت بالسنۃ وغیرہ میں لکھا ہے کہ ابولہب بعد مرنے کے خواب میں دیکھا گیا اس سے پوچھا کہ تیرا کیا حال ہے اس نے کہا کہ میں آگ میں ہوں مگر جب پیر کی رات آتی ہے عذاب میں کمی کی جاتی ہے اور اپنی دونوں انگشت کے سر کی طرف اشارہ کیا کہ میں ان سے پانی چوس لیتا ہوں اور یہ تخفیف عذاب اس لیے ہے کہ میں نے ثویبہ کو جب اس نے مجھ کو آپ کی ولادت کی خوشخبری سنائی تھی آزاد کیا تھا اور اس نے آپ کو دودھ پلایا تھا۔

ف۔ یہ خواب رسول اللہ ﷺ کے چچا عباس نے دیکھا تھا اور شیخ نے مدارج میں ارقام فرمایا ہے کہ اس روایت سے مولود کرنے والوں کو سند ہے کہ شب ولادت آنحضرت ﷺ میں خوش ہوں اور مال خرچ کریں ابن جزری رحمۃ اللہ علیہ جو حافظ حدیث اور عالم متبحر تھے فرماتے ہیں کہ جب ابولہب جیسے کافر کو کہ جس کی مذمت میں کلام اللہ شریف نازل ہوا ہے دوزخ میں اس بات کا معاوضہ دیا گیا ہو کہ رسول اللہ ﷺ کی پیدائش کی شب میں خوش ہوا تھا پھر آنحضرت ﷺ کی امت کے مسلمانوں کا حال دیکھنا چاہیے کہ حضرت کی پیدائش سے خوش ہوتے ہیں اور آپ کی محبت میں جو کچھ بہم پہنچتا ہے خرچ کرتے ہیں قسم ہے اپنی جان کی کہ اللہ کریم کی طرف سے سو اس کے اس

کی اور کچھ خبر نہیں کہ اللہ تعالیٰ اس کو اپنے فضل عمیم سے جنات نعیم میں داخل کرے اور اہل اسلام نبی ﷺ کی پیدائش کے مہینے میں ہمیشہ محفلیں کرتے ہیں اور کھانے پکاتے ہیں اس مہینے کی راتوں میں طرح طرح کے صدقات دیتے ہیں اور خوشیاں مناتے ہیں اور نیک کام زیادہ کرتے ہیں اور مولود شریف پڑھنے کا اہتمام کرتے ہیں اور مولود شریف کے باعث اللہ تعالیٰ کا فضل عمیم ان پر ظاہر ہوتا ہے عمل مولود کا مجرب خاصہ ہے کہ سال بھر امن وامان سے گزرتا ہے اور یہ مبارک عمل حاجت روائی اور مقصود برآری کی بشارت ہے اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم فرمائے کہ جس نے ماہ ولادت کی مبارک راتوں کو عید بنائی یعنی مولود شریف پڑھا اور خوشیاں منائی۔

ابن جزری نے یوں کیا ارشاد
مستحب ہے یہ محفلِ میلاد

جو کرے مولد رسول کریم
پائے گا حق سے وہ ریاضِ نعیم

ہوئے مولود کا جہاں پہ بیان
ہوتا ہے سال بھر وہاں پہ امان

یہ سمجھ لو کہ مجلسِ میلاد
ہے بشارت برائے نیلِ مراد

رحم اس پر کرے خدائے وحید
جس نے مولد کی شب بنائی عید

ماہِ میلاد جب کہ آتا ہے
نور اطراف میں سماتا ہے

محفل مولدِ نبی کریم
کرتے ہیں عاشقاں بصد تعظیم

قاری پڑھتا ہے آپ کی تعریف
پڑھتے ہیں سامعین درود شریف

طیبِ خاطر سے آگے اہلِ دل
مولدِ مصطفیٰ میں ہیں شامل

عشقِ احمد جو پاتے ہیں دل میں
سر کے بل آتے ہیں وہ محفل میں

قدسی ہر دم کہیں بصد تعظیم
کہ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم

مومنو با ادب بصد اکرام
تم بھی پڑھتے رہو درود و سلام

اے امام رُسل سلامٌ علیک
رہنمائے سُبل سلامٌ علیک

اور ظاہر ہے کہ محفل میلاد میں آپ کی تعظیم وتوقیر کی جاتی ہے کہ جس کیلیے ہم اللہ تعالیٰ کی جناب سے مامور ہوئے ہیں وتعزروہ وتوقروہ یعنی مدد کرو رسول کی اور توقیر کرو ان کی اور صاحب معالم نے یہ ضمیریں آنحضرت ﷺ کی طرف رجوع کی ہیں اور حدیث میں آیا ہے یعنی آپ نے بیان فرمایا ہے لیس منا من لم یوقر کبیرنا یعنی وہ شخص ہم میں سے نہیں ہے جو اپنے بزرگ کی توقیر نہ کرے پھر آپ سے زیادہ کون بزرگ اور قابل توقیر ہے۔

اور کلام اللہ شریف میں ہے ومن یعظم شعائر اللہ فانھا من تقوی

القلوب یعنی جو شخص اللہ کی نشانیوں کی تعظیم کرے تو یہ تعظیم دینا دلوں کی پرہیزگاری سے ہے اور آپ اللہ کی نشانیوں میں سے افضل واکمل ہیں اور آپ کی تعظیم جیسے حیات میں تھی ویسے ہی بعد وفات واجب ہے جیسا کہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے تحقیق فرمایا ہے صاحب تفسیر روح البیان نے لکھا ہے ومن تعظیمه صلی اللّٰه علیه وسلم عمل المولود یعنی حضرت کی تعظیم میں یہ بات بھی داخل ہے کہ آدمی مولود شریف کیا کرے اور ذکر مولد شریف خاص زمانہ حضرت ﷺ میں آپ کے روبرو ہوا چنانچہ حضرت عباس نے مجمع میں آپ کے سامنے چند اشعار کہ جن میں بالا جمال شروع سے ظہور پیدائش تک کا حال تھا پڑھے اور شرح مواہب میں وہ اشعار موجود ہیں اور جناب سرور عالم ﷺ حضرت حسان کیلیے منبر مسجد میں رکھتے تھے اور حضرت حسان اوپر کھڑے ہوکر آپ کے فضائل بیان کیا کرتے تھے اور آپ نے فرمایا ان اللہ یوید الحسان بروح القدس الخ یعنی اللہ تعالیٰ حسان کی جبرئیل علیہ السلام کے ذریعے سے مدد کرتا ہے اور حضور ﷺ نے خود مجمع اصحاب کبار میں اپنے فضائل منبر پر چڑھ کر بیان فرمائے ہیں جیسا کہ ابن عباس اور حضرت عباس رضی اللہ عنہما سے مشکوٰۃ شریف میں روایتیں موجود ہیں غرض کہ یہ محفل ہر طرح سے موجب برکت اور باعث رحمت ہے اور شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فیوض الحرمین میں مجلس میلاد میں جو مولد النبی میں منعقد تھے۔ انوار کا ملاحظہ فرمانا تحریر کیا ہے اور حافظ ابوشامہ امام نووی شارح مسلم کے استاد نے فرمایا ہے کہ ہمارے زمانہ میں یہ عمدہ بات جاری ہے کہ اہل اسلام میلاد شریف کے روز اظہار سرور وزینت کرتے ہیں صدقات اور خیرات کی کثرت کرتے ہیں اور اللہ نے جو ہم پر اپنا پیغمبر بھیج کر احسان کیا ہے روز میلاد کی خوشی کرنے میں اس کا شکریہ ادا ہوتا ہے۔

اور شیخ موسیٰ زرہونی نے آنحضرت ﷺ کو خواب میں دیکھا اور مولد شریف

کے بارے میں جو قول فقہاء ہے وہ عرض کیا آپ نے فرمایا مَنْ فَرِحَ بِنَا فَرِحْنَا بِہٖ یعنی
جو شخص ہم سے خوش ہوتا ہے ہم اس سے خوش ہوتے ہیں اور واقعی انعقاد محفل کا عین
منشاء آپ کی ولادت پر فرحت و سرور کرنا ہے اہل دل اور صاحب نسبت لوگ تو اس
مبارک عمل سے جو کچھ فیوض باطنی حاصل کرتے ہیں اور کر رہے ہیں اور کریں گے وہ تو
فوز عظیم اور فتوح غیبی ہے کہ ہر شخص کو اس کا جاننا یا اس سے فیضیاب ہونا دشوار ہے مگر ذکر
محبوب کرنے و سننے سے تو ہم جیسے بھی کم ظرف اور بے مایہ آدمی ثواب سے محروم نہیں
رہتے الّا نیت بخیر ہونی چاہیے اور علماء سلف نے بلاد دور و دراز مثل حرمین شریفین اور یمن
وشام واندلس وغیرہ میں اس محفل مبارک کے استحباب پر فتوی دیا ہے اور آج تک عالم
میں برابر یہ مبارک عمل متوارث چلا آیا ہے اور ان شاء اللہ تعالیٰ قیامت تک رہے گا اور
ہزار ہا علماء فضلاء اور صلحاء اس محفل مبارک میں شریک ہوتے تھے اور ہوتے ہیں اور اس
کے استحسان کے قائل ہیں مَا رَاٰہُ الْمُسْلِمُوْنَ حَسَنًا فَھُوَ عِنْدَاللّٰہِ حَسَنٌ یہ حدیث ہے
یعنی جس چیز کو مسلمان اچھا سمجھتے ہیں وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھی ہے۔ الّا انعقاد مجلس
بہیئت مروجہ مخصوصہ کو علماء نے بدعت حسنہ کہا ہے اور اصل تحقیق اس کی کتاب واقع
الاوہام اور انوار ساطعہ سے جو جناب مولانا عبدالسمیع بیدل کی تصنیف ہیں دیکھنے
چاہیے۔ حضرت مرشدی ومولائی جناب الحافظ الحاج محمد امداد اللہ عم فیوضہم نے بندہ سے
خاص مکہ شریف میں بیان فرمایا کہ کتاب انوار ساطعہ مؤلف ممدوح نے نہایت مقبول
لکھی ہے اور حضرت مرشدی سلمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسالہ فیصلہ ہفت مسئلہ میں مختصر اور
جامع طور پر اس مسئلہ کا فیصلہ فرمادیا ہے جزاھم اللہ جزاء حسناً اور یہ بات یاد رکھنے
کے قابل ہے کہ اگر کوئی مفتی عالی قدر متدین اس محفل مبارک کے عدم انعقاد پر فتوی
دے تو اس پر طعن نہ کرنا چاہیے اور ہر ذی علم کی محبت دل میں رکھنی چاہیے علماء سے بدگمانی
فعل شنیعہ ہے عالموں کی شان ارفع اور ان کا مرتبہ بلند ہے اور اس اختلاف کو اختلاف

فروعی جاننا چاہیے۔ علماء کا اختلاف رحمت ہوتا ہے۔

بیان رضاعت آنحضرت ﷺ

شیخ نے مدارج میں ارقام فرمایا ہے کہ آپ نے اپنی والدہ کا سات روز دودھ
نوش فرمایا اور نو روز کی بھی ایک روایت ہے اور چند روز ثویبہ نے آپ کو دودھ پلایا
اور دودھ پلانے میں حلیمہ سعدیہ نے زیادہ شہرت پائی ہے ہر چند کہ حلیمہ سعدیہ کا مفصل
بیان ذرا دشوار ہے اور جو عجائبات اس کو نمودار ہوئے ہیں کل کا ضبط کرنا مشکل ہے
لہذا چند روایات انوار محمدیہ وما ثبت بالسنۃ اور مدارج اور روضۃ الاحباب وغیرہ سے بطور
خلاصہ لکھتا ہوں۔ مجاہد نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ ایک فرشتہ نے آسمان میں
ندا دی کہ یہ محمد سیّد الانبیاء ہیں کیا خوش نصیبی ہے اس پستان کی جوان کو دودھ پلائے۔
پس جنات اور تمام جانور جھگڑنے لگے جنات نے کہا کہ اس خدمت کیلیے ہم سزاوار
ہیں۔ جانوروں نے کہا ہم مستحق اور امیدوار ہیں غیب سے آواز آئی کہ تم مت جھگڑو کہ
اللہ نے یہ نعمت اور سعادت انسانوں میں خاص حلیمہ سعدیہ کو عنایت فرمائی ہے[1] حلیمہ
کہتی ہیں کہ ہماری حالت فاقہ سے سخت خراب تھی اور تین تین روز ہم کو کھانا میسر نہیں
آتا تھا نہ زمین پر سبزہ کا نمود تھا اور نہ میری اونٹنی کے تھنوں میں دودھ تھا نہ دل کو تاب
نہ شب کو خواب عسرت اور سختی سے نہایت اضطراب تھا مگر میں ہر حالت میں خداوند
تعالیٰ کا شکر کرتی تھی ایک روز میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص نے مجھ کو دودھ
سے زیادہ سفید پانی کے دریا میں کھڑا کیا اور کہا کہ خوب سیر ہو کر پی لے تاکہ تیرا دودھ
زیادہ ہو جائے اور مجھ کو اس نے اس دریا میں نہلا دیا۔ میں اس میں سے پیتی تھی اور
وہ رغبت دلاتا تھا اس کا پانی بخدا شہد سے زیادہ شیریں تھا۔ اس شخص نے کہا کہ تو مجھ کو
پہچانتی ہے کہ میں کون ہوں میں نے کہا میں تم کو نہیں جانتی ہوں۔ اس نے کہا کہ میں

(۱) یہ کل مضمون روضۃ الاحباب کا ہے

تیرا وہ شکر ہوں کہ جو حالت تنگی اور فاقہ میں کرتی ہے اے حلیمہ تجھ کو لازم ہے کہ تو مکہ جائے تا کہ تیرے لیے روزی کشادہ ہو اور مکہ سے ایک چمکتا ہوا نور اپنے ہمراہ لے آ اور اپنا حال کسی سے بیان نہ کرنا حلیمہ کہتی ہیں کہ جب میں جاگ اٹھی تو وہ بھوک اور اضطرابی بالکل بھی نہیں تھی اور میری چھاتیاں پُر شیر تھیں اور میرے اہل قبیلہ نہایت تعجب کرتے تھے کہ اے حلیمہ کل تو لاغر تھی اور تیرے چہرہ کا رنگ فق ہوا تھا اور آج بادشاہ زادی سی معلوم ہوتی ہے۔ حلیمہ کہتی ہے جب کہ قوم کی عورتوں نے دودھ پلانے کیلیے بچوں کو مکہ سے لانے کا ارادہ کیا اور مکہ روانہ ہوئیں تو میں بھی ان کے ہمراہ تھی راستہ میں ایک غیب سے آواز آئی کہ ہوشیار ہو اللہ عزوجل نے اس سال میں ایک بچہ کی برکت سے کہ وہ قریش میں پیدا ہوا ہے عورتوں پر حرام کیا ہے کہ وہ لڑکیاں جنیں اور وہ بچہ دن کا آفتاب اور رات کا چاند ہے کیا اچھی ہیں وہ پستان کہ جو اس کو دودھ پلائیں گی اے بنی سعد کی عورتو جلدی چلو تا کہ وہ دولت میسر ہو جب عورتوں نے یہ آواز سنی مکہ کی طرف جلدی سے چلنے لگیں چوں کہ میرا دراز گوش دبلا اور لاغر تھا اس لیے میں پیچھے رہ گئی ہر چند میں اس کو چلاتی تھی مگر وہ راستہ نہیں چل سکتا تھا میں اپنے داہنے اور بائیں سے آواز سنتی تھی کہ غیب سے کوئی شخص کہتا ہے ھنیئا لک یا حلیمہ یعنی خوشخبری اور مبارکبادی ہے تیرے لیے اے حلیمہ اسی اثناء میں ایک شخص ایک شگاف سے ظاہر ہوا اس کے ہاتھ میں ایک نورانی چابک تھا اس نے ایک ہاتھ دراز گوش کے شکم پر مارا اور کہا کہ اے حلیمہ خداوند تعالیٰ نے تیرے پاس بشارت بھیجی ہے اور مجھ کو حکم دیا ہے کہ سرکش شیاطین کو تجھ سے دفع کروں اور تیری نگہبانی کروں۔ حلیمہ کہتی ہے کہ جب مکہ سے چھ کوس پر ہم نے قیام کیا۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک درخت سرسبز میرے سر پر سایہ کیے ہوئے ہے اور ایک درخت خرما میں نے دیکھا کہ اس پر بہت سے پختہ چھوہارے لگے ہوئے ہیں اور تمام عورتیں برادری کی میرے گرد ہیں اور کہتی ہیں کہ

اے حلیمہ سعدیہ تو ہماری سردار اور ملکہ ہے اس درخت سے ایک چھوارہ میری گود میں گرا میں نے اٹھا کر کھایا شہد سے زیادہ شیریں تھا ایک مدت تک اس کا مزا میری مذاق سے نہیں گیا میں نے یہ خواب کسی سے نہ بیان کیا الحاصل سب عورتیں[1] مکہ میں داخل ہوئیں سب عورتوں نے اور بچوں کو دودھ پلانے کیلیے لیا اور حضرت کو یتیم سمجھ کر کسی نے قبول نہیں کیا میں نے اپنے شوہر سے کہا کہ یہ بات خوب نہیں کہ ہم مکہ سے خالی جائیں اور کسی بچہ کو ساتھ نہ لے جائیں اسی عرصہ[2] میں ایک شخص عظیم الشان آیا اور اس نے کہا کہ اے عورتو تم میں کوئی عورت ایسی بھی ہے کہ جس کے پاس دودھ پلانے کیلیے کوئی بچہ نہیں۔ میں نے پوچھا کہ یہ شخص کون ہیں معلوم ہوا عبدالمطلب ہیں میں ان کے پاس گئی اور عرض کیا کہ میں ہوں۔ انہوں نے پوچھا کہ تیرا کیا نام ہے میں نے کہا کہ حلیمہ سعدیہ آپ نے فرمایا واہ واہ تجھ میں دونوں خصلتیں اچھی ہیں ایک حلم دوسری سعادت چل میرے بچہ کو تو دودھ پلا چونکہ عبدالمطلب[3] نے جس وقت حلیمہ سعدیہ مکہ میں داخل ہوئی تھی غیب سے یہ آواز سنی تھی کہ آمنہ کا فرزند محمد تمام عالم سے بہتر اور سب اچھوں سے برگزیدہ ہے اس کو دودھ پلانے کیلیے سوائے حلیمہ سعدیہ کے اور کسی عورت کو سپرد نہ کرنا وہ بڑی امانتدار پرہیزگار ہے اس لیے عبدالمطلب کو حلیمہ سعدیہ کی تلاش تھی اس کو اپنے گھر لے گئے جب حلیمہ آپ کے دولت خانہ پر پہنچی تو آپ ایک سبز[4] حریر پر سفید صوف میں لپٹے ہوئے استراحت فرما رہے تھے اور آپ کے بدن سے مشک کی خوشبو آتی تھی۔ حلیمہ کہتی[5] ہیں کہ مجھ کو یہ الہام ہوا کہ اے حلیمہ اگر محمد کو ترک کرے گی تو ہرگز فلاح نہ پائے گی۔ آپ کے حسن و جمال پر مجھ کو پیار آیا اور آپ کے سینے مبارک پر ہاتھ رکھ کر آپ کو جگانا چاہا۔ حضور نے مجھ کو دیکھا اور مسکرائے آپ کی

(۱) مدارج النبوۃ (۲) روضۃ الاحباب وغیرہ (۳) اس روایت کو مولانا نے راحت القلوب میں درج فرمایا ہے (۴) مدارج النبوۃ (۵) روضۃ الاحباب

مبارک آنکھوں سے ایسا نور نکلا کہ زمین سے آسمان تک بلند ہو گیا میں نے اپنی گود میں بٹھایا اور داہنی چھاتی کا دودھ پلایا ہر چند کہ میں نے بائیں چھاتی کا دودھ پلانا چاہا مگر آپ نے تناول نہ فرمایا حضرت ابن[1] عباس فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بچپن ہی میں عدالت و انصاف کا الہام فرمایا تھا کہ آپ نے جان لیا کہ حلیمہ کا شیر خوار بچہ اس دودھ میں میرا شریک ہے اس لیے آپ نے ایک طرف کا دودھ نوش فرمایا اور دوسری طرف کا برادر رضاعی کیلیے چھوڑ دیا۔ حضرت آمنہ[2] نے فرمایا کہ اے حلیمہ مجھ کو تیس رات تک یہ آواز آئی کہ اپنے بیٹے محمد کو قبیلہ بنی سعد میں کہ جس کو ابو ذویب سے نسبت ہو پرورش کراؤ حلیمہ نے کہا کہ اے آمنہ میرا خاوند بھی ابو ذویب ہے اور میرا باپ بھی ابو ذویب ہے تیرا خواب بیشک سچا ہے حلیمہ کہتی ہے کہ[3] میں حضرت کو اپنی اقامت گاہ میں لائی اور اپنے خاوند کو کل کیفیت سنائی میرا شوہر آپ ﷺ کے حسن و جمال پر عاشق ہوا سجدۂ شکر بجالایا آپ کی برکت سے اپنی اونٹنی کے تھنوں کو باوجودیکہ اس کا دودھ خشک ہو گیا تھا خوب پُر شیر پایا ہم نے خوب سیر ہو کر دودھ پیا اور رات میں خوب آرام سے خواب کیا آپ ہمارے پاس چند یوم مکہ میں رہے۔ میں[4] نے ایک شب اچانک دیکھا کہ ایک شخص سبز پوش آپ کے سر کی طرف کھڑا ہے اور ایک نور نے آپ کو گھیر رکھا ہے۔ میں نے اپنے شوہر سے کہا کہ ہوشیار ہو کہ یہ کیا ماجرا ہے اس نے کہا چپ رہنا یہ بات ہرگز کسی سے نہ کہنا جب سے یہ بچہ پیدا ہوا ہے علماء یہود کا خور و نوش اور چین و آرام گیا ہے۔ حلیمہ کہتی ہے کہ جب میں آپ کو بت خانہ کے پاس لے کر گئی تمام بت سجدہ میں گر پڑے پھر جب میں آپ کو حجر اسود کا بوسہ دلانے لے گئی تب حجر اسود اپنی جگہ سے اُکھڑا اور اُڑ کر آپ کے منہ سے آ لگا یہ حال میں نے اپنے شوہر سے کہا اس نے جواب دیا کہ اے حلیمہ کیا میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ یہ لڑکا بڑی برکت

(۱) مدارج النبوۃ (۲) مدارج النبوۃ (۳) روضۃ الاحباب (۴) مدارج النبوۃ وغیرہ

اور بزرگی والا ہے حلیمہ کہتی ہے کہ میں جناب آمنہ سے رخصت ہوئی اور آپ کو اپنے سامنے دراز گوش پر بٹھایا وہ خوب چست ہو کر چلنے لگا جب بیت اللہ شریف کے قریب آیا تب دراز گوش نے تین سجدے کیے پھر ایسا تیز چلا کہ تمام قوم کی سواریوں سے آگے بڑھ گیا اور ساتھ والی عورتوں نے پوچھا کہ اے حلیمہ کیا یہ وہی دراز گوش ہے کہ جو پہلے چل نہیں سکتا تھا حلیمہ نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی یہ وہی دراز گوش ہے اللہ تعالیٰ نے اس لڑکے کی برکت سے اس کو قوی کیا سب عورتیں حیران تھیں اور تعجب سے کہتی تھیں کہ اس کی بڑی شان ہے حلیمہ کہتی ہے کہ میں سنتی تھی دراز گوش کہتا تھا کہ قسم ہے خدا کی میری بڑی شان ہے میں مردہ تھا اللہ تعالیٰ نے مجھ کو زندہ کیا لاغر تھا توانا کیا اے عورتو مجھ کو تم پر تعجب ہے کہ تم غفلت میں ہو نہیں جانتی کہ میری پشت پر کون سوار ہے میری پشت پر سیّد المرسلین خیر الاوّلین والآخرین حبیب رب العٰلمین ہے حلیمہ کہتی ہے کہ میں اپنے داہنے بائیں سے سنتی تھی کہ کوئی کہتا ہے کہ اے حلیمہ تو غنی ہوئی اور بنی سعد کی عورتوں سے بزرگ تر ہوئی جس بکریوں کے گلہ پر میں گزرتی تھی بکریاں آتی تھیں اور یہ بشارت سناتی تھیں کہ اے حلیمہ جس کو تو دودھ پلاتی ہے وہ محمد زمین و آسمان کے پروردگار کا رسول ہے تمام اولاد آدم میں بہتر یعنی سب سے مقبول ہے حلیمہ[1] کہتی ہیں کہ راستہ میں ایک بوڑھا سا آدمی کھڑا تھا آپ کو دیکھ کر کہنے لگا کہ بیشک یہ صاحبزادہ نبی آخر الزماں ہے اور وادی سدرہ میں حبش کے عالموں کا قافلہ اتر رہا تھا آپ کو دیکھ کر سب نے کہا کہ بیشک یہ لڑکا خاتم المرسلین ہے اور وادی ہوازن میں ایک بوڑھے شخص نے آپ کو دیکھ کر فرمایا کہ بیشک یہی خاتم الانبیاء ہے اس کے پیدا ہونے کی عیسیٰ علیہ السلام نے خبر دی تھی ایک جگہ[2] چالیس نصرانی زہر کی بجھی ہوئی تلواریں لیے ہوئے آپ کا تذکرہ کر رہے تھے یکا یک ان کے سردار نے حضرت کو دیکھ کر کہا کہ اے لوگو ہم اسی بچہ کی تلاش میں آئے

(۱) مولانا سلامت اللہ صاحب نے ان روایات کو اخذ کیا ہے (۲) یہ روایت نزہۃ المجالس میں ہے

تھے جلدی سے اسے قتل کرو تب میں نے کہا وا محمداہ آپ نے آنکھیں کھولیں اور آسمان
کی طرف دیکھا اسی وقت ان لوگوں پر آگ برسنے لگی اور وہ جل کر مر گئے تب میرے
شوہر نے کہا کہ بیشک یہ صاحبزادہ بڑی برکت والا ہوگا۔[۱] حلیمہ کہتی ہے جس منزل میں
آئے اللہ تعالیٰ نے اس کو سرسبز وشاداب فرمائی جب میں بنی سعد میں آئی وہاں کی زمین
سب سے زیادہ خشک اور ویران پائی میری بکریاں جنگل سے سیر شکم اور ان کے تھن
دودھ سے بھرے ہوئے آتے تھے ہم اچھی طرح پی کر سیر ہو جاتے تھے میری سب
بکریوں نے بچے دیئے اور ہم کو خیر وبرکت حاصل ہوئی تمام قوم اپنے اپنے چرواہوں
کو کہتی تھی کہ تم بنت ابوذویب کے چرواہوں کے ہمراہ کیوں نہیں چراتے مدعا یہ تھا کہ
تھن ہماری بکریوں کے بھی دودھ سے پُر ہو جاتے غرضیکہ سب کو آپ کی برکت کا
اعتقاد ہوگیا[۲] جس کسی کو بیماری کی کچھ تکلیف ہوتی تھی آپ کا ہاتھ اپنے بدن پر رکھتا تھا
اور فوراً اچھا ہو جاتا تھا فی الجملہ جب تک آپ ہمارے گھر رہے خیر وبرکت ہمارے
شامل حال رہی۔ بیت

مبارک منزلے کاں خانہ را ماہے چنیں باشد
ہمایوں کشورے کاں عرصہ را شاہے چنیں باشد

حلیمہ کہتی ہے کہ حضرت کے نور[۳] سے رات کو چراغ کی ضرورت نہیں ہوتی تھی
حلیمہ ایک روز آپ کو گود میں لیے ہوئے کھڑی تھی کہ چند بکریاں آئیں ایک نے ان
میں سے آپ کو سجدہ[۴] کیا اور آپ کا سر مبارک چوم کر چلی گئی جب زمانہ بات چیت کا
آیا آپ نے اپنی زبان مبارک سے فرمایا[۵] اَللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ
الْعَالَمِيْنَ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ بكرةً واصيلاً اور شب کو دل میں آپ فرماتے تھے لَآ اِلٰهَ

(۱) مدارج (۲) اخذ کیا اس روایت کو راحۃ القلوب سے (۳) یہ روایت شرف الانام میں ہے
(۴) روضۃ الاحباب (۵) مدارج

اِلَّا اللّٰهُ قُدُّوْسًا نَامَتِ الْعُيُوْنُ وَالرَّحْمٰنُ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ انوار محمدیہ وغیرہ
میں لکھا ہے کہ اوّل دودھ چھوڑاتے ہی آپ یہ بولے اَللّٰهُ اَكْبَرُ كَبِيْرًا وَّالْحَمْدُ
لِلّٰهِ كَثِيْرًا وَّسُبْحَانَ اللّٰهِ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ابن عساکر وغیرہ نے حضرت عباس سے
نقل کیا ہے کہ حضرت عباس نے فرمایا ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا
کہ آپ کی نبوۃ کی نشانی نے مجھ کو آپ کے دین میں داخل کردیا میں آپ کو دیکھتا تھا
کہ آپ جھولے میں چاند سے باتیں کرتے تھے جس طرف آپ انگشت شریف کا
اشارہ کرتے تھے چاند اسی طرف کو ہو جاتا تھا آپ نے فرمایا کہ میں اس سے اور وہ مجھ
سے باتیں کرتا تھا اور وہ مجھے رونے سے بہلاتا تھا اور میں اس کے گرنے کی آواز سنتا
تھا کہ جب وہ عرش کے نیچے سجدہ کرتا تھا اس روایت سے معلوم ہوا کہ آپ چاند سے
باتیں کرتے تھے اور[۱] ابن سبع نے کہا کہ ملائکہ آپ کو جھولا جھولاتے تھے ملائکہ کا جھولا
جھلانا آپ کے خصائص سے ہے[۲] ہر چند کہ بچوں کی عادت ہوتی ہے کہ کپڑے پر بول
وبراز کردیتے ہیں مگر آپ کی عادت شریف تھی کہ وقت پر قضائے حاجت کرتے تھے
اور کپڑوں کو بول وبراز سے آلودہ نہ کرتے تھے حلیمہ کہتی ہیں کہ اگر کبھی آپ کا ستر کھل
جاتا تھا تو آپ حرکت وفریاد کرتے تھے کہ اگر ڈھانکنے میں کچھ توقف ہو جاتا تھا تو
غیب سے پوشیدہ کیا جاتا تھا اور اگر آپ کے منہ کے دھونے کا ارادہ کرتی تھی تو غیب
سے آپ کا منہ دھو دیا جاتا تھا آپ کو ایک دن میں ایسی نشو ونما ہوتی تھی کہ اور بچوں کو
ایک مہینے میں ہوتی ہے۔ الحاصل آپ لڑکوں میں جانے لگے اور ان کو کھیل سے منع
فرمانے لگے اور آپ فرمایا کرتے تھے کہ ہم کو کھیل کیلیے نہیں پیدا کیا[۳] ہر روز آپ پر
مثل آفتاب کے ایک نور آکر احاطہ کرتا تھا اور پھر علیحدہ ہو جاتا تھا اور[۴] ہر روز دو مرغ
سفید آتے تھے اور ایک روایت میں ہے کہ دو مرد سفید جامہ آتے تھے اور آپ کے

(۱) مواہب لدنیہ (۲) مدارج وغیرہ (۳) مدارج (۴) روضۃ الاحباب

گریبان میں چلے جاتے تھے اور وہیں غائب ہو جاتے تھے اور[1] جس چیز پر آپ اپنا
دست مبارک رکھتے تھے بسم اللہ فرماتے تھے حلیمہ کہتی ہے کہ اسی طرح خیر و برکت سے
دو سال گزرے آپ کو مکہ میں آپ کی والدہ کے پاس پہنچایا چوں کہ آپ کی وجہ سے
ہم کو فتوحات نمایاں ہوئی تھیں لہٰذا شوق دامن گیر ہوا کہ آپ دوبارہ ہمارے یہاں
تشریف لے چلیں میں نے آپ کی والدہ سے عرض کیا کہ مکہ میں وباء کا اندیشہ ہے
آپ اپنے فرزند کو ہمارے یہاں ذرا اور ٹھہرائیں کہ توانا ہو جائیں جب جناب آمنہ
نے اجازت عنایت فرمائی تب میں آپ کو اپنے گھر میں لے آئی۔[2] روایت ہے کہ
ایک روز آپ اپنی بہن رضاعی کے ہمراہ دھوپ میں باہر تشریف لے گئے تھے حلیمہ کہتی
ہے کہ میں نے اپنی بیٹی سے کہا کہ آپ کو گرمی میں باہر کیوں لے گئی تھی اس نے کہا کہ
آپ پر ابر سایہ کئے ہوئے تھے جب آپ چلتے تھے وہ بھی چلتا تھا حتیٰ کہ آپ یہاں
تشریف لے آئے۔

نزہۃ المجالس میں لکھا ہے کہ ایک شیر قہری آپ کو جنگل میں ملا اس نے حملہ کرنا
چاہا جب اس نے آپ کو دیکھا تو سر جھکا لیا اور آپ کے پاس آ کر زمین پر لوٹ گیا اور
کہا السلام علیک یا رسول اللہ پھر آپ نے اس کے کان میں کچھ فرمایا وہ اسی وقت چلا
گیا اور حلیمہ کہتی ہے کہ ایک بکری کا پاؤں میرے لڑکے نے توڑ ڈالا تھا آپ نے اپنا
ہاتھ اس پر پھیر دیا اسی وقت اچھا ہو گیا اور جس جگہ آپ قدم مبارک رکھتے تھے سبزہ
نمودار ہو جاتا تھا۔[3] حلیمہ کہتی ہے کہ ایک روز آپ باہر تشریف لے گئے تھے ناگاہ آپ
کا رضاعی بھائی (حلیمہ کا لڑکا) گھبرایا ہوا آیا اور کہا کہ اے مادر و پدر جلدی چلو ذرا بھائی
محمد کا حال تو دیکھو کہ کیا ہوا کہ ایک شخص آیا اور ہمارے درمیان سے ان کو اٹھا کر لے گیا
اور ان کے شکم مبارک میں شگاف دیا پھر مجھ کو معلوم نہیں کہ ان کا کیا حال ہوا ہے حلیمہ

(۱) مدارج (۲) مدارج (۳) مدارج

اور اس کا خاوند نہایت گھبرائے اور جلدی پہاڑ پر آئے اس وقت آپ بیٹھے ہوئے
آسمان کو دیکھ رہے تھے جب آپ نے ان کو دیکھا تبسم فرمایا حلیمہ نے پوچھا کہ میری
جان آپ پر قربان یہ کیا واقعہ تھا آپ نے اس طرح بیان فرمایا کہ میرے پاس تین
شخص آئے کہ جن میں سے ایک کے پاس سونے کا طشت برف سے بھرا ہوا تھا مجھ کو
لڑکوں کے درمیان سے اٹھا لیا اور لڑکے خوف سے فرار ہو گئے ایک شخص نے آہستہ
سے مجھ کو زمین پر لٹا دیا اور میرے سینے سے زیر ناف تک چاک کیا میں ان کو دیکھتا تھا
لیکن مجھ کو کچھ تکلیف نہیں معلوم ہوتی تھی میرے شکم کے اندر کے اجزا باہر نکال کر اچھی
طرح برف کے پانی سے دھوئے اور پھر اندر رکھ دیئے۔

بعد ازاں دوسرا شخص آیا اس نے پہلے سے کہا کہ ایک طرف ہو اور اپنا ہاتھ اندر
ڈالا اور میرا دل باہر نکالا میں اس کو دیکھتا تھا۔ اس نے میرا دل چیر کر اس میں سے ایک
سیاہ ٹکڑا منجمد دور کیا اور کہا کہ یہ حصہ آپ سے شیطان کا تھا پھر اس نے دائیں بائیں
ہاتھ بڑھایا گویا کسی شے کے لینے کا قصد کرتا تھا اس نے ایک نورانی انگوٹھی سے کہ آنکھ
اس کے دیکھنے سے عاجز تھی میرے دل پر مہر لگائی کہ جس کی خنکی میں اپنے سینہ میں
پاتا ہوں میرا دل نور سے معمور ہو گیا وہ حکمت اور نبوۃ کا نور تھا پھر میرا دل اپنی جگہ رکھ
دیا اس کے بعد تیسرے شخص نے میرے سینے سے زیر ناف تک ہاتھ پھیر دیا وہ شگاف
برابر ہو گیا۔

[1] حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ہم اس التیام کے نشان کو آپ کے سینے
اور شکم پر مثل دراز اور باریک خط کے دیکھتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ[2] نے حلیمہ سے فرمایا
کہ پھر مجھ کو آہستہ سے کھڑا کیا پہلے شخص نے کہا کہ اس کو اس کے امت کے دس آدمیوں
سے وزن کرو جب وزن کیا میں غالب ہوا پھر کہا کہ سو آدمیوں سے وزن کرو جب وزن

(۱) مواہب لدنیہ (۲) انوار محمدیہ

کیا تب بھی میں غالب آیا پھر کہا کہ ہزار آدمیوں سے وزن کرو جب وزن کیا گیا تب ہزار آدمیوں پر بھی میں غالب آیا تب کہا جانے دو اگر تمام امت سے وزن کرو گے تب بھی آپ ہی غالب آئیں گے پھر مجھ کو سینہ سے لگایا اور سر اور آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اور کہا کہ اے اللہ کے دوست اگر تجھ کو معلوم ہو جائے کہ تجھ سے کیا بھلائی اور نیکی کا ارادہ کیا گیا ہے البتہ تیری دونوں آنکھیں ٹھنڈی ہو جائیں یعنی آپ کا دل مسرور ہو اور آپ کو کمال فرحت و سرور ہو۔ انجام کار وہ تینوں شخص مجھ کو یہاں چھوڑ کر آسمان میں اڑ گئے۔

روضۃ الاحباب میں لکھا ہے کہ حلیمہ کو اس کے شوہر اور قوم نے کہا کہ آپ کو کسی کاہن کے پاس لے جانا چاہیے تاکہ اس واقعہ میں غور اور تامل کرے حضور ﷺ نے فرمایا کہ بحمد اللہ میں صحیح و سالم ہوں مجھ کو کچھ خوف اور اندیشہ نہیں۔ قوم نے کہا آپ پر جن کا اثر ہوا ہے آپ کو ضرور کاہن کے پاس لے جانا چاہیے۔ حلیمہ آپ کو ایک کاہن کے پاس لے گئی۔ کاہن نے آپ سے کل واقعہ سن کر جلدی سے آپ کو اٹھا لیا اور با آواز بلند کہنے لگا کہ اے قوم عرب اس بچہ کو قتل کر دو اور اس کے ساتھ ہی مجھ کو بھی جان سے مار دو اگر اس بچہ کو چھوڑ دو گے اور نہیں قتل کرو گے تو ایک وقت میں یہ تم کو ناقص العقل کہے گا اور تمہارے دین کو باطل کرے گا اور تم کو ایسے خدا کی عبادت کی طرف بلائے گا کہ جس سے تم ناواقف ہو اور ایسے دین کی دعوت کرے گا کہ جس کو تم برا جانتے ہو۔ حلیمہ نے اس کاہن سے آپ کو لے لیا اور کہا کہ تو دیوانہ ہوا ہے اور آپ کو اپنے مکان پر لے آئی۔

ف۔ افسوس ہے اس بدبخت قوم پر کہ آپ کی علامات ظاہرہ سے جان چکی تھی کہ آپ نبی برحق ہیں مگر بوجہ بغض و عناد اور شر و فساد دولت ایمان سے بے نصیب رہی مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ وَلِيًّا مُّرْشِدًا واضح ہو کہ یہ

قصہ شق صدر کا کتب احادیث میں ذرا اختلاف عبارات سے واقع ہوا ہے شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے سورۃ الم نشرح کی تفسیر میں ارقام فرمایا ہے کہ شق صدر چار بار ہوا اور کتب معتبرہ میں بھی اس کی تائید موجود ہے اوّل مرتبہ شق صدر حلیمہ کے گھر ہوا جس کا بیان ہو چکا ہے یہ اس وجہ سے تھا کہ کھیل کود کی محبت جو بچوں کو ہوتی ہے آپ کے دل سے دور کی جائے اور باقی تین مرتبہ کا حال اور ہر ایک دفعہ کا ایک نکتہ جو علمائے فحول نے تحریر فرمایا ہے ان شاء اللہ تعالیٰ آگے آئے گا۔ الحاصل جب آپ کا شق صدر ہوا حلیمہ سے قوم اور اس کے شوہر نے کہا کہ آپ اپنی والدہ اور دادا کے پاس پہنچائے جائیں مبادا کہ یہاں پر کچھ صدمہ اٹھائیں۔ حلیمہ آپ کو لے کر مکہ کو روانہ ہوئی جب مکہ کے قریب پہنچی آپ کو ایک جگہ بٹھا کر قضاء حاجت کیلیے گئی جب فراغت پا کر آئی آپ کو اس جگہ نہ پایا ہر چند سب جگہ تلاش کیا مگر آپ کا کچھ نشان نہ ملا۔

آہ احمد تو کجائی کہ پے جُستنِ تو
دل جدا نالہ جدا چشم جدا مے گردد

حلیمہ نے فریاد و نالہ شروع کیا اور اس کو غایت درجہ کی وحشت لاحق ہوئی اور وا محمداہ وا محمداہ کہتی پھرتی تھی اور زبان حال سے یہ شعر کہتی تھی۔

آب حیواں تیرہ گوں شد خضر فرخ پے کجاست
خوں چکید از شاخِ گلِ باد بہاراں را چہ شد

اچانک[1] ایک بوڑھا شخص سامنے سے آیا اس نے پوچھا کہ تو کیوں روتی ہے اس نے کہا کہ میرا بچہ گم ہو گیا ہے اس بوڑھے نے کہا کہ تجھ کو ایسے شخص کے پاس پہنچاتا ہوں کہ جو یہ بات جانتا ہے کہ وہ کہاں ہیں حلیمہ نے پوچھا کہ وہ کون شخص ہے اس بوڑھے نے کہا کہ ایک بت ہبل نام عالی قدر عظیم الشان ہے وہ تیرے فرزند کے حال

(۱) روضۃ الاحباب و مدارج وغیرہ

سے واقف ہے اور میرے ساتھ اس بت خانہ میں چل اور اس بت سے آرزو کر اگر وہ
چاہے گا تو تیرا فرزند تیرے پاس پہنچائے گا حلیمہ نے کہا کہ اے بوڑھے تجھ پر افسوس
ہے کیا تو نے نہیں سنا کہ آپ کی شب ولادت میں بتوں کو کیا کیا مصیبتیں پہنچی ہیں حلیمہ
کہتی ہیں کہ وہ شخص زبردستی اس بت کے پاس لے گیا اور سات مرتبہ اس بت کا طواف
کیا اور اس کے سر پر بوسہ دیا اور اس بت کے تمام مراتب تعظیم بجا لایا اور عرض کیا کہ یہ
عورت حلیمہ کہتی ہے کہ میرا بچہ محمد بن عبداللہ گم ہو گیا ہے اگر تو چاہے تو وہ بچہ پھر آ سکتا
ہے آپ کا نام مبارک سن کر وہ بت ہبل اور تمام بت الٹے ہو گئے اور ان کے شکم سے
آواز آنے لگی کہ اے بوڑھے یہاں سے دور ہو اور آپ کا نام مبارک یہاں پر نہ بیان
کر کہ ہم سب بت اور بت پرست ان کے ہاتھ سے ہلاک ہوں گے اور ان کا خدا ان
کو ضائع نہ کرے گا وہ بوڑھا کانپنے لگا اور کہتا تھا کہ آج سے پہلے میں نے کبھی ایسا
واقعہ نہیں دیکھا تھا تیرے فرزند محمد کی ایک عجیب شان ہونے والی ہے۔ حلیمہ سراسیمہ و
حیران اور نہایت آشفتہ اور پریشان مکہ کو چلی جاتی تھی اور اس کے ہر رگ و پے سے یہ
صدا آتی تھی۔ بیت

بے تو اے آرامِ جانم زندگانی چوں کنم
گر نباشی در کنارم شادمانی چوں کنم

آخر الامر[1] حلیمہ نے عبدالمطلب کو اس واقعہ سے مطلع کیا۔ عبدالمطلب کوہ صفا
پر آئے اور تمام قریش بلائے آپ کی تلاش میں سوار دوڑائے مگر تمام کوشش غیر مشکور
ہوئی عبدالمطلب کو نہایت تشویش اور افسوس ہوا بمقتضائے شفقت ان کے زبان حال
سے یہ مضمون پر ملال سنا جاتا تھا۔

ای بی تو حرام زندگانی   خود بے تو کدام زندگانی

(۱) روضۃ الاحباب

ہر زندگئی کہ بے تو باشد   مرگیست بنام زندگانی

عبدالمطلب مسجد الحرام میں آئے اور طواف کر کے مناجات کی تب ہاتف غیبی
نے یہ بات کہی کہ غم مت کرو محمد کا ایک خدا ہے وہ اس کو ہرگز ضائع نہ کرے گا عبدالمطلب
نے پوچھا کہ اے آواز کرنے والے محمد اب کہاں ہیں اس نے کہا کہ وادی تہامہ میں
ایک درخت کے نیچے بیٹھے ہیں عبدالمطلب جلدی سے وہاں پہنچے اور آپ سے پوچھا
مَنْ اَنْتَ یَا غُلَامُ یعنی اے لڑکے تو کون ہے آپ نے فرمایا انا محمد ابن عبداللہ بن
عبدالمطلب یعنی میں عبدالمطلب کے فرزند عبداللہ کا بیٹا محمد ہوں عبدالمطلب آپ کو
مکہ میں لائے اس شکریہ میں طلائے بسیار و شتران بیشمار کا صدقہ دیا حلیمہ نے آپ
کے شق صدر وغیرہ کا حال جناب آمنہ کو سنایا انہوں نے فرمایا کہ کیا تم کو میرے بیٹے پر
شیطان کا ڈر ہے کہ کچھ مضرت پہنچائے گا قسم ہے اللہ کی نہیں ہے شیطان کو ان پر کوئی
راستہ یعنی شیطان آپ کو کچھ تکلیف نہیں پہنچا سکتا اور البتہ میرے اس فرزند کی ایک
شان ہونے والی ہے فی الجملہ حلیمہ سعدیہ کو انعام و اکرام سے ممتاز کیا اور جانے کی
اجازت دی۔ جب آپ[1] چھ سال کے ہوئے تو آپ کی والدہ آپ کو معہ ام ایمن
مدینہ شریف لے گئیں وہاں ایک مہینہ قیام فرمایا پھر وہاں سے لوٹتے وقت آپ کی
والدہ نے انتقال کیا ابن[2] عباس سے منقول ہے کہ آنحضرت ﷺ نے جو جو باتیں
مدینہ میں اپنی والدہ کی ہمراہ دیکھی تھیں ان کو یاد کیا کرتے تھے اور اس گھر کو دیکھ کر فرمایا
کرتے تھے کہ میری والدہ یہاں ٹھہری تھیں اور مجھ کو یاد ہے کہ قوم یہود یہاں آیا کرتی
تھی اور مجھ کو دیکھ کر کہا کرتی تھی کہ یہ آمنہ کا فرزند پیغمبر ہے اور یہ اس کی ہجرت کی جگہ
ہے اور لکھا ہے کہ جناب آمنہ نے وفات کے وقت چند اشعار پڑھے کہ جن میں سے
بعض یہ ہیں۔

(۱) روضۃ الاحباب (۲) مدارج

إنْ صَحَّ مَا أبْصَرْتُ فِي الْمَنَامِ
فَأَنْتَ مَبْعُوْثٌ إلَى الْأنَامِ (۱)

مِنْ عِنْدَ ذِي الْجَلَالِ وَالْإكْرَامِ
تُبْعَثُ فِي الْحِلِّ وَفِي الْحَرَامِ

تُبْعَثُ فِي التَّحْقِيقِ وَالْإسْلَامِ
دِيْنِ أبِيْكَ الْبَرِّ إبْرَهَامِ

فَاللّٰهُ أنْهَاكَ عَنِ الْأصْنَامِ
أنْ لَا تُوَالِيْهَا مَعَ الْأقْوَامِ

پھر جناب آمنہؓ نے فرمایا كُلُّ حَيٍّ مَيِّتٌ وَكُلُّ جَدِيْدٍ بَالٍ وَكُلُّ كَبِيْرٍ يَفْنٰى وَأنَا مَيِّتَةٌ وذِكْرِيْ بَاقٍ وَقَدْ تَرَكْتُ خَيْراً وَوَلَدْتُ طُهْراً ثُمَّ مَاتَتْ (۲) یعنی جو زندہ ہے مرجائے گا اور ہر نیا پرانا ہوجائے گا اور ہر ایک کثیر فنا ہوجائے گا میں مرتی ہوں میرا ذکر باقی رہے گا بیشک دنیا میں میں نے ایک خیر چھوڑا ہے اور ایک پاک فرزند جنا ہے پھر جناب آمنہ نے انتقال کیا۔ راوی کہتا ہے کہ ہم نے سنا جنات نے ان پر نوحہ اور ملال کیا۔ اگرچہ آپ کی ولادت سے پہلے آپ کے والد اور آپ کی صغرسنی میں آپ کی والدہ نے انتقال کیا مگر بعض احادیث سے ثابت ہے کہ آپ کے والدین مرنے کے بعد زندہ ہوئے اور آپ پر ایمان لائے اس لیے علماء کے ایک گروہ نے جزم کیا ہے کہ آپ کے والدین ناجی ہیں چنانچہ زرقانی نے کہا ہے کہ اگر تجھ سے کوئی آنحضرت ﷺ کے والدین کا حال پوچھے فَقُلْ هُمَا نَاجِيَانِ فِي الْجَنَّةِ یعنی تو کہہ دے کہ وہ دونوں جنت میں نجات پائے ہوئے ہیں چنانچہ اس حدیث کی کہ آپ کے

(۱) ان اشعار سے معلوم ہوتا ہے کہ جناب آمنہ کو آپ کے مبعوث ہونے کا فی الجملہ اعتقاد تھا
(۲) انوار محمدیہ

والدین آپ پر بعد مرنے کے زندہ ہوئے اور ایمان لائے علامہ قرطبی وغیرہ نے تصحیح کی ہے اور امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے جو فقہ اکبر میں فرمایا ہے کہ دونوں نے کفر کی حالت میں انتقال کیا یہ کچھ حدیث کی منافی نہیں کیونکہ حدیث میں بعد وفات زندہ ہوکر ایمان لانا مذکور ہے اور علماء نے آپ کی خصائص سے شمار کیا ہے کہ بعد موت آپ پر ایمان لانا معتبر ہے اور شامی شرح درمختار مطبوعہ استنبول کی جلد ثانی وثالث میں اس مسئلہ کی تحقیق ہے اور تمام شبہات کے جواب مرقوم ہیں اور مواہب لدنیہ میں ہے خبردار خبردار ہرگز آپ کے والدین کا ذکر برائی سے نہ کرنا چاہیے۔ اس سے آپ کو ایذا پہنچتی ہے اور آپ کو ایذا پہنچانا کفر ہے اور شیخ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے ثبوت ایمان والدین آنحضرت میں کئی رسالے لکھے ہیں اور امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کے کل آباواجداد کو یعنی حضرت آدم علیہ السلام سے حضرت عبداللہ تک سب کو اہل اسلام شمار کیا ہے کیونکہ حضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ میں ہمیشہ پاکوں کی پشت سے پاکوں کے رحم میں منتقل ہوتا رہا ہوں اور مشرکین ناپاک ہوتے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے إنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ یعنی مشرکین نجس ہیں اس لیے یہ امر ثابت ہوا کہ آپ کے اجداد میں کوئی مشرک نہیں اور علماء کبار نے لکھا ہے کہ یہ ادب کا مقام ہے اور سکوت (۱) اس میں احتیاط کی بات ہے اور واقعی علامہ حافظ شمس الدین بن ناصر الدین دمشقی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا اچھا لکھا ہے۔

حَبَا اللّٰهُ النَّبِيَّ مَزِيْدَ فَضْلٍ
عَلٰى فَضْلٍ وَكَانَ بِهٖ رَؤُوْفًا

فَأَحْيٰى أُمَّهٗ وَكَذَا أَبَاهُ
لِإيْمَانٍ بِهٖ فَضْلًا لَطِيْفًا

(۱) یہ مسلک معمول ہے

فَسَلِّمْ فَالْقَدِيْرُ بِذَا قَدِيْرٌ
وَاِنْ كَانَ الْحَدِيْثُ بِهٖ ضَعِيْفًا

یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو بزرگی پہ بزرگی عنایت فرمائی اور اللہ تعالیٰ ان پر مہربان ہے ان کی والدہ اور والد کو ان پر ایمان لانے کیلیے اپنے فضل لطیف سے زندہ کیا اس امر کو تو بھی اے مخاطب تسلیم کرے کیوں کہ اللہ تعالیٰ کی ذات قدیم اس بات پر قادر ہے کہ آپ کے والدین کو زندہ کر کے اپنی وحدانیت اور آپ کی رسالت پر شہادت دلائے اگر چہ اس بارے میں حدیث ضعیف ہی کیوں نہ ہو۔

[1] القصہ جب آپ کی والدہ نے راستہ میں وفات پائی آپ کو ام ایمن مکہ میں عبدالمطلب کے پاس لے آئیں ام ایمن آپ کی ہر طرح سے خدمت گزاری کرتی تھیں آپ فرمایا کرتے تھے اَنْتِ اُمِّیْ بَعْدَ اُمِّیْ یعنی میری والدہ کے انتقال کے بعد اے ام ایمن تو میری والدہ ہے مدارج میں لکھا ہے کہ آپ کے دادا عبدالمطلب آپ کو اپنی تمام اولاد سے زیادہ چاہتے تھے اور آپ پر بہت شفقت فرماتے تھے آپ کو اپنے ہمراہ کھلاتے تھے بغیر آپ کے کھانا نہ کھاتے تھے اور حضور تمام اوقات خلوت وغیرہ میں ان کے پاس آتے جاتے تھے اگر آپ عبدالمطلب کے مسند پر بیٹھ جاتے تھے تو آپ کو وہ منع نہ فرماتے اگر کوئی برعایت ادب منع کرتا تو عبدالمطلب کہتے تھے کہ بیٹھنے دو منع مت کرو یہ اپنے میں مسند نشینی کی شرافت پاتا ہے میں امید کرتا ہوں کہ یہ ایسے مرتبہ پر پہنچے گا کہ ان سے پہلے کوئی شخص اس مرتبہ پر نہیں پہنچا اور نہ آئندہ کو پہنچے گا اہل قیافہ [2] کہتے تھے کہ اے عبدالمطلب اس بچہ کی حفاظت کیجیے کہ سوا اس بچہ کے قدم کے ہم نے کسی کا قدم اس قدم کے مشابہ نہیں پایا کہ جس کا نشان مقام ابراہیم میں ہے۔

ف۔ جب جناب ابراہیم علیہ السلام نے ایک پتھر پر کھڑے ہو کر بیت اللہ شریف

(۱) مدارج وغیرہ (۲) روضۃ الاحباب

تعمیر کیا تھا تو آپ کے اقدام مبارک کا نشان اس پتھر پر نقش ہو گیا تھا اور آج تک باقی ہے چونکہ جناب سیّدنا محمد رسول اللہ ﷺ کا مبارک قدم حضرت ابراہیم کے مشابہ تھا اس لیے اہل قیافہ نے عبدالمطلب کو اطلاع دی اور جب سیف [1] بن ذی یزن کی فتحیابی کی مبارکبادی کیلیے عبدالمطلب معہ سرداران تشریف لے گئے تو ان سے سیف بن ذی یزن نے کہا کہ میں تم سے اپنے سینہ کا مخفی راز کہتا ہوں کہ ہماری کتاب مکنون اور علم مخزون میں ہے کہ جس وقت تہامہ میں ایک لڑکا ایسے صفت سے پیدا ہو کہ اس کے دونوں شانوں کے درمیان ایک علامت ہو تو وہ سب کا پیشوا اور امام ہوگا اور تم کو اس کے باعث سیادت حاصل ہوگی اور یہ وقت اس کی پیدائش کا ہے یا پیدا ہو چکا ہو نام ان کا محمد ہوگا اور ان کے والدین وفات پائیں گے اور ان کے دادا ان کی تربیت فرمائیں گے اور عبدالمطلب [2] سے خانہ کعبہ میں ایک عالم نصرانی باتیں کرتا تھا کہ ہم اپنی کتاب میں اولاد اسمٰعیل سے ایک نبی کی صفت لکھی پاتے ہیں کہ وہ مکہ میں پیدا ہوگا اور اس کی ایسی ایسی صفات ہیں اسی اثناء میں آنحضرت ﷺ تشریف لائے اس عالم نصرانی نے آپکی پشت اور قدم اور آنکھوں کو دیکھ کر کہا کہ یہ شخص وہی نبی ہے مگر اے عبدالمطلب یہ لڑکا تیرا نہیں ہے انہوں نے کہا کہ یہ میرا بیٹا ہے اس نے کہا کہ ہمارے یہاں لکھا نہیں کہ اس کا باپ زندہ ہو۔ عبدالمطلب نے کہا کہ فی الحقیقت یہ میرا پوتا ہے اس کا باپ اس کو حمل میں چھوڑ کر مر گیا تھا وہ بولا کہ تو سچا ہے جب آپ سات سال کے ہوئے آپ کی آنکھیں دکھنے آئیں جو جو معالجہ کیا گیا کچھ فائدہ نہ ہوا لوگوں نے ایک راہب کا نشان دیا کہ وہ آنکھوں کا علاج کرتا ہے عبدالمطلب آپ کو اس راہب کے پاس لے گئے وہ کلیسا کا دروازہ بند کیے ہوئے بیٹھا تھا راہبوں کے عبادت خانہ کو کلیسا کہتے

(۱) اس کو بیہقی اور ابو نعیم نے روایت کیا ہے اور دیگر کتب سیر میں بھی یہ روایت موجود ہے
(۲) اس روایت کو راحت القلوب میں مولانا نے بھی فرمایا ہے۔

ہیں عبدالمطلب نے اس کو پکارا لیکن اس نے جواب نہ دیا اس کے کلیسا کو زلزلہ آیا تب وہ گھبرا کر باہر نکلا اور بولا کہ یہ لڑکا اس امت کا نبی ہے اس کی نگہبانی کرو اگر نہ نکلتا میں اس وقت تو یہ کلیسا مجھ پر گر جاتا ذکر کیا اس کو ابن جوزی نے اور دوسری روایت میں یوں ہے کہ اس راہب نے غسل کیا اور کپڑے بدلے اور ایک صحیفہ نکال کر لایا۔ اس صحیفے کو پڑھتا تھا اور آنحضرت ﷺ کو دیکھتا جاتا تھا جب آپ کا حلیہ کتاب کے موافق دیکھا کہنے لگا قسم اللہ کی یہ لڑکا خاتم النبیین ہے اے عبدالمطلب کیا اس صاحبزادہ کی آنکھیں دکھتی ہیں ان کے منہ کا لعاب ان کی آنکھوں میں لگا دو عبدالمطلب نے ایسا ہی کیا۔ خدا کی رحمت سے اسی وقت فائدہ ہو گیا اور روضۃ الاحباب میں لکھا ہے کہ ایک جماعت نصرانی تجار کے ملک شام سے مکہ میں برسم تجارت آئی آپ صفا و مروہ کے درمیان کھڑے تھے ان میں سے ایک شخص نے آپ کو ان علامات سے پہچان کر کہ جو اس نے اپنی کتاب میں لکھے ہوئے پائے تھے پوچھا کہ تو کون ہے آپ نے فرمایا کہ میں محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب ہوں اس نصرانی نے آسمان کی طرف اشارہ کیا اور پوچھا کہ اس کا پروردگار کون ہے آپ نے فرمایا کہ اَللّٰہُ رَبُّھَا یعنی اس کا پروردگار اللہ ہے پھر اس نے زمین کی طرف اشارہ کیا اور پوچھا کہ اس کا پروردگار کون ہے آپ نے فرمایا اَللّٰہُ رَبُّھَا پھر اس نے پہاڑ کی طرف اشارہ کیا اور پوچھا کہ اس کا پروردگار کون ہے آپ نے فرمایا اَللّٰہُ رَبُّھَا پھر اس نصرانی نے آپ سے کہا کہ کیا ان چیزوں کا سوائے خدا کے اور بھی کوئی دوسرا پروردگار ہے آپ نے فرمایا کہ تو مجھ کو شک میں ڈالنے کا ارادہ رکھتا ہے میرا اور ان سب چیزوں کا ایک خدا ہے نہ اس کا کوئی شریک ہے اور نہ اس کا کوئی ضد ہے پھر نصرانی نے کہا کہ اے اہل شام جان لو کہ یہ پیغمبر آخر الزماں ہے عبدالمطلب نے اپنے بیٹوں کو فرمایا کہ اپنے بھتیجے کی بہت حفاظت کرو کیا تم نہیں سنتے کہ اس کے حق میں کیا کیا بشارتیں دی جاتی ہیں۔

روایت[1] ہے کہ عبدالمطلب کے زمانہ میں قریش پر ایسی خشک سالی ہوئی کہ عرصہ تک پانی نہ برسا اور قحط سے سخت اذیت پہنچنے لگی۔ ہاتف غیبی نے یہ بات کہی کہ اگر آنحضرت ﷺ کی وجہ سے پانی طلب کیا جائے تو بیشک اللہ تعالیٰ پانی برسائے عبدالمطلب آپ کو جبل ابوقبیس پر لائے اور پانی کیلیے اللہ سے دعا کی اللہ تعالیٰ نے ایسی بارش عنایت فرمائی کہ پہلے خشکی کی تلافی ہو گئی۔

مُبَارَكُ الْوَجْهِ يَسْتَسْقِي الْغَمَامُ بِوَجْهِهٖ
مَا فِي الْأَنَامِ لَهٗ عَدْلٌ وَلَا خَطَرٌ

غرضیکہ عبدالمطلب آپ کی خیر و برکت کا مشاہدہ کرتے تھے اور آپ پر مہربانی زیادہ کرتے تھے جب عمر شریف آپ کی آٹھ[2] سال کی ہوئی عبدالمطلب نے وفات پائی اور ابوطالب کو آپ کی پرورش کے بارہ میں تاکید فرمائی اور ابوطالب نے بھی آپ کی پرورش اور حفاظت کے بارے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا ماثبت بالسنۃ وغیرہ میں لکھا ہے کہ ابن عساکر نے حلیمہ سے اور اس نے عرفطہ سے نقل کیا ہے وہ کہتا ہے کہ میں مکہ ایسے وقت میں پہنچا کہ اہل مکہ قحط رسیدہ تھے قریش ابوطالب کے پاس آئے اور کہا جنگل میں خزاں آ گئی اور عیال و اطفال کال میں مبتلا ہو گئے آؤ نہ چلو بارش کیلیے دعا کرو ابوطالب گھر سے چلا اس کے ہمراہ ایک لڑکا تھا مثل آفتاب کے روشن گویا ابر ابھی اس سے علیحدہ ہوا ہے اس وقت آسمان پر بالکل ابر کا نشان نہ تھا ابوطالب نے اس لڑکے کی پشت خانہ کعبہ سے لگائی اور اس نے اپنی انگلی آسمان کی طرف اٹھائی چاروں طرف سے بادل آیا اور ایسا پانی برسا کہ ندی نالے بہ نکلے واضح ہو کہ وہ لڑکا کہ جس کی انگلی کے اشارہ سے بادل آ کر پانی برسا جناب سیدنا رسول اللہ ﷺ تھے ابو طالب نے آپ کی شان میں قصیدہ لکھا ہے کہ جس کا ایک شعر یہ ہے۔

(۱) روضۃ الاحباب (۲) روضۃ الاحباب

وَاَبْیَضُ یُسْتَسْقِی الْغَمَامُ بِوَجْھِہٖ
ثِمَالُ الْیَتَامٰی عِصْمَۃٌ لِّلْاَرَامِلِ

یعنی گورارنگ کہ ابر اس کے چہرہ سے سیرابی حاصل کرتا ہے یتیموں کا فریادرس کنگالوں کا پناہ دینے والا اور ابوطالب نے آپ کی تعریف میں اور بھی قصائد لکھے ہیں روایت کی ابن حبان اور ابونعیم و ابن عساکر وضیاء مقدسی اور عبداللہ بن احمد نے بسند صحیح کہ جب آپ کی عمر شریف دس سال کی ہوئی ایک روز آپ جنگل میں تشریف رکھتے تھے دو شخص ظاہر ہوئے جناب سرورکائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ میں نے ان دونوں شخصوں کے چہرہ کی مانند کسی کا چہرہ نورانی نہیں دیکھا اور نہ میں نے ان کی خوشبو کی مانند کوئی خوشبو سونگھی اور جیسے ان کے نفیس اور صاف اور چمکدار لباس تھے میں نے ایسا لباس کبھی نہیں دیکھا وہ دونوں جبرئیل اور میکائیل تھے انہوں نے میرے دونوں بازو ایسے آہستہ پکڑ کر مجھ کو زمین پر لٹا دیا کہ اصلا مجھ کو تکلیف نہ ہوئی پھر انہوں نے میرا شکم چاک کیا خون بالکل نہ نکلا اور مجھ کو کچھ تکلیف معلوم نہ ہوئی ایک ان میں سے سونے کے طشت میں پانی لاتا تھا اور دوسرا میرے تمام اجزاء اندرونی کو دھوتا تھا ایک نے دوسرے سے کہا کہ ان کا دل چاک کرو کینہ اور حسد ان کے دل میں سے دور کرو ایک منجمد خون کا ٹکڑا انہوں نے نکال کر علیحدہ کر دیا اور پھر ایک نے دوسرے سے کہا کہ مہربانی اور شفقت ان کے دل میں بھر دو اور آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ کچھ چیز مثل سیمین تل کے میرے دل میں ڈال دی اور کچھ دوائی خشکی اس کے اوپر لگائی پھر آپ کا انگوٹھا پکڑ کر کہا کہ جاؤ سلامت رہو رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ میں اس وقت سے اپنے دل میں ہر خرد و کلاں پر شفقت اور رحمت پاتا ہوں۔ یہ شق صدر اس لیے ہوا کہ آپ کے دل میں رغبت ایسے کاموں کی کہ جو بمقتضائے جوانی خلاف مرضی الٰہی سرزد ہوتے ہیں نہ رہی انوار محمدیہ اور ماثبت بالسنۃ وغیرہ میں لکھا ہے کہ جب آپ

بارہ سال کے ہوئے تب اپنے چچا ابوطالب کے ہمراہ ملک شام کی طرف تشریف لے گئے جب آپ مقام بصری میں پہنچے آپ کو بحیرا راہب نے کہ جس کا نام جرجیس تھا دیکھا اور آپ کی علامات سے پہچان لیا آپ کا ہاتھ پکڑ کر کہا کہ یہ شخص تمام عالم کا سردار ہے اللہ تعالیٰ اس کو اہل عالم کیلیے رحمت کر کے مبعوث فرمائے گا بحیرا سے دریافت کیا گیا کہ تجھ کو کیسے معلوم ہوا کہ اس نے کہا کہ جب تم ان کو عقبہ پر لے کر چڑھے تو کوئی حجر اور شجر باقی نہ رہا مگر سب نے آپ کو سجدہ کیا درخت اور پتھر سوائے نبی کے اور کسی کو سجدہ نہیں کرتے ہیں میں نے آپ کو خاتم النبوۃ سے جو آپ کے مونڈھوں کے نرم ہڈی کے نیچے مثل سیب کے ہے پہچانتا ہوں اور ہم اپنی کتاب میں آپ کا حال لکھا پاتے ہیں مدارج میں لکھا ہے کہ بحیرا ایک نصرانی عالم تھا اس نے مہر نبوۃ کو دیکھ کر بوسہ دیا اور ایمان لایا۔ روایت[1] ہے کہ سات شخص بقصد قتل آنحضرت ﷺ روم سے آئے بحیرا نے ان کو سمجھایا اور کہا کہ جو امر اللہ چاہے پھر کون ہے کہ اس کو مٹائے منشاء یہ تھا کہ اے رومیو آپ کی رسالت اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہوگی تم ان کے قتل پر ہرگز قدرت نہیں پا سکتے اور تقدیر خدا کو کسی طرح نہیں مٹا سکتے۔ بیت

چراغے را کہ ایزد برفروزد
ہر آنکہ تف کند دہنش بسوزد

ابوطالب کو بحیرا نے وصیت کی کہ یہود اور نصاریٰ سے آپ کی نگہبانی کرنا کیونکہ یہ پیغمبر آخر الزماں ہوں گے اور ان کا دین تمام دینوں کو منسوخ کرے گا اور ان کو ملک شام میں ہرگز مت لے جانا کیوں کہ یہود اور نصاریٰ ان کے دشمن ہیں ابوطالب نے اپنا مال بصریٰ میں فروخت کیا اور مکہ میں واپس آیا۔

روضۃ الاحباب میں ہے کہ ایک دن آپ نے ابوطالب سے فرمایا کہ اے چچا

(۱) مدارج

میں نے چند شب یہ واقعہ دیکھا کہ تین شخص میرے پاس آتے تھے اور یوں فرماتے تھے
کہ یہ شخص وہی ہے مگر ابھی اس کے ظہور کا وقت نہیں آیا اور پھر آپ نے فرمایا کہ انہیں
تین شخصوں میں سے ایک شخص آیا اور اس نے مجھ پر حملہ کیا اور اپنا ہاتھ میرے شکم میں
دیا الخ ابوطالب آپ کو ایک کاہن کے پاس کہ وہ مکہ میں طبابت کرتا تھا لے گیا اور
آپ کا حال اس سے بیان کیا اس کاہن نے آپ کے دست و پا اور تمام اعضاء اور مہر
نبوۃ کو خوب غور سے دیکھا اور کہا کہ ابوطالب یہ آپ کا لڑکا مرض اور تمام عیوب سے
پاک ہے اور میں علامات خیر اس لڑکے میں بہت دیکھتا ہوں شیطان کو اس پر ہرگز دخل
نہیں اور جو واقعہ آپ نے دیکھا ہے وہ فرشتے تھے چونکہ آپ نبی ہوں گے اس لیے
فرشتے آپ کے دل کی تفتیش کرتے ہیں۔ ان[1] ہی ایام میں جناب سیّدنا رسول اللہ
ﷺ نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص نے اپنا ہاتھ آپ کے دوش مبارک پر رکھا
اور پھر اس شخص نے آپ کے سینہ میں ہاتھ ڈالا اور دل باہر نکالا اور کہا کہ آپ کا دل
پاک بدن پاک میں ہے اور پھر دل کو اس کی جگہ رکھ دیا اور آپ نے قسم قسم کے حالات
معائنہ فرمائے اور حضرت عباس نے یمن کے سفر میں کہ آپ ان کے ہمراہ تھے عجیب
عجیب حالات دیکھے سب کا مفصل بیان موجب تطویل ہے۔

الحاصل ابوطالب نے طرح طرح کے برکات کا مشاہدہ کیا۔ پچیسویں سال
آپ کو تجارت پر آمادہ کیا۔[2] روایت ہے کہ مالداران قریش سے ایک عورت خدیجہ
لوگوں کو تجارت کیلیے مال دیا کرتی تھی چونکہ آنحضرت ﷺ کو قریش قبل از نبوۃ محمد
امین کہا کرتے تھے اس لیے خدیجہ نے آپ کو امانت دار سمجھ کر کچھ مال مضاربت پر دیا
اور اپنا غلام میسرہ نام آپ کے ہمراہ کیا آپ شام کی طرف روانہ ہوئے اور بصریٰ میں
پہنچے ایک درخت کے نیچے قیام فرمایا مدارج میں لکھا ہے کہ نسطورا راہب ایک صومعہ میں

(۱) روضۃ الاحباب (۲) روضۃ الاحباب وغیرہ

رہتا تھا اس نے آپ کو دیکھ کر کہا کہ اس درخت کے نیچے بعد عیسیٰ علیہ السلام سوائے نبی کے
اور کوئی نہیں بیٹھ سکتا اس کے ہاتھ میں ایک صحیفہ تھا اس میں دیکھتا تھا اور کہتا تھا کہ قسم
ہے اس خدا کی کہ جس نے عیسیٰ علیہ السلام پر انجیل نازل فرمائی ہے یہ وہی پیغمبر ہے یعنی آخر
الزماں[1] روایت ہے کہ وہ درخت کہ جس کے نیچے آپ نے اقامت فرمائی تھی بے
برگ و بار اور نہایت خشک اور کہنہ تھا آپ کے نزول اجلال سے تر و تازہ اور ہرا ہوا اور
پھل لایا اس کے حوالی میں سرسبزی اور شادابی ہوئی۔ بہرحال آپ نے اپنا مال بصریٰ
میں فروخت کیا آپ نے اور آپ کی برکت سے ہمراہیوں نے خوب نفع اٹھایا میسرہ[2]
نے دیکھا کہ دھوپ میں دو فرشتے آپ پر سایہ کر رہے تھے جب حضور کرامت ظہور
نے مکہ کو مراجعت فرمائی خدیجہ اپنے بالاخانے پر سے دیکھتی تھی کہ آپ پر دو فرشتے
بشکل مرغ سایہ کر رہے تھے آخر الامر میسرہ نے آپ کی خوارق عادات اور عجائب
مشاہدات کا حال خدیجہ کو سنایا خدیجہ کے دل میں آیا کہ آپ سے نکاح کیجیے اور یہ
سعادت ابدی لیجیے ایام جاہلیت میں قریش خدیجہ کو[3] طاہرہ کہتے تھے اور اکثر آدمی ان
سے نکاح کرنے کے فکر میں رہتے تھے چوں کہ خدیجہ نے اپنے[4] خاوند کے انتقال کے
بعد خواب میں دیکھا تھا کہ آسمان سے ایک آفتاب میرے گھر میں آیا اس کے نور سے
گھر معمور ہوا اور مکہ کے تمام گھروں میں اس کی روشنی پھیل گئی۔ جب خواب سے بیدار
ہوئی اپنے چچازار بھائی ورقہ بن نوفل سے اس خواب کی تعبیر دریافت کی ورقہ نے کہا
کہ تو نبی آخر الزمان کے نکاح میں آئے گی اور وہ مکہ میں اولاد بنی ہاشم سے پیدا ہوں
گے اور ان کا نام محمد ہوگا اس لیے خدیجہ کسی کا رشتہ منظور نہیں کرتی تھی اور روضۃ الاحباب
میں لکھا ہے کہ ایک عالم نصرانی مکہ میں آیا اور عید کے دن عورتوں کے مجمع کے پاس
سے گذرا اور کہا کہ اے عورتو تم جان لو کہ اس دیار میں ایک پیغمبر مبعوث ہوگا اور اس کا

(۱) روضۃ الاحباب (۲) انوار محمدیہ (۳) انوار محمدیہ (۴) بہار جنت

نام احمد ہوگا غرضیکہ اس نے آپ کی تعریف وتوصیف بیان کی اور کہا جس عورت سے ہو سکے کہ ان کے نکاح میں آئے چاہیے کہ اس دولت نکاح کو غنیمت جانے۔ خدیجہ بھی اس مجمع میں تھی۔ اس نے بھی یہ بات سنی۔ غرضیکہ ایسے ایسے واقعات سے خدیجہ کو آپ سے نکاح کا شوق دامنگیر ہوا اور اشتیاق مالایطاق ہوا۔ بیت

اے آرزوئے دیدۂ دل در ہوائے تست   جانم اسیر سلسلۂ مشکسائے تست

آخر خدیجہ نے جناب سیّد الثقلین وسیلتنا فی الدارین سیدنا ومولانا محمد رسول اللہ ﷺ سے بڑی جستجو اور کوشش کے بعد نکاح کیا۔ اور ابوطالب نے نکاح کا خطبہ پڑھا جب عمر شریف آپ کی قریب پینتیس سال کے آئی قریش نے از سر نو تعمیر خانہ کعبہ کی ٹھہرائی جب حجر اسود لگانے کا وقت آیا ہر قبیلہ نے چاہا کہ ہم حجر اسود اٹھائیں اور اس کی جگہ لگائیں باہم تنازعہ زیادہ ہوا ہر شخص کشت وخون پر آمادہ ہوا آخر یہ امر قرار پایا کہ کل جو شخص مسجد حرام میں سب سے اوّل آئے وہ اس کے بارے میں جو کچھ فرمائے اس پر اتفاق لازم ہے۔ فی الجملہ جناب سیّدنا رسول اللہ ﷺ مسجد حرام میں سب سے پہلے تشریف لائے آپ نے اپنی چادر مبارک بچھا کر حجر اسود اس پر رکھا اور فرمایا کہ ہر ایک قبیلہ کا ایک آدمی آئے اور چادر کے گوشہ پکڑ کر اٹھائے جب حجر اسود اپنے موقع پر آیا آپ نے اپنے دست مبارک سے اس کو نصب فرمایا قریش آپ کے اس انصاف سے نہایت مسرور ہوئے اور جنگ وجدال کے خیالات ان کے دلوں سے دور ہوئے۔

مومنو با ادب بصد اکرام   پڑھو حضرت پہ تم درود و سلام
قُدسی کہتے ہیں یہ بصد تعظیم   کہ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم
اے امام رُسل سلامٌ علیک   رہنمائے سُبل سلامٌ علیک

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَيْهِ

بیان ابتداءِ نزولِ وحی

جب کہ زمانہ ظہور نبوت کا قریب آیا آپ نے گوشۂ تنہائی عبادت کیلیے پسند فرمایا آپ جبل حرا پر تشریف لے جاتے تھے اور توشہ اپنا ساتھ لے جاتے تھے اور وہیں خلوت میں عبادت کرتے تھے بیہقی اور ابونعیم وغیرہ نے روایت لکھی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ایک مرتبہ نذر کی تھی کہ میں ایک مہینہ کا اعتکاف کروں گا اور حضرت خدیجہ بھی اس اعتکاف میں آپ کے شریک تھیں اتفاقاً یہ مہینہ رمضان کا تھا اور دونوں ایک غار میں معتکف تھے ایک شب آپ وقت پہچاننے اور ستارہ دیکھنے کیلیے باہر تشریف رکھتے تھے کہ آواز السلام علیک کی آئی آپ نے خیال کیا کہ شاید جنات کا اس جگہ سے گذر ہوا ہے اور یہ آواز ان کی ہے آپ غار میں تشریف لائے اور حضرت خدیجہ سے یہ قصہ بیان کیا حضرت خدیجہ نے کہا کہ یہ بشارت ہے اور السلام علیک علامت امن اور موانست کی ہے کچھ خوف کی بات نہیں رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ میں پھر باہر آیا میں نے دیکھا کہ جبرئیل علیہ السلام آفتاب کے تخت پر بیٹھے ہوئے تھے ایک پر ان کا مشرق میں اور دوسرا مغرب میں پھیلا ہوا تھا میں یہ حالت دیکھ کر پھر خوف زدہ ہو کر نماز کی طرف چلا۔ جبرئیل علیہ السلام جلدی سے میرے اور غار کے درمیان حائل ہوگئے جب مجھ کو ان کے دیکھنے اور ان کے کلام سننے سے کچھ انس ہوا تو اس وقت جبرئیل علیہ السلام نے مجھ سے وعدہ لیا کہ فلاں وقت تم تنہا حاضر ہونا میں وعدہ کے موافق اسی وقت آکر تنہا منتظر کھڑا ہوا تھا جب بہت دیر ہوئی میں نے واپس ہونے کا ارادہ کیا اچانک میں نے

دیکھا کہ جبرئیل و میکائیل دونوں زمین و آسمان کے درمیان نہایت عظمت سے آتے تھے پھر دونوں نے مجھ کو پکڑ کر زمین پر لٹا دیا اور میرے سینہ کو چاک کر کے دل کو آب زم زم سے سونے کے طشت میں غسل دے کر کچھ اس میں سے علیحدہ کیا پھر میرے دل کو اس کی جگہ رکھ کر سینہ کو درست کر دیا اور ان دونوں نے میرے دست و پا پکڑ کر مجھ کو حرکت دی پھر میری پشت پر مہر لگائی میں نے اس کا اثر اپنے دل میں محسوس پایا۔

ف۔اس مرتبہ شق صدر قبل از نزول وحی اس لیے ہوا تا کہ آپ کے دل کو قوت تحمل وحی ہو۔ جناب عائشہ صدیقہ[1] رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ابتداء وحی رویاء صادقہ سے ہوئی پہلے پہل آپ کو سچے خواب نظر آنے لگے جو خواب آپ دیکھتے تھے اس کی تعبیر مثل طلوع صبح صادق کے ہوتی تھی۔ روایت کیا اس کو بخاری نے انوار محمدیہ وغیرہ میں لکھا ہے کہ جب آپ چالیس سال کے ہوئے اللہ تعالیٰ نے آپ کو رحمۃ للعالمین کر کے مبعوث فرمایا اور کَافَّۃُ الثَّقَلَیْنِ کُلُّھُمْ اَجْمَعِیْنَ کی طرف اپنا رسول بنایا۔ لکھا ہے کہ اوّل مرتبہ آپ پر فرشتہ وحی لے کر آٹھویں[2] ربیع الاوّل پیر کے دن آیا اگر چہ اس بارے میں اور بھی اقوال ہیں مگر راجح یہی روایت ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ میں غار حرا میں تھا جبرئیل علیہ السلام وحی لے کر آئے اور کہا اِقْرَاء[3] یعنی مجھ کو کہا کہ پڑھ میں نے کہا مَا اَنَا بِقَارٍ یعنی میں پڑھا ہوا نہیں جبرئیل امیں نے مجھ کو پکڑ کر خوب دبایا اور کہا اِقْرَاء پھر میں نے کہا مَا اَنَا بِقَارٍ پھر مجھ کو جبرئیل نے پکڑ کر دبایا اور کہا اِقْرَاء پھر میں نے کہا مَا اَنَا بِقَارٍ تیسری مرتبہ جبرئیل نے ایسا ہی کیا حتیٰ کہ اِقْرَاء بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ مَا لَمْ یَعْلَمْ تک پڑھایا انوار محمدیہ میں دوبارہ نزول وحی یہ روایت ہی مرقوم ہے کہ جبرئیل علیہ السلام اچھی پاکیزہ صورت اور عمدہ خوشبو کے ساتھ ظاہر ہوئے اور کہا اے محمد ﷺ اللہ تعالیٰ آپ کو سلام فرماتا ہے اور یہ فرماتا ہے کہ تو میرا جن و بشر کی طرف

(۱) انوار محمدیہ (۲) ما ثبت بالسنۃ (۳) مدارج

پیغمبر ہے ان کو کلمہ لا الہ الا اللہ کی طرف بلا پھر جبرئیل امین علیہ السلام نے اپنا قدم زمین پر مارا اس سے ایک چشمہ پانی کا جاری ہو گیا جبرئیل نے وضو کیا اور آپ سے وضو کرنے کیلیے عرض کیا پھر جبرئیل علیہ السلام نماز کیلیے کھڑے ہوئے اور آپ سے یہی عرض کیا کہ آپ میرے ہمراہ نماز پڑھیں جبرئیل امیں علیہ السلام نے آپ کو وضو اور نماز سکھائی اور آسمان پر تشریف لے گئے۔ رسول اللہ ﷺ وہاں سے لوٹے راستہ میں جس درخت اور پتھر اور ڈھیلے پر سے آپ کا گزر ہوتا تھا وہی عرض کرتا تھا کہ السلام علیک یارسول اللہ یہاں تک کہ آپ حضرت خدیجہ کے پاس تشریف لائے آپ کانپتے تھے اور فرماتے تھے زملونی زملونی یعنی ڈھانک لو مجھ کو ڈھانک لو یہاں تک کہ آپ کو ڈھانک لیا جب آپ سے رعب جاتا رہا آپ نے فرمایا کہ مجھ کو اپنی جان کا خوف ہے۔ لکھا[1] ہے کہ جب حضرت خدیجہ کو آپ نے اس واقعہ سے مطلع کیا۔ ان پر خوشی سے مدہوشی ہوگئی آپ نے حضرت خدیجہ کو وضو کیلیے فرمایا انہوں نے وضو کیا آپ نے ان کو اس طرح نماز پڑھائی کہ جیسے جبرئیل امین علیہ السلام نے آپ کو نماز پڑھائی تھی۔

حضرت خدیجہ آپ کی تسلی کرتی تھیں اور اپنے چچا زاد بھائی ورقہ[2] بن نوفل کے پاس آپ کو لے کر آئیں ورقہ نے کل حال سنا اور کہا کہ خوشخبری ہو تجھ کو اے محمد کہ تو خدا کا رسول ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ تو وہی رسول ہے کہ جس کی خوشخبری عیسیٰ علیہ السلام نے سنائی تھی تو اے محمد اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہت جلدی کفار سے جہاد کرنے کیلیے مامور ہوگا۔ ورقہ نے کہا کہ کیا اچھا ہو کہ میں اس وقت زندہ رہوں کہ جب تیری قوم تجھ کو یہاں سے نکالے گی۔ آپ نے براہ تعجب دریافت فرمایا کہ کیا میری قوم مجھ کو نکالے گی ورقہ نے کہا کہ ہاں۔

ف۔ مدارج النبوۃ میں لکھا ہے کہ ایمان اور توحید کے بعد آنحضرت ﷺ

(۱) انوار محمدیہ (۲) مدارج وغیرہ

پر بھی دو رکعت نماز کہ جبرئیل علیہ السلام نے آپ کو پڑھائی اور تعلیم کی تھی واجب ہوئی تھیں مگر یہ مسلک بعضے علماء کا ہے اور فتح الباری میں ہے کہ آپ معراج سے پیشتر نماز پڑھا کرتے تھے مگر اس بات میں اختلاف ہے کہ آیا نماز خمسہ کے فرض ہونے سے پہلے کوئی نماز آپ پر فرض تھی یا نہیں۔

عینی شرح صحیح بخاری وغیرہ میں لکھا ہے کہ اوّل آپ پر اقراء نازل ہوئی اور زاد معاد میں یہی قول راجح لکھا ہے اور وہ جو حضرت جابر سے منقول ہے کہ پہلے سورۃ مدثر نازل ہوئی وہ محققین کے نزدیک غیر سدید ہے کیوں کہ خود بخاری اور مسلم میں جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جب میں چلا جاتا تھا تو یکایک میں نے آسمان سے آواز سنی جب سر اٹھایا تو دیکھا کہ ناگہاں وہ فرشتہ جو میرے پاس حرا کے پہاڑ پر آیا تھا زمین وآسمان کے درمیان کرسی پر بیٹھا ہے۔ الحدیث

اس حدیث کے آخر میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر يٰٓاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَاَنْذِرْ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ نازل فرمائی یہ حدیث خود دلالت کرتی ہے کہ سورۃ مدثر کے نزول سے پہلے آپ پر فرشتہ حرا کے پہاڑ پر آیا اور یہ بات بین اور اظہر من الشمس ہے کہ حرا کے پہاڑ پر فرشتہ آپ پر اقراء لے کر آیا تھا۔ چنانچہ کتب معتبرہ میں مرقوم ہے انجام کار جب آپ نے اپنے رسول ہونے اور سورۃ اترنے کا حضرت خدیجہ سے اظہار کیا سب سے اوّل عورتوں میں وہ مشرف باسلام ہوئیں اور مردوں میں سب سے پہلے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور لڑکوں میں سب سے اوّل حضرت بلال رضی اللہ عنہ آپ پر ایمان لائے۔ واضح ہو کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے اسلام کے بارے میں ابن عساکر نے تاریخ دمشق میں کعب سے روایت لکھی ہے کہ حضرت ابوبکر کا اسلام لانا وحی کے سبب ہوا اس کا قصہ اس طرح پر ہے کہ ملک شام میں بحالت تاجری حضرت ابوبکر نے ایک خواب دیکھا تھا اس خواب کو ایک راہب سے بیان کیا

اس نے دریافت کیا کہ کہاں کا باشندہ ہے ابوبکر نے فرمایا کہ مکہ کا اس نے پوچھا کہ کن لوگوں میں سے ہے انہوں نے فرمایا کہ قریش میں سے پھر اس راہب نے پوچھا کہ کون ہے تو آپ نے فرمایا کہ تاجر ہوں راہب نے کہا کہ اللہ تعالیٰ تیرا خواب سچا کرے بے شک تیری قوم میں ایک نبی مبعوث ہوگا تو ان کی زندگی میں ان کا وزیر اور ان کی وفات کے بعد ان کا خلیفہ ہوگا ابوبکر نے یہ خواب اور تعبیر آپ کے نبی ہونے تک پوشیدہ رکھی جب آپ مبعوث ہوئے تو حضرت ابوبکر نے سیّدنا رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ آپ کی نبوت پر کیا دلیل ہے آپ نے فرمایا کہ وہ خواب جو تو نے ملک شام میں دیکھا تھا یہ سنتے ہی حضرت ابوبکر نے آپ کو گلے لگایا اور آپ کی پیشانی پر بوسہ دیا اور کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ بیشک آپ خدا کے رسول ہیں اور نیز ابن عساکر نے محمد بن عبدالرحمٰن سے روایت کی ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا گیا کہ تم نے قبل از اسلام بھی آپ کی نبوت کی کوئی دلیل پائی ہے حضرت ابوبکر نے فرمایا کہ ہاں پائی ہے کیا قریش اور غیر قریش میں سے کوئی شخص ایسا بھی باقی ہے کہ جس پر اللہ تعالیٰ نے آپ کی نبوت کی حجۃ ثابت نہ کر دی ہو (یعنی سب پر آپ کی نبوت کی حجۃ ثابت ہے میں زمانہ جاہلیت میں ایک درخت کے نیچے بیٹھا ہوا تھا اس کی ایک شاخ جھکتے جھکتے میرے سر پر آ گئی میں اس کو دیکھتا تھا اور کہتا تھا کہ یہ کیا بات ہے اس درخت سے میں نے یہ آواز سنی کہ یہ نبی جس کا انتظار ہے فلاں وقت میں مبعوث ہوگا تو اے ابوبکر اس نبی کی وجہ سے تمام آدمیوں سے زیادہ سعید ہوگا۔ الحاصل اسلام کو ترقی ہونی شروع ہوئی حضرت عثمان بن عفان اور طلحہ بن عبیداللہ بھی ایمان لائے ابن سعد اور ابن عساکر نے یزید بن رومان سے روایت کی ہے کہ عثمان بن عفان اور طلحہ بن عبیداللہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور اسلام لائے حضرت عثمان نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں ابھی شام سے آتا ہوں جب ہم معان اور زرقا کے درمیان اترے رات کو ہماری آنکھ لگنے کو تھی کہ اچانک ایک منادی نے ندا دی کہ اے سونے

والو جاگو اور خوش ہو کہ احمد مکہ میں نبی کیے گئے ہیں جب ہم مکہ میں آئے تو آپ کا شہرہ سنا اور علاوہ روایت متذکرہ بالا حضرت عثمان اور طلحہ بن عبید اللہ کو اور طریقہ سے بھی آپ کی بعثت کی اطلاع ہو چکی تھی چنانچہ ابو نعیم نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ میں ایک قافلہ میں شام کی طرف رسول اللہ ﷺ کے مبعوث ہونے سے پہلے گیا تھا جب ہم لوگ حدود شام میں پہنچے وہاں ایک عورت غیب کی خبریں دینے والی تھی وہ ہم کو راستہ میں ملی اس نے کہا کہ میرا دوست میرے پاس آیا تھا یعنی جو شخص کہ مجھ کو آسمان کی خبریں لا دیا کرتا تھا وہ آیا تھا اور میرے دروازہ پر کھڑا ہوا میں نے اس سے کہا کہ اندر کیوں نہیں آتا اس نے کہا کہ اب موقع نہیں رہا احمد پیدا ہو چکے اور کام قابو سے باہر ہو گیا حضرت عثمان فرماتے ہیں کہ ہم مکہ میں واپس آئے ہم نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ پردۂ سکوت سے نکل کر خلقت کو اللہ کی طرف بلاتے ہیں۔ ابن سعد اور بیہقی نے روایت کی ہے کہ طلحہ بن عبید اللہ فرماتے ہیں کہ میں بصریٰ کے بازار میں پہنچا اور اچانک میں نے دیکھا کہ ایک شخص غیب کی خبریں دینے والا ایک حجرہ میں بیٹھا ہوا کہہ رہا ہے کہ اس وقت کے آنے والوں سے پوچھو کہ کیا تم میں کوئی شخص اہل حرم سے ہے میں نے کہا کہ ہاں میں ہوں اس نے کہا کہ کیا تمہارے ہاں احمد کا ظہور ہو چکا ہے۔ میں نے کہا کہ کون ہیں احمد۔ اس نے کہا کہ عبد المطلب کے بیٹے عبد اللہ کا بیٹا ہے اسی مہینے میں اس کا ظہور ہو گا وہ خاتم الانبیاء ہے اس کے ظاہر ہونے کی جگہ مکہ ہے اور اس کی ہجرت کی جگہ وہاں ہے کہ جہاں کھجور کے درخت اور پتھریلی اور شور زمین ہے یعنی مدینہ طیبہ تجھ کو چاہیے کہ تو اس کی طرف سبقت کرے غرضیکہ طلحہ نے یہ واقعہ بواسطہ ابو بکر صدیق جناب سیّدنا رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا آپ بہت خوش ہوئے اور ریاض النضرۃ میں عائشہ بنت سعد سے روایت لکھی ہے کہا انہوں نے کہ میرے باپ نے بیان کیا کہ میں نے مسلمان ہونے سے تین روز پیشتر ایک خواب دیکھا تھا کہ گویا میں ایک ایسی تاریکی میں ہوں

کہ کچھ شے نظر نہیں آتی پھر ایک چاند روشن ہوا میں اس کے پیچھے ہو لیا پھر میں نے ان لوگوں کو دیکھا کہ جو مجھ سے پہلے اس چاند کی طرف پہنچے ہوئے تھے ان میں سے زید بن حارث اور علی ابن ابی طالب اور ابو بکر کو میں نے دیکھا میں ان سے دریافت کرتا تھا کہ آپ صاحب یہاں کب تشریف لائے ہیں جب میں خواب سے بیدار ہوا میں نے سنا کہ رسول اللہ ﷺ خلقت کو اسلام کی طرف پوشیدہ بلاتے ہیں۔ میں نے بھی اجیاد کی گھاٹی میں آپ سے ملاقات کی اس وقت آپ نے عصر کی نماز پڑھی تھی۔ میں نے حضرت سے پوچھا کہ آپ کس بات کی طرف بلاتے ہیں حضور نے فرمایا کہ اس بات کی طرف کہ گواہی دے تو اس امر کی کہ سوائے خدا کے اور کوئی معبود نہیں اور میں اس کا رسول ہوں میں نے کہا اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ۔

ف۔ واضح ہو کہ خواب میں جو سعد نے تاریکی دیکھی تھی وہ اندھیرا کفر اور جہالت کا تھا اور چاند جو دیکھا تو وہ ذات آن سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام تھے اور چاند کے پیچھے ہو لینا اشارہ تھا کہ تم کو اے سعد آنحضرت ﷺ کی تابعداری اور آپ پر ایمان لانا نصیب ہوگا حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت علی اور زید بن حارث کا اپنے سے پہلے اس چاند کے پاس دیکھنا ایماء تھا کہ ایمان لانے میں یہ بزرگوار سعد پر سبقت لے گئے ہیں اور ان سے پہلے ایمان لائے ہیں چنانچہ اس خواب کے مطابق بالکل ماجرا تھا۔

روضۃ الاحباب میں لکھا ہے کہ عمرو بن مرہ جہنی بیان کرتے ہیں کہ ایام جاہلیت میں میں ایک جماعت کے ساتھ بقصد زیارت بیت اللہ شریف میں مکہ میں آیا ایک رات کو خواب میں دیکھا کہ ایک نور نہایت روشن خانہ کعبہ سے ظاہر ہوا اور بلند ہو کر پھیل گیا۔ اس کی روشنی میں کوہ یثرب معلوم ہوتی تھی اور اس نور میں سے یہ آواز آتی تھی۔ اِنْقَشَعَتِ الظُّلْمُ وَسَطَعَ الضِّيَا وَبُعِثَ خَاتِمُ الْاَنْبِيَاءِ یعنی پراگندہ ہو گیا ظلم اور چمک اٹھی روشنی اور مبعوث ہوئے خاتم الانبیاء پھر وہ نور خوب چمکنے لگا میں نے حیرہ اور مدائن کے محل اس کی روشنی میں دیکھے اور اس نور میں سے پھر یہ آواز آئی ظَهَرَ الْاِسْلَامُ

وَكُسِرَتِ الْاَصْنَامُ وَوُصِلَتِ الْاَرْحَامُ یعنی ظاہر ہوا اسلام اور شکستہ ہوئے بت اور مل گئے رشتہ ناتہ باہم۔ میں خوف زدہ ہو کر بیدار ہوا اور اپنے یاروں سے کہا کہ کوئی نادر واقعہ قریش میں ظہور پذیر ہوگا اور اپنا خواب ان سے بیان کیا پھر مکہ سے ہم اپنے ملک میں آئے تھوڑے دنوں میں مجھ کو خبر پہنچی کہ ایک شخص احمد مکہ میں پیدا ہوا ہے اور نبوت کا دعوے کرتا ہے میرا باپ بت خانے کا محافظ تھا۔ میں بت خانہ میں آیا اور بت کو توڑ کر میں حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے اپنا خواب آپ سے عرض کیا آپ نے فرمایا کہ میں تمام بندوں کی طرف اللہ کا پیغمبر ہوں اور سب کو اسلام کی طرف بلاتا ہوں اور خداوند تعالیٰ کی عبادت اور بتوں کے ترک کرنے کا حکم کرتا ہوں جو کوئی میری بات قبول کرے گا اس کیلیے بہشت ہے اور جو کوئی نافرمانی کرے گا اس کیلیے نار جہنم ہے تو اے عمرو بن مرہ ایمان لا تا کہ اللہ تعالیٰ تجھ کو جہنم کی ہول سے بے خوف کرے عمرو بن مرہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ پھر عمرو بن مرہ نے وہ چند شعر کہ آپ کی خبر سن کر تصنیف کیے تھے آپ کے روبرو پڑھے کہ جن کا ایک شعر یہ ہے۔

شَهِدْتُ بِاَنَّ اللّٰهَ حَقٌّ وَاِنَّنِیْ
لِاٰلِهَةِ الْاَحْجَارِ اَوَّلُ تَارِكٖ

یعنی میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ حق اور سچا ہے اور میں پتھر کے خداؤں کو یعنی بتوں کو اولاً چھوڑتا ہوں۔ غرضیکہ ہر ایک آپ کو اپنے اپنے آثار اور طرق سے پہچانتا تھا اور اہل کتاب تو آپ کو اس طرح پہچانتے تھے کہ جیسے اپنی اولاد کو پہچانتے ہیں یعنی جیسے اہل کتاب کو اپنی اولاد کی شناخت میں کچھ شبہہ نہیں تھا ایسے ہی آپ کی نبوت میں ان کو کچھ شک نہ تھا کیوں کہ ان کی کتب میں آپ کا حال مالا مال تھا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْكِتٰبَ یَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا یَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ یعنی جن لوگوں کو ہم نے کتاب عنایت فرمائی ہے اور محمد ﷺ کو ایسا پہچانتے ہیں کہ جیسے اپنی اولاد کو

پہچانتے ہیں اور اس آیت کریمہ کی تصدیق ابن سلام رضی اللہ عنہ کے قول سے بخوبی ہو سکتی ہے کہا انہوں نے جس وقت میں نے محمد ﷺ کو دیکھا بے شک میں نے آپ کو ایسا پہچان لیا کہ جیسے اپنے بیٹے کو پہچان لیتا ہوں بلکہ میری پہچان محمد ﷺ کیلیے بہت زیادہ ہے اس کو بخاری نے روایت کیا ہے ہر چند کہ آپ کی رسالت کی تصدیق ہر ایک کو ہو گئی تھی مگر جس کو اللہ تعالیٰ نے سعید کیا وہ آپ پر ایمان لایا اور جس کو شقی کیا وہ اس نعمت عظمیٰ سے بے بہرہ رہا چنانچہ احمد اور ابن سعد نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک یہودی سے ملے اس کے پاس توریت تھی وہ اپنے مریض بیٹے پر پڑھ کر دم کرتا تھا آپ نے اس یہودی سے فرمایا کہ اے یہودی میں تجھ کو اس خدا کی قسم دیتا ہوں کہ جس نے موسیٰ پر توریت نازل فرمائی ہے آیا تو کہیں توریت میں میری تعریف اور میرے خروج کا ذکر پاتا ہے۔ اس یہودی نے سر سے اشارہ کیا کہ نہیں مگر اس یہودی کے بیٹے نے کہا کہ میں اس کو گواہ کر کے کہتا ہوں کہ جس نے موسیٰ علیہ السلام پر توریت نازل کی ہے بیشک میرا باپ آپ کی تعریف اور آپ کے خروج کا زمانہ اس کتاب میں لکھا ہوا پاتا ہے اور اس لڑکے نے کہا اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ آپ نے اس کے باپ کو وہاں سے علیحدہ کرا دیا پھر وہ لڑکا مر گیا آپ نے اس پر نماز پڑھی۔ بہر حال حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے اس قول کی کہ کیا قریش اور غیر قریش میں سے کوئی شخص ایسا باقی ہے کہ جس پر اللہ تعالیٰ نے آپ کی نبوت کی حجت ثابت نہ کر دی ہو، بخوبی تصدیق ہو گئی ابتداء زمانہ میں بوجہ اس کے کہ اہل اسلام بہت تھوڑے تھے کفار آپ کو اذیت پہنچاتے تھے اور اہل اسلام کو بہت ستاتے تھے اس لیے آپ اور آپ کے تابع خفیہ عبادت کرتے تھے اور پوشیدہ دعوت اسلام فرماتے تھے جب آیت فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ نازل ہوئی آپ اعلانیہ دعوت اسلام کرنے لگے۔ انوار محمدیہ میں لکھا ہے کہ آپ لوگوں کے گھر تشریف لے جاتے تھے اور فرماتے تھے یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُكُمْ اَنْ تَعْبُدُوْهُ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَیْئًا یعنی اے آدمیو اللہ تعالیٰ تم کو

حکم دیتا ہے کہ اس کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک مت کرو اور ابولہب آپ کے پیچھے پیچھے یہ کہتا پھرتا تھا کہ اے آدمیو یہ شخص تم کو حکم دیتا ہے کہ اپنے باپ دادا کے دین کو چھوڑ دو۔

ف۔ واضح ہو کہ جب کوئی برا عمل باپ دادا سے متوارث چلا آتا ہے تو اس کے ترک کرنے میں اکثر یہ حجۃ کیا کرتے ہیں کہ اگر یہ ہمارا فعل برا ہوتا تو ہمارے بزرگان کیوں کرتے وَاِنْ كَانَ اٰبَآءُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ شَيْئًا وَّلَا يَهْتَدُوْنَ اس لیے لازم ہے کہ اہل اسلام ایسی حجتوں اور بیہودہ باتوں سے باز آئیں یہ شیطان کے وسوسے ہوتے ہیں ہم خدا اور رسول کی فرمانبرداری پر مامور ہوئے ہیں اس لیے جو جو رسوم خلاف کلام اللہ وسنت رسول اللہ ہوں اگرچہ وہ پہلے سے چلی آتی ہوں ان کو چھوڑ دینا اور برا سمجھنا چاہیے اور آنحضرت ﷺ چوں کہ توحید سکھاتے تھے اور کفار مکہ بتوں کو پوجتے تھے اس لیے ابولہب نے کہا کہ یہ شخص یعنی محمد تم کو باپ دادا کے دین چھوڑنے کا حکم کرتا ہے القصہ اسلام کو یوماً فیوماً ترقی ہوتی رہی۔ یہاں تک کہ سعید بن زید یعنی حضرت عمر کے بہنوئی اور نعیم بن عبداللہ بھی اسلام لائے اور رفتہ رفتہ انتالیس آدمی مسلمان ہو گئے اس زمانہ میں قریش میں دو بڑے سردار تھے ایک ابوجہل بن ہشام اور دوسرے عمر بن الخطاب۔ آپ نے ارقم کے گھر میں دعا فرمائی کہ یا اللہ دین اسلام کو عمر بن الخطاب یا ابوجہل بن ہشام کے اسلام سے عزت دے آپ کی دعا حضرت عمر کے حق میں قبول ہوئی اگلے دن وہ بھی اسلام سے مشرف ہوئے حضرت عمر نے قبل از اسلام رسول اللہ ﷺ کا ایک معجزہ مشاہدہ فرمایا تھا۔ صحیح بخاری میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن میں ایک بت خانہ میں تھا اور مشرکین نے بت کیلیے قربانی کی تھی اور بت کے پیٹ میں سے یہ آواز آئی یَا جَلِيْحُ اَمْرٌ نَجِيْحٌ رَجُلٌ فَصِيْحٌ يَقُوْلُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ یعنی اے مرد قوی ایک کام کی بات ہے ایک شخص خوش بیان لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہتا ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اور لوگ یہ آواز سن کر بھاگ گئے میں

اس جگہ ٹھہرا رہا دوسری مرتبہ پھر میں نے وہی آواز سنی پھر انہی ایام میں معلوم ہوا کہ آپ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی طرف بلاتے ہیں جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسلام لائے تو آپ کی خدمت شریف میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ جب مشرکین لات وعزیٰ کی عبادت اعلانیہ کرتے ہیں تو ہم خدا وحدہ لاشریک کی عبادت کیوں پوشیدہ کریں۔ اسی وقت آنحضرت ﷺ کے ساتھ اور مسلمانوں کو ہمراہ لے کر مسجد حرام میں آئے اور برملا باجماعت نماز ادا کی اسی دن سے مسلمانوں کو بہت قوت اور عزت حاصل ہوئی۔

صحیح بخاری میں عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے مَا زِلْنَا اَعِزَّةً مُنْذُ اَسْلَمَ عُمَرُ یعنی جب سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسلام لائے اس دن سے ہم ہمیشہ باعزت رہے ہیں۔

الغرض آپ ایک بار دعوت اسلام کیلیے طائف تشریف لے گئے۔ مسعود اور حبیب وغیرہ سرداران کو آپ نے اسلام لانے کیلیے فرمایا انہوں نے قبول نہ کیا بلکہ وہاں کے بعض آدمیوں نے آپ کو تکلیف پہنچائی آپ وہاں سے عتبہ اور شیبہ سرداران قریش کے باغ میں کہ درمیان مکہ اور طائف کے تھا تشریف لائے اس وقت وہ دونوں باغ میں تھے انہوں نے بمقتضاء قرابت اپنے غلام عداس نصرانی کے ہاتھ آپ کی خدمت میں انگور بھیجے آپ نے کھانے سے پہلے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہا عداس غلام نے کہا کہ اس جگہ تو میں نے یہ نام کبھی نہیں سنا آپ نے دریافت کیا کہ تو کہاں کا رہنے والا ہے اس نے کہا کہ میں نینوٰی میں رہتا ہوں آپ نے فرمایا کہ میرے بھائی یونس کی بستی میں اس نے پوچھا کہ یونس آپ کے بھائی کیسے ہوئے حضور نے فرمایا کہ یونس بھی پیغمبر تھے اور میں بھی پیغمبر ہوں عداس نے پوچھا کہ آپ کا کیا نام ہے آپ نے فرمایا کہ محمد۔ عداس نے آپ کی تعریف توریت اور انجیل میں پائی ہے مدت سے میں آپ کے معبوث ہونے کا انتظار کر رہا تھا اور عداس مسلمان ہو گیا اور اس نے آپ کے دست و پا پر بوسہ دیا پھر آپ وہاں سے بطن نخلہ میں تشریف لائے آپ وہاں نماز میں کلام اللہ شریف سن کر ٹھہر گئے (۷) سات یا (۹) نوجن نینوٰی یا نصیبین الیمن کے حاضر ہوئے

اور کلام اللہ شریف سن کر ٹھہر گئے جب آپ نماز سے فارغ ہوئے آپ نے ان جنوں
سے اسلام لانے کیلیے فرمایا وہ سب مسلمان ہو گئے یہ قصہ کلام اللہ شریف میں سورۂ
احقاف میں اس طرح مذکور ہے۔ وَاِذْ صَرَفْنَا اِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ يَسْتَمِعُوْنَ
الْقُرْاٰنَ فَلَمَّا حَضَرُوْهُ قَالُوْا اَنْصِتُوْا فَلَمَّا قُضِيَ وَلَّوْا اِلٰى قَوْمِهِمْ مُّنْذِرِيْنَ یعنی یاد
کرائے محمد جب کہ جنوں کے ایک گروہ کو تیری طرف ہم نے متوجہ کیا کہ سنتے تھے وہ
قرآن کو جب وہ گروہ حاضر ہوا تو آپس میں کہا کہ قرآن سننے کیلیے چپ رہو جب
رسول اللہ ﷺ قرآن پڑھنے سے فارغ ہوئے وہ جن اپنی قوم کی طرف قوم کو
عذاب الٰہی سے ڈراتے ہوئے لوٹے قَالُوْا يَا قَوْمَنَا اِنَّا سَمِعْنَا كِتَابًا اُنْزِلَ مِنْۢ
بَعْدِ مُوْسٰى مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ يَهْدِيْ اِلَى الْحَقِّ وَاِلٰى طَرِيْقٍ مُّسْتَقِيْمٍ کہا
انہوں نے کہ اے قوم ہماری ہم نے ایک ایسی کتاب سنی ہے کہ جو موسیٰ علیہ السلام کے بعد
نازل ہوئی ہے اپنے سے پہلی کتابوں کی تصدیق کرتی ہے اور راہ راست اور حق کی
طرف ہدایت کرتی ہے يَا قَوْمَنَا اَجِيْبُوْا دَاعِيَ اللّٰهِ وَاٰمِنُوْا بِهٖ يَغْفِرْ لَكُمْ مِّنْ
ذُنُوْبِكُمْ وَيُجِرْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ اے ہماری قوم تم اللہ تعالیٰ کی طرف بلانے
والے کو قبول کرو اور اس پر ایمان لاؤ اللہ تعالیٰ تمہارے گناہوں کو جو تم نے کیے ہیں
بخش دے گا اور دردناک عذاب سے تم کو نجات دے گا۔

ف۔ اس جگہ سے جاننا چاہیے کہ اگر کوئی شخص کسی بزرگ سے کوئی پند و نصیحت
یا کوئی قابل قدر کلام سنے تو اپنے دوست و احباب کو اس سے ضرور مطلع کرے اور اس
پر عمل کرنے کیلیے ترغیب دلائے علاوہ اس مرتبہ کے آپ کے حضور میں جن چند مرتبہ
اور بھی حاضر ہوئے ہیں چنانچہ ابو البقاء شبلی حنفی نے اپنی کتاب آکام المرجان فی احکام
الجان میں لکھا ہے کہ حدیثوں سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ چھ مرتبہ جن آپ کے
حضور میں حاضر ہوئے پہلی مرتبہ مکہ میں آپ کے پاس جنات کا بلانے والا آیا اور
آپ نے ان کو جا کر کلام اللہ شریف سنایا اس قصہ کو ابوداؤد نے عبداللہ بن مسعود سے

روایت کیا ہے اور دوسرے مرتبہ حجون میں اور تیسری مرتبہ اعلائے مکہ کے پہاڑوں
میں اور چوتھی مرتبہ بقیع الغرقد میں اور پانچویں مرتبہ خارج مدینہ میں اور چھٹے مرتبہ ایک
سفر میں کہ بلال آپ کے ہمراہ تھے القصہ آپ بطن نخلہ سے مکہ میں آئے اور بدستور
دعوت اسلام میں مشغول ہوئے ہر لحظہ آپ کو یہ فکر تھا کہ خلقت راہ راست پر آئے اور
عذاب الٰہی سے نجات پائے اس طرح سے آپ کو چند سال گزرے آخر وہ وقت
قریب ہوا کہ پردہ اٹھ جائے اور اللہ تعالیٰ آپ کو اپنے حضور میں بلائے سواری کیلیے
براق برق پا طیار ہو۔ مسجد اقصیٰ میں انبیاؤں کو آپ کی امامت سے افتخار ہو جوش طرب
سے آسمانوں میں مرحبا کا نعرہ ہو۔ وفور شادمانی سے ہر ایک نبی طالب نظارہ ہو۔
رسول اکرم ﷺ حق کی قربت سے مسرور ہوں اور آپ کی شفاعت سے امت کے
عصیاں مغفور ہوں۔ ذوق مشاہدہ جمال ربی سے آپ کا دل معمور ہو اور شوق لقاء حق
سے سینہ بھرپور ہو۔ لذت وصال ذوالجلال سے آپ کا دل چمن چمن ہو واہب العطایا
کے جود و کرم کا دریا موجزن ہو۔ عاشق و معشوق کے درمیان سے پردۂ دوری دور ہو۔
اور وصل نگار خالق لیل و نہار کو منظور ہو۔

خوشا وقتے و خرم روز گارے
کہ یارے برخورداز وصل یارے

انجام کار مبارک زمانہ معراج کا آیا اور خالق اکبر نے آپ کو حضرت قدس میں
بلایا۔

بیان معراج آن سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام

روایت[1] ہے کہ ایام اقامت مکہ میں بارہویں سال نبوت سے معراج ہوئی آپ ام ہانی بنت ابی طالب کے گھر تشریف رکھتے تھے چھت شق ہوئی جبرئیل امین اندر تشریف لائے اور آپ کو اٹھا کر مسجد حرام میں لے گئے۔

ف۔ جبرئیل امین آپ کو دروازے سے آ کر بھی لے جا سکتے تھے مگر چھت پھٹنے اور اس شگاف کی راہ سے آپ کو لے جانے میں یہ اشارہ ہے کہ اوپر کی جانب کے کل پردے اس رات میں اٹھ جائیں گے جیسے کہ چھت میں سے آپ کا جسم لطیف بلا تکلف عبور کر گیا ایسے ہی آسمان میں سے بلا امتناع آپ کا گذر ہوگا۔ حضرت جبرئیل[2] علیہ السلام نے آپ کے مبارک سینہ اور شکم کو چاک کیا اور آب زمزم سے تمام اندرون سینہ و شکم اور آپ کے دل مبارک کو دھویا سونے کا طشت ایمان اور حکمت سے بھر کر لائے تھے اس سے آپ کے دل کو پر کیا۔

ف۔ یہ شق صدر اس لیے ہوا کہ آپ کے دل کو قوت مشاہدہ عالم ملکوت ہو۔ رسول[3] اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ پھر میرے پاس ایک جانور خچر سے قد میں نیچا اور حمار سے اونچا آیا انس[4] رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ وہ براق تھا جہاں تک نگاہ کام کرتی ہے وہاں تک ایک قدم رکھتا تھا ابن عباس[5] رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ براق کا چہرہ مثل انسان کے تھا اور ایال مثل گھوڑے کے تھی اور ٹانگیں مثل اونٹ کے اور اس کی سم و دم مثل گائے

(۱) روضۃ الاحباب (۲) مختلف طور سے کتب میں یہ قصہ واقع ہوا ہے (۳) انوار محمدیہ
(۴) مواہب لدنیہ (۵) مواہب لدنیہ

کے تھی اور سینہ سرخ یاقوت کا تھا۔ روضۃ الاحباب میں لکھا ہے کہ اس کی پشت چمکدار موتی کی مانند تھی اس کے دو پر تھے اور بہشتی زین اس کی پشت پر کسا ہوا تھا جب آپ نے اس پر سوار ہونے کا عزم فرمایا وہ شوخی کرنے لگا حضرت جبرئیل نے فرمایا کہ اے براق تو کیوں شوخی کرتا ہے کیا شرم نہیں آتی تجھ پر ایسا شخص سوار ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کا مرتبہ سب سے زیادہ ہے براق شرم سے پسینہ پسینہ ہو گیا۔

ف۔ واضح ہو کہ براق کا شوخی کرنا بوجہ ناز و افتخار تھا نہ کہ بطور سرکشی۔ بعض کتب[1] تواریخ میں لکھا ہے کہ براق نے درخواست کی کہ آپ میری پشت پر قیامت کے دن سوار ہوں آپ نے اس کی درخواست منظور فرمائی اور حضور اس کی پشت پر سوار ہوئے ابن سعد[2] سے روایت ہے کہ جبرئیل امین نے آپ کی رکاب سنبھالی اور میکائیل نے باگ پکڑی معارج میں لکھا ہے کہ براق کے دائیں اور بائیں اسی اسی ہزار ملائکہ نور عرش کی شمع لیے ہوئے تھے فی الجملہ آپ نہایت جاہ و جلال اور بڑے شوکت و افضال سے معراج کیلیے تشریف لے چلے۔ ابیات

چلا جب شان سے پیارا خدا کا
فلک پر غلغلہ تھا مرحبا کا
تھے قدسی دہنے اور بائیں نبی کی
وقار ایسا تھا ختم الانبیاء کا
وہ کیسی شب تھی پراسرار جس میں
فلک پر تھا قدم شمس الضحیٰ کا
تیرا تار نظر پہنچے جہاں تک
قدم ایک تھا براق برق پا کا

(۱) یہ مضمون مفتی عنایت احمد صاحب نے بھی اپنے رسالہ میں لکھا ہے (۲) انوار محمدیہ

تھا ذوق دید سے لبریز سینہ
شب معراج میں صدر العلیٰ کا

رہے جبرئیل سدرہ پر پہنچ کر
بڑھاتا عرش رفرف مصطفیٰ کا

کیا مفروش پا عرش بریں کو
عجب ہے مرتبہ خیرالوریٰ کا

بنا سینہ نبی کا مخزن العلم
عجب اکرام تھا رب العلاء کا

ہوئی احمد کو قربت ایسی حاصل
کیا نظارہ آنکھوں سے خدا کا

میری فکر رسا کو بھی ہو معراج
اگر کچھ فیض ہو مصطفیٰ کا

نبی کے عشق میں نور الحسن کو
الٰہی ورد ہو صل علیٰ کا

طفیل مرشدی امداد اللہ
الٰہی ڈر نہ ہو روزِ جزا کا

ابن مسعود[1] سے روایت ہے کہ جس وقت براق پہاڑ پر چڑھتا تھا اپنی پچھلی ٹانگیں اونچی کر لیتا تھا اور جسوقت نیچے اترتا تھا دونوں اگلی ٹانگیں بلند کر لیتا تھا تا کہ ہر حالت میں پشت ہموار رہے اور اوپر جانے اور نیچے آنے میں سوار گرنے سے محفوظ رہے بیہقی وغیرہ[2] نے شداد بن اوس سے روایت لکھی ہے کہ اولاً آپ ایسی زمین پر سے

(۱) انوار محمدیہ (۲) انوار محمدیہ

گزرے کہ وہاں پر کھجوریں بہت تھیں۔ جبرئیل نے کہا کہ آپ یہاں پر نماز پڑھیے۔ آپ نے نماز پڑھی جبرئیل نے کہا کہ آپ نے یثرب یعنی مدینہ میں نماز پڑھی ہے پھر آپ وہاں سے سفید زمین پر پہنچے جبرئیل نے کہا کہ آپ یہاں پر اتر کر نماز پڑھیے۔ آپ نے نماز پڑھی جبرئیل نے کہا اب آپ نے مدین میں نماز پڑھی ہے پھر حضور بیت اللحم کے پاس پہنچے جبرئیل نے کہا کہ اتریے اور یہاں پر بھی نماز پڑھیے آپ نے یہاں پر بھی نماز پڑھی جبرئیل نے کہا کہ آپ نے عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کی جگہ نماز پڑھی ہے اور بیہقی[1] نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت لکھی ہے کہ آپ کو راستہ میں ایک بوڑھی عورت راہ سے ایک طرف ملی آپ نے جبرئیل سے پوچھا کہ یہ کون ہے۔ جبرئیل نے کہا آپ آگے تشریف لے چلیے جب آپ آگے بڑھے آپ کو راستہ سے علیحدہ ایک بوڑھا شخص ملا آپ کو کہتا تھا کہ اے محمد آئیے۔ جبرئیل نے کہا کہ آپ آگے تشریف لے چلیے پھر آپ ایسی جماعت کے پاس پہنچے کہ اس نے آپ کو مخاطب کر کے کہا السلام علیک یا اوّل السلام علیک یا آخر السلام علیک یا حاشر جبرئیل نے کہا کہ آپ سلام کا جواب دیجیے آپ نے سلام کا جواب دیا۔ جبرئیل نے کہا کہ وہ بوڑھی عورت دنیا تھی۔ جس قدر اس بوڑھی عورت کی عمر کا کچھ تھوڑا سا حصہ باقی رہا ہے اسی قدر دنیا باقی ہے یعنی دنیا بہت تھوڑی باقی ہے اگر آپ اس بڑھیا کی طرف توجہ فرماتے تو آپ کی امت دنیا کو دین پر ترجیح دیتی اور وہ بوڑھا شخص شیطان تھا اور جن لوگوں نے آپ کو سلام کیا تھا وہ حضرت ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام تھے اور ایک روایت[2] میں ہے کہ آپ موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرے وہ اپنی قبر میں نماز پڑھتے تھے اور پھر موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ تم بے شک خدا کے رسول ہو۔

ف۔ انبیاء علیہم السلام کا قبروں میں نماز پڑھنا کچھ ممتنع نہیں وہ اپنے پروردگار کے

(۱) مواہب لدنیہ (۲) انوار محمدیہ

پاس زندہ ہیں اور رزق دیئے جاتے ہیں اور ابو ہریرہ[1] کی حدیث میں وارد ہے کہ آپ ایسے لوگوں کے پاس سے گزرے کہ ایک دن میں کھیتی بو لیتے ہیں اور کاٹ لیتے ہیں جب کاٹ لیتے ہیں تو فوراً ان کی کھیتی جیسی تھی ویسی ہی ہو جاتی ہے آپ نے جبرئیل علیہ السلام سے دریافت فرمایا کہ یہ کیا واقعہ ہے جبرئیل نے کہا کہ یہ اشخاص اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے ہیں۔ان کی نیکی سات سو چند تک بڑھائی جاتی ہے جو کچھ انہوں نے دنیا میں خرچ کیا تھا وہ ان کیلیے آخرت میں ذخیرہ ہو گیا پھر[2] آپ ایسے لوگوں کے پاس آئے کہ ان کے سر پتھروں سے کچلے جاتے تھے پھر جیسے تھے ویسے ہی ہو جاتے تھے اس عذاب سے ان کو کچھ وقفہ نہیں دیا جاتا تھا آپ نے جبرئیل سے پوچھا کہ یہ کیا واقعہ ہے جبرئیل نے عرض کیا کہ یہ وہ لوگ ہیں کہ فرض نماز سے گرانبار ہوتے ہیں[3] پھر آپ ایسی قوم کے پاس پہنچے کہ جو چوپایہ کی طرح چرتے تھے تھوہر اور ضریع (کہ ایک قسم کا بدذائقہ گھاس ہوتا ہے) اور گرم پتھر کھاتے تھے آپ نے جبرئیل امین سے پوچھا کہ یہ کون ہیں جبرئیل نے کہا کہ یہ وہ لوگ ہیں کہ اپنے مال کی زکوۃ نہیں دیتے۔اللہ تعالیٰ نے ان پر ظلم نہیں کیا کیوں کہ اللہ اپنے بندوں پر ظلم نہیں کرتا مدعا یہ تھا کہ جیسا کرنا ویسا بھرنا پھر آپ ایسی قوم کے پاس تشریف لائے کہ جن کے ہاتھوں میں کچھ گوشت عمدہ اور پختہ اور کچھ گوشت کچا اور خبیث تھا وہ اچھے گوشت کو نہیں کھاتے تھے بلکہ کچے اور خبیث کو کھاتے تھے آپ نے ان کا حال جبرئیل سے دریافت کیا۔جبرئیل نے عرض کیا کہ یہ وہ مرد و عورت ہیں کہ جن کے پاس نکاحی اور حلال کی عورتیں اور مرد موجود ہیں مگر یہ بدکار عورتوں اور بدکار مردوں کے پاس رات گزارتے ہیں پھر[4] آپ ایسے شخص کے پاس سے گزرے کہ اس نے ایک بڑا گٹھ لکڑیوں کا جمع کیا تھا اور اس کے اٹھانے کی قدرت نہیں رکھتا تھا باوصف اس امر کے پھر اور بھی اس گٹھ کو بڑھاتا جاتا تھا

(۱) مواہب لدنیہ (۲) مواہب لدنیہ (۳) انوار محمدیہ (۴) مواہب لدنیہ

آپ نے جبرئیل سے پوچھا کہ یہ کون شخص ہے جبرئیل نے عرض کیا کہ یہ وہ شخص ہے کہ جس کے پاس آدمیوں کی امانتیں رکھی جاتی ہیں اور یہ ان کے ادا کرنے کی قدرت نہیں رکھتا باایں ہمہ پھر اس بات کا ارادہ رکھتا ہے کہ اس کے پاس اور امانت رکھی جائے۔انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نے فرمایا کہ شب معراج میں میرا گزر ایسی قوم کے پاس ہوا کہ آگ کی قینچیوں سے ان کے لب کاٹے جاتے تھے۔میں نے جبرئیل سے پوچھا کہ یہ کون ہیں۔جبرئیل نے کہا کہ یہ آپ کی امت کے واعظ ہیں جو کہتے ہیں وہ خود نہیں کرتے اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا ہے۔

ف۔واضح ہو کہ ایسے لوگوں کی مذمت میں اور ان کے عذاب کے بارے میں کہ جو اوروں کو نصیحت کرتے ہیں اور خود عمل نہیں کرتے بہت حدیثیں وارد ہوئی ہیں چنانچہ طبرانی اور خطیب اور ابن ابی شیبہ نے جندب بن عبداللہ اور بریدہ اسلمی سے صحیح اسناد کے ساتھ روایت کی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ عالم بے عمل فتیلہ چراغ کی مانند ہے کہ آپ جلتا ہے اور دوسروں کو روشنی دیتا ہے اور صحیحین میں اسامہ بن زید سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے قیامت کے دن ایک شخص کو دوزخ میں ڈالیں گے اس کی انتڑیاں باہر رہ جائیں گی وہ شخص ان کے گرد اس طرح سے دور کرے گا جیسے کہ چکی کو کھینچتا ہوا گدھا دور کرتا ہے اور گھومتا ہے دوزخی اس کے پاس آکر دریافت کریں گے کہ تجھ کو کس بلا نے مارا دنیا میں تو ہم کو نیک کام کا حکم کرتا تھا اور بری باتوں سے منع کرتا تھا وہ کہے گا میں تم کو نیک کام کا حکم کرتا تھا اور خود نہیں کرتا تھا اور تم کو برے اعمال سے منع کرتا تھا اور خود کرتا تھا اور ابن نجار نے جابر سے روایت کی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ قیامت کے دن جنتی لوگوں کی ایک جماعت دوزخیوں کو دیکھ کر کہے گی کہ اے فلاں شخص تم کو کیا ہوا کہ تم دوزخ میں ہو اور ہم تمہاری تعلیم و تلقین کی وجہ سے جنت میں ہیں۔وہ کہیں گے کہ ہم تم کو تعلیم کرتے تھے

اورآپ عمل نہیں کرتے تھے۔مصرع استغفر اللّٰہ من قول بلاعمل باعتبار عموم
الفاظ آیات اس موقع پر یہ لکھ دینا بھی کچھ نامناسب نہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں
کی مذمت میں کہ جو اوروں کو نیکیوں کیلیے کہتے ہیں اور خود نہیں کرتے یوں فرمایا ہے[1]
اَتَأْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَاَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ
کیا امر کرتے ہو تم آدمیوں کو نیکی کا اور بھول جاتے ہو اپنے نفسوں کو یعنی اوروں کو اچھے
کام کرنے کا حکم کرتے ہو اور خود نہیں کرتے۔

ہر یکے ناصح برائے دیگراں
ناصح خود یافتم کم در جہاں

اور حال یہ ہے کہ تم بھی اللہ تعالیٰ کی کتاب پڑھتے ہو۔کیا تم اپنے اس فعل کی
برائی سے واقف ہو اور دوسری جگہ سورہ صف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے[2] یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ
اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ○ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ
یعنی اے ایمان والو کیوں کہتے ہو وہ بات کہ جس کو خود نہیں کرتے اور اللہ تعالیٰ کے
نزدیک ازروئے رنجش یہ بات بہت بڑی ہے کہ تم جس بات کو خود نہیں کرتے اس کو
کہتے ہو۔القصہ پھر آپ آگے تشریف لے چلے ابوسعید[3] کی روایت میں ہے کہ رسول
اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ اثناء راہ میں مجھ کو ایک شخص نے داہنی جانب سے آواز دی
کہ میں آپ سے سوال کرتا ہوں میری طرف متوجہ ہو جائیے۔میں نے اس کو جواب
نہیں دیا پھر بائیں طرف سے دوسرے شخص نے آواز دی میں نے اس کو بھی جواب
نہیں دیا پھر راستہ میں ایک مزنیہ عورت ملی اس نے کہا کہ اے محمد سوال کرتی ہوں آپ
میری طرف دیکھیے میں نے اس عورت کی طرف التفات نہیں کیا جبرئیل نے کہا کہ پہلا

(۱) اس لئے کہ یہ آیت علماء یہود کے حق میں نازل ہوئی ہے (۲) کہ یہ آیت اس لئے ایک انصار کی
جماعت کے حق میں نازل ہوئی ہے جیسا کہ مالک نے زید بن اسلم سے روایت کیا ہے (۳) انوار محمدیہ

شخص یہودی تھا اگر آپ اس شخص کو جواب دیتے تو آپ کی امت یہودی ہو جاتی اور
دوسرا شخص نصرانی تھا اگر آپ اس کو جواب دیتے تو آپ کی امت نصرانی ہو جاتی اور وہ
عورت دنیا تھی اور پھر آپ[1] نے چند خوان ایسے ملاحظہ فرمائے کہ ان میں عمدہ گوشت تھا
مگر ان پر کوئی کھانے والا نہیں تھا اور چند خوان ایسے ملاحظہ فرمائے کہ ان میں بدبودار
گوشت تھا ان پر آدمی بیٹھے ہوئے کھاتے تھے جبرئیل نے عرض کیا کہ یہ وہ لوگ ہیں
کہ حلال کو چھوڑتے ہیں اور حرام کھاتے ہیں پھر حضور ایسے[2] لوگوں کے پاس پہنچے کہ ان
کے شکم ایسے تھے کہ جیسے مکانات ہوتے ہیں جب ان میں سے کوئی شخص کھڑا ہوتا ہے
گر جاتا ہے امام احمد اور ابن ماجہ نے جو ابوہریرہ سے روایت لکھی ہے اس میں یہ بھی
لفظ ہیں۔فِیْهَا حَیَّاتٌ تُرٰی مِنْ خَارِجِ بُطُوْنِهِمْ یعنی ان کے پیٹوں میں سانپ تھے
اور باہر سے نظر آتے تھے جبرئیل نے عرض کیا کہ یہ سود خوار ہیں۔

ف۔سود کا حرام ہونا۔کلام اللہ اور حدیث سے ثابت ہے اور مسلم شریف میں
جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سود کھانے[3] والے اور سود کھلانے
والے اور سود کا کتبہ لکھنے والے اور سود کے گواہوں پر لعنت کی ہے اور فرمایا کہ یہ سب
اصل گناہ میں برابر ہیں اور دار قطنی میں عبداللہ بن حنظلہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول
اللہ ﷺ نے کہ سود کا ایک درہم جان کر کھانا۔چھتیس مرتبہ زنا کرنے سے زیادہ ہے
اور مشکوۃ شریف میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ سود کے گناہ کے ستر جز
ہیں ان میں سے ادنیٰ گناہ یہ ہے کہ اپنی ماں سے زنا کرے۔(نعوذ باللہ)

شعب الایمان میں ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اگرچہ سود لینے سے مال زیادہ ہو
جاتا ہے لیکن انجام کار وہ مال کم ہو جاتا ہے اور اس بات کا تجربہ اکثر موقعوں پر بہت
آدمیوں کو ہوا ہے اور آپ نے سود سے بچنے کی بہت زیادہ تاکید فرمائی ہے یہاں تک

(۱) مواہب لدنیہ (۲) انوار محمدیہ (۳) جو قرض دے کر سود لیتا ہے

آپ نے ارشاد کیا ہے کہ اگر کوئی شخص دوسرے کو قرض دے تو اس کا ہدیہ بھی نہ لے[1] کہ
جس کو قرض دیا ہے۔ آپ نے فرمایا ہے کہ البتہ آدمیوں پر ایک زمانہ ایسا بھی آئے گا
کہ کوئی شخص سودخواری سے نہیں بچنے کا اگر کوئی سود خوار نہیں ہوگا تو اس زمانہ میں اس کو
سود کا کچھ اثر پہنچے گا یعنی یا سود خود دے گا یا لے گا۔ یا گواہ ہوگا۔ یا سود کا کاغذ لکھے گا۔ یا
قرض لینے اور دینے والے کے درمیان میں سود کا معاملہ کرائے گا۔ یا سود دینے یا لینے
کا مشورہ دے گا وغیرہ وغیرہ یہ ایسے امور ہمارے اس پرفتن زمانہ میں اکثر پائے جاتے
ہیں۔ القصہ[2] آپ ایسے لوگوں کے پاس پہنچے اور ان کو دیکھا کہ وہ پتھر کھاتے ہیں اور
پچھلی جانب کو نکل جاتے ہیں۔ جبرئیل نے کہا کہ یہ وہ لوگ ہیں کہ یتیموں کا مال
زبردستی کھاتے ہیں شَرُّ الْمَآكِلِ مَالُ الْيَتِيمِ کلام اللہ شریف میں ہے کہ بدنیتی کی
راہ سے یتیموں کے مال کے پاس تک نہ جاؤ مگر بغرض حفاظت وغیرہ جائز ہے پھر آپ
ایسی[3] عورتوں کے پاس پہنچے کہ وہ اپنی چھاتیوں کے بل معلق تھیں وہ بدکار عورتیں تھیں۔
پھر آپ[4] کا گزر ایسے شخصوں کے پاس سے ہوا کہ ان کے پہلو سے گوشت کاٹا جاتا تھا
اور ان کو کھلایا جاتا تھا یہ لوگ سخن چین چغل خور آنکھوں سے اشارہ کرنے والے تھے۔
الحاصل آپ نے علاوہ ان واقعات کے اور بہت سے امثال ملاحظہ فرمائیں کہ جن کا
بالتفصیل ذکر کرنا دشوار ہے مگر اس قدر اور مختصر عرض کرتا ہوں کہ آپ ایک وادی[5] میں
تشریف لے گئے۔ اس میں سے ٹھنڈی اور عمدہ خوشبودار مشک آمیز ہوا آتی تھی آپ
نے وہاں کچھ آواز سنی جبرئیل سے پوچھا کہ یہ کس کی آواز ہے۔ جبرئیل نے عرض کیا کہ
یہ جنت کی آواز ہے۔ جنت کہتی ہے کہ اے پروردگار جس چیز کا تو نے مجھ سے وعدہ
فرمایا ہے وہ مجھ کو عنایت فرما کیوں کہ میرے بالاخانے اور دریچہ اور استبرق اور حریر اور

(۱) اگر قرض دینے سے پہلے ہدیہ دینے اور لینے کی رسم جاری تھی تو ہدیہ اس کا لے لینا جائز ہے جیسا کہ
ابن ماجہ میں ہے (۲) مواہب لدنیہ (۳) انوار محمدیہ (۴) مواہب لدنیہ (۵) انوار محمدیہ

سندس اور عبقری (یہ چاروں عمدہ قسم کے پارچے ہیں) اور میرے موتی اور مرجان اور
میرا چاندی اور سونا اور میرے پیمانے اور گلاس اور برتن اور میرے مرکب اور میرا شہد
اور پانی اور شراب اور دودھ بہت زیادہ ہوگیا ہے پس جس چیز کا تو نے مجھ سے وعدہ
فرمایا ہے وہ عنایت کر۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے جنت تیرے لیے تمام مسلمین اور
مسلمات اور مومنین اور مومنات ہیں اور تیرے لیے وہ شخص ہیں جو مجھ پر اور میرے
رسول پر ایمان لائے اور اچھے کام کیے اور میرا کسی کو شریک نہ کیا اور کسی کو میرا مثل قرار
نہ دیا جو شخص مجھ سے ڈرے گا وہ امن پائے گا اور جو شخص مجھ سے سوال کرے گا میں
بیشک اس کو دوں گا اور جو شخص مجھ کو قرض دے گا یعنی میرے بندوں کو قرض حسنہ دے گا
یا میرے راستہ میں خرچ کرے گا۔ میں اس کو جزا دوں گا اور جو شخص مجھ پر بھروسا کرے
گا میں اس کو کفایت کروں گا۔ بیشک میں ہی اللہ ہوں۔ سوائے میرے کوئی دوسرا معبود
نہیں۔ میں وعدہ خلافی نہیں کروں گا۔ فی الواقع ایمان والے فلاح اور بہبودی کو پہنچ
گئے اللہ برکت والا ہے اور سب فرضی اور مجازی خالقوں سے بہتر اور احسن ہے (کیوں
کہ اللہ تعالیٰ کل ممکنات کا پیدا کرنے والا ہے) جنت نے کہا کہ میں راضی ہوئی پھر
آپ ایسی وادی[1] میں تشریف فرما ہوئے کہ اس میں بدبودار ہوا پائی اور ہیبت ناک
آواز آئی آپ نے جبرئیل سے پوچھا کہ یہ کیا قصہ ہے جبرئیل نے کہا کہ یہ جہنم کی
آواز ہے یہ کہتی ہے کہ اے پروردگار جس چیز کا تو نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے وہ مجھ کو
عنایت کر اس لیے کہ میری زنجیریں اور طوق اور تیز آتش اور میرا تیز گرم پانی اور میرا
خاردار چارہ اور پیپ اور عذاب نہایت زیادہ ہوگیا ہے اور میری گہرائی اور تپش حد کو
پہنچی ہے۔ پس جس چیز کا تو نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے مجھ کو عنایت کر۔ اللہ نے فرمایا
کہ تیرے لیے تمام مشرک مرد اور مشرکہ عورتیں اور تمام کافر مرد اور کافرہ عورتیں ہیں اور

(۱) انوار محمدیہ

تیرے لیے تمام ظالم ہیں کہ قیامت کے دن پر ایمان نہیں رکھتے ہیں جہنم نے کہا میں راضی ہوئی۔

آخر آپ نہایت تزک اور احتشام سے بیت المقدس میں پہنچے روضۃ الاحباب میں ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جب میں مسجد اقصیٰ میں پہنچا ایک فرشتوں کی جماعت کو دیکھا کہ آسمان سے میرے استقبال کیلیے آئے تھے اس نے مجھ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے کرامت اور بشارت پہنچائی اور مجھ کو سلام کیا۔ جبرئیل[1] نے آپ کو براق سے نیچے اتارا اور آپ کا براق ایک حلقہ سے باندھا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ[2] سے مروی ہے کہ آپ اور جبرئیل فناء مسجد میں تشریف لے گئے۔ جبرئیل نے آپ سے پوچھا کہ کیا اے محمد آپ نے پروردگار سے سوال کیا تھا کہ آپ کو حورعین دکھلائے۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے یہ سوال کیا تھا۔ جبرئیل نے عرض کیا کہ آپ ان عورتوں[3] کے پاس تشریف لے جایئے اور سلام کیجیے آپ فرماتے ہیں کہ میں نے ان کو سلام کیا اور انہوں نے سلام کا جواب دیا۔ میں نے ان سے پوچھا کہ تم کس شخص کیلیے ہو انہوں نے کہا کہ ہم اچھی حسینہ عورتیں نیک اور برگزیدہ شخصوں کیلیے ہیں پھر میں ان کے پاس تھوڑی دیر ٹھہرا یہاں تک کہ آدمی جمع ہوگئے اور موذن نے اذان دی اور تکبیر ہوگئی آپ فرماتے ہیں کہ ہم صفیں باندھ کر انتظار کرتے تھے کہ ہمارا کون امام ہوتا ہے جبرئیل علیہ السلام نے میرا ہاتھ پکڑ کر آگے کیا۔ میں نے ملائکہ اور انبیاؤں کو نماز پڑھائی۔ جب نماز سے فراغت پائی آپ سے جبرئیل[4] نے پوچھا کہ آپ جانتے ہیں کہ آپ کے پیچھے کس کس نے نماز پڑھی ہے حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں نہیں جانتا ہوں جبرئیل نے عرض کیا کہ جتنے نبی اللہ تعالیٰ نے مبعوث فرمائے ہیں سب نے آپ کے پیچھے نماز پڑھی ہے۔ ابوسعید سے روایت ہے کہ آپ نے نماز کے بعد انبیاء علیہم السلام کی ارواح سے ملاقات

(۱) روضۃ الاحباب (۲) انوار محمدیہ (۳) کچھ حوریں یعنی عورتیں وہاں موجود ہیں (۴) انوار محمدیہ

کی سب نے اپنے پروردگار کی تعریف کی ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ ہر جنس کی تعریف اس خدا کیلیے ہے کہ جس نے مجھ کو اپنا دوست بنایا اور مجھ کو ایک ملک عظیم عنایت کیا اور میرے لیے آگ کو ٹھنڈا کیا اور مجھ کو اس سے نکالا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان نعمتوں کا ذکر کیا کہ جن کا ان کی ذات سے تعلق تھا پھر موسیٰ علیہ السلام نے اپنے پروردگار کی تعریف کی اور کہا کہ سب تعریفیں اس خدا کیلیے ہیں کہ جس نے مجھ سے کلام کیا اور مجھ کو برگزیدہ کیا اور مجھ پر توریت نازل کی وغیرہ وغیرہ

پھر حضرت داؤد علیہ السلام نے کہا کہ سب تعریفیں اس اللہ کیلیے ہیں کہ جس نے مجھ کو ایک بڑا ملک عنایت کیا اور مجھ کو زبور تعلیم کی اور پہاڑوں کو میرا مسخر کیا اور لوہے کو میرے ہاتھ میں نرم کیا وغیرہ۔

پھر حضرت سلیمان نے کہا کہ سب تعریفیں اس خدا کیلیے ہیں کہ جس نے ہوا اور جن اور آدمی اور شیاطین اور جانوروں کے لشکر کو میرا تابع کیا اور مجھ کو جانوروں کی زبان تعلیم کی اور مجھ کو ایسا ملک عنایت فرمایا کہ میرے بعد کسی دوسرے کو لائق نہیں وغیرہ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ جملہ تعریفیں اس اللہ کیلیے ہیں کہ جس نے مجھ کو انجیل تعلیم کی اور مجھ کو ایسا بنایا کہ میں مٹی کی تصویریں بنا کر اس میں پھونک دیتا تھا وہ اللہ کے حکم سے جانور ہو جاتے تھے اور میں مادرزاد اندھے اور ابرص کو اللہ کے حکم سے اچھا کر دیتا تھا اور میں اللہ کے حکم سے مردوں کو زندہ کر دیتا تھا پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم سب نے اپنے پروردگار کی تعریف کی اب میں بھی اپنے پروردگار کی تعریف کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ ہر ایک تعریف اس خدا کو لائق اور سزاوار ہے کہ جس نے مجھ کو رحمۃ للعالمین کر کے مبعوث فرمایا اور مجھ پر فرقان یعنی قرآن نازل کیا کہ اس میں ہر ایک شے کا بیان ہے اور میری امت کو سب امتوں سے بہتر کیا اور سب اگلے پچھلے امتی بنائے اور میرا سینہ کھول دیا اور میرا بوجھ مجھ سے اٹھا لیا اور میرا ذکر بلند کیا اور

مجھ کو مبداء کائنات اور خاتم الرسل کیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ محمد ﷺ تم سے ان وجوہ سے زیادہ ہیں۔ مسلم شریف میں ہے کہ جبرئیل امین بعد نماز کے دو پیالہ ایک شراب اور دوسرا دودھ کا لائے۔ میں نے دودھ کا پیالہ پی لیا۔ جبرئیل نے عرض کیا کہ آپ نے فطرت اختیار کی امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ فطرت سے مراد اسلام اور استقامت ہے۔

ف۔ انسان کی حیات کا مدار کھانے پینے پر ہے اور دودھ بجائے دونوں کے کفایت کرتا ہے اس لیے دودھ مادۂ حیات جسمانی ہوا اور چوں کہ اسلام مادہ حیات روحانی ہے اس لیے دودھ صورت مثالی اسلام کے تھا۔ انوار محمدیہ میں ابن اسحاق سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب میں نے بیت المقدس کے معاملات سے فراغت پائی ایک عمدہ سیڑھی آئی۔ میں نے اس سے بہتر کوئی شے نہیں دیکھی اور کعب کی روایت میں ہے کہ آپ کیلیے دو سیڑھیاں ایک چاندی کی اور دوسری سونے کی رکھی گئیں اور کتاب شرف مصطفیٰ میں لکھا ہے کہ آپ کیلیے جنت الفردوس سے ایسی سیڑھی آئی کہ جس میں موتی جڑے ہوئے تھے اور آپ کے جلوس میں دائیں اور بائیں فرشتے تھے۔ روضۃ الاحباب میں لکھا ہے کہ اس سیڑھی کے دونوں بازوؤں میں سے ایک سرخ یاقوت کا تھا اور دوسرا زمرد سبز کا ایک پایہ اس کا کہ جس پر پاؤں رکھ کر اوپر جاتے ہیں چاندی کا اور دوسرا سونا کا تھا یاقوت اور موتیوں سے مرصع تھے۔ آپ براق پر سوار ہی اس سیڑھی پر جاتے تھے جب پہلے آسمان پر پہنچے۔ جبرئیل نے دروازہ کھولا دربان نے پوچھا کہ کون ہے جواب دیا کہ جبرئیل ہوں پھر پوچھا کہ تمہارے ساتھ کون ہیں جبرئیل نے کہا کہ محمد ہیں پھر دربان نے دریافت کیا کہ کیا وہ بلائے گئے ہیں۔ جبرئیل نے کہا کہ ہاں بلائے گئے ہیں۔ دربان نے کہا کہ شادمانی ہو ان کو اچھا آنا آئے اور دروازہ کھول دیا آپ آسمان اوّل میں داخل ہوئے وہاں حضرت آدم

علیہ السلام کو دیکھا۔ حضرت جبرئیل نے کہا کہ یہ تمہارے باپ آدم ہیں ان کو سلام کرو آپ نے سلام کیا آدم علیہ السلام نے سلام کا جواب دیا اور کہا کہ شادمانی ہو۔ فرزند نیک اور نبی نیک کو۔ روضۃ الاحباب میں لکھا ہے کہ آپ نے آدم علیہ السلام کی دائیں جانب ایک دروازہ دیکھا اس میں سے خوشبو آتی تھی اور بائیں جانب ایک دروازہ دیکھا اس میں سے بدبو آتی تھی اور بخاری میں ہے کہ آپ نے ان کے دائیں اور بائیں ایک ایک گروہ دیکھا جب آدم علیہ السلام دائیں جانب ملاحظہ فرماتے تھے ہنستے تھے اور خوش ہوتے تھے اور بائیں جانب دیکھتے تھے تو روتے تھے جبرئیل امین نے دائیں بائیں گروہ اور ان دونوں دروازوں کی نسبت بیان کی کہ دائیں جانب ان کی اولاد نیک ہے اور دائیں جانب کے دروازہ سے ان کی اولاد صالح بہشت میں جاتی ہے اس لیے جب دائیں جانب دیکھتے ہیں خوش ہوتے ہیں اور بائیں طرف ان کی اولاد بد ہے اور بائیں جانب کے دروازہ سے ان کی اولاد سیہ کار دوزخ میں جاتی ہے اس لیے جب بائیں طرف دیکھتے ہیں رنجیدہ ہوتے ہیں پھر آپ دوسرے آسمان پر تشریف لے چلے جبرئیل نے دروازہ کھلوایا دوسرے آسمان کے دربان اور جبرئیل کے درمیان حسب سابق کلام ہوئے اور ساتوں آسمانوں میں جانے کیلیے جبرئیل اور دربانوں میں ایسے ہی کلام ہوئے اور سوال و جواب ہوئے اس لیے مکرر اذکر کرنا فائدہ سے خالی ہے آپ دوسرے آسمان میں داخل ہوئے آپ نے وہاں حضرت یحییٰ اور عیسیٰ علیہما السلام کو دیکھا جبرئیل نے عرض کیا کہ یہ یحییٰ اور عیسیٰ علیہما السلام ہیں ان کو سلام کرو آپ نے سلام کیا انہوں نے سلام کا جواب دیا اور کہا کہ خوشی ہو اچھے بھائی اور نیک نبی کو پھر آپ تیسرے آسمان پر تشریف لے چلے اور اس میں داخل ہوئے وہاں پر حضرت یوسف علیہ السلام سے ملاقات ہوئی حضرت جبرئیل نے کہا کہ یہ یوسف ہیں ان کو سلام کرو آپ نے سلام کیا۔ انہوں نے جواب دیا اور کہا کہ شادمانی ہو اچھے بھائی اور نیک نبی کو آپ فرماتے ہیں کہ یوسف کو

حسن کا حصہ دیا گیا ہے پھر آپ چوتھے آسمان پر تشریف لے چلے اور اس میں داخل ہوئے وہاں حضرت ادریس علیہ السلام سے ملاقات ہوئی آپ نے ان کو سلام کیا اور انہوں نے جواب دیا اور کہا کہ شادمانی ہوا چھے برادر اور نیک نبی کو باوصف اس امر کے حضرت ادریس آپ کے اجداد میں سے ہیں مگر براہ تعظیم آپ کو برادر کہا اور بیٹا نہ کہا پھر آپ وہاں سے پانچویں آسمان پر تشریف لے چلے اور اس میں داخل ہوئے وہاں حضرت ہارون علیہ السلام سے ملاقات ہوئی آپ نے ان کو سلام کیا اور انہوں نے جواب دیا اور مرحبا کہا پھر آپ چھٹے آسمان پر تشریف لے چلے اور اس میں داخل ہوئے یہاں پر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی آپ نے سلام کیا انہوں نے جواب دیا اور مرحبا کہا جب وہاں سے بڑھے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام روئے اور فرمایا کہ میرے بعد یہ لڑکا پیغمبر ہوا ہے اس کی امت کے آدمی میری امت سے زیادہ بہشت میں جائیں گے۔

ف۔ اس رونے سے موسیٰ علیہ السلام کا یہ منشاء نہ تھا کہ آپ کو ایسا بلند مرتبہ کیوں دیا گیا ہے اس لیے کہ یہ حسد ہے اور حسد کرنا حرام ہے اور تفسیر عزیزی میں لکھا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے معراج روحانی میں ایک شخص کو عرش کے سایہ کے نیچے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ کی تجلیات سے نہایت قریب ہے آپ نے عرض کیا کہ اے خداوند یہ کون ہے اور کس عمل کی وجہ سے اس مرتبہ پر پہنچا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے موسیٰ اس کا نام تو ہم نہیں بتلاتے لیکن اس کے تین عمل ہماری درگاہ میں مقبول ہوئے ہیں۔ اوّل یہ کہ جو نعمت جس کے پاس دیکھتا تھا حسد نہیں کرتا تھا۔ دوسرے اپنے ماں باپ کی نافرمانی نہیں کرتا تھا۔ تیسرے چغل خوری اور سخن چینی نہ کرتا تھا جبکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حسد وغیرہ نہ کرنے کی بدولت اس شخص کا رتبہ ایسا بلند دیکھا تو پھر آنحضرت ﷺ پر کیسے حسد کرتے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نبی تھے۔ ہرگز ایسے عمل شنیعہ کے مرتکب نہیں ہو سکتے تھے کیوں کہ حدیث صحیح میں وارد ہوا ہے کہ حسد نیکیوں کو ایسے کھالیتا ہے یعنی برباد کر دیتا

ہے کہ جیسے آگ لکڑی کو اور آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ ایک جماعت آدمیوں کی خدا کی نعمتوں کی دشمن ہوتی ہے لوگوں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ وہ کون بدبخت ہیں کہ خدا کی نعمت کے دشمن ہیں آپ نے فرمایا کہ وہ شخص ہیں کہ آدمیوں پر حسد کرتے ہیں اور حسد سے طرح طرح کے گناہ سرزد ہوتے ہیں چنانچہ ہابیل نے قابیل کو حسد کے سبب سے قتل کر ڈالا تھا بلکہ موسیٰ علیہ السلام کا رونا اور تاسف اپنی امت کے حال پر تھا کہ بوجہ نافرمانی اللہ عزوجل جنت میں زیادہ جانے سے محروم رہے پھر آپ ساتویں آسمان پر تشریف لے چلے اور اس میں داخل ہوئے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی وہ بیت المعمور سے پشت لگائے بیٹھے تھے۔

ف۔ بیت المعمور بیت اللہ شریف کے مقابلہ میں ساتویں آسمان پر ایک مکان مقدس ہے بالفرض اگر وہاں سے کوئی قطرہ ابر رحمت کا بخط مستقیم عمودی آئے تو خانہ کعبہ کی چھت پر آکر قرار پائے۔ مدارج میں لکھا ہے کہ جب آدم علیہ السلام زمین پر آئے تو ان کیلیے یہ مکان بھیجا گیا تھا اور آدم علیہ السلام کے بعد آسمان پر اٹھا لیا گیا۔ جیسے کہ خانہ کعبہ کا زمین پر مرتبہ ہے کہ آدمی اس کا طواف کرتے ہیں ایسا ہی آسمان پر بیت المعمور کا مرتبہ ہے کہ فرشتے اس کا طواف کرتے ہیں اور اس میں نماز پڑھتے ہیں اور بیت المعمور میں ہر روز ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں اور پھر اس میں نہیں آتے اور اس کثرت سے فرشتوں کا ہونا عقلاً کچھ بعید نہیں کہ ہر روز نئے ستر ہزار فرشتے داخل ہوں کیوں کہ آسمانوں میں ایک بالشت کی جگہ بھی باقی نہیں ہے مگر فرشتہ اپنا سر سجدہ کیلیے رکھے ہوئے ہے جیسا کہ مدارج میں مرقوم ہے اور امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت کی تفسیر میں ویخلق مالاتعلمون لکھا ہے کہ عرش کے دائیں جانب ایک نور کی نہر ساتوں آسمانوں اور ساتوں زمینوں اور ساتوں دریاؤں کے برابر ہے جبرئیل علیہ السلام ہر روز صبح کو اس میں غسل کرتے ہیں ان کا جمال اور نور زیادہ ہو جاتا ہے پھر وہ اپنے

بال و پر جھاڑتے ہیں ان سے جو قطرات گرتے ہیں ان میں سے ہر ایک قطرہ سے اللہ تعالیٰ اتنے اتنے ہزار یعنی کثرت سے فرشتے پیدا کرتا ہے ان فرشتوں میں سے ستر ہزار فرشتے بیت المعمور میں اور ستر ہزار کعبہ میں ہر روز داخل ہوتے ہیں اور قیامت تک وہ فرشتے پھر ان میں نہیں آئیں گے اور شیخ نے لکھا ہے کہ وہ نہر جس میں جبرئیل علیہ السلام غسل کرتے ہیں نہر الحیات ہے۔ چوں کہ ابراہیم علیہ السلام بیت المعمور سے پشت لگائے بیٹھے تھے لہٰذا بعض علماء اس جگہ سے [1] استدلال کرتے ہیں کہ بیت اللہ شریف کی طرف پشت دے کر بیٹھنا جائز ہے۔ القصہ جبرئیل علیہ السلام نے آپ سے کہا کہ یہ تمہارے باپ ابراہیم ہیں ان کو سلام کرو آپ نے سلام کیا انہوں نے جواب دیا اور کہا کہ خوشنودی ہو اچھے فرزند اور نیک نبی کو۔

ف۔ واضح ہو کہ ساتوں آسمانوں میں پہلے آپ نے انبیاء علیہم السلام کو سلام کیا اور انہوں نے سلام کا جواب دیا یہ اس لیے تھا کہ پہلے سلام کرنے والا اللہ کی رحمت سے زیادہ قریب ہوتا ہے چنانچہ ابوامامہ سے ترمذی اور ابوداؤد نے روایت کیا ہے اور یہ سلام کرنے کا طریقہ حضرت آدم علیہ السلام سے جاری ہے چنانچہ بخاری اور مسلم میں ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا حکم دیا کہ ان فرشتوں کے پاس جاؤ اور ان کو سلام کرو اور ان کا جواب سنو کہ وہ تیرا اور تیری اولاد کا سلام ہوگا آدم علیہ السلام نے جا کر فرشتوں سے کہا السلام علیکم انہوں نے جواب دیا السلام [2] علیک ورحمۃ اللہ الخ۔

واضح ہو کہ سلام کے ساتھ رحمۃ اللہ وبرکاتہ ومغفرتہ کلمات لگانے سے ہر ایک کلمہ کی دس دس نیکیاں زیادہ ہوتی جاتی ہیں۔ جیسا کہ ابوداؤد اور ترمذی میں ہے اور جواب سلام کا وعلیک السلام وعلیکم السلام ہے اور بغیر واؤ کے بھی ادا ہو جاتا ہے جب دوسرے شخص کا سلام کسی کی معرفت آئے تو جواب میں یوں کہے وعلیک وعلیہ السلام۔

(۱) مگر یہ استدلال رکیک ہے (۲) اس جگہ سے معلوم ہوا کہ سلام کا جواب السلام علیک بھی ہوسکتا ہے۔

یہ روایت نسائی میں ہے اور آداب سلام کا یہ ہے کہ [1] جھک کر سلام نہ کرے۔ کیوں کہ شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ نے بعض مشائخ سے جھکنے کو قریب [2] کفر کے لکھا ہے۔ سلام کرنا سنت ہے اور جواب دینا اس کا فرض کفایہ ہے یعنی اگر مجلس میں سے ایک شخص جواب دے گا تو سب کے ذمہ سے جواب ادا ہو جائے گا۔ صحیحین میں عمدہ خصائل اسلام سے سلام کرنا لکھا ہے چاہے اس شخص سے کہ جس کو سلام کرتا ہے۔ واقف ہو یا نہ واقف ہو اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ مومن کے مومن پر چھ حق ہیں جس وقت بیمار ہو اس کی مزاج پرسی کرے اور جس وقت مر جائے جنازہ پر حاضر ہو اور اگر دعوت [3] کرے تو اس کو قبول کرے اور جب چھینکے تو اس کا جواب دے یعنی یرحمک اللہ کہے مگر یہ جب کہے کہ چھینکنے والا الحمد للہ کہہ چکا ہو اور اس کی موجودگی میں اور پس پشت خیر خواہی کرے اور جس وقت ملے اس کو السلام علیکم کرے اور لطائف الاشارات اور ضیاء المعنوی وغیرہ میں لکھا ہے کہ خطبہ کی حالت میں سلام کرنا مکروہ ہے سلام کرنے والا گنہگار ہوتا ہے اس وقت سلام کا جواب نہ دے۔ مکروہ ہے سلام کرنا اس شخص کو کہ جو قرآن شریف آواز سے پڑھتا ہے یا اذان کے جواب میں مصروف ہے یا علم دین کی باتیں کرتا ہے یا قرآن سنتا ہے یا پاخانہ میں ہے اور مکروہ ہے۔ سلام کرنا مسخروں اور جھوٹوں اور زندیقوں اور مبتدع لوگوں پر اور بیہودہ گوؤں پر اور شطرنج اور نرد بازوں وغیرہ پر۔

اور شریعت میں سلام کرنا اس طور سے مذکور ہے کہ سوار پیادہ کو اور چلنے والا بیٹھے ہوئے کو اور چھوٹا بڑے کو اور تھوڑے آدمی بہتوں کو سلام کریں اور کلام کرنے سے پہلے ابتداء سلام کے ساتھ کرے۔ بخاری اور مسلم میں ہے کہ آپ لڑکوں کے پاس سے گزرے آپ [4] نے ان کو سلام کیا غرضیکہ طریقہ انیقہ اسلام کا بہر حال موجب رحمت

(۱) یہ مضمون شرح حصن حصین میں مولوی قطب الدین صاحب نے لکھا ہے (۲) اشعۃ اللمعات میں (۳) اشعۃ اللمعات میں (۴) بوجہ تواضع اور لطیت

ہے۔ اللہ تعالیٰ سب کو اس پر عمل نصیب کرے آمین ثم آمین۔ القصہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابراہیم کے پاس اپنی امت کے دو گروہ دیکھے ایک گروہ کا لباس سفید اور دوسرے کا میلا تھا۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں بیت المعمور میں داخل ہوا اور میرے ہمراہ میری امت کے سفید لباس والے داخل ہوئے۔ میں نے اور میرے ہمراہیوں نے وہاں نماز پڑھی۔ یہ روایت[1] ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے ہے اور طبرانی کی روایت[2] میں ہے کہ آپ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جنت کے دروازے پر ایک کرسی پر بیٹھے دیکھا ان کے پاس ایک ایسا گروہ تھا کہ اس کا چہرہ سفید اور صاف تھا اور دوسرا ایسا گروہ تھا کہ اس کے چہرہ کی رنگت ذرا متغیر تھی۔ یہ لوگ ایک نہر میں داخل ہوئے اور نہا کر نکلے ذرا ان کی رنگت صاف ہوئی پھر دوسری نہر میں غسل کیا ذرا اور چہرہ صاف ہوا پھر تیسری نہر میں غسل کیا ان کا رنگ صاف ہو کر ایسا ہو گیا کہ جیسے سفید چہرہ والوں کا تھا۔ چوں کہ آپ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو شناخت نہیں کیا تھا اس لیے آپ نے دریافت کیا کہ یہ کون شخص ہیں اور یہ متغیر اللون کون ہیں اور یہ نہریں کیسی ہیں آپ سے عرض کیا گیا کہ یہ آپ کے باپ ابراہیم ہیں اور سفید چہرہ والوں کو کہا کہ قَوْمٌ لَمْ يَلْبِسُوْا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ یعنی یہ ایسی قوم ہے کہ جنہوں نے اپنے ایمان کو ظلم سے نہیں ملایا اور متغیر اللون کی نسبت بیان کیا کہ قَوْمٌ خَلَطُوْا عَمَلاً صَالِحًا وَّاٰخَرَ سَيِّئًا فَتَابُوْا فَتَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ یعنی یہ ایسی قوم ہے کہ جس نے اچھے اور برے کام ملائے پھر اللہ سے توبہ کی اور اللہ نے ان کی توبہ قبول فرمائی۔ پہلی نہر رحمۃ اللہ ہے اور دوسری نعمۃ اللہ اور تیسری نہر وَسَقٰهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُوْرًا انوار محمدیہ میں عبداللہ ابن مسعود سے روایت ہے کہ ابراہیم علیہ السلام نے نبی کریم ﷺ سے فرمایا کہ اے میرے پیارے بیٹے تو اس رات میں اپنے پروردگار سے ملاقات کرے گا اور تمہاری امت آخر الامم اور اضعف

(۱) مواہب لدنیہ (۲) انوار محمدیہ

واقع ہوئی ہے اگر تم سے ہو سکے تو اپنی امت کے حق میں اپنی حاجت پوری کرنی چاہیے اور ترمذی میں عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے آپ سے کہا کہ اپنی امت کو میرا اسلام کہنا الخ۔

اور ابن ابی حاتم نے انس رضی اللہ عنہ سے[1] روایت لکھی ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ ابراہیم علیہ السلام کی ملاقات کے بعد جبرئیل مجھ کو ساتویں آسمان کی پشت پر لے چلے یہاں تک کہ ایک ایسی نہر پر پہنچے کہ اس پر یاقوت اور موتی اور زبرجد کے خیمے تھے اور وہاں پر سبز جانور نہایت خوبصورت میں نے دیکھے جبرئیل نے عرض کیا کہ یہ وہ کوثر ہے کہ پروردگار عالم نے آپ کو عنایت فرمائی ہے اس پر سونے اور چاندی کے برتن تھے زمرد اور یاقوت کے ریزوں پر جاری تھی۔ اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید تھا ان برتنوں میں سے میں نے ایک برتن اٹھا کر اس میں پانی نوش فرمایا شہد سے زیادہ شیریں اور مشک سے زیادہ خوشبودار تھا۔ القصہ آپ سدرۃ المنتہیٰ پر تشریف لے گئے وہ بڑا عظیم الشان بیری کا درخت ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ اس کے پتے مثل ہاتھی کے کان کے ہیں۔ انوار محمدیہ میں ابوسعید خدری سے بحوالہ بیہقی یہ بھی مرقوم ہے کہ اس کا ہر ایک پتہ اس امت کو ڈھانک لے اور مسلم شریف میں ہے کہ اس کے بیر مثل مٹکوں کے ہیں اور آپ نے فرمایا ہے کہ اس پر سونے کے پتنگ تھے اور روایتوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ فرشتے[2] تھے۔ انوار محمدیہ میں لکھا ہے کہ آپ نے وہاں پر چار نہریں ملاحظہ فرمائیں۔ دو ظاہری تھیں اور دو باطنی تھیں آپ نے جبرئیل سے پوچھا کہ یہ نہریں کیسی ہیں جبریل نے عرض کیا کہ یہ دونوں ظاہری نہریں نیل اور فرات ہیں اور یہ دونوں باطنی نہریں جنت میں ہیں اور ابوسعید[3] خدری کی حدیث میں ہے کہ آپ نے وہاں سلسبیل ملاحظہ فرمائی۔ اس سے دو اور نہریں جاری ہوئیں ہیں کہ ایک کوثر اور

(۱،۲) چنانچہ مفتی عنایت احمد صاحب نے بھی لکھا ہے (۳) انوار محمدیہ

دوسری کو رحمت کہتے ہیں حضرت فرماتے ہیں کہ میں نے اس میں غسل کیا میرے اگلے پچھلے گناہ معاف ہوئے۔

ف۔ انبیاء علیہم السلام گناہوں سے پاک[1] ہوتے ہیں اس موقع پر آپ نے براہ تواضع یہ فرمایا کہ میرے اگلے پچھلے گناہ معاف ہوئے گویا آپ کا یہ فرمانا آپ کی معصومیت کی طرف اشارہ ہے یا یہ کلام مؤول ہے کہ اگر بالفرض گناہ ہوتے تو معاف کیے جاتے۔ یہ وہ نہر[2] ہے کہ جب گنہگار دوزخ سے اپنے گناہوں کی سزا پا کر جنت میں آئیں گے تو وہ سیاہ اور جلے ہوئے ہوں گے۔ جب اس نہر میں غسل کریں گے تو فی الحال تروتازہ اور خوب رو ہو جائیں گے پھر آپ نے فرمایا کہ مجھ کو جنت کی طرف بلند کیا گیا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مسلم شریف میں روایت ہے کہ جب میں جنت میں سیر کرتا تھا اچانک ایک نہر پر پہنچا اس کے گرداگرد مجوف موتی کے قبے تھے اس کی مٹی خالص مشک تھی الخ اور ابوذر کی روایت[3] میں بھی یہی وارد ہے کہ میں جنت میں داخل ہوا اس میں موتی کے قبے تھے اور اس کی مٹی مشک تھی ابوسعید کی روایت[4] میں ہے کہ میرے پاس جنت میں ایک عورت آئی میں نے اس سے پوچھا کہ اے عورت تو کس کیلیے ہے اس نے کہا کہ میں زید بن حارث کیلیے ہوں اور جنت کے انار ایسے بڑے تھے کہ جیسے ڈول ہوتے ہیں اور پرند جانور ایسے تھے کہ جیسے اونٹ ہوتے ہیں۔

ف۔ جنت کی اور بہت سی تعریفیں حدیثوں میں آئی ہیں۔ چنانچہ ترمذی اور دارمی میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا انہوں نے کہ ہم نے حضرت سے پوچھا کہ جنت کی بنا کس چیز کی ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اس کی ایک اینٹ چاندی کی اور ایک سونے کی ہے اور جو گارا اس کی تعمیر میں لگایا گیا ہے وہ مشک خالص ہے اور اس کی مٹی زعفران ہے اور موتی اور یاقوت بجائے کنکروں کے ہیں اور ترمذی میں ابوہریرہ سے روایت ہے

(۱) مدارج النبوۃ (۲) انوار محمدیہ (۳) مواہب لدنیہ (۴) مشکوۃ شریف

کہ جنت کے ہر ایک درخت کا نیچے کا تنہ سونے کا ہے اور کلام اللہ شریف میں ہے کہ جنت کے محل اور درختوں کے نیچے نہری جاری ہیں اور اس پر تخت بچھے ہوئے ہیں اور ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ان تختوں کے الواح سونے کے ہیں اور ان میں یاقوت اور موتی اور زبرجد کے پچیکاری ہے اور کلام اللہ شریف میں ہے کہ ان نہروں کے کناروں پر برتن رکھے ہوئے ہیں اور عمدہ قالین بچھے ہوئے ہیں اور تکیے لگے ہوئے ہیں اور خدا کے مقرب ان تختوں پر تکیہ لگائے ہوئے ہوں گے اور ان کی خدمت کیلیے غلمان پھرتے ہوں گے اور جنت میں حوریں بڑی بڑی آنکھوں اور سیاہ پتلی والی ہیں اور اہل جنت اپنی ازواج کے ہمراہ جنت کے درختوں کے سایہ میں تکیہ لگائے ہوئے آرام کرتے ہوں گے اور اہل جنت جس چیز کی خواہش کریں گے وہ ان کیلیے فوراً حاضر ہو جائے گی اور جنت کی حوریں ایسی حسینہ اور جمیلہ ہیں کہ ان کی ہڈی کا گودا[1] ان کے لحم اور عظم کی شفافی کے باعث باہر سے نظر آتا ہے یہ حوریں جنتیوں کیلیے ہیں اور صحاح ستہ کی حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل جنت کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی مانند ہوں گے ان کو پیشاب اور پاخانہ اور تھوکنے اور ناک صاف کرنے کی بالکل حاجت نہ ہوگی۔ ان کے شانے چاندی اور سونے کے ہوں گے ان کے بخور کیلیے خوشبودار چیزیں ہوں گی۔ ان کے پسینہ کی خوشبو مثل مشک کے ہوگی اور ہر ایک اہل جنت کو بموجب بعض روایت بہتر بہتر حوریں اور ان کی وہ بیبیاں کہ جو دنیا میں تھیں ملیں گی اور پہننے کیلیے عمدہ عمدہ لباس وغیرہ[2] ہوں گے اور سب کے دل ایک ہوں گے اس میں شر و فساد اور بغض و عناد بالکل نہ ہوگا اور سب نعمتوں سے زیادہ یہ نعمت ہے کہ اللہ تعالیٰ کا دیدار ہوگا۔

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنَا مِنْھُمْ بِجَاہِ نَبِیِّ الرَّحْمَۃِ حَبِیْبِکَ الْمُصْطَفٰی اٰمِیْنَ۔

(۱) کما فی مشکوۃ شریف (۲) زبور

معتزلہ اور خارجی وغیرہ کا یہ زعم کہ اللہ کا دیکھنا مخلوق کو عقلاً محال ہے اس حدیث صحیحین سے باطل ہے اِنَّکُمْ سَتَرَوْنَ رَبَّکُمْ عَیَانًا یعنی تم اپنے پروردگار کو عنقریب ظاہر دیکھو گے اور مسلم اور ترمذی وغیرہ میں اور بھی اللہ تعالیٰ کے دیکھنے کے بارہ میں حدیثیں ہیں اور خود کلام مجید میں اللہ تعالیٰ کا دیکھنا آیا ہے مگر اللہ تعالیٰ کے دیدار سے مومن مشرف ہوں گے اور کفار کو یہ نعمت عظمیٰ نصیب نہ ہوگی پھر[1] رسول اللہ ﷺ کے روبرو دوزخ کی آگ پیش ہوئی۔ اس میں اللہ کا غضب اور عتاب اور اس کا غصہ اور عذاب تھا اگر اس آگ میں لوہا یا پتھر ڈالا جائے تو بیشک آگ اس کو کھا جائے۔

ف۔ دوزخ اور اہل دوزخ کا حال حدیث اور قرآن میں بہت وارد ہوا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وسُقوا ماءً حمیما فقطع امعاء ھم یعنی اہل دوزخ گرم پانی پلائے جائیں گے وہ ایسا سخت گرم ہوگا کہ اہل دوزخ کی آنتیں کاٹ ڈالے گا اور ابوامامہ سے ترمذی میں ہے کہ دوزخیوں کی آنتیں پچھلی جانب کو باہر نکل جائیں گی اور دوزخیوں کو زقوم کھانے کو دیا جائے گا اور ترمذی میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ اگر ایک قطرہ زقوم کا دنیا میں گر جائے تو اہل دنیا پر ان کی زندگی تنگ ہو جائے۔ پس کیا حال ہوگا اس قوم کا جن کی زقوم غذا ہوگی اور دوزخیوں کو پیپ پلائی جائے گی ابوسعید خدری سے ترمذی میں ہے کہ اگر پیپ کا ایک ڈول بھر کر دنیا میں ڈال دیا جائے تو تمام اہل دنیا سڑ جائیں۔ امام احمد نے عبداللہ بن حارث سے روایت کی ہے کہ دوزخ میں اونٹ کے برابر سانپ ہیں اور خچر کے برابر بچھو ہیں۔ ادنیٰ عذاب اہل دوزخ کا یہ ہوگا کہ ان کیلیے آگ کی پاپوش ہوں گی۔ جس کی شدت حرارت سے ان کا دماغ ایسا جوش کرے گا کہ جیسے ہانڈی جوش کرتی ہے۔ روایت کیا اس کو بخاری اور مسلم نے اور دوزخیوں کی آواز مثل گدھے کے نہ ہوگی اور

(۱) انوار محمدیہ

بخاری شریف میں ہے کہ دنیا کی تمام آگ ایک حصہ ہے دوزخ کی آگ کے ستر حصوں میں سے اور عینی شرح بخاری میں ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا گیا کہ دنیا کی آگ کس چیز سے پیدا ہوئی ہے۔ انہوں نے کہا کہ جہنم کی آگ سے مگر یہ دنیا کی آگ ستر مرتبہ پانی میں بجھائی گئی ہے اور دوزخیوں کا جسم عذاب دینے کیلیے بہت بڑا کیا جائے گا چنانچہ مشکوٰۃ شریف میں ہے کہ دوزخی کے کان کی لو[1] سے مونڈھے تک سات سو برس کا راستہ ہوگا اور ستر گز موٹی اس کے بدن کی جلد ہوگی۔ الخ اَللّٰھُمَّ لَا تَجْعَلْنَا مِنْھُمْ بِجَاہِ نَبِیِّ الرَّحْمَۃِ حَبِیْبِکَ الْمُصْطَفٰی اٰمِیْنَ۔

ف۔ جب کہ آپ نے اس مبارک رات میں جنت و دوزخ کا ملاحظہ فرمایا تو معلوم ہوا کہ جنت و دوزخ فی الحال موجود ہیں پس معتزلہ کا یہ کہنا کہ وہ قیامت کو موجود ہوں گے اور پیدا کیے جائیں گے بالکل بے اصل ٹھہرا۔

ف۔ اور بعض کتب[2] سیر میں لکھا ہے کہ آپ نے اللہ تعالیٰ کے حضور سے واپس ہوتے وقت جنت و دوزخ کا ملاحظہ فرمایا واللہ اعلم وعلمہ اتم اور روضۃ الاحباب میں ہے کہ آپ نے اس شب میں ملک الموت سے ملاقات کی اور کہا کہ جس وقت میری امت کی روح قبض کرے تو آسانی کرنا۔ ملک الموت نے عرض کیا کہ اے محمد آپ کو بشارت ہو رات و دن میں چند مرتبہ اللہ جل جلالہٗ مجھ سے فرماتا ہے کہ محمد کی امت کے ساتھ آسانی کرنا۔ بخاری کی روایت میں ہے کہ آپ ایسے بلند مقام پر پہنچے کہ آپ نے ان فرشتوں کے قلموں کی آواز سنی کہ جو احکام الٰہی لکھتے تھے۔ چوں کہ بیانات اور روایات بہت واقع ہوئی ہیں لہٰذا ان کو موجب تطویل مزید سمجھ کر چھوڑتا ہوں اور اس قدر عرض کرتا ہوں کہ جب سیّد الانام نے سدرہ سے آگے جانے کا عزم کیا جبرئیل علیہ السلام وہاں ٹھہر گئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اے جبرئیل امین ایسے مقام پر دوست کو

(۱) پاپڑی (۲) شاید آمد و رفت میں دونوں مرتبہ ملاحظہ فرمایا ہے

دوست چھوڑتا ہے۔ جبرئیل امین علیہ السلام نے عرض کیا اَنْ تَجَاوَزْتُہ‘ لَاُحْتَرِقْتُ بِالنُّوْرِ
یعنی اگر میں آگے بڑھوں گا تو تجلیات نور سے جلا دیا جاؤں گا۔ ابیات

بگفتا فرا تر مجالم نماند
بماندم کہ نیروئے بالم نماند
اگر یک سر موئے برتر پرم
فروغِ تجلی بسوزد پرم

انوار محمدیہ میں لکھا ہے کہ آپ نے جبرئیل امین علیہ السلام سے پوچھا کہ تم کو اپنے پروردگار سے کچھ حاجت ہے جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ آپ اللہ تعالیٰ سے میرے لیے اس امر کی التجا کیجیے میں آپ کی امت کیلیے پل صراط پر اپنے بازو پھیلاؤں تا کہ آپ کی امت اس پر سے عبور کرے اور روضۃ الاحباب میں یہ بھی لکھا ہے کہ جب آپ سدرہ سے آگے گزرے تو جبرئیل علیہ السلام آپ کے پیچھے تھے جب ایک زربفت کے پردہ کے پاس پہنچے تو جبرئیل علیہ السلام نے پردہ کو ہلایا۔ وہاں سے آواز آئی کہ کون ہے کہا جبرئیل ہوں اور میرے ساتھ محمد ﷺ ہیں اس وقت پردہ کے پیچھے سے ایک فرشتہ نے کہا اللہ اکبر اللہ اکبر یعنی اللہ بہت بڑا ہے اللہ بہت بڑا ہے۔ آواز آئی کہ سچ کہا میرے بندہ نے سچ کہا۔ میں بے شک بڑا ہوں پھر فرشتہ نے کہا اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ یعنی میں گواہی دیتا ہوں کہ سوائے خدا کے اور کوئی معبود نہیں آواز آئی کہ سچ کہا میرے بندہ نے بے شک سوا میرے کوئی دوسرا معبود نہیں پھر فرشتہ نے کہا اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّداً رَّسُوْلُ اللّٰہِ یعنی میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک محمد اللہ کی طرف سے بھیجے ہوئے ہیں آواز آئی کہ سچ کہا میرے بندہ نے میں نے محمد کو بھیجا ہے۔

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ فرشتہ نے پردہ سے اپنا ہاتھ باہر نکال کر مجھ کو اٹھا لیا اور جبرئیل امین وہیں ٹھہر گئے اور جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ آپ کے احترام

کے باعث میں آج شب کو اس مقام پر آیا ہوں ورنہ میرا مقام نزدیک سدرہ کے ہے۔ مدارج میں ہے کہ آپ نے ستر[1] پردہ نورانی کہ ایک پردہ دوسرے سے مشابہت نہیں رکھتا تھا اور ہر پردہ کی موٹائی پانچ سو برس کے راستہ کی تھی اور روضۃ الاحباب میں ہے کہ ہر ایک پردہ سے دوسرے پردہ تک پانچ سو برس کا راستہ تھا اور انوار محمدیہ میں ہے کہ بعض پردہ موتیوں کا اور بعض سونے کا تھا۔ باعانت اللہ جل شانہ طے کیے پھر آپ کیلیے سبز زفرف آیا اس کی روشنی آفتاب پر غالب تھی۔ چوں کہ زفرف اصل میں بچھونہ کو کہتے ہیں اس لیے وہ زفرف سبز نورانی مسند تھی۔ آپ اس پر مثل تخت رواں کے سوار ہو کر نہایت وقار سے عرش تک جا پہنچے۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں نے وہاں ایک امر عظیم دیکھا[2] ہے کہ اس کا بیان نہیں ہو سکتا ایک قطرہ عرش سے میری زبان پر آیا کسی چکھنے والے نے اس سے زیادہ شیریں ہرگز نہیں چکھا ہوگا اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے مجھ کو اولین اور آخرین کی خبروں سے اطلاع دی اور میرے دل کو پرنور کیا۔ انوار محمدیہ میں لکھا ہے کہ جب مجھ کو وحشت لاحق ہوئی اور حس منقطع ہو گئے تو اس وقت مجھ کو ایک آواز دینے والے نے ابوبکر کے لہجہ میں یہ آواز دی کہ ٹھہریئے اے محمد ﷺ۔ ہر گاہ کہ میں تفکر کرتا تھا کہ کیا ابوبکر مجھ سے پہلے یہاں آ پہنچے ہیں۔ یکا یک عَلِیُّ اعلیٰ سے یہ آواز آنے لگی۔ اُدْنُ یَا خَیْرَ الْبَرِیَّۃ اُدْنُ یَا اَحْمَدُ اُدْنُ یَا محمد یعنی قریب ہو جایئے اے سب خلق سے بہتر۔ قریب ہو جایئے اے احمد۔ قریب ہو جایئے اے محمد۔ روضۃ الاحباب میں لکھا ہے کہ اس رات میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہزار مرتبہ یہ خطاب آیا کہ یَا مُحَمَّدُ اُدْنُ مِنِّی یعنی اے محمد مجھ سے قریب ہو جایئے اور ہر مرتبہ آپ کو قربت خاص حاصل ہوتی تھی رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ پھر مجھ کو میرے رب نے ایسا قریب کیا کہ میں اس آیت کا مصداق ہو گیا ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰی ○ فَکَانَ

(۱) انوار محمدیہ (۲) انوار محمدیہ میں ایک روایت ستر ہزار پردوں کی بھی آئی ہے

قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنٰی یعنی پھر قریب ہوا اور پھر اور بھی زیادہ قریب ہو گیا۔ پس تھا
فاصلہ مقدار دو کمان کے یا اس سے بھی کم پھر آپ کو کچھ اور ہی الہامات اور ارشادات
ہونے لگے جس کی نسبت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فَأَوْحٰی إِلٰی عَبْدِهٖ مَا أَوْحٰی یعنی وحی
بھیجی اللہ تعالیٰ نے اپنے بندہ کی طرف جو کچھ کہ وحی بھیجی غرضیکہ اس وحی کا حال
خدائے ذوالجلال نے مبہم رکھا ہے پھر انسان ضعیف البیان کس طرح اس کی تفسیر کر سکتا
ہے القصہ اللہ جل شانہ سے آپ کو ایسا قرب حاصل ہوا کہ کبھی کسی کو حاصل نہیں ہوا اور
نہ کوئی نبی یا فرشتہ اس مرتبہ پر پہنچا۔ ابیات

مآلِ عشقِ وصلِ دلربا ہے
محمد پیشِ حق جلوہ نما ہے

نبی پہنچے جنابِ کبریا میں
حقیقی عشق کا یہ اقتضاء ہے

بلایا عرش پر پیارے نبی کو
یہ کیسا عشق کا جذبہ ہوا ہے

کیے مطلوب و طالب ایک جا پر
تجھے اے عشقِ صادق مرحبا ہے

وہ کیسا رازِ مخفی تھا الٰہی
کہ جس کو تو نے مَا اَوْحٰی کہا ہے

کشش تھی عشق کی یا امرِ حق تھا
جو خلوت میں محمد مصطفیٰ ہے

اڑا لے چل صبا سوئے مدینہ
میرا دل ہند میں گھبرا رہا ہے

بوقتِ مرگ ہو کلمہ زباں پر
میری ہر دم الٰہی یہ دعا ہے

خطائیں بخش دے یا رب حسنؔ کی
یہ عاجز تیرا بندہ پُرخطا ہے

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَيْهِ

رسول اللہ ﷺ[1] فرماتے ہیں کہ مجھ سے میرے پروردگار نے کچھ پوچھا میں
جواب نہ دے سکا میرے دونوں بازوؤں کے درمیان بلاکسی کیفیت اور مقدار کے اللہ
تعالیٰ نے اپنا ہاتھ رکھا میں نے اس کی ٹھنڈک اپنے سینہ میں پائی مجھ کو اوّلین و آخرین
کا علم عنایت فرمایا اور مجھ کو چند قسم کے علم تعلیم فرمائے اور مجھے ایک ایسا علم عنایت کیا کہ
جس کے پوشیدہ رکھنے کا مجھ سے عہد لیا کیوں کہ اللہ تعالیٰ واقف ہے کہ میرے سوا اور
کوئی اس علم کا متحمل نہیں ہو سکتا اور ایک علم مجھ کو ایسا تعلیم کیا کہ اس میں مجھے مختار کیا اور
مجھ کو قرآن تعلیم کیا اور ایک علم ایسا عنایت کیا کہ اس کو میری امت کے تمام خاص و عام
کو پہنچانے کا حکم دیا۔[2] روایت ہے کہ آپ نے اللہ تعالیٰ کی جناب میں عرض کیا کہ مجھ
کو اس امر کا تعجب ہے کہ جب مجھ کو وحشت لاحق ہوئی تو مجھ کو ابوبکر کے لہجہ میں ایک
آواز دینے والے نے آواز دی اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ چوں کہ تم کو اپنے دوست ابوبکر
سے انس ہے اور تم اور ابوبکر ایک مٹی سے پیدا کیے گئے ہو اور وہ تمہارے دنیا و آخرت
میں انیس ہیں۔ لہٰذا ہم نے ابوبکر کی شکل ایک فرشتہ پیدا کیا اس نے تم کو ابوبکر کے لہجہ
میں آواز دی تا کہ تم سے وحشت دور ہو جائے اور ہیبت عظیمہ لاحق نہ ہو اور جس بات
کا تم سے ارادہ کیا گیا ہے وہ منقطع نہ ہو جائے پھر[3] اللہ تعالیٰ نے فرمایا أَيْنَ حَاجَتُ
جِبْرِیْلُ یعنی جبرئیل کی حاجت کہاں ہے آپ نے عرض کیا کہ یا اللہ تو خوب جانتا ہے

(۱) مواہب لدنیہ (۲) یہ روایت مختصر لکھی گئی انوار محمدیہ میں (۳) انوار محمدیہ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے محمد بے شک میں نے اس کا سوال پورا کیا لیکن ان لوگوں کے حق میں کہ جس نے تیری صحبت اختیار کی اور تجھ کو دوست رکھا۔

ف۔ جبرئیل علیہ السلام کا سوال پل صراط پر آپ کی امت کیلیے اپنے بازو پھیلانا تھا اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جنہوں نے آپ کی صحبت اختیار کی اور آپ کو دوست رکھا ان کے حق میں یہ حاجت جبرئیل کی پوری کی گئی۔ آپ کو دوست رکھنے میں کل مسلمین اور مسلمات جو پیدا ہو چکے ہیں اور جو قیامت تک پیدا ہوں گے سب آ گئے۔ جب کہ آپ کو پروردگار سے قرب اتم ہوا تو آپ نے اپنے پروردگار کو اپنی آنکھوں سے بلا کسی کیفیت اور تشبیہ کے دیکھا۔ یہ عروہ[1] بن زبیر اور ابن عباس اور کعب الاحبار وغیرہم سے مروی ہے اور روضۃ الاحباب میں یہ حدیث لکھی ہے رَأَیْتُ رَبِّیْ فِیْ اَحْسَنِ صُوْرَۃٍ یعنی میں نے اپنے پروردگار کو بہت اچھی صورت میں دیکھا ہے۔[2] مدارج میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خلت ابراہیم علیہ السلام کو اور کلام موسیٰ علیہ السلام کو اور اپنا دیدار محمد ﷺ کو عنایت کیا اور خواجہ حسن[3] بصری رحمۃ اللہ علیہ نے قسم کھائی ہے کہ محمد ﷺ نے اللہ کو دیکھا ہے۔ حضرت انس[4] رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ آپ نے اپنے پروردگار کو دیکھا اور ترمذی کی روایت میں ہے رَاٰی مُحَمَّدٌ رَبَّہٗ یعنی محمد نے اپنے پروردگار کو دیکھا ہے۔

ف۔ صحابہ کرام سے آج تک یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے اور شیخ نے مدارج میں اچھی طرح سے اس کا بیان لکھا ہے روضۃ الاحباب میں لکھا ہے کہ آپ کو جب کمال درجہ قربت حاصل ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا یَا مُحَمَّدُ اَنَا وَاَنْتَ وَمَا سِوٰی ذٰلِکَ خَلَقْتُھَا لِاَجْلِکَ یعنی اے محمد میں ہوں اور تو ہے اور ہمارے سوا جو کچھ ہے وہ تیری وجہ سے میں نے پیدا کیا ہے آپ نے کہا اَنْتَ وَاَنَا وَمَا سِوٰی ذٰلِکَ تَرَکْتُھَا لِاَجْلِکَ یعنی تو ہے اور میں ہوں اور اس کے سوا جو کچھ ہے وہ میں نے تیری ذات کے باعث سب کو چھوڑ

(۱) مواہب لدنیہ (۲) مگر یہ قول ابن عباس کا ہے (۳) مدارج النبوۃ (۴) مدارج النبوۃ

دیا اور ترک کیا ہے روضۃ الاحباب میں ہے کہ حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا نے آپ سے پوچھا کہ یا محمد شب معراج میں اللہ تعالیٰ نے آپ سے کیا کیا کلام فرمایا آپ نے فرمایا کہ مجھ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے خطاب ہوا کہ اے محمد میں اپنے بندوں کے رزق کا ضامن ہوں اور تیری امت اس بات پر بھروسا نہیں کرتی اور اپنے دشمنوں کیلیے دوزخ پیدا کیا ہے اور وہ دوزخ میں جانے کی کوشش کرتے ہیں اور میں کل کا کام بندوں سے طلب نہیں کرتا یعنی جو عبادت کل کیلیے مقرر کی ہے وہ آج نہیں کراتا اور وہ کل کی روزی مجھ سے آج طلب کرتے ہیں اور جو رزق میں نے ان کیلیے مقرر کیا ہے وہ دوسروں کو نہیں دیتا ہوں اور وہ فرمانبرداری غیروں کی کرتے ہیں عزت اور قوت دینے والا میں ہوں اور وہ میرے سوا غیر سے عزت کی امید اور ذلت کا خوف کرتے ہیں اور میں ان پر انعام کرتا ہوں اور وہ میرے سوا غیر کا شکر یہ ادا کرتے ہیں۔ القصہ آپ نے[1] بالہام حق جل وعلا شانہ اللہ کے سامنے اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّیِّبَاتُ پڑھا یعنی کل عبادتیں مالی اور بدنی اللہ کیلیے ہیں۔ حق سبحانہ نے فرمایا اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ یعنی اے نبی تم پر اللہ کا سلام ہے اور اس کی رحمت اور برکتیں پھر آپ نے کہا اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ یعنی سلام ہے ہم پر اور خدا کے نیک بندوں پر پھر فرشتوں نے کہا اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ یعنی ہر ایک ہم میں سے اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ سوائے اللہ کے کوئی معبود نہیں اور محمد اس کے بندہ اور رسول ہیں۔

ف۔ ارباب تدقیق ارقام فرماتے ہیں کہ اس وقت آپ کا اَلتَّحِیَّات پڑھنا ایسا تھا کہ جیسے کسی شہنشاہ کے حضور میں حاضر ہوتے وقت آداب وتسلیمات بجالاتے ہیں اور خداوند کریم کا اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ فرمانا ایسا تھا کہ جیسے کوئی سلطان عالی

(۱) روضۃ الاحباب

قدر اپنے مقرب کا سلام کمال وقعت اور عزت سے قبول فرماتا ہے پھر آپ کا اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا کہنا ایسا تھا کہ جیسے والا ہمم مقربان شاہی بوقت توجہ بادشاہی اپنے ہمراہ اور لوگوں کی بھی یاد دہانی کرتے ہیں تا کہ وہ بھی مورد الطاف خسروانہ ہوں اور ملائکہ کا اَشْھَدُ اَنْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہنا ایسا تھا کہ جیسے حاضرین دربار کسی مقرب پر خاص توجہ شاہی دیکھ کر شہنشاہ کی مدحت وثنا اور اس مقرب کی تعریف اور استحقاق تقرب وعنایت بیان کرتے ہیں چوں کہ نماز معراج المومنین ہے بنا بر یاد دہانی حال معراج جناب سیّدنا رسول اللہ ﷺ کو امر ہوا کہ نماز میں یہ سب عبارت پڑھی جائے مسلم شریف میں ہے کہ دن رات میں آپ کی امت پر پچاس وقت کی نمازیں فرض ہوئیں۔ روضۃ الاحباب میں لکھا ہے کہ آنحضرت ﷺ اس رات میں ساتوں آسمانوں کے فرشتوں کی عبادت سے مطلع ہوئے بعض فرشتوں کی عبادت قیام ہے اور بعضوں کے رکوع اور بعضوں کی عبادت سجود اور بعضوں کی عبادت تشہد یعنی اَشْھَدُ اَنْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اور بعضوں کی عبادت اللہ اکبر کہنا اور بعضوں کی سبحان اللہ کہنا اور بعضوں کی لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہنا ہے جب کہ آپ پر پچاس وقت کی نماز فرض ہوئی تو اللہ تعالیٰ کی جناب سے خطاب ہوا کہ اے محمد تیری اور تیری امت کی نماز کو ہم نے قیام اور رکوع اور سجود اور تشہد اور تسبیح وغیرہ سے مرکب کیا ہے تا کہ ان کی عبادت عرش سے ثریٰ تک تمام فرشتوں کی عبادت پر مشتمل ہو۔

ف۔ چوں کہ فرشتوں کی عبادت قیام ورکوع وغیرہ علیحدہ علیحدہ ہے اس لیے ہر ایک کو ایک ایک عبادت کا ثواب ملے گا اور ہر گاہ کہ آپ کی امت کی عبادت تمام فرشتوں کی عبادت پر مشتمل ہے اس لیے امت مرحومہ کو سب عبادتوں کا ثواب ملے گا ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ روضۃ الاحباب میں لکھا ہے کہ آپ کو خطاب ہوا کہ اے محمد جب تم نماز ادا کرو تو یہ[1] دعا پڑھنا اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ

(۱) اسی بعد نماز

اَسْئَلُکَ الطَّیِّبَاتِ وَتَرْکَ الْمُنْکَرَاتِ وَفِعْلَ الْخَیْرَاتِ وَحُبَّ الْمَسَاکِیْنَ وَاَنْ تَغْفِرَلِیْ وَتَرْحَمَنِیْ وَاِذَا اَرَدْتَ بِعِبَادِکَ فِتْنَةً فَاقْبِضْنِیْ غَیْرَ مَفْتُوْنٍ مدارج میں لکھا ہے کہ جب آپ نے اس عالم میں آنے کا ارادہ کیا۔ جناب باری میں عرض کیا کہ اے میرے پروردگار ہر سفر سے واپس ہونے والے کیلیے ایک تحفہ ہوتا ہے اس سفر معراج میں میری امت کا کیا تحفہ ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ان کیلیے یہ تحفہ ہے کہ میں ان کی حیات میں اور ان کے مرنے کے بعد قبر اور قیامت میں اور ہر حال میں ان کا معاون اور مددگار اور نگران حال ہوں فطوبی لکم یاامت مُحَمَّدٍ وَبُشْرٰی لَکُمْ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

الحاصل جب آپ وہاں سے رخصت ہوئے اور چھٹے آسمان پر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات کی تو انہوں نے پوچھا کہ تمہاری امت پر کیا فرض ہوا ہے آپ نے فرمایا کہ پچاس وقت کی نمازیں فرض ہوئی ہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ آپ اپنے پروردگار کے پاس جائیے اور تخفیف چاہیے آپ کی امت ان کے ادا کرنے کی قدرت نہیں رکھتی۔ میں نے دنیا میں بنی اسرائیل کا معاملہ بھگتا ہے اور میں ان کو خوب آزما چکا ہوں آپ فرماتے ہیں کہ میں جناب باری میں حاضر ہوا اور تخفیف چاہی اللہ تعالیٰ نے پانچ نمازیں معاف فرمائیں پھر آپ موسیٰ علیہ السلام کے پاس تشریف لائے اور پانچ نمازوں کا تخفیف ہونا سنایا موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ آپ کی امت اس کی بھی طاقت نہیں رکھتی آپ پھر جائیے اور خدا سے تخفیف چاہیے آپ پھر حاضر ہوئے اور تخفیف چاہی اللہ تعالیٰ نے پھر پانچ معاف فرمائیں آپ فرماتے ہیں کہ میں موسیٰ علیہ السلام اور اللہ عزوجل کے درمیان پھرتا رہا اور اللہ تعالیٰ پانچ پانچ نمازیں معاف فرماتا رہا یہاں تک کہ دن رات میں پانچ نمازیں رہ گئیں پھر بھی موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ آپ کی امت اس کی بھی طاقت نہیں رکھتی آپ پھر جائیے اور تخفیف چاہیے آپ نے فرمایا کہ اب مجھ کو شرم آتی

ہے اس وقت عرش سے آواز آئی اَمْضَیْتُ فَرْضِیْ وَخَفَّفْتُ عَنْ عِبَادِیْ یعنی پورا کیا میں نے فرض اپنا اور تخفیف کی اپنے بندوں پر چوں کہ ہر نیکی کا دس گنا ثواب آیا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا اس لیے پانچ نمازیں باعتبار ثواب پچاس ہوئیں جس قدر کہ اللہ تعالیٰ نے پہلے فرض فرمائی تھیں۔ پس باعتبار ثواب اللہ تعالیٰ نے اپنا فرض پورا کیا اور باعتبار شمار بندوں پر تخفیف فرمائی۔

بُشْرٰی لَنَا مَعْشَرَ الْاِسْلَامِ اِنَّ لَنَا مِنَ الْعِنَایَةِ رُکْنًا غَیْرَ مُنْهَدِمٖ

مژدہ بادا اے مسلماناں کہ بے شک نزدِ ما از عنایت ہست رکنے کان بود دور از ہدم

الحاصل بعد حصول شرف کلام پروردگار و دیدار حضرت آفریدگار آپ نے مراجعت فرمائی۔ روضۃ الاحباب میں لکھا ہے کہ آپ نے راستہ میں لوٹتے وقت صحرائی ذیطوی[1] میں جبرئیل سے کہا کہ اس واقعہ مراج میں قریش مجھ کو سچا نہ جانیں گے جبرئیل نے عرض کیا کہ اگر قریش آپ کی تصدیق نہیں کریں گے تو کچھ ڈر نہیں۔ ابوبکر آپ کی تصدیق کرے گا اور وہ صدیق ہے۔ مفتی عنایت احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ارقام فرمایا ہے کہ یہ بات مشہور ہے کہ بستر مبارک آپ کا ہنوز گرم تھا اور زنجیر حجرہ شریف کی ہنوز ہلتی تھی۔ حضرت شیخ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ و دیگر صوفیاء کرام نے فرمایا ہے کہ معراج میں آپ کا تشریف لے جانا از قبیل عالم آخرت ہے اور اس عالم میں بڑی وسعت ہے کہ ایک لمحہ میں صدہا سال کے کام کر سکتے ہیں۔

ف۔ واضح ہو کہ حضرت مجدد وغیرہ رحمہم اللہ کا فرمانا بجا ہے بنابریں کچھ بعید نہیں کہ بستر مبارک آپ کا گرم ہو۔ یا مراجعت تک زنجیر ہلتی رہی ہو اور اسی قول پر یہ بھی تفریع ہو سکتی ہے کہ جبکہ حدیث میں آیا ہے کہ مومن آخرت میں خدا کا دیدار دیکھیں گے تو آپ نے بھی اگر شب معراج میں خدا کو دیکھا ہو تو کچھ بعید نہیں کیوں کہ آخرت میں خدا کا دیدار ثابت ہے اور اس امر[2] کی تصریح گزر چکی ہے چنانچہ حاکم نے مستدرک

(۱) نام مقام (۲) یعنی آپ نے خداوند تعالیٰ کو دیکھا ہے

میں لکھا ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے رَأَیْتُ رَبِّیْ عَزَّوَجَلَّ جب صبح[1] کو آپ نے معراج کا حال سنایا کفار جھٹلانے اور تمسخر کرنے لگے۔ بعضوں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے جا کر کہا کہ کیا تم اب بھی محمد ﷺ کو سچا جانو گے کہ وہ کہتے ہیں کہ میں رات میں بیت المقدس اور سب آسمانوں کی سیر کر آیا ہوں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر محمد ﷺ یہ بات فرماتے ہیں تو بے شک صحیح ہے اگر وہ اس سے بھی زیادہ خلاف قیاس کچھ فرمائیں گے تو میں تصدیق کروں گا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر احوال معراج سن کر تصدیق کی اس لیے ان کا لقب صدیق ہوا لیکن بعض بدنصیب ضعیف الایمان مرتد ہو گئے۔

ف۔ اہل سنت و جماعت کا یہ مذہب ہے کہ شب معراج میں جسد شریف معہ روح اطہر بیت المقدس اور آسمانوں اور عرش اعظم پر بحالت بیداری تشریف فرما ہوا ہے اور بعض صاحب جو کہتے ہیں کہ یہ صرف ایک خواب تھا بیداری کی حالت میں جسد شریف مقدس مقاموں میں نہیں گیا ان صاحبوں کا یہ قول جادۂ تحقیق سے کوسوں دور ہے علماء حقانی کی تحقیق کے مقابلہ میں یہ تار عنکبوت سے زیادہ سست اور بے وقعت ہے ذرا غور کرنا چاہیے اگر آپ واقعہ معراج کو خواب فرماتے تو کفار کیوں تمسخر کرتے اور جھٹلاتے اور ضعیف الایمان کیوں مرتد ہو جاتے کیوں کہ حالت خواب میں اس سے بھی زیادہ گنجائش ہے خواب کی تکذیب ایک امر فضول تھا۔ بالتحقیق آپ کو معراج بیداری میں ہوئی ہے چنانچہ اکثر احادیث اور روایات اس بارہ میں واقع ہوئی ہیں اور حدیث معراج کو اصحاب رسول اللہ ﷺ کی ایک جماعت کثیر[2] نے روایت کیا ہے

(۱) اکثر کتب میں یہ مضمون ہے کس کس کا نام لکھا جائے (۲) جیسے کہ حضرت علی اور عبداللہ بن مسعود و ابی بن کعب و خدیقہ ابن الیمان و ابوسعید خدری و جابر بن عبداللہ و ابو ہریرہ و ابن عباس و انس ابن مالک و مالک بن صعصعہ وغیرہم رضی اللہ عنہم اجمعین ہیں اور قریب تیس آدمیوں کے اصحاب رسول نے اس کو روایت کیا ہے۔

اور وہ حدیث تواتر معنوی کے مرتبہ پر پہنچ گئی ہے۔

ف۔ مکہ سے مسجد اقصیٰ یعنی بیت المقدس تک آپ کا تشریف لے جانا کلام اللہ سے ثابت ہے سُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَہٗ صرف اس قدر سفر کو اسرا کہتے ہیں اس کا منکر کافر ہے اور بیت المقدس سے آسمانوں میں جانا احادیث مشہورہ سے ثابت ہے اس کا منکر فاسق اور مبتدع ہے اور دیگر عجائبات کا مشاہدہ حدیثوں سے ثابت ہے اس کا منکر جاہل ہے جیسا کہ مدارج میں ہے۔

القصہ کفار نے آپ کے سچ کو آزمانے کیلیے بیت المقدس کا نقشہ پوچھا[1] اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس کو آپ کے سامنے کر دیا آپ دیکھتے جاتے تھے اور بیان فرماتے جاتے تھے کفار لاجواب ہوئے آپ نے ان کے قافلہ کا حال جو کہ شام کی طرف گیا ہوا تھا بیان کیا کہ بدھ کے دن قافلہ مکہ میں آجائے گا کیوں کہ واپسی کے وقت یہ قافلہ آپ کو راستہ میں ملا تھا روایت ہے کہ اس دن شام تک قافلہ مکہ میں نہ آیا اللہ تعالیٰ نے دن کو اس قدر بڑھایا کہ قافلہ دن سے مکہ میں داخل ہو گیا اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ماثبت بالسنۃ میں تحریر فرمایا ہے کہ دیار عرب میں یوں مشہور ہے کہ رجب کی ستائیس تاریخ کو معراج ہوئی اور موسم رجبی وہاں متعارف ہے اور کہا گیا ہے کہ یہ قول صحیح نہیں اور صحیح یہ ہے کہ مکہ میں نبوت سے بارہویں سال رمضان یا ربیع الاول کی ستر ویں تاریخ کو معراج ہوئی بہر نوع اختلاف روایات کے باعث ماہ و تاریخ و سال میں علماء کا اختلاف ہے اور تعارض روایات کی تطبیق علماء نے باحسن الوجوہ کر دی ہے۔
چنانچہ روضۃ الاحباب وغیرہ میں بالتفصیل مذکور ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلَیْہِ

(۱) انوار محمدیہ

موازنہ لطیف

شب معراج میں اللہ پاک نے جن جن خصائص سے آپ کو مخصوص اور مشرف کیا ان کا بیان اگرچہ بالتفصیل نہیں کیا گیا لیکن صرف اس قدر بیان اور نیز پچھلے بیان کے انضمام سے یہ بات باحسن الوجوہ سمجھ میں آسکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ذات مجمع الحسنات کو تمام دین و دنیا کا شرف عنایت فرمایا اور جو جو خصائل اور نبیوں کو دیے گئے وہ سب آپ کی ذات میں جمع کیے گئے چنانچہ اس اجمال کی تفصیل من بعض الوجوہ اس طرح پر ہو سکتی ہے کہ اگر آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے کل اسماء تعلیم فرمائے تو آپ کو بھی تمام اسماء تعلیم کیے گئے جیسا کہ ابو رافع سے دیلمی نے[1] روایت کیا ہے اگر ادریس علیہ السلام بلند مقام پر بلائے گئے تو شب معراج میں آپ سب سے بلند اور مبارک مکان میں تشریف فرما ہوئے اور یہ آپ کی رفعت مکانی ایسی ہوئی کہ آپ سے پہلے یا بعد میں کسی کو ایسی رفعت نہیں ہوئی اور نہ ہوا اگر نوح علیہ السلام اور ان کے ہمراہیوں نے غرق سے نجات پائی تو آپ کی امت کو بھی اللہ تعالیٰ نے سماوی عذاب سے ہلاک نہیں فرمایا اگر ان کی کشتی کو پانی پر ٹھہرایا تو آپ کی خاطر پتھر کو پانی پر تیرایا۔ روایت[2] ہے کہ آپ ایک پانی کے کنارے تشریف رکھتے تھے اور عکرمہ بن ابی جہل بھی وہاں موجود تھا اس نے آپ سے کہا کہ اگر تم سچے نبی ہو تو اس دوسرے کنارے کے پتھر کو بلاؤ کہ وہ تیر کر آئے۔ حضور ﷺ نے اس پتھر کی طرف اشارہ کیا پتھر اپنی جگہ سے اکھڑا اور پانی پر

(۱) انوار محمدیہ (۲) مواہب لدنیہ

تیر کر آپ کے سامنے حاضر ہوا اور آپ کی رسالت کی گواہی دی کشتی کا پانی پر تیرنا کچھ بڑی بات نہیں کیوں کہ کشتی پانی پر تیرنے والی اشیاء میں سے ہے اور وہ اس لیے وضع کی گئی ہے اور پتھر کا آپ کے حکم کے بموجب پانی پر تیرنا اور آپ کی رسالت کی شہادت دینا ایک تعجب خیز امر ہے اگر نار نمرود کو ابراہیم علیہ السلام پر اللہ تعالیٰ نے بارد فرمایا تو آپ کو فتح مندی دے کر مشرکین کی لڑائی کی آگ کو بجھایا جیسا کہ کلام اللہ شریف میں مذکور ہے كُلَّمَا اَوْقَدُوْا نَارًا لِّلْحَرْبِ اَطْفَاَهَا اللّٰهُ یعنی ہر بار کہ پیغمبر کی دشمنی کی آگ کو لڑائی کیلیے یہود نے روشن کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس آگ کو بجھا دیا اور محمد بن حاطب کہتے ہیں کہ لڑکپن میں مجھ پر جلتی ہوئی ہانڈی گر گئی تھی اور میری جلد جل گئی تھی میرے باپ مجھ کو رسول اللہ ﷺ کے حضور میں لائے آپ نے میری جلد پر اپنا لعاب دہن لگایا اور اپنے دست مبارک سے سہلایا اور اپنی زبان فیض ترجمان سے فرمایا اِذْهَبِ الْبَاسَ رَبَّ النَّاسِ یعنی اے آدمیوں کے پروردگار تکلیف اور خوف کو دور کر وہ کہتے ہیں کہ میں تندرست ہو گیا اور مجھ کو کچھ تکلیف باقی نہیں رہی اس کو نسائی نے روایت کیا ہے۔

اگر ابراہیم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے مقام خلت عنایت کیا تو آپ کو یہ مقام بھی عنایت کیا اور مقام محبت زیادہ کیا۔ جیسا کہ انوار محمدیہ میں مرقوم ہے اگر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بتوں کو توڑا تو آپ کی شب ولادت میں تمام بت سرنگوں اور پاش ہو گئے اور نیز[1] فتح مکہ کے دن بیت اللہ شریف کے گرد تین سو ساٹھ بت تھے جس کی طرف آپ نے ایک لکڑی سے اشارہ کیا اور زبان مبارک سے فرمایا جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا وہی سرنگوں ہو گیا۔ اگر ابراہیم علیہ السلام نے بیت اللہ شریف بنایا تو آپ نے بھی حجر اسود[2] اس کے موقع پر اپنے مبارک ہاتھوں سے نصب فرمایا اگر موسیٰ علیہ السلام کا عصا سانپ بن کر جاندار ہوا تو آپ کی مسجد کا ستون آپ کے فراق میں زار زار

(۱) انوار محمدیہ (۲) روضۃ الاحباب وغیرہ

ہوا چنانچہ صحیح بخاری میں جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ خطبہ کے وقت ایک ستون پر کہ چھوہارے کا درخت تھا تکیہ لگاتے تھے جب منبر بنا تو آپ نے منبر پر خطبہ پڑھنا شروع کیا یکبارگی وہ ستون چلا کے اس زور سے رونے لگا کہ پھٹ جائے۔ آنحضرت ﷺ منبر پر سے اترے اور اس ستون کو اپنے بدن سے لگا لیا وہ ستون ہچکیاں لینے لگا جیسے کہ بچہ جب رونے سے چپ کرایا جاتا ہے ہچکیاں لیتا ہے پھر وہ چپ ہو گیا آپ نے فرمایا کہ یہ ہمیشہ ذکر سنا کرتا تھا اب جو نہ سنا تو رونے لگا اور ایک روایت[1] میں یہ بھی آیا ہے کہ آپ نے یہ فرمایا وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِہٖ لَوْ لَمْ اَلْتَزِمْهُ لَمَا زَالَ هٰكَذَا حَتّٰى تَقُوْمَ السَّاعَةُ یعنی قسم ہے اس ذات کی کہ جس کے قبضہ قدرت میں محمد کی جان ہے اگر میں اس کو نہ لپٹاتا تو البتہ وہ ہمیشہ ایسے ہی روتا رہتا یہاں تک کہ قیامت قائم ہو جاتی اور بریدہ[2] کی حدیث میں ہے کہ آپ نے اس ستون سے فرمایا کہا گر تو چاہے تو جس باغ میں تو تھا پھر اس میں پہنچا دوں۔ تجھ میں نئی شاخیں اور نئی کونپلیں نکل آئیں اور پھل لگ جائے اور تو کمال درجہ نشونما پائے اگر تو چاہے تو تجھ کو جنت میں لگا دوں کہ اولیاء اللہ تیرا پھل کھائیں پھر آپ نے اس ستون کی بات سننے کیلیے کان جھکایا۔ اس نے کہا کہ آپ مجھ کو جنت میں لگا دیجیے تا کہ اولیاء اللہ میرا پھل کھائیں اور میں ایسے مکان میں ہو جاؤں کہ کبھی بوسیدہ اور پرانا نہ ہوں یہ بات پاس والوں نے سنی آپ نے فرمایا کہ میں نے تجھ کو جنت میں لگا دیا پھر آپ نے ارشاد کیا کہ اس ستون نے دارِ فنا پر دارِ بقا کو اختیار کیا یعنی دنیا کے باغ میں کہ فانی اور بے ثبات ہے آنا پسند نہ کیا بلکہ جنت میں کہ باقی اور لازوال ہے جانا اختیار کیا۔ وہ ستون آپ کے ارشاد کے موافق دفن کیا گیا۔

ف۔ حضرت خواجہ حسن بصری[3] رحمۃ اللہ علیہ جس وقت اس حدیث کو نقل فرماتے تھے

(۱) انوار محمدیہ (۲) انوار محمدیہ (۳) انوار محمدیہ

روتے تھے اور کہتے تھے کہ اے بندگانِ خدا جب خشک لکڑی جناب سیّدنا رسول اللہ ﷺ کے شوق میں گریہ وزاری کرے تو ہم کو اس سے زیادہ مشتاق لقا۔ رسول اللہ ﷺ ہونا چاہیے۔

اے خنک چشمی کہ او حیرانِ اوست
وے ہمایوں دل کہ او بریانِ اوست

علامہ[1] تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ صحیح میرے نزدیک یہ ہے کہ حدیث گریہ ستون کی متواتر ہے اور قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ایسا ہی فرمایا ہے اگر موسیٰ علیہ السلام کو ید بیضا عنایت کیا تو آپ کے صحابی حمزہ اسلمی رضی اللہ عنہ کی بھی انگلیاں روشن ہوگئیں۔ چنانچہ بیہقی[2] اور ابونعیم وغیرہم نے حمزہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ کہا انہوں نے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر میں تھے پھر ہم اندھیری رات میں علیحدہ ہوکر چلے اور میری انگلیاں روشن ہوگئیں۔

ف۔ حمزہ اسلمی رضی اللہ عنہ کی انگلیوں پر قدرتی نور ظاہر ہوگیا تھا اور وہ روشنی اس نور کی تھی اور[3] علاوہ ازیں عباد بن بشر اور اسید بن حضیر رسول اللہ ﷺ کی خدمت شریف میں حاضر تھے اور رات بہت اندھیری تھی پھر وہ دونوں آپ کی خدمت شریف سے جدا ہوکر چلے اور دونوں کے ہاتھوں میں لاٹھیاں تھیں ایک کی لاٹھی روشن ہوگئی دونوں اس کی روشنی میں چلتے تھے جب دونوں کا راستہ علیحدہ علیحدہ ہوا تو دوسرے کی لکڑی بھی روشن ہوگئی حتیٰ کہ وہ دونوں صحابی روشنی میں اپنے گھر پہنچ گئے اس کو بخاری نے بھی روایت کیا ہے اور امام احمد نے ابوسعید خدری سے روایت کی ہے اور نیز ابونعیم نے بھی روایت کیا ہے کہ آپ نے قتادہ[4] بن نعمان کو اندھیری رات میں ایک خشک لکڑی عنایت فرمائی اور فرمایا کہ یہ ایسی روشن ہوجائے گی کہ دس آدمی تمہارے آگے اور دس

(۱) مواہب لدنیہ (۲) مواہب لدنیہ (۳) انوار محمدیہ (۴) یہ روایت بالاختصار مذکور ہوئی

آدمی تمہارے پیچھے روشنی میں چل سکیں گے چنانچہ وہ لکڑی خود بخود روشن ہوگئی اور وہ اس کی روشنی میں اپنے گھر پہنچ گئے علاوہ ازیں اور بہت ایسی روایات موجود ہیں اور موسیٰ علیہ السلام کو تو صرف ید بیضا ہی عنایت ہوا تھا مگر آپ ﷺ کا کل جسم اطہر پُرانوار تھا جیسا کہ حلیہ شریف میں ان شاء اللہ تعالیٰ اس کا بیان آئے گا اگر موسیٰ علیہ السلام کیلیے فرعون کے پیچھے آتے وقت دریا پھاڑا گیا تو آپ کی انگشت مبارک نے چاند کو دو پارہ کیا اس کا قصہ ان شاء اللہ تعالیٰ بیان معجزات میں آئے گا۔ موسیٰ علیہ السلام کا یہ تصرف عالم سفلی میں ہوا اور آپ کا تصرف عالم علوی میں ہوا اور نیز زمین و آسمان کے درمیان ایک دریا ہے کہ جس کو مکفوف کہتے ہیں۔ زمین کا دریا بہ نسبت اس کے ایسا ہے کہ جیسے دریائے محیط سے ایک قطرہ جب آپ معراج میں تشریف لے گئے تھے تو وہ دریا آپ کیلیے پھٹ گیا تھا۔ اس دریا کا پھٹ جانا موسیٰ علیہ السلام کے دریا کے پھٹ جانے سے بڑی بات ہے اس کو انوار محمدیہ میں ابن حبیب سے روایت کیا ہے اگر موسیٰ علیہ السلام نے پتھر سے پانی نکالا تو آپ کی انگلیوں سے بھی پانی جاری ہوا اور پتھر سے پانی کا جاری[1] ہونا باعتبار منبع کے چنداں تعجب نہیں کیوں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَاِنَّ مِنَ الْحِجَارَةِ لَمَا يَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْاَنْهٰرُ وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا يَشَّقَّقُ فَيَخْرُجُ مِنْهُ الْمَآءُ یعنی مقرر بعضے پتھروں میں سے نہریں بہ نکلتی ہیں اور بعض پتھر جو پھٹ جاتے ہیں ان میں سے نکلتا ہے پانی (از موضح قرآن) لیکن انگلیوں سے پانی کا نکلنا ایک نادر واقعہ ہے اگر طور سینا پر موسیٰ علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ نے کلام کیا تو آپ سے فوق السموات العلا اللہ جل شانہ نے کلام فرمایا اگر موسیٰ علیہ السلام کی بددعا سے قارون زمین میں دھنسایا گیا تو آپ کی بددعا سے سراقہ کا گھوڑا پیٹ تک زمین میں دھنس گیا۔

مختصر اس قصہ[2] کا بیان یہ ہے کہ جب کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قارون کو نصیحت

(۱) اس کا بیان آگے آئے گا (۲) مفتی عنایت احمد صاحب نے بھی یہ قصہ نقل فرمایا ہے

فرمائی تو وہ ان کا دشمن ہوگیا تھا۔ اس نے ایک عورت کو آمادہ کیا کہ تو مجمع میں یہ کہہ دینا کہ مجھ سے موسیٰ علیہ السلام نے زنا کیا ہے اور اس عورت کو کچھ[۱] روپیہ بھی دیا قارون ملعون نے مجمع میں کہا کہ فلاں عورت کہتی ہے کہ مجھ سے موسیٰ علیہ السلام نے زنا کیا ہے اور اس عورت کو پیش کیا اس نے کہا کہ مجھے قارون نے روپیہ دے کر یہ بات کہلوانی چاہی ہے اور موسیٰ علیہ السلام سے زنا کرنے سے مبرا اور پاک ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا جلال جوش میں آیا اور زمیں سے آپ نے فرمایا کہ خُذِیْہِ یعنی پکڑ لے تو قارون کو اسی وقت قارون کو ٹخنوں تک زمین نے دھنسالیا پھر موسیٰ علیہ السلام نے خُذِیْہِ فرمایا زمین اس کو زانو تک نگل گئی اور اگر چہ قارون نے عاجزی کی مگر موسیٰ علیہ السلام کا غصہ فرو نہ ہوا۔ حتیٰ کہ قارون کو معہ اس کے خزانہ کے زمین نگل گئی اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام پر وحی بھیجی کہ اگر قارون مجھے ایک مرتبہ بھی پکارتا تو میں اس کو نجات دیتا اور وہ تم کو پکارتا رہا مگر تم نے اس کی طرف ذرا التفات نہ کیا۔

ف۔ بے شک اللہ تعالیٰ ایک مرتبہ کے پکارنے میں قارون کو نجات دیتا کیوں کہ وہ غفور رحیم ہے اور سراقہ کا قصہ مختصر یہ ہے کہ جب آپ نے مکہ سے ہجرت فرمائی تو کفار قریش نے کہا کہ جو کوئی آپ کو اور ابوبکر کو پکڑ کر ہمارے پاس لائے تو ہم اس کو دو سو اونٹ انعام دیں گے اس لیے سراقہ بمقتضاء ایں کہ ع بدوزد طمع دیدۂ ہوشمند گھوڑے پر سوار ہو کر آپ کے پیچھے چلا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ ایک سوار آ پہنچا ہے آپ نے سراقہ کو دیکھا اور اس کیلیے بددعا کی زمین نے سراقہ کے گھوڑے کو پیٹ تک نگل لیا سراقہ نے عرض کیا کہ میں جانتا ہوں کہ آپ کی بددعا سے میرے گھوڑے کا یہ حال ہوا ہے آپ مجھے بچائیں۔ میں عہد کرتا ہوں کہ میں اس طرف آپ کی تلاش کیلیے کسی کو نہ آنے دوں گا۔ آپ نے دعا کی زمین نے سراقہ کے گھوڑے

(۱) اس زمانہ کا سکہ

کو چھوڑ دیا سراقہ اگر چہ اس وقت مسلمان نہیں ہوا مگر پھر ایمان لے آئے تھے۔

ف۔ آپ نے سراقہ کی پہلی ہی درخواست پر اس کیلیے دعا فرمائی کیوں کہ آپ رحمۃ للعالمین ہیں۔ اس موقع پر آپ سے علاوہ ازیں کہ دو معجزے ایک زمین کا نگل لینا دوسرے اس کو چھوڑ دینا صادر ہوئے ہیں یہ بات ہی ثابت ہوگئی کہ آپ کے خصائل مرضیات الٰہی کے بالکل مطابق ہیں کیوں کہ قارون کی نسبت اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر وہ مجھ کو ایک بار بھی پکارتا تو میں اس کو نجات دیتا اس جگہ پر سراقہ کو آپ نے اس کے اوّل ہی التجا پر عذاب سے نجات دی۔ تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰہِ تَعَالٰی اگر اللہ تعالیٰ نے ہارون علیہ السلام کو فصیح بنایا تو آپ کو افصح کیا۔ چنانچہ انوار محمدیہ میں ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ میں تمام عرب میں پھرا ہوں اور فصحاء عرب کی باتیں سنی ہیں مگر آپ سے زیادہ کسی کے کلام فصیح نہیں سنے اگر یوسف علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے خوابوں کی تعبیر دینا عنایت کیا تو آپ کو یہ بھی حصہ ملا ہے جیسا کہ روایات میں وارد ہے چنانچہ حاکم نے سفینہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ کی عادت تھی کہ جب صبح کی نماز سے فارغ ہوتے اصحاب کی طرف متوجہ ہو کر فرماتے تھے کہ تم میں سے کسی نے خواب دیکھا ہے ایک شخص نے عرض کیا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ ایک ترازو آسمان سے آئی اس کے ایک پلہ میں آپ ﷺ رکھے گئے اور دوسرے میں ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کا پلہ بھاری اور وزنی رہا پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ عمر رضی اللہ عنہ کو دوسرے پلہ میں رکھا ابوبکر رضی اللہ عنہ کا پلہ بھاری ہوا پھر عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ عثمان رضی اللہ عنہ کو دوسرے پلہ میں رکھا عمر رضی اللہ عنہ وزن میں زیادہ رہے پھر وہ ترازو اٹھ گئی یہ خواب سن کر آپ کا چہرہ متغیر ہوا اور فرمایا کہ خلافت تیس برس رہے گی اور بعد اس کے بادشاہت ہوگی۔ اس حدیث کے مضمون کو ترمذی اور ابوداؤد نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بھی روایت کیا ہے۔

ف۔ آپ کے اس فرمانے کے بموجب خلافت کا قصہ واقع ہوا ہے جیسا کہ کتب احادیث سے ظاہر ہے اور بہت سی احادیث سے آپ کا لوگوں کو تعبیر دینا ثابت ہے اگر داؤد علیہ السلام کے ہاتھ میں اللہ تعالیٰ نے لوہے کو نرم کیا (یعنی داؤد علیہ السلام کے ہاتھ میں لوہا مثل موم کے ہوجاتا تھا) تو آپ کے مبارک اقدام کے نیچے بھی پتھر کو موم فرمایا جیسا کہ بیان حلیہ میں ان شاء اللہ العزیز آئے گا اگر سلیمان علیہ السلام کو جانوروں کی زبان تعلیم کی تو طیور اور بہائم نے بھی آپ سے کلام کی۔ اس کا بیان بھی معجزات میں آئے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ اگر سلیمان علیہ السلام کا جنات کو لشکر بنایا تو بعض غزوات میں فرشتوں کو آپ کی معاونت کیلیے مقرر فرمایا۔ چنانچہ صحیح مسلم میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جنگ بدر میں ایک مسلمان ایک مشرک کے پیچھے بھاگا یکا یک اس نے ایک کوڑے مارنے کی اور ایک شخص کی آواز سنی کہ کوئی کہتا ہے کہ اے حیزوم آگے بڑھ پھر اس مسلمان نے دیکھا کہ وہ مشرک اس کے آگے گر پڑا ہے اور اس کی ناک اور منہ پر اس کوڑے سے سخت ضرب آئی ہے اور وہ جگہ سب سبز ہوگئی ہے وہ شخص مسلمان انصاری تھا اس نے اس واقعہ کو حضور ﷺ سے عرض کیا آپ نے فرمایا کہ تو سچ کہتا ہے یہ فرشتہ تھا۔

ف۔ حیزوم فرشتے کے گھوڑے کا نام ہے اس فرشتے نے کافر کے قتل کیلیے اپنا گھوڑا آگے بڑھایا اور کوڑا مارا اس لیے وہ مشرک ہلاک ہوا اور علاوہ ازیں جنگ احد میں سعد بن وقاص نے جبرئیل اور میکائیل کو کفار سے لڑتے دیکھا یہ روایت صحیحین میں ہے اور جنگ حنین میں بھی فرشتے آپ کی مدد کیلیے آئے تھے اور جنگ بدر میں بھی پانچ ہزار فرشتے آپ کی مدد کیلیے آئے تھے اور بعض اصحاب کی مصیبت میں بعض فرشتے مدد کیلیے آئے ہیں۔ چنانچہ تفسیر کبیر میں ہے کہ زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ ایک منافق کے ہمراہ مکہ سے طائف کی طرف تشریف لے چلے ایک ویرانہ میں پہنچے اس منافق نے کہا کہ

ٹھہریئے یہاں ذرا راحت اور آرام کرلیں آپ وہاں ٹھہرے اور سو گئے۔ اس منافق نے آپ کو خوب مضبوط باندھ لیا اور قتل کرنے کا ارادہ کیا۔ حضرت زید نے پوچھا کہ تو مجھے کیوں قتل کرتا ہے اس نے کہا کہ میں تجھ کو اس لیے قتل کرتا ہوں کہ محمد تجھ کو دوست رکھتے ہیں اور میں محمد سے بغض رکھتا ہوں حضرت زید نے اس حالت میں فرمایا یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ اَغِثْنِیْ یعنی اے رحم کرنے والے میری فریاد کو پہنچ اسی وقت ایک غیب سے آواز آئی کہ زید کو ہرگز مت قتل کرنا وہ منافق یہ آواز سن کر باہر آیا اور دیکھا کسی آواز کرنے والے کو نہ پایا دوبارہ پھر قتل کرنے کا ارادہ کیا پھر آواز آئی کہ گویا کوئی شخص بہت قریب سے کہتا ہے کہ زید کو مت قتل کر پھر وہ منافق باہر آیا اور دیکھا کوئی شخص نہیں ہے پھر آیا اور قتل کا قصد کیا پھر تیسری مرتبہ بہت ہی قریب سے آواز آئی کہ زید کو مت قتل کر پھر وہ منافق باہر آیا اس نے دیکھا کہ ایک سوار آتا ہے اور اس کے ہاتھ میں نیزہ ہے اس سوار نے منافق کے نیزہ مارا اور قتل کیا اور حضرت زید کو کھول دیا اور کہا کہ میں جبرئیل ہوں۔ جس وقت تم نے اللہ سے فریاد کی تھی میں ساتویں آسمان پر تھا۔ الخ

ف۔ سبحان اللہ اصحاب رسول اللہ کے کیا پختہ ایمان تھے کہ ایسی پرخطر حالت میں بھی اس منافق کی منت نہ کی کہ تو مجھ کو چھوڑ دے اور اللہ تعالیٰ سے ہی عرض کیا وَمَنْ یَّتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ فَھُوَ حَسْبُہٗ اور حدیث شریف میں آیا وَاِذَا سَئَلْتَ فَاسْأَلِ اللّٰہَ وَاِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللّٰہِ وَاعْلَمْ اَنَّ الْاُمَّۃَ لَوِ اجْتَمَعَتْ عَلٰی اَنْ یَّنْفَعُوْکَ بِشَیْئٍ لَمْ یَنْفَعُوْکَ اِلَّا بِشَیْئٍ قَدْ کَتَبَہُ اللّٰہُ لَکَ وَلَوِ اجْتَمَعُوْا عَلٰی اَنْ یَّضُرُّوْکَ بِشَیْئٍ لَمْ یَضُرُّوْکَ اِلَّا بِشَیْئٍ قَدْ کَتَبَہُ اللّٰہُ لَکَ الخ یعنی جس وقت تو سوال کرے تو اللہ سے سوال کر اور جب مدد چاہے تو اللہ سے مدد چاہ (ھُوَ مَوْلٰکُمْ فَنِعْمَ الْمَوْلٰی وَنِعْمَ النَّصِیْرُ) اور جان لے کہ اگر تمام امت اس بات پر اتفاق کرلے کہ تجھ کو کچھ نفع پہنچائے تو سوائے اس نفع کے کہ تیری تقدیر میں اللہ تعالیٰ نے لکھ دیا ہے اور کچھ نفع نہیں پہنچائے

گی اور علیٰ ہذا اگر تیرے نقصان پہنچانے پر اتفاق کرلے تو سوائے اس نقصان کے کہ جو اللہ نے تیرے لیے لکھ دیا ہے اور کچھ نقصان نہیں پہنچائے گی۔

اگر سلیمان علیہ السلام کے اللہ تعالیٰ نے ہوا کو تابع کیا کہ جہاں چاہتے تھے لے جاتے تھے تو آپ کو براق برق پا عنایت کیا کہ ہوا سے زیادہ تیز رفتار تھا اگر سلیمان علیہ السلام کو ملک عظیم عنایت کیا تو آپ کو ان دونوں باتوں میں مختار کیا کہ چاہے نبی بادشاہ بن جائیے اور چاہے نبی عبد بن جائیے آپ نے اختیار فرمایا کہ میں نبی بندہ ہوں مقام عبدیت بہت بڑا مقام ہے اس لیے کلمہ میں اشھد ان محمداً عبدہٗ ارقام ہے چوں کہ دنیوی جاہ وجلال پر آپ کو توجہ نہیں تھی اس لیے بادشاہت اختیار نہ کی اور ایک حدیث میں یہ بھی آیا ہے کہ میرے پروردگار نے میرے سامنے یہ بات پیش کی میرے لیے اللہ تعالیٰ تمام بطحاء مکہ کو سونے کا بنادے میں نے عرض کیا کہ پروردگار مجھ کو اس کی خواہش نہیں میں چاہتا ہوں کہ ایک دن پیٹ بھرا اور ایک دن بھوکا رہوں جس وقت میں گرسنہ ہوں تیری جناب میں تضرع اور عاجزی کروں اور تجھ کو یاد کروں اور جب سیر شکم ہوں تیری تعریف اور شکر کروں روایت کیا اس کو ترمذی نے اور اکثر احادیث سے ثابت ہے کہ آپ کو دنیا کی طرف مطلق توجہ اور اس کی بالکل ضرورت نہ تھی۔

وَكَيْفَ تَدْعُوْا اِلَى الدُّنْيَا ضُرُوْرَةُ مَنْ
لَوْلَاهُ لَمْ تَخْرُجِ الدُّنْيَا مِنَ الْعَدَمِ

اگر عیسیٰ علیہ السلام کو مَوْتٰی کا زندہ کرنا اللہ تعالیٰ نے عنایت کیا تو آپ نے بھی مردوں کو زندہ کیا چنانچہ دلائل النبوۃ میں ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ میں آپ پر ایمان نہیں لاؤں گا جب تک کہ آپ میری لڑکی کو زندہ نہیں کرو گے آپ اس کی قبر پر تشریف لائے اور فرمایا کہ اے فلاں عورت اس نے جواب دیا لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ یعنی اے رسول اللہ میں آپ کی خدمت اور بجا آوری امر

کیلیے حاضر ہوں آپ نے اس سے فرمایا کہ کیا تو دنیا میں آنا پسند کرتی ہے اس نے عرض کیا کہ میں دنیا میں آنا نہیں چاہتی ہوں قسم ہے اللہ کی یا رسول اللہ میں نے اللہ تعالیٰ کو اپنے لیے ماں باپ سے زیادہ مہربان اور بہتر پایا اور آخرت کو اپنے لیے دنیا سے اچھا دیکھا اور روایت(۱) ہے کہ جابر رضی اللہ عنہ نے آپ کی ضیافت کیلیے ایک حلوان ذبح کیا حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے بڑے بیٹے نے چھوٹے سے کہا کہ آ تجھ کو بتلاؤں کہ جس طرح باپ نے حلوان ذبح کیا ہے پھر چھری سے چھوٹے کا گلا کاٹ دیا جب والدہ بڑے لڑکے کو پکڑنے کیلیے دوڑی تو وہ بھی کوٹھی پر سے گر کر مر گیا۔ بچوں کی والدہ نے حضرت ﷺ کے ادب سے رونے کو روکا اور نعشوں کو گھر میں چھپا دیا اور ظاہر میں نہایت مسرت سے کھانا پکا کر حضرت ﷺ کے سامنے پیش کیا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اپنے بچوں کو بلاؤ انہوں نے بیوی سے پوچھا کہ بچے کہاں ہیں حضور ﷺ ان کو یاد فرماتے ہیں۔ اس نے کہا کہ کہیں گئے ہیں جابر رضی اللہ عنہ نے آپ سے عرض کی کہ وہ اس وقت موجود نہیں آپ نے فرمایا کہ جہاں ہوں ان کو بلاؤ پھر جابر رضی اللہ عنہ نے اپنی بی بی سے پوچھا کہ وہ کہاں ہیں آپ ﷺ یاد فرماتے ہیں تب اس نے ان دونوں کی نعشیں دکھا دیں اور ان کا حال پرملال سنا دیا۔ دونوں میاں بی بی زار زار رونے لگے اور آپ سے ان کا حال بیان کیا آپ نے ان کیلیے دعا کی اسی وقت وہ زندہ ہو گئے اور آپ کے والدین بھی بعد مرنے کے زندہ ہوئے اور آپ پر ایمان لائے جیسا کہ پہلے مذکور ہو چکا ہے اور ابو نعیم نے روایت(۲) کی ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے ایک بکری ذبح کی اور پکائی اور برتن میں اتار کر اس کو آپ کی خدمت میں لائے قوم نے کھانا شروع کیا آپ نے فرمایا کہ کھاؤ لیکن اس کی ہڈی مت توڑنا پھر آپ نے اس کی ہڈیاں جمع کیں اور اپنا دست مبارک ان پر رکھ کر کچھ فرمایا یکا یک وہ بکری زندہ ہو کر کھڑی ہو گئی

(۱) مولانا محمد عبد السمیع صاحب نے اپنے رسالہ میں بھی یہ قصہ نقل کیا ہے (۲) مواہب لدنیہ

اور کان ہلانے لگی۔

اور کتب احادیث میں مرقوم ہے کہ آپ کی امت کی ایک نابینا بڑھیا کی دعا سے اس کا مردہ بیٹا زندہ ہوگیا۔ چنانچہ بیہقی اور ابن عدی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے[۱] روایت لکھی ہے کہ ایک جوان انصاری نے وفات پائی اس کی والدہ ایک نابینا بڑھیا تھی ہم نے اس جوان پر کپڑا اڑھادیا اور اس کی والدہ کی تسلی کی باتیں کرنے لگے اس نے پوچھا کہ کیا میرا بیٹا مرگیا ہے ہم نے کہا کہ ہاں۔ اس نے کہا کہ یااللہ اگر تو جانتا ہے کہ میں نے تیری اور تیرے پیغمبر ﷺ کی طرف اس امید پر ہجرت کی ہے کہ تو ہر تکلیف میں میری مدد کرے تو یہ مصیبت مجھ پر مت ڈال۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم وہیں موجود تھے کہ اس مردہ نے اپنے منہ سے کپڑا علیحدہ کیا اور زندہ ہوگیا ہم نے اور اس نے کھانا اکٹھا کھایا۔

ف۔ اس جگہ سے جاننا چاہیے کہ اپنے نیک عمل کو وسیلہ کر کے دعا کرنا جائز ہے اور آپ کے اولیائے امت سے بھی احیاء اموات کی کرامتیں ظاہر ہوئیں ہیں چنانچہ امام یافعی نے کتاب مرۃ التیقطان میں حضرت غوث الثقلین رحمۃ اللہ علیہ کی تواتر کرامات کے بیان کے بعد لکھا ہے کہ ایک بڑھیا کے لڑکے کو جناب غوث الثقلین رحمۃ اللہ علیہ سے بہت محبت تھی وہ اکثر آپ کی خدمت شریف میں حاضر رہتا تھا اور دنیا کے کام میں کم مشغول ہوتا تھا۔ اس بڑھیا نے ایک دن آپ کی خدمت شریف میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میں نے اس اپنے بیٹے کو آپ کی نذر کیا اور للہ اپنا حق اس سے معاف کیا آپ اس کو تعلیم باطنی فرمایئے اس لڑکے کو خانقاہ میں چھوڑ آئی۔ آپ نے اس کو ریاضت اور سبق باطن میں مشغول کیا۔ کبھی کبھی وہ بڑھیا اپنے فرزند کو دیکھنے کیلیے آتی تھی ایک روز جو آئی تو اپنے بیٹے کو چنے چباتے دیکھا اور دیکھا کہ نہایت دبلا ہوگیا ہے پھر حضرت غوث

(۱) مواہب لدنیہ میں بھی یہ روایت موجود ہے

الثقلین رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ آپ مرغی کا گوشت تناول فرماتے ہیں اس نے کہا کہ آپ مرغی کا گوشت کھاتے ہیں اور میرے بیٹے سے چنے چبواتے ہیں آپ نے مرغی کی ہڈیوں پر ہاتھ رکھ کر فرمایا قُوْمِیْ بِاِذْنِ اللّٰہِ الَّذِیْ یُحْیِی الْعِظَامَ وَھِیَ رَمِیْمٌ یعنی اٹھ کھڑی ہو اس خدا کے حکم سے جو بوسیدہ اور پرانی ہڈیوں کو زندہ کرے گا فوراً وہ مرغی زندہ ہوگئی اور آواز دینے لگے آپ نے اس بڑھیا سے فرمایا کہ جب تیرا بیٹا ایسا ہو جائے تب جو جی میں آئے سو کھائے سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ مردہ کو زندہ کرنے کا معجزہ جو کہ مابہ الافتخار نصاریٰ کا ہے اور اس معجزے کے باعث حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا نعوذ باللہ منہا کہنے لگے آپ کی اولیاء امت سے بطور کرامت صادر ہوا۔

ف۔ جاننا چاہیے کہ کرامت اولیاء اللہ کی حق اور ثابت ہے چنانچہ کتب عقائد اور نیز شامی میں مرقوم ہے آپ کی اور آپ کے اصحاب کے ہاتھوں میں کنکریوں نے تسبیح کی چنانچہ بیہقی نے دلائل النبوۃ میں ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ میں حضور ﷺ کے اوقات خلوت خیال کر کے جا پہنچتا تھا۔ ایک دن میں نے آپ کو تنہا پایا میں خلوت کو غنیمت سمجھ کر حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آئے اور سلام کر کے آپ کے دائیں طرف بیٹھ گئے پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ آئے وہ سلام کر کے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دائیں طرف بیٹھ گئے پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ آئے وہ بھی سلام کر کے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی دائیں طرف بیٹھ گئے جناب سیدنا رسول اللہ ﷺ کے سامنے سات کنکریاں تھیں آپ نے ان کو اکٹھا کر کے اپنی ہتھیلی پر رکھا۔ وہ کنکریاں خدا کی تسبیح کرنے لگیں ان کی آواز سب نے سنی جیسے کہ شہد کی مکھی آواز کرتی ہے پھر آپ نے ان کو رکھ دیا وہ چپ ہوگئیں پھر ان کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی ہتھیلی پر رکھا وہ پھر تسبیح کرنے لگیں ان کی آواز ہر مرتبہ شہد کی مکھی کی مانند تھی۔ جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان کو رکھ دیا وہ چپ ہوگئیں پھر آنحضرت ﷺ نے ان کو حضرت عمر

رضی اللہ عنہ کی ہتھیلی پر رکھ دیا وہ ان کے ہاتھ میں تسبیح کرنے لگیں اور علیٰ ہذا پھر ان کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں رکھا۔ انہوں نے تسبیح کی جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان کو رکھ دیا وہ چپ ہوگئیں پھر آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ خلافت نبوت کی ہے اور حافظ ابوالقاسم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تاریخ میں یہ حدیث حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے اور صرف اس قدر اضافہ کیا ہے کہ پھر ان کنکروں کو آپ نے حاضرین میں سے ہر ایک کے ہاتھ پر رکھا پھر کسی کے ہاتھ میں انہوں نے تسبیح نہ کی اور بعض شراح حدیث تحریر فرماتے ہیں کہ اس وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ موجود نہ تھے ورنہ کنکریاں ان کے ہاتھ میں بھی تسبیح کرتیں کیوں کہ وہ بھی خلیفہ تھے۔

ف۔ مذکورہ بالا روایت سے دو معجزے آنحضرت ﷺ کے ثابت ہوئے ایک کنکریوں کا تسبیح کرنا دوسرے خلافت کی خبر دینا کہ مطابق آپ کی پیشین گوئی کے واقع ہوا اور ستون کی گریہ وزاری کا قصہ مذکور ہو چکا ہے۔ الحاصل اگر چہ عیسیٰ علیہ السلام نے مردوں کو زندہ کیا لیکن آپ سے اور آپ کی اولیاء امت سے یہ معجزہ بھی صادر ہوا اور آپ کے اور آپ کے اصحاب کے مبارک ہاتھوں میں کنکریوں نے تسبیح کی اور حضور ﷺ کے فراق میں ستون زار زار ہوا بہر نوع مردے کے زندہ ہونے یا کلام کرنے سے اس چیز کا تسبیح کرنا یا رونا کہ جس سے ایسے افعال کا صادر ہونا محال ہے ایک حیرت انگیز اور تعجب خیز امر ہے۔

اگر عیسیٰ علیہ السلام ابرص کو اچھا فرماتے تھے تو آپ کے لعاب دہن سے بھی لوگ شفا پاتے تھے جیسے کہ من وجہ مذکور ہو چکا ہے اور نیز حلیہ شریف میں بھی اس کا بیان ان شاء اللہ تعالیٰ آئے گا اور مبروص کا اچھا ہونا بھی روایات میں وارد ہوا ہے چنانچہ روضۃ الاحباب میں لکھا ہے کہ ایک صحابی کے پہلو پر برص تھا وہ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنا حال عرض کیا آپ نے فرمایا کہ اس جگہ سے کپڑا علیحدہ کرو آپ

نے ایک لکڑی اٹھا کر اس جگہ کو اس لکڑی سے سہلایا وہ برص فوراً اچھا ہو گیا اگر عیسیٰ علیہ السلام نے اندھوں کی آنکھیں اچھی کیں تو آپ ﷺ نے بھی اندھوں کی آنکھیں درست فرمائیں۔ چنانچہ روضۃ الاحباب میں ہے کہ ایک عورت اپنی ایک پیدائشی اندھی بیٹی کو آپ کے پاس لائی آپ نے اس کی آنکھوں پر اپنا دست مبارک پھیر دیا اسی وقت اس لڑکی کی آنکھیں اچھی ہوگئیں۔ ترمذی اور نسائی اور حاکم اور بیہقی نے عثمان بن حنیف سے روایت کی ہے کہ ایک اندھے نے آنحضرت ﷺ کے حضور میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ دعا کیجیے کہ میری آنکھیں کھل جائیں آپ نے فرمایا کہ اٹھ وضو کر اور دو رکعت نماز پڑھ اور بعد نماز یہ دعا پڑھ۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ وَاَتَوَجَّهُ اِلَیْکَ بِنَبِیِّکَ مُحَمَّدٍ نَّبِیِّ الرَّحْمَةِ یَامُحَمَّدُ اِنِّیْ اَتَوَجَّهُ بِكَ اِلٰی رَبِّكَ اَنْ یَّكْشِفَ عَنْ بَصَرِیْ اَللّٰھُمَّ شَفِّعْهُ فِیَّ اس نابینا نے آپ کے حکم کے بموجب نماز پڑھی اور بعد میں یہ دعا پڑھی اسی وقت اس کی آنکھیں کھل گئیں۔

ف۔ یہ حدیث اکثر محدثین نے باسناد صحیحہ نقل کی ہے اور حصول مقاصد کیلیے یہ دعا مجرب ہے اور روایتوں میں لفظ اَنْ یَّكْشِفَ عَنْ بَصَرِیْ کی جگہ لفظ فِیْ حَاجَتِیْ هٰذِهٖ لِیُقْضٰی وارد ہے اور یہ عبارت عامۂ حوائج کو شامل ہے حضرت عثمان بن حنیف اور ان کے بیٹے اس دعا کو واسطے قضاء حاجت کے تعلیم فرماتے[1] تھے۔ بیہقی اور طبرانی نے ابن ابی شیبہ سے روایت کی ہے کہ حبیب بن فُدَیک کی آنکھوں میں سفیدی آگئی اور بالکل اندھے ہو گئے جناب رسول اللہ ﷺ نے ان کی آنکھوں پر دم کیا اس وقت ان کی آنکھیں اچھی ہو گئیں۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے ان کو اسی برس کی عمر میں سوئی میں تاگا ڈالتے دیکھا ہے۔ بیہقی اور محمد بن اسحاق نے روایت کی ہے کہ جنگ احد میں قتادہ بن نعمان کی آنکھ میں تیر لگا ان کی آنکھ رخسارہ پر بہ آئی۔ حضور سراپا نور نے قتادہ

(۱) اور بہت حکایات اس دعا کی برکت سے برآمد حاجت کی منقول ہیں

سے فرمایا کہ اگر تم چاہو تو تمہاری آنکھ پھر سکھ دوں کہ اچھی ہو جائے اور اگر تم چاہو تو صبر کرو کہ تمہیں جنت ملے انہوں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ جنت تو بہت اچھی عطا ہے مگر مجھ کو کانا ہونا منظور نہیں آپ میری آنکھ اچھی کر دیجیے اور میرے لیے جنت کی دعا کیجیے آپ نے ان کی آنکھ چشم خانہ میں رکھ دی وہ اچھی ہو گئی دونوں آنکھوں میں وہ روشن اور خوبصورت تھی اور آپ نے ان کیلیے جنت کی بھی دعا کی اس جگہ سے اخلاق زکیہ محمدیہ کا اندازہ کرنا چاہیے کہ آپ نے ان کی آنکھ بھی اچھی کی اور جنت کیلیے بھی دعا کی ۔ (ہم خرما و ہم ثواب)

ف ۔ اولاد قتادہ میں اس بات کا افتخار تھا کہ ان کے جد امجد کی آنکھ جناب سیّدنا رسول اللہ ﷺ کے دست مبارک سے اچھی ہوئی ۔ چنانچہ عاصم بن عمر بن قتادہ عمر بن عبدالعزیز کے ایام خلافت میں ان کے پاس آئے اور یہ اشعار پڑھ کر سنائے ۔ ابیات

اَنَا ابْنُ الَّذِیْ سَالَتْ عَلَی الْخَدِّ عَیْنُہٗ
فَرُدَّتْ بِکَفِّ الْمُصْطَفٰی اَیُّمَا رَدٍّ
فَعَادَتْ کَمَا کَانَتْ لِاَوَّلِ اَمْرِھَا
فَیَا حُسْنَ مَا عَیْنٍ وَّیَا حُسْنَ مَا رَدَّ

یعنی میں اس شخص کا بیٹا ہوں کہ جس کی آنکھ رخسار پر بہ آئی تھی پھر رسول اللہ ﷺ کے دست مبارک سے اپنی جگہ پر کیسی اچھی طرح پر رکھی گئی سو وہ آنکھ جیسے پہلے تھی ویسی ہی ہو گئی کیا اچھی آنکھ تھی اور کیا اچھا آپ کا دوبارہ رکھنا اور یہ قصہ عینی شرح بخاری میں بھی مذکور ہے ۔

اگر عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھایا گیا تو شب معراج میں آپ کو عرش اعظم پر بلایا گیا اور جو کچھ حق جل شانہ کے مشاہدہ جمال سے آپ نے لذت پائی وہ از خصوصیات ذات آنسرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بہر نوع جو جو ظاہری اور باطنی کمالات تھے وہ سب

آپ کو عنایت فرمائے گئے اور جو جو ظاہری اور باطنی کمالات تھے وہ سب آپ کو عنایت فرمائے گئے اور جو جو خوبیاں اور نبیوں کو دی گئیں وہ سب آپ کی ذات بابرکات میں جمع کی گئیں ۔ چنانچہ امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت کی تفسیر میں بہت اچھا لکھا ہے اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ ھَدَی اللّٰہُ فَبِھُدٰھُمُ اقْتَدِہْ یعنی یہ لوگ کہ جن کا مقدم ذکر ہوا یعنی انبیاء ان کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت کی ہے اے محمد تم ان کی ہدایت کا اقتداء کرو ۔ گویا اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم فرمایا ہے کہ جو جو خصائل عبودیت اور طاعت کے اور نبیوں میں متفرق تھے ان کو تم حاصل کرو (چونکہ آپ کا دین متین تمام دینوں کا ناسخ ہے اس لیے آپ ان کی شرائع کے اقتداء پر مامور نہیں ہو سکتے ہیں بالضرور اس کریمہ میں خصائل عبودیت اور طاعت سے مراد ہے جیسا کہ علمائے فحول اور فضلائے ذوی العقول نے تحریر فرمایا ہے) ہر گاہ کہ اللہ کریم نے آپ کو برگزیدہ خصائل کی تحصیل کا جو اور نبیوں میں ہیں حکم فرمایا اور آپ نے اس حکم کی تعمیل کی تو کل خصائل پسندیدہ اور شمائل برگزیدہ آپ کی ذات مجمع البرکات میں جمع ہو گئے بنا علیہ علمائے ذوروایت اور فقہا صاحب درایت نے اس آیت سے حجۃ پکڑی ہے کہ آپ سب نبیوں سے افضل اور فائق اور سب سے زیادہ مکرم اور لائق ہیں ۔

فَاقَ النَّبِیِّیْنَ فِیْ خَلْقٍ وَّفِیْ خُلُقٍ
وَلَمْ یُدَانُوْہُ فِیْ عِلْمٍ وَّلَا کَرَمٍ
وَکُلُّھُمْ مِّنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ مُلْتَمِسٌ
غُرْفًا مِّنَ الْبَحْرِ اَوْ رَشْفًا مِّنَ الدِّیَمٍ

بہتر پیغمبر ان در خلق و در خلق آمدہ
کس چو او نادید در علم و نہ در وصف کرم
جملگی را از رسول اللہ بودے التماس
یک کف از دریائے علم و یک نم از مزن کرم

مُحَمَّدٌ سَیِّدُ الْکَوْنَیْنِ وَالثَّقَلَیْنِ
وَالْفَرِیْقَیْنِ مِنْ عُرْبٍ وَّمِنْ عَجَمٍ

فَمَبْلَغُ الْعِلْمِ فِیْهِ اَنَّهٗ بَشَرٌ
وَاَنَّهٗ خَیْرُ خَلْقِ اللّٰهِ کُلِّهِمٖ

آن محمد سیّدالکونین فخرِ انس و جاں
بہتر خلقِ دو عالم مہترِ عرب و عجم

غایتِ معلوم مردم آں کہ سیّد آدم ست
بہترینِ مردمان ست آں رسولِ محترم

اور جو جو معجزات رسل علیہم السلام سے ظاہر ہوئے ان کا اتصال انبیاؤں کی ذات کے ساتھ آپ کے نور کی وجہ سے ہوا ہے۔ وَلَنِعْمَ مَا قَالَ الْقَائِلُ۔ ابیات

وکل آی اتی الرسل الکرام بھا
فَاِنَّمَا اتصلت من نورہ بھم

ہرچہ آوردند مجموع رسل از معجزات
آن زنورِ مصطفیٰ آید بدیشاں لاجرم

فَاِنَّهٗ شَمْسُ فَضْلٍ هُمْ کَوَاکِبُهَا
یُظْهِرْنَ اَنْوَارَهَا لِلنَّاسِ فِی الظُّلَمِ

او بود خورشیدِ فضل و دیگراں مثلِ نجوم
روشنی استارہ گان پیدا شود اندر ظلم

یَا رَبِّ وَسَلِّمْ دَآئِمًا اَبَدًا
عَلٰی نَبِیِّکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمٖ

ف۔ اگرچہ آپ تمام انبیاء علیہم السلام سے افضل اور اشرف ہیں مگر اس فضیلت کو ایسے لفظوں میں بیان کرنا کہ جس سے اور نبیوں کی توہین لازم آئے یا آپ کے مقابلہ

میں اوروں کو بنظر تذلیل وتحقیر دیکھا جائے منع ہے اس سے اجتناب لازم ہے۔ ابیات

بیاں کس سے ہو خوبی مصطفیٰ کی
محمد شافعِ روزِ جزا کی

لکھے تعریف حضرت کی بشر کیا
خدا نے ان کی توصیف و ثناء کی

ہیں سارے انبیاء پیارے خدا کے
ہے عالی شان ختم الانبیاء کی

محمد کو ملا تاجِ شفاعت
عنایت ہے بڑی ان پر خدا کی

رگ و پے میں سمائے عشقِ احمد
زباں سے ہو صدا صلِ علیٰ کی

کروں کچھ مشغلہ نعتِ نبی کا
خدا نے گر عطا فکرِ رسا کی

نہ پہنچایا مدینہ میں اڑا کر
بہت منت اٹھائی ہیں صبا کی

مدد اے شوق دیدارِ پیمبر
ہو زیارت خواب میں خیرالورا کی

الٰہی از طفیلِ مرشدِ پاک
خطائیں بخش دے اس پُرخطا کی

ملے خلدِ بریں نور الحسن کو
امن ہو ہول سے یوم الجزا کی

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلَیْهِ

بیان اخلاق زکیہ محمدیہ وشمائل وخصائل مصطفویہ

اگرچہ اخلاق محمدی کا بیان کتب احادیث وسیر میں مملو اور مرقوم ہے اور ان کا مفصل بیان اس مختصر میں دشوار ہے الاعلیٰ سبیل اختصار بطور نمونہ از خروار بیان کرتا ہوں امام احمد وغیرہ رحمۃ اللہ علیہم نے روایت کی ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کیا کرتے تھے۔ اَللّٰهُمَّ كَمَا اَحْسَنْتَ خَلْقِيْ فَحَسِّنْ خُلُقِيْ یعنی اے اللہ جیسا تو نے مجھ کو اچھی شکل بنایا ہے ویسا ہی میرا خلق اچھا کر اور مسلم شریف میں ہے کہ آپ فرمایا کرتے تھے اِهْدِنِيْ لِاَحْسَنِ الْاَخْلَاقِ لَايَهْدِيْ لِاَحْسَنِهَا اِلَّا اَنْتَ یعنی ہدایت کر مجھ کو واسطے اچھے اخلاق کے سوا تیرے اچھے اخلاق کی طرف کوئی ہدایت نہیں کرتا۔

ف۔ واقعی آدمی کا اچھا خلق ہونا ایک بڑی نعمت ہے چنانچہ ابوداؤد میں ہے کہ مومن اچھے خلق کے باعث رات کے جاگنے اور دن کے روزہ رکھنے کا ثواب اور درجہ پاتا ہے اور بخاری میں ہے کہ تم میں جو شخص اچھے اخلاق والا ہے وہ مجھ کو زیادہ محبوب ہے اور دارمی میں ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جس کا خلق اچھا ہے اس کا ایمان اکمل ہے اور بخاری اور مسلم میں ہے کہ آپ نے فرمایا ہے کہ تم میں بہتر وہ شخص ہے کہ جس کے اخلاق اچھے ہیں الحاصل جب آپ میں خصائل برگزیدہ اور اخلاق پسندیدہ جمع ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ یعنی بے شک تو بڑے اخلاق پر ہے اور حضور نے خود بھی ارشاد فرمایا ہے اِنَّ اللّٰهَ بَعَثَنِيْ بِتَمَامِ مَكَارِمِ الْاَخْلَاقِ وَكَمَالِ

(۱) انوار محمدیہ

مَحَاسِنِ الْاَفْعَالِ یعنی بے شک مجھ کو اللہ تعالیٰ نے تمام مکارم اخلاق اور اچھے افعال کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے روایت کیا اس کو طبرانی نے اور امام محمد کی مؤطا میں بھی ایسا ہی مرقوم ہے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ہے کہ آپ کا خلق قرآن ہے انوار محمدیہ میں لکھا ہے کہ جیسے قرآن کے معانی غیر متناہی ہیں ایسے ہی آپ کے اوصاف جمیلہ کہ جو آپ کے خلق عظیم پر دلالت کرتے ہیں غیر متناہی ہیں اور نور الانوار وغیرہ میں لکھا ہے کہ قرآن پر عمل کرنا بلا تکلف آپ کی جبلت تھا۔ یہ تفسیر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے قول کی انوار محمدیہ کی تفسیر سے مناسب ہے آپ سے زیادہ کوئی خلیق نہ تھا۔ چنانچہ تفسیر کبیر میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے مَا كَانَ اَحَدٌ اَحْسَنُ خُلُقًا مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الحدیث اور حسن خلق ایک نفسانی ملکہ ہے جس شخص کو یہ ملکہ حاصل ہو جاتا ہے وہ افعال جمیلہ بہ سہولت صادر کر سکتا ہے یا ایسا طریقہ اختیار کرنا کہ جس سے خدا اور تمام خلق راضی ہو اگرچہ اس کی اور تعریفیں بھی کتب میں وارد ہوئی ہیں بوجہ خوف طوالت اس موقع پر ذکر کرنا مناسب نہیں چوں کہ آپ تمام آدمیوں سے عقلاً و رایاً افضل ہیں جیسا کہ ابونعیم اور ابن عساکر نے روایت کیا ہے اور نیز وہب بن منبہ نے کہا ہے کہ میں نے اکثر کتابوں میں یہ مضمون پڑھا ہے کہ دنیا کی ابتداء آفرینش سے اختتام تک کل[1] آدمیوں کو اللہ تعالیٰ نے آپ کی عقل کے موافق عقل نہیں عنایت فرمائی۔ چنانچہ یہ روایت انوار محمدیہ میں مرقوم ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ نے آپ کو نفس قدسی عنایت فرمایا تھا کہ جس کی وجہ سے آپ کو علم ضروری اور نظری حاصل ہوئے تھے۔ باوصف اس امر کے کہ آپ کو ظاہری و باطنی کمال من کل الوجوہ حاصل ہوئے تھے مگر آپ کے مزاج میں تواضع اور لینت زیادہ تھی چنانچہ بخاری میں ہے کہ اہل مدینہ کی باندیوں میں سے کوئی باندی آپ کا ہاتھ پکڑ کر جہاں چاہتی تھی لے جاتی تھی یعنی آپ

(۱) مجموعہ عین جنت

کو اپنے کام کیلیے جہاں چاہتی تھی لے جاتی تھی اور آپ بوجہ تواضع اور لینت عذر نہیں
کرتے تھے آپ دوسرے شخص کے سلام کا انتظار نہیں کرتے تھے بلکہ آپ پہلے[1] سلام
کرتے تھے۔

ف۔ اہل عرب اسلام سے پہلے جب ایک دوسرے سے ملتے تھے تو یوں کہتے
تھے حَیَاکَ اللّٰہُ یعنی اللہ تجھ کو زندہ رکھے جب زمانہ اسلام کا آیا تو السلام علیک کا رواج
ہوا اگرچہ مقولہ عرب بھی دعا ہے مگر سلام علیک اس سے زیادہ کامل ہے کیوں کہ السلام
علیک کے معنی ہیں سلامتی ہو جیو تجھ پر۔ پس جب ہر آفت سے سالم ہوا تو زندہ ضرور
ہوگا اور زندہ کیلیے ہر آفت سے سالم ہونا ضروری نہیں اور نیز سلام اللہ کا نام ہے پس
السلام علیک میں ابتداء اللہ کے نام سے ہوتی ہے اور السلام علیک کے اکمل اور افضل
ہونے کا بیان تفسیر کبیر جلد سوم میں باحسن الوجوہ اور مفصل مذکور ہے اور نیز اس سلام
کے مسنون ہونے کے بارے میں یہ نکتہ بھی ہے کہ جس وقت مبتدی نے کہا السلام علیکم
تو ابتداء اللہ کے نام کے ساتھ ہوئی اور جب مجیب نے کہا وعلیکم السلام تو انتہا بھی اللہ ہی
کے نام کے ساتھ ہوئی تو امید ہے کہ جو مقصد ان دونوں ناموں کے درمیان اہل اسلام
کا ہے یعنی دعا بالسلامتی وہ مقبول ہوئے۔ آپ مصافحہ کیا کرتے تھے۔

ف۔ مشکوٰۃ شریف میں ہے اِذَا تَصَافَحَا لَمْ یَبْقَ بَیْنَھُمَا ذَنْبٌ اِلَّا سَقَطَ یعنی
آپ نے فرمایا ہے کہ جس وقت دو شخص مصافحہ کرتے ہیں کوئی گناہ ان کے درمیان
باقی نہیں رہتا مگر وہ گناہ ان سے ساقط ہو جاتا ہے۔ آپ کبھی بالانشینی کا قصد نہیں
فرماتے تھے بلکہ آپ اکثر کنارہ مجلس پر بیٹھ جاتے تھے اور آپ اکثر لوگوں کی خطائیں
معاف فرماتے تھے جیسا کہ ترمذی میں ہے اور مصیبت پر صبر کرتے تھے۔

ف۔ کلام اللہ شریف میں ہے اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ یعنی اللہ صابروں کے ساتھ

(۱) در غالب اوقات

ہے یعنی اللہ کی مدد اور تائید صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے اور علامہ شاہ عبدالعزیز
صاحب نے تفسیر عزیزی میں لکھا ہے کہ حدیث صحیح میں آیا ہے کہ اَلصَّبْرُ نِصْفُ
الْاِیْمَانِ یعنی صبر نصف ایمان ہے اور مصیبت پر صبر کرنا اور اس آیت[1] اور اس دعا کا
پڑھنا بھی آیا ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ ○ اَللّٰھُمَّ اَجِرْنِیْ فِیْ مُصِیْبَتِیْ
وَاَخْلُفْ لِیْ خَیْرًا مِّنْھَا اور مسلم شریف کی حدیث میں ہے کہ جب جنگ احد میں آپ
کا چہرہ مبارک زخمی ہوا اور بوجہ شہید ہونے دندان مبارک منہ سے خون آنے لگا اصحاب
کو یہ امر سخت ناگوار ہوا آپ سے بددعا کیلیے عرض کیا چوں کہ آپ صابر تھے اس لیے
آپ نے فرمایا کہ میں لعنت کرنے والا نہیں پیدا کیا گیا ہوں بلکہ میں حق کی طرف
بلانے والا اور رحمۃ ہو کر مبعوث ہوا ہوں یا الٰہی میری قوم کو بخش دے اور ایک روایت
میں یہ بھی آیا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ یا الٰہی میری قوم کو ہدایت کر۔ آپ کی[2] زبان پر
فحش ہرگز نہیں آتا تھا۔ کیوں کہ یہ فسق و فجور کی علامت ہے اور آپ خصائل نامرضیہ
سے اور افعال ردیہ سے بالکل پاک اور منزہ تھے آپ غمزدوں[3] کے مکان پر ماتم پرسی
کیلیے تشریف لے جاتے تھے اور بیمار کی عیادت فرماتے تھے۔

ع۔ خوش طبیبی تو بیا ما ہمہ بیمار شویم

ف۔ اور عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری میں یہ حدیث لکھی ہے کہ آنحضرت
ﷺ نے فرمایا ہے کہ جب تک مسلمان اپنے بھائی بیمار مسلمان کی عیادت اور مزاج
پرسی کرتا ہے تب تک وہ جنت میں میوہ چنتا رہتا ہے اور بیمار پرسی کے وقت اس دعا کا
پڑھنا بھی آیا ہے لَابَاْسَ طَھُوْرٌ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ یعنی کچھ اندیشہ نہیں اگر اللہ نے چاہا تو یہ
بیماری گناہوں سے پاک کرنے والی ہے اور حدیثوں میں بہت سی دعائیں وارد ہوئی
ہیں اور بیمار کی پیشانی پر دائیں ہاتھ رکھ کر اس دعا کو پڑھنا چاہیے۔ آپ مسکینوں سے

(۱) یعنی مصیبت کے وقت (۲) مواہب لدنیہ (۳) یہ مضمون اکثر حدیث کتب میں ہے

رغبت فرماتے تھے۔ چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ترمذی میں ہے کہ آپ یہ دعا کیا
کرتے تھے اَللّٰھُمَّ اَحْیِنِیْ مِسْکِیْنًا وَّاَمِتْنِیْ مِسْکِیْنًا وَّاحْشُرْنِیْ فِیْ زُمْرَۃِ
الْمَسَاکِیْنَ یعنی اے اللہ زندہ رکھ مجھ کو ایسی حالت میں کہ میں مسکین ہوں اور وفات
کر میری ایسی حالت میں کہ میں مسکین ہوں اور حشر کر میرا زمرہ مساکین میں۔ حضرت
عائشہ رضی اللہ عنہا نے دریافت کیا کہ یارسول اللہ آپ نے ایسی دعا کیوں کی حضور ﷺ
نے فرمایا کہ مساکین اغنیاء سے چالیس برس پہلے جنت میں جائیں گے۔ (الحدیث)
اگر آپ کے پاس کوئی ہدیہ لاتا تھا تو آپ قبول فرماتے تھے اکثر اس کا بدلہ کردیتے
تھے۔ آپ اپنا کام اپنے ہاتھ سے کرلیتے تھے جیسے کہ بکری کا دودھ نکالنا اور اپنا کپڑا سینا
اور اپنا کام خانہ داری کا کرلینا وغیرہ۔ آپ کی مہمان نوازی مشہور ہے آپ فرماتے
تھے۔ مَنْ کَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْیُکْرِمْ ضَیْفَہٗ وَمَنْ کَانَ یُؤْمِنُ
بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَلَا یُؤْذِ جَارَہٗ وَمَنْ کَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْیَقُلْ
خَیْرًا اَوْ لِیَصْمُتْ یعنی جو شخص ایمان رکھتا ہے اللہ اور قیامت کے دن پر اس کو چاہیے
کہ اپنے مہمان کا اکرام کرے اور جو شخص اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتا ہے اس کو
چاہیے کہ اپنے ہمسایہ کو ایذا نہ پہنچائے اور جو شخص اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتا ہے اس
کو چاہیے کہ اچھی بات زبان سے کہے ورنہ چپ رہے۔ یہ حدیث بخاری اور مسلم میں
ہے اور مسلم شریف میں ہے آپ نے کبھی اپنے ہاتھ سے اپنے خادم اور عورت کو نہیں
مارا۔ انس بن مالک آپ کے خادم فرماتے ہیں کہ میں دس سال آپ کی خدمت میں
حاضر رہا اس عرصہ میں مجھ کو آپ نے کبھی اف تک نہیں کہا اگر میں نے کوئی کام کرلیا تو
آپ نے کبھی یوں نہیں فرمایا کہ کیوں کیا اور اگر نہیں کیا تو آپ نے کبھی یوں نہیں فرمایا(۱)
کہ یہ کام کیوں نہیں کیا اس کو بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے آپ ہر غریب اور امیر

(۱) اکثر کتب احادیث میں یہ کل مضمون واقع ہوا ہے

اور غلام و آزاد کی دعوت قبول فرماتے تھے غریبوں کی طرح بیٹھ کر کھانا کھاتے تھے اور
تکیہ لگا کر تناول نہ فرماتے تھے اور فرماتے تھے کہ بندہ ہوں بندوں کی طرح کھاتا ہوں
چاندی سونے کے برتنوں میں کھانے کو منع فرمایا ہے۔

ف۔ چاندی سونے کے برتن میں کھانا پینا حرام ہے اور پانی پیتے وقت برتن
میں سانس لینا منع فرمایا ہے اور وضو کرنے کے بعد جو پانی باقی رہے اور آب زمزم کے
سوا اور سب کو بیٹھ کر پینا چاہیے اشعۃ اللمعات میں اس کا مفصل حال مذکور ہے۔ آپ
بسم اللہ کرکے دائیں ہاتھ سے کھانا کھاتے تھے اور کھانے پینے کے بعد یہ دعائیں بھی
حدیثوں میں آئی ہیں یعنی کھانے کے بعد اس دعا کو پڑھنا چاہیے ترمذی اور ابن ماجہ
وغیرہ میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب کھانا کھانے سے فارغ ہوتے تھے تو فرماتے
تھے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مُسْلِمِیْنَ یعنی تمام تعریفیں اس اللہ
کیلیے ہیں کہ جس نے ہم کو کھانا کھلایا اور پانی پلایا اور مسلمان کیا اور ملا علی قاری علیہ الرحمۃ
نے مرقات میں لکھا ہے کہ کھانے کے بعد اللہ کی حمد کرنے سے خدا کی نعمت کا شکر کرنا
ہے خداوند تعالیٰ فرماتا ہے لَئِنْ شَکَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّکُمْ یعنی البتہ اگر تم شکر کروگے تو
بے شک میں تم کو زیادہ دوں گا۔

ف۔ شکر کرنے سے زیادتی نعمت ایک بدیہی امر ہے اور راقم الحروف کو اس کا
بارہا تجربہ ہوا ہے اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے اَلطَّاعِمُ الشَّاکِرُ کَالصَّائِمِ
الصَّابِرِ یعنی کھانا کھانے والا شکر گزار مثل صبر کرنے والے روزہ دار کے ہے اور ابن
عباس سے مشکوٰۃ شریف میں یہ بھی دعا کھانے کے بعد آئی ہے اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْہِ
وَاَطْعِمْنَا خَیْرًا مِّنْہُ اور جب دودھ پیئے تو اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْہِ وَزِدْنَا مِنْہُ پڑھے اور
پانی پینے کے بعد یہ دعا آئی ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ سَقَانَا عَذْبًا فُرَاتًا بِرَحْمَتِہٖ وَلَمْ
یَجْعَلْہُ مِلْحًا اُجَاجًا بِذُنُوْبِنَا اور جس کے یہاں کھانا کھائے اس کیلیے اس دعا کا کرنا آیا

ہے اَللّٰھُمَّ اَطْعِمْ مَنْ اَطْعَمَنِیْ وَاسْقِ مَنْ سَقَانِیْ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ فِیْمَا رَزَقْتَھُمْ فَاغْفِرْلَھُمْ وَارْحَمْھُمْ اور ہاتھ دھلانے والے کیلیے اس دعا کا پڑھنا آیا ہے یعنی اس کیلیے یہ دعا کرے طَھَّرَکَ اللّٰہُ مِنَ الذُّنُوْبِ وَبَرَّءَکَ مِنَ الْعُیُوْبِ آپ ہر کام کے آغاز میں بسم اللہ فرماتے تھے۔

ف۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کا پڑھنا موجب رحمت اور باعث برکت ہے اس اجمال کی تفصیل تفسیر کبیر اور دیگر کتب سے بخوبی ہوسکتی ہے چنانچہ تفسیر مذکور میں لکھا ہے کہ فرعون نے اپنی خدائی کے دعوے سے پیشتر ایک محل بنوایا تھا اور اس کے دروازہ پر بسم اللہ لکھوائی تھی جب اس نے خدائی کا دعوی کیا تو موسیٰ علیہ السلام نے اس کو سمجھایا اور اس پر کچھ اثر نہ ہوا۔ موسیٰ علیہ السلام نے جناب الٰہی میں عرض کیا کہ یا اللہ میں نے اس کو بہت سمجھایا مگر میں نے بہتری اور نیکی کا اس میں کچھ اثر نہیں دیکھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ شاید اے موسیٰ تو اس کے ہلاک کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو اس کے کفر کو دیکھتا ہے اور میں اس کے دروازہ پر جو لکھا ہے اس کو دیکھتا ہوں۔ امام رازی نے اس موقع پر یہ نکتہ لکھا ہے کہ جو شخص اپنے دروازہ پر باہر کی جانب بسم اللہ لکھے گا۔ ہلاکت سے محفوظ رہے گا اس کا کیا اچھا حال ہوگا۔

ف۔ راقم الحروف عرض کرتا ہے کہ بے شک وہ مومن کہ جو اپنے دل پر اس کلمہ کو نقش کرے گا نار جہنم سے ان شاء اللہ تعالیٰ نجات پائے گا۔ چنانچہ حضرت عبداللہ ابن مسعود سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دوزخ پر انیس موکل سردار کیے ہیں ان میں سے ہر ایک فرشتہ ستر ہزار آدمیوں کو ہتھیلی میں رکھ کر جہاں چاہے پھینک دے جو شخص بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کا صدق دل سے ورد رکھے گا دوزخ کے انیس سرداروں کی گرفت سے محفوظ رہے گا اور چوں کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے بھی انیس ہی حروف ہیں اس لیے ہر ایک حرف ایک فرشتہ سے بچائے گا۔ اس کو تفسیر کبیر میں بھی مختصراً نقل کیا ہے۔

اور اسی تفسیر میں لکھا ہے کہ جب نوح علیہ السلام کشتی پر سوار ہوئے تو بسم اللہ مجریہا پڑھا۔ پس اس نصف کلمہ کی وجہ سے نجات پائی تو جو شخص اپنی تمام عمر اس تمام کلمہ کا ورد رکھے گا تو وہ کیوں کر نجات سے محروم رہے گا اور ایک شخص[1] نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ میرے سر میں درد رہتا ہے آپ کوئی دوا تجویز فرمائیں۔ آپ نے اس کو ایک کلاہ روانہ کی۔ جب وہ شخص اس ٹوپی کو سر پر رکھتا تھا اس کا درد بالکل جاتا رہتا تھا اور جب سر سے علیحدہ کرتا تھا تو درد ہو جاتا تھا۔ جب اس کلاہ میں دیکھا تو ایک کاغذ پر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اس میں لکھا ہوا تھا۔ حضرت[2] خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے جس وقت کفار نے کہا کہ آپ کوئی اسلام کے حق ہونے کی نشانی ہم کو دکھلایئے آپ نے فرمایا کہ سم قاتل لاؤ۔ وہ آپ کے فرمانے کے بموجب زہر لائے آپ نے بسم اللہ پڑھ کر کھالیا اس کا کچھ اثر نہ ہوا بِسْمِ اللّٰہِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اِسْمِہٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دیکھا کہ عذاب کے فرشتے ایک جگہ ایک مُردے کو عذاب دے رہے ہیں پھر دوبارہ آپ جب اپنے کام سے فارغ ہو کر وہاں آئے تو رحمت کے فرشتے نور کے طباق لیے ہوئے اس کی قبر پر دیکھے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بڑا تعجب ہوا اور اللہ تعالیٰ سے اس راز کا انکشاف چاہا۔ اللہ تعالیٰ نے وحی بھیجی کہ اے عیسیٰ یہ میرا بندہ گنہگار مرا تھا اور جب سے یہ مرا تھا میرے عذاب میں گرفتار تھا مگر اس نے ایک اپنی عورت حاملہ چھوڑی تھی اس کے بعد اس کے بچہ پیدا ہوا۔ اس نے بچہ کو پرورش کیا اور وہ بچہ بڑا ہو گیا اس نے معلم کے سپرد کیا جب معلم نے اس کو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھائی تو مجھ کو حیا آئی کہ میں اس شخص کو زمین میں عذاب کروں کہ جس کا بچہ زمین پر میرا نام یاد کرتا ہے راقم الحروف بجناب باری بکمال عجز وانکساری عرض کرتا ہے کہ یا اللہ تمام حفاظ کے کلام اللہ کے یاد کرنے کے باعث ان کی والدین پر رحم کرو اور

(۱) یہ شخص نزول بادشاہ روم نصرانی تھا واللہ اعلم (۲) تفسیر کبیر

اپنے حبیب سیّد المرسلین کے صدقہ سے میرے والدین کو میرے قرآن شریف یاد کرنے کے باعث بخش دو۔ آمین ثم آمین۔

ف۔ اگر اس حکایت و نیز بسم اللہ کی برکت پر نظر کر کے بچوں کی بسم اللہ کرانے کی رسم کو جو ہمارے دیار میں متعارف ہے مستحسن جانیں اور حتی الوسع اس طریقہ انیقہ کے اجراء میں کوشش کریں تو یقیناً موجب خیر و برکت و باعث ازدیاد رحمت ہوگا یہ تمام روایات تفسیر کبیر اور بعض تفسیر عزیزی میں مرقوم ہیں اور تفسیر[1] روح البیان میں لکھا ہے کہ جنت میں چار نہریں بسم اللہ سے جاری ہیں پانی کی نہر بسم اللہ کے میم سے اور دودھ کی نہر لفظ اللہ کے ہا سے اور شراب طہور کی نہر لفظ رحمٰن کے میم سے اور شہد کی نہر رحیم کے میم سے جاری ہیں۔ ان کو آپ نے شب معراج میں ملاحظہ فرمایا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے محمد جو کوئی مجھ کو ان اسماء سے یاد کرے گا میں اس کو ان چاروں نہروں کی چیزیں پلاؤں گا۔

جاننا چاہیے کہ وہ کام ابتر اور خراب ہوتا ہے کہ جس کے اوّل میں بسم اللہ نہیں کہی جاتی غرضیکہ بسم اللہ کے لطائف بالتفصیل اور اس کے فوائد اور فضائل تفسیر کبیر و احادیث وغیرہ سے دیکھنے چاہئیں۔ الحاصل آپ کچے لہسن اور پیاز کو پسند نہیں فرماتے تھے آپ کو بکری کے دست کا گوشت بہت مرغوب تھا۔ آپ کھانے کو برا نہیں فرماتے تھے۔ عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری میں امام نووی رحمۃ اللہ علیہ سے مرقوم ہے کہ کھانے کے آداب میں سے یہ بات ہے کہ کھانے کو برا نہ کہے۔ ہر کام میں آپ فروتنی اور عاجزی کرتے تھے آپ کو مسواک بہت پسند تھی اس لیے حدیث میں آیا ہے کہ جو نماز مسواک کیے ہوئے وضو سے ادا کی جاتی ہے وہ ثواب میں اس نماز سے کہ جو بلا مسواک کے وضو سے ادا کی جاتی ہے ستر حصہ زیادہ ہوتی ہے اور مسواک کی حدیث میں بہت فضائل ہیں

(۱) یہ روایت مختصر بیان ہوئی

اور حضور ﷺ نے وصال کے وقت مسواک کی تھی اور سراج المحققین ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے حسب تجربہ مشائخ یہ بات نقل کی ہے کہ جو شخص مسواک کا التزام کرے گا توقع قوی ہے کہ مرتے وقت کلمہ شہادت اس کی زبان سے جاری ہوگا اور افیون کھانے والے کی زبان سے مرتے وقت کلمہ شہادت جاری نہ ہوگا اور آپ بائیں ہاتھ سے ناک صاف اور استنجا کرتے تھے آپ پاخانے میں جاتے وقت یہ دعا پڑھتے تھے[1] اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ اور پاخانہ سے آتے وقت غُفْرَانَكَ مسلم شریف میں ہے کہ آپ نے قبلہ کی طرف منہ کر کے اور قبلہ کی طرف پشت کر کے رفع حاجت کرنے کو منع فرمایا ہے ہدایہ وغیرہ میں لکھا ہے کہ قبلہ کی طرف اور قبلہ کو پشت دے کر رفع حاجت کرنا مکروہ ہے۔ اس کا مفصل بیان بنایہ شرح ہدایہ اور طحاوی وغیرہ میں ہے اور اگر اتفاقیہ سہواً قبلہ کی طرف یا قبلہ کو پشت دے کر قضاء حاجت کیلیے بیٹھ گیا تو جب یاد آئے حتی الامکان اس سے بچے اور فتاویٰ عالمگیری میں ہے کہ عورتوں کو بھی یہ بات مکروہ ہے کہ بچوں کو قبلہ کی طرف پیشاب یا پاخانہ کرائیں اور ہڈی اور ناپاکی سے استنجا کرنا بھی مکروہ ہے کیوں کہ آپ نے منع فرمایا ہے اور عینی شرح ہدایہ میں قبلہ کی طرف پاؤں پھیلانا حالت بیداری اور سونے میں بھی مکروہ آپ کو سواری میں گھوڑا بہت پسند تھا۔ شرح معانی الآثار میں بالاسناد روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ گھوڑے کی پیشانی سے قیامت تک برکت بندھی ہوئی ہے۔ آپ سے زیادہ کوئی سخی نہ تھا (السخی حبیب اللہ) مسلم شریف میں ہے کہ آپ سے ایک شخص نے سوال کیا آپ نے اس کو اس قدر بکریاں عنایت فرمائیں کہ دو پہاڑوں کے درمیان میں سمائی ہوئی تھیں۔ صفوان[2] بن امیہ کافر نے جب آپ کی سخاوت دیکھی تو وہ مسلمان ہو گیا اور اس نے کہا کہ نبی ﷺ کے سوا اور کسی سے ایسی سخاوت ممکن نہیں۔ کتب احادیث میں آپ کی سخاوت بہت مذکور

(۱) انوار محمدیہ (۲) مواہب لدنیہ

ہے آپ سائل کا مطلب اکثر پورا کر دیتے تھے ورنہ حضور ﷺ سکوت فرماتے تھے۔ جیسا کہ مواہب لدنیہ میں مذکور ہے۔

نرفت لا بزبان مبارکش ہرگز
مگر باشہدان لا الــــہ الا اللــــہ

آپ سب سے زیادہ شجاع اور بہادر تھے جیسا کہ بخاری اور مسلم میں وارد ہے۔

ف۔ جنگ حنین[1] میں لشکر اسلام کو ابتداء میں ہزیمت ہوئی تھی۔ آپ نے بغلہ شہبا کو کہ جس کو دلدل کہتے ہیں آگے بڑھا کر فرمایا کہ میں نبی ہوں یہ بات کچھ جھوٹ نہیں۔ میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں اس موقع پر آپ نے غایت درجہ کی دلاوری اور جرأت کے باوصف اس امر کے کہ آپ تنہا تھے اور کفار نے غلبہ کیا تھا مگر آپ نے اپنے آپ کو اور اپنی سچی دعویٰ نبوت کو پوشیدہ نہ کیا اور کفار کے مقابلہ سے نہ ہٹے اور کتب سیر میں آپ کی شجاعت و مردانگی از حد مذکور ہے بخاری اور مسلم میں ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے تھے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْجُبْنِ یعنی اے اللہ میں تجھ سے نامردی سے پناہ مانگتا ہوں۔ آپ حق سبحانہ و تعالیٰ شانہ سے بہت ڈرتے تھے حدیث میں آیا ہے یعنی آپ نے فرمایا کہ میں تم سے زیادہ اللہ سے ڈرتا ہوں اور بخاری میں بھی بعینہ ایسے مضامین واقع ہوئے ہیں۔ نسائی شریف میں ہے کہ آپ نماز پڑھتے تھے اور اللہ کے خوف سے آپ کے سینے میں ایسے رونے کی آواز آتی تھی کہ جیسے ہانڈی جوش کرتی ہے۔ آپ نماز تہجد[2] میں اس قدر قیام فرماتے تھے کہ آپ کے قدم شریف ورم کر جاتے تھے۔ لوگوں نے عرض کیا کہ آپ ایسی محنت و مشقت کیوں کرتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے تمام گناہ اگلے پچھلے معاف کر دیئے ہیں آپ نے فرمایا اَفَلَا اَکُوْنُ عَبْدًا شَکُوْرًا یعنی اللہ جل وعلا شانہ نے مجھ پر ایسی عنایت اور مہربانی

(۱) اکثر کتب سیر و حدیث میں یہ قصہ ہیں جیسے کہ مواہب میں ہیں (۲) بخاری اور مسلم

فرمائی تو کیا میں شکر گزار بندہ نہ بن جاؤں اور اپنے منعم کا شکر نہ بجالاؤں آپ بڑے حیادار تھے جیسا کہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے اور نیز ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے صحیح بخاری میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ باکرہ لڑکی پردہ نشین سے زیادہ حیادار تھے اور صحیحین میں ہے کہ حیا ایمان کی علامت ہے آپ کو دنیا کی چیزوں میں خوشبو اور عورتیں پسند تھیں اور کبھی کبھی آپ ہنسی کی باتیں بھی فرماتے تھے مگر وہ باتیں جھوٹ اور خلاف تہذیب اور خلاف واقعہ نہیں ہوتی تھیں۔ ایک سفر میں اصحاب نے بکری[1] ذبح کی اور آپس میں کام تقسیم کر لیا کسی نے کہا کہ میں گوشت بناؤں گا کسی نے کہا میں پکاؤں گا۔ آپ نے فرمایا کہ لکڑیاں جنگل سے میں اٹھا لاؤں گا۔ آپ سے آپ کے اصحاب نے عرض کیا کہ یہ کام بھی ہم کر لیں گے آپ تکلیف نہ فرمائیں آپ نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ اس بات کو ناپسند کرتا ہے کہ آدمی اپنے رفیقوں میں ممتاز ہو کے بیٹھے اور کام میں شریک نہ ہو آپ جا کے لکڑیاں اٹھا لائے (سبحان اللہ وبحمدہ) غرضیکہ جو کچھ آپ کی عادت شریف تھی وہ بامر حق تھی کوئی انسان آپ کی محامد و محاسن نہیں بیان کر سکتا۔ ابیات

لَہٗ مُحَاسِنُ لَا تُحْصٰی عَجَائِبُھَا
لِاَنَّھَا قَطْرَاتُ الْیَمِّ وَالدِّیَمِ

صَلَّی الْاِلٰہُ لِلْمَبْعُوْثِ لِلْاُمَمِ
مُحَمَّدٌ سَیِّدُ الْعَرَبِ وَالْعَجَمِ

اَرْسَلَہُ بِالْھُدٰی لِلنَّاسِ اَجْمَعِھِمْ
اَرْسَلَہُ رَبُّہٗ بِالْعِلْمِ وَالْحِکَمِ

بِقَھْرِہٖ فَتَحَ الْبُلْدَانَ قَاطِبَةً
بِلُطْفِہٖ مَلَکَ الْاٰفَاقَ وَالْکَرَمِ

(۱) انوار محمدیہ

بِالْخُلْقِ كَرَّمَهٗ بِاللُّطْفِ اَكْرَمَهٗ
فَهُوَ الْكَرَامَتُ مِنْ فَرْقٍ اِلٰى قَدَمِ

صَلُّوْا عَلَيْهِ كَمَا صَلَّى الْاِلٰهُ لَهٗ
وَسَلِّمُوْا سَرْمَدًا الشَّافِعِ الْاُمَمِ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ
وَاَصْحَابِهٖ اَبَدًا بِالْفَضْلِ وَالْكَرَمِ
اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَيْهِ

بیان حلیہ شریف آنحضرت ﷺ

انوار محمدیہ میں لکھا ہے کہ آدمی کے کمال ایمان سے یہ بات ہے کہ اعتقاد کرے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے بدن شریف کو ایسی طرح پیدا کیا ہے کہ آپ سے پہلے یا پچھلے کسی کی پیدائش اس طرح سے معلوم نہیں ہوئی صاحب قصیدہ بردہ نے کیا اچھا فرمایا ہے۔

فَهُوَ الَّذِىْ تَمَّ مَعْنَاهُ وَصُوْرَتُهٗ
ثُمَّ اصْطَفَاهُ حَبِيْبًا بَارِئُ النَّسَمِ

از خلائق او بود در صورت ومعنی تمام
برگزیدش از محبت خالقِ روح ونسم

مُنَزَّهٌ عَنْ شَرِيْكٍ فِىْ مَحَاسِنِهٖ
فَجَوْهَرُ الْحُسْنِ فِيْهِ غَيْرُ مُنْقَسِمِ

او منزہ از شریک اندر محاسن آمدہ
جو ہر حسن محمد پارہ نامدر رقم

روایت ہے کہ آپ کا قد[1] میانہ تھا جب قوم کے درمیان جلوس فرماتے تو سب سے اونچے نظر آتے آپ کے جسم شریف کا سایہ[2] نہ تھا۔ جیسا کہ امام قسطلانی نے روایت کیا ہے رُوِیَ اَنَّهٗ لَمْ يَكُنْ لَهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمْ ظِلٌّ فِىْ شَمْسٍ وَلَاقَمَرٍ رَوَاهُ

(۱) انوار محمدیہ (۲) مواہب لدنیہ میں ابن سبع کا بھی یہ مقولہ ہے

الْحَكِيْمُ التِّرْمِذِيّ عَنْ ذَكْوَانِ۔

ف۔ واضح ہو کہ ذکوان تابعین میں سے ہیں۔ سایۂ جسم کثیف ظلمانی کا ہوتا ہے نہ لطیف نورانی کا چوں کہ آپ کا جسم اطہر سراپا نور تھا۔ اس لیے آپ کے جسم سے سایہ دور تھا بخاری اور مسلم میں براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ سب آدمیوں سے وجاہت اور خلقت میں بہتر تھے اور ترمذی میں ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ کہا انہوں نے میں نے رسول اللہ ﷺ سے زیادہ کسی کو حسین نہیں دیکھا گویا کہ آفتاب آپ کے چہرہ میں دائر ہے (كَانَ الشَّمْسَ تَجْرِيْ فِيْ وَجْهِهٖ) اور جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے انوار محمدیہ میں روایت ہے کہ میں چاندنی رات میں آپ کو اور چاند کو دیکھ رہا تھا آپ اس وقت سرخ حلہ پہنے ہوئے تھے البتہ آپ میری آنکھوں میں چاند سے زیادہ احسن تھے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے آپ سے پوچھا کہ آپ زیادہ خوبصورت ہیں یا یوسف علیہ السلام آپ نے فرمایا کہ میرا رنگ گورا[1] ملاحت آمیز ہے اور میرے بھائی یوسف کا رنگ خالص گورا تھا خالص گورا ہونے سے حسن باملاحت عمدہ اور اچھا ہوتا ہے۔ بیت

شاہد آن نیست کہ او موو میاں دارد
بندۂ طلعت آں باش کہ آنی دارد

حضور ﷺ کا سر مبارک[2] بڑا تھا اور اس مناسب اور موزوں قامت پر سرداری کی علامت تھا۔ بال سر مبارک کے سیاہ نہ بہت سیدھے[3] نہ بالکل پیچ دار۔ آپ کے بال[4] نرمہ گوش تک رہتے تھے اور کبھی دوش[5] تک بھی بڑھ جاتے تھے اور آپ ان میں شانہ کیا کرتے تھے اور مانگ بھی نکالتے تھے۔ آپ کے گوش مبارک نہایت موزوں اور خوش نما تھے نہ ایسے بڑے کہ بدنما ہوں نہ ایسے چھوٹے کہ عیب دار سمجھے جائیں آپ کی

(۱) انا املیح واخی یوسف اصبح (۲) پابڑی (۳) مشکوٰۃ شریف (۴) مواہب لدنیہ (۵) انوار محمدیہ

ساعت بہت زیادہ تھی آپ فرماتے تھے کہ جس[1] چیز کو تم نہیں دیکھتے ہو میں اس کو دیکھتا ہوں اور جو تم نہیں سنتے ہو میں اس کو سنتا ہوں۔ آواز کی آسمان نے اس کیلیے آواز کرنا لائق ہے۔ آسمان میں چار انگشت کی جگہ بھی باقی نہیں مگر فرشتہ اپنی پیشانی رکھے ہوئے اللہ تعالیٰ کو سجدہ کر رہا ہے۔

ف۔ آپ نے اپنی تیزی ساعت سے آسمان کی لچک کی آواز سنی تھی۔ اس لیے یہ فرمایا کہ آپ کی[2] پیشانی مبارک کشادہ تھی اور ابرو باریک کماندار دور سے ملے ہوئے معلوم ہوتے تھے۔ نفس الامر میں وصل نہ تھا بلکہ دونوں کے درمیان کچھ فرق تھا[3] چنانچہ ابن اثیر نے مِنْ غَيْرِ قَرْنٍ کہا ہے اور اس کی تصحیح کی ہے اور ابن ابی ہالہ سے بھی یہی مروی ہے درمیان[4] دونوں ابرو کے ایک رگ تھی کہ غصہ کی حالت میں حرکت کرتی تھی اور مدارج میں ہے کہ جب آپ کی پیشانی میں شکن پڑتا تھا تو ایسی چمکتی تھی گویا کہ چاند کا ٹکڑا ہے۔

کسے کہ تشنہ لب تست باز مے داند
کہ عین موج حیات ست چینِ پیشانی

آپ کی آنکھیں نہایت خوبصورت[5] اور بڑی بلا سرمہ سیاہ رہتی تھیں اور سفیدی میں سرخی کے ڈورے رہتے تھے۔ چنانچہ مسلم کی روایت میں اشکل العینین واقع ہوا ہے۔ حضرت علی[6] رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھ کو رسول اللہ ﷺ نے یمن کی طرف بھیجا۔ مجھے ایک عالم یہودی نے دیکھ کر کہا کہ مجھ سے ابو القاسم کی تعریف بیان کرو۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آپ کی کچھ تعریف بیان کی پھر اس یہودی نے کہا کہ کیا ان کی دونوں آنکھوں میں سرخی ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ قسم ہے اللہ کی یہ تو ان کی ایک

(۱) ترمذی (۲) انوار محمدیہ (۳) مواہب لدنیہ (۴) مدارج النبوۃ (۵) انوار محمدیہ و مدارج النبوۃ وغیرہ (۶) مواہب و کتب احادیث میں یہ مضمون اکثر ہے

صفت ہے اس یہودی نے کہا کہ میں اپنے باپ دادا کی کتابوں میں ان کی یہ صفت لکھی
ہوئی پاتا ہوں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ نبی اور سب خلق کی طرف خدا کے رسول
ہیں اور آپ ان سرگیں آنکھوں میں [1] سرمہ بھی لگاتے تھے کہ جس سے ان کی خوبصورتی
اور زیبائی کو افزائش ہوتی تھی۔

سرمہ گویا کرد چشم یار را
شب بہ فریاد آورد بیمار را

آپ کی بینائی از حد زیادہ تھی۔ چنانچہ قاضی عیاض نے شفا میں ذکر کیا ہے کہ
آپ ثریا پر گیارہ [2] ستارے دیکھتے تھے کہ جیسے روز روشن میں۔ روایت کیا اس کو بیہقی نے
اور بخاری میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بھی یہ روایت موجود ہے اور مسلم شریف میں حضرت
انس رضی اللہ عنہ سے یہ روایت ہے کہ آپ نے فرمایا یٰاَیُّھَا النَّاسُ اِنِّیْ اِمَامُکُمْ فَلَا
تَسْبِقُوْنِیْ بِالرُّکُوْعِ وَالسُّجُوْدِ فَاِنِّیْ اَرَاکُمْ مِنْ اَمَامِیْ وَمِنْ خَلْفِیْ یعنی اے آدمیوں
میں تمہارا امام ہوں مجھ سے پہلے تم رکوع اور سجدے میں مت جایا کرو میں تم کو اپنے
سامنے اور پس پشت سے دیکھتا ہوں۔ عینی شرح بخاری میں مجاہد سے منقول ہے کہ یہ
آپ کا پس پشت سے دیکھنا کچھ حالت نماز ہی سے مخصوص نہ تھا بلکہ تمام اوقات میں
پس پشت سے دیکھتے تھے اور یہ پس پشت سے دیکھنا آپ کی خصائص سے ہے آپ کی
پلکیں [3] دراز اور خوشنما اور بینی پتلی اور خوبصورت آلائش سے پاک تھی۔ آپ کی بینی [4]
مبارک پر ایک نور ذرا بلند رہتا تھا دور سے دیکھنے والا اس کو بینی کی بلندی سمجھتا تھا اور آپ
کے رخسار نرم اور پر گوشت نورانی تھے نہ اس قدر پھولے ہوئے کہ بدنما ہوں نہ ایسے
دبے ہوئے کہ عیب دار سمجھے جائیں دہن [5] مبارک بڑا تھا نہ بدنما فراخ۔ آپ کے لب

(۱) انوار محمدیہ (۲) اور کہا سہیلی نے کہ بارہ ستارہ دیکھے تھے (۳) ترمذی (۴) انوار محمدیہ (۵) مواہب لدنیہ

مبارک نہایت خوبصورت اور انسب تھے۔ چنانچہ طبرانی وغیرہ نے روایت کیا ہے کہ
رسول اللہ ﷺ کے لب تمام اللہ کے بندوں سے احسن تھے آپ کے دندان شریف
سفید اور چمکدار تھے ان میں ذرا کشادگی تھی۔ کلام کرتے وقت ان سے نور سا نکلتا معلوم
ہوتا تھا چنانچہ ترمذی میں ہے اِذَا تَکَلَّمَ رُوِیَ کَالنُّوْرِ یَخْرُجُ مِنْ بَیْنِ ثَنَایَاہُ۔ بیت

حرف از دہانِ دوست شنیدن چہ خوش بود
یا از دہانِ آنکہ شنید از دہانِ دوست

اور انوار محمدیہ میں ہے کہ ابی قرصافہ کی والدہ اور خالہ نے ان سے کہا کہ ہم
نے دیکھا ہے کہ آپ کے منہ سے نور سا نکلتا تھا۔ آپ کا چہرہ گول ذرا طول سا تھا اس
کی تعریف میں کَالْقَمَرِ لَیْلَۃَ الْبَدْرِ وارد ہے یعنی جیسا چودھویں رات کا چاند اور
دارمی وغیرہ میں یہ لفظ آئے ہیں لَوْ رَاَیْتَہٗ قُلْتَ الشَّمْسُ طَالِعَۃٌ یعنی اگر تو ان کو دیکھتا
تو کہتا کہ آفتاب طلوع کر رہا ہے مسلم شریف میں ہے کہ جب آپ مسرور ہوتے تھے
آپ کے چہرے میں دیواروں کا عکس معلوم ہوتا تھا۔ ابن عساکر نے روایت کیا ہے
کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی ایک مرتبہ سوئی اندھیرے میں گر گئی اور ملتی نہیں تھی
جب آپ تشریف لائے تو آپ کے چہرے مبارک کے نور کی شعاع سے وہ حضرت
عائشہ رضی اللہ عنہا کو مل گئی آپ کی زبان نہایت فصیح اور شیریں تھی [1] آپ فرمایا کرتے تھے کہ
میں تمام عرب سے زیادہ فصیح ہوں اور فی الواقع اہل جنت محمد کے لہجہ میں باتیں کریں
گے اور حضرت علی [2] رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ ہم
سب ایک باپ کے بیٹے ہیں اور ایک شہر میں پرورش پائی ہے آپ عرب سے ایسی
زبان میں کلام کرتے ہیں کہ ہم اکثر نہیں سمجھتے ہیں آپ نے فرمایا کہ اللہ بزرگ و برتر
نے میری تادیب کی اور میری تادیب بہت اچھی ہوئی اور بنی سعد بن بکر میں میں نے

(۱) انوار محمدیہ (۲) مواہب لدنیہ

پرورش پائی۔ آپ بڑے خوش الحان تھے حضرت انس[1] رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر ایک نبی کو اچھی صورت اور خوش لحن کے ساتھ مبعوث فرمایا آپ کی آواز سب سے زیادہ دور پہنچتی تھی۔ چنانچہ حضرت عائشہ[2] رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپ جمعہ کے دن منبر پر بیٹھے اور فرمایا کہ تم سب بیٹھ جاؤ اس آپ کی آواز کو عبداللہ بن رواحہ نے بنی غنم میں اپنے مکان میں سنا۔ وہیں آپ کے ارشاد کی تعمیل کیلیے بیٹھ گئے آپ اکثر[3] اوقات تبسم فرماتے تھے اور کبھی ہنستے بھی تھے جب آپ ہنستے تھے تو دیواریں[4] روشن ہو جاتی تھیں۔ آپ کی ہنسی[5] میں قہقہہ نہیں ہوتا تھا جیسے کہ رونے میں آواز بلند نہیں ہوتی تھی۔

ف۔ بلند آواز سے رونا بے صبری کی علامت ہے اور قہقہہ مار کر ہنسنا سفاہت کی دلیل ہے اس لیے آپ ان نازیبا خصائل سے مبرا تھے لعاب دہن آپ کا ہر درد کی دوا تھا جیسا کہ من بعض الوجوہ مذکور ہو چکا ہے۔ چنانچہ سہل[6] بن سعد سے روایت ہے کہ آپ نے جنگ خیبر میں فرمایا کہ البتہ کل کو میں ایسے شخص کو نشان دوں گا کہ وہ اللہ اور اس کے رسول کو دوست رکھتا ہے اور اللہ اور اس کا رسول اس کو دوست رکھتے ہیں اور خدائے تعالیٰ اس کے ہاتھ پر فتح دے گا جب صبح ہوئی اور آدمی آئے ہر ایک یہ امید کرتا تھا کہ آپ وہ فتح مندی کا نشان ہم کو عنایت فرمائیں گے آپ نے فرمایا کہ ان کو لاؤ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے تو آپ نے ان کی آنکھوں میں اپنا لعاب دہن لگایا۔ اسی وقت ان کی آنکھیں اچھی ہو گئیں گویا کہ کچھ تکلیف تھی ہی نہیں۔ آپ نے حضرت انس[7] رضی اللہ عنہ کے گھر کے کنوئیں میں اپنا لعاب دہن ڈال دیا تھا وہ ایسا شیریں ہو گیا کہ مدینہ میں اس سے زیادہ شیریں کوئی کنواں نہیں تھا ریش مبارک آپ کی سیاہ

(۱) انوار محمدیہ (۲) مواہب لدنیہ (۳) انوار محمدیہ (۴) انوار محمدیہ (۵) مواہب لدنیہ (۶) انوار محمدیہ (۷) مدارج النبوۃ

اور گنجان تھی آپ کی گردن شریف نہایت خوبصورت اور سفید تھی کہ جیسے چاندی کی ہوتی ہے کَاَنَّ عُنُقُهٗ اِبْرِیْقُ فِضَّةٍ حدیث میں وارد ہے دست مبارک ذرا طویل اور جوڑ تمام اعضاء لطیف کے نہایت قوی اور مضبوط تھے اور آپ کی ہتھیلی کشادہ اور ملائم اور پر گوشت تھی بخاری میں انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حریر اور دیباج کو رسول اللہ ﷺ کی ہتھیلی سے زیادہ ملائم نہیں پایا آپ کی دست مبارک میں خنکی اور خوشبو تھی۔ چنانچہ انوار محمدیہ میں یزید بن اسود سے منقول ہے کہ کہا انہوں نے کہ مجھ کو رسول اللہ ﷺ نے اپنا ہاتھ پکڑایا میں نے اس کو برف سے زیادہ ٹھنڈا اور مشک سے زیادہ خوشبودار پایا۔ آپ کی انگلیاں سیدھی اور خوش نما نہایت زیبا تھیں ان کا معجزہ شق القمر اور ان سے پانی کا جاری ہونا ان شاء اللہ معجزات میں آئے گا آپ کی بغلیں سفید اور ان کا پسینہ خوشبودار تھا۔ چنانچہ انوار محمدیہ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی دعا میں ہاتھ اٹھائے ہوئے دیکھا اور میں نے آپ کے بغلوں کی سفیدی دیکھی اور بزار نے بنی حریش کے ایک شخص سے روایت کیا ہے کہا اس شخص نے مجھ کو رسول اللہ ﷺ نے اپنے جسم اطہر سے لگایا۔ آپ کی بغل کا پسینہ مجھ پر گرا۔ اس کی خوشبو مثل مشک کے تھی اور انوار محمدیہ میں لکھا ہے کہ آپ کی بغلوں کا غیر متغیر اللون ہونا آپ کے خصائص سے ہے۔ آپ کے دوش مبارک بڑے قوی اور مضبوط تھے آپ کا پسینہ اسرار الٰہی کا گنجینہ فراخ[1] اور خوبصورت تھا اور شرح صدر کی آپ کو معنوی نسبت تھی سینہ سے ناف تک ایک باریک خط بالوں کا نمودار تھا شکم مبارک صاف سینہ سے ہموار گویا سفید[2] چکنے کاغذ کے تختے تہ بہ تہ رکھے ہوئے ہیں آپ کے دونوں شانوں کے درمیان کبوتر کے بیضہ کے موافق کچھ گوشت ابھرا ہوا تھا۔ اس کو مُہر نبوت کہتے ہیں اور اس گوشت کے گرد کچھ بال اور تل جمع ہو گئے تھے اس اجتماع سے

(۱) مدارج النبوۃ (۲) مدارج النبوۃ

بعض روایات کے موافق کلمہ طیبہ کی تحریر اور بعض روایات کے موافق تَوَجَّہْ حَیْثُ
شِئْتَ فَاِنَّکَ مَنْصُوْرٌ کی تحریر معلوم ہوتی تھی یعنی جس طرف چاہے رخ کرلے تو بے
شک مدد کیا گیا ہے مگر یہ تحریریں ارباب سیر کے نزدیک ہیں۔ محدثین کو ان سے اتفاق
نہیں۔ آپ کی مبارک پشت خوب صاف اور سفید تھی۔ امام احمد[1] رحمۃ اللہ علیہ نے محرش کعبی
سے روایت کیا ہے کہا انہوں نے کہ رسول اللہ ﷺ نے رات کو جعرانہ سے عمرہ کیا
میں نے آپ کی پشت مبارک کو دیکھا گویا چاندی کا ٹکڑا گداختہ ہے (کَاَنَّہٗ سَبِیْکَۃُ
فِضَّۃٍ) آپ کے قلب شریف سے شق صدر کے وقت شیطان کا حصہ کہ وہ ایک منجمد اور
سیاہ خون کا ٹکڑا تھا دور کیا گیا تھا آپ کے دل میں بہت رحم تھا بخاری اور مسلم میں ہے
کہ جو آدمیوں پر رحم نہیں کرے گا اللہ اس پر رحم نہیں کرے گا اور ترمذی میں ہے کہ آپ
نے فرمایا کہ رحم کرنے والوں پر رحمٰن اپنا رحم کرے گا تم رحم کرو زمین والوں پر آسمان والا
تم پر رحم کرے گا اور ترمذی میں ہے کہ آپ نے فرمایا کہ بدبخت سے رحمت دور کی جاتی
ہے یعنی اس میں رحم نہیں ہوتا ہے سونے میں اگر چہ آپ کی چشم ظاہری بند رہتی تھی مگر
آپ کا دل بیدار رہتا تھا۔ سونے[2] سے آپ کا وضو نہیں جاتا تھا۔ آپ کی پنڈلیاں نیچے
سے باریک[3] اور خوش نما تھیں قدم مبارک آپ کا چلنے میں خاک سے اونچا رہتا تھا
انگوٹھے کے پاس کی انگلی انگوٹھے سے ذرا بڑی تھی چلنے میں آپ کے قدم شریف کا
نقش پتھر[4] پر مرتسم ہو جاتا تھا۔ بیت

بر زمینے کہ نشانِ کف پائے تو بود
سالہا بوسہ گہِ اہلِ نظراں خواہد بود

آپ بڑے تیز رفتار تھے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ
ﷺ سے زیادہ میں نے کسی کو تیز رفتار نہیں پایا۔ آپ کی جلد مبارک نرم تھی جیسا کہ

(۱) انوار محمدیہ (۲) یہ آپ کی خصائص سے ہے (۳) مدارج النبوۃ (۴) سیرۃ حلبی

انوار محمدیہ میں معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھ کو آپ نے ایک سفر میں اپنے ہمراہ ایک
جانور پر سوار کیا۔ میں نے ہرگز آپ کی جلد سے زیادہ کسی شے کو ملائم نہیں پایا۔ آپ کی
خوشبو مشک اور عنبر پر غالب تھی چنانچہ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت
کیا ہے کہ کہا انہوں نے کہ میں نے آپ کی خوشبو سے زیادہ کبھی کوئی خوشبو مشک اور عنبر
کی نہیں سونگھی۔

دراں زمین کہ نسیمے وزد زطرۂ دوست
چہ جائے دم زدن نافہائے تا تاریست

جس راستہ کو آپ تشریف لے جاتے تھے اس میں سے خوشبو آتی تھی لوگ
جان لیتے تھے کہ آپ اس راستہ سے تشریف لے گئے ہیں آپ کا پسینہ عورتیں بجائے
عطر کے استعمال کرتی تھیں۔ چنانچہ اس کا مفصل حال کتب احادیث میں مرقوم ہے
مدارج میں لکھا ہے کہ گل سرخ آپ کے پسینہ سے پیدا ہوا ہے آپ کے جسم اطہر اور
جامہ شریف پر مکھی نہیں بیٹھتی تھی کیوں کہ مکھی غلاظت پر بیٹھا کرتی ہے۔ جب آپ قضا
حاجت فرماتے تھے تو زمین شق[1] ہو جاتی تھی اور بول کو براز کو پوشیدہ کر لیتی تھی اور وہاں
سے خوشبو آتی تھی ام ایمن[2] ایک مرتبہ آپ کا پیشاب کہ برتن میں رکھا ہوا تھا دھوکے
سے پی گئی چوں کہ اس میں بدبو وغیرہ نہیں تھی لہٰذا اس نے مطلق نہ جانا کہ یہ پیشاب
ہے آپ نے جب یہ قصہ سنا تو فرمایا کہ اے ام ایمن تیرا پیٹ اب کبھی نہیں دکھے گا۔
شامی میں لکھا ہے کہ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ حضور ﷺ کے
فضلات کی طہارت پر بہت دلائل ہیں اور ائمہ رضی اللہ عنہم اجمعین نے آپ کے فضلات کا پاک
ہونا آپ کے خصائص سے شمار کیا ہے اور فقہاء نے لکھا ہے کہ آپ کا بول و براز نجس نہ
تھا۔ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا یہی مذہب ہے جیسا کہ عینی شرح بخاری میں ہے۔ آپ کی

(۱) انوار محمدیہ (۲) مواہب لدنیہ

طاقت کا یہ حال تھا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین باہم ذکر کرتے تھے کہ آپ کو تیس مرد کی طاقت دی گئی ہے اس کو بخاری نے روایت کیا ہے۔ انوار محمدیہ میں ہے کہ آپ کو چالیس مرد کی طاقت عنایت ہوئی تھی جب کہ جنت کے ایک مرد کی طاقت دنیا کے سو مردوں کے برابر ہے[1] جیسا کہ روایات میں وارد ہوا ہے تو بموجب روایت اوّل آپ کی قوت دنیا کے تین ہزار مردوں کے برابر ہوئی اور بموجب روایت دوم چار ہزار مردوں کے برابر ہوئی مواہب میں ہے کہ آپ کو احتلام کبھی نہیں ہوا آپ کی عقل تمام جہان سے زیادہ تھی۔ چنانچہ عوارف المعارف میں لکھا ہے کہ عقل کے سو حصے تھے ننانویں حصے عقل آپ میں تھی۔ غرضیکہ آپ کو جناب حق سبحانہ وتعالیٰ شانہ نے شکل وشمائل میں ظاہراً و باطناً ایسا پیدا کیا تھا کہ آپ جیسا کوئی پیدا ہوا اور نہ ہو۔

يَا صَاحِبَ الْجَمَالِ وَيَا سَيِّدَ الْبَشَرِ　　مِنْ وَجْهِكَ الْمُنِيرِ لَقَدْ نُوِّرَ الْقَمَرُ

لَا يُمْكِنُ الثَّنَاءُ كَمَا كَانَ حَقُّهُ　　بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

(۱) انوار محمدیہ

(دیگر)

شَبِيهُكَ بَدْرُ اللَّيْلِ بَلْ أَنْتَ أَنْوَرُ
وَوَجْهُكَ مِنْ مَاءِ الْمَلَاحَتِ أَزْهَرُ

ثُلُثُكَ كَافُورٌ وَرُبُعُكَ عَنْبَرٌ
وَخُمُسُكَ يَاقُوتٌ وَبَاقِيكَ جَوْهَرٌ

فَمَا وَلَدَتْ حَوَّاءُ مِنْ صُلْبِ آدَمَ
وَلَا بِجَنَانِ الْخُلْدِ مِثْلُكَ آخَرُ

ثَلَاثَةُ أَضْوَاءٍ تَضِيْئُ مِنَ السَّمَاءِ
وَفِي سِرِّ قَلْبِكَ مِثْلُهُنَّ مُصَوَّرٌ

فَأَوَّلُهُ شَمْسٌ وَثَانِيهِ كَوْكَبٌ
وَثَالِثُهُ بَدْرٌ مُنِيرٌ مُنَوَّرٌ

عُلُومُ نُجُومُ الْقَلْبِ وَالْعَقْلُ شَمْسُهُ
وَمَعْرِفَتُ الرَّحْمٰنِ بَدْرٌ مُنَوَّرٌ

إِمَامِي كِتَابُ اللهِ وَالْبَيْتُ قِبْلَتِي
وَدِينِي مِنَ الْأَدْيَانِ أَعْلَى وَأَفْخَرُ

شَفِيعِي رَسُوْلُ اللهِ وَاللهُ غَافِرِي
وَلَا رَبَّ إِلَّا اللهُ وَاللهُ أَكْبَرُ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَيْهِ

بیان معجزات آن سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام

جاننا چاہیے کہ منکرین کے معارضہ صریحی یا غیر صریحی کے باعث منجانب اللہ نبی سے ایسی خلاف عادت امر کے ظاہر ہونے کو کہ منکرین باوصف حرص و کوشش اس امر یا اس کے مثل کے صادر کرنے پر کسی طرح قدرت نہ پاسکیں معجزہ کہتے ہیں نبی کے قول کے تصدیق اور رسالت کے دعوے میں صدق و کذب کی تمیز کیلیے معجزے کی ضرورت ہوتی ہے اس لیے معجزہ نبوت کی علامت ہے۔ انوار محمدیہ میں آپ کے خصائص اور معجزات کی شمار تین ہزار بیان کی ہے اور شیخ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک کتاب معجزات کی بیان میں مستقل لکھی ہے بہر نوع کل معجزات کا اس مختصر رسالہ میں درج کرنا مجھ جیسے نا قابل سے بہت دشوار ہے لہٰذا بامید ثواب چند معجزوں کے لکھنے کا انتظام اور اسی بیان پر کتاب کو تمام کرتا ہوں۔ امید کہ ذوق وطرب سے سینہ بھرپور ہو اور فیضان مَنْ اُنْزِلَ اِلَیْہِ الْقُرْاٰنُ سے دل معمور ہو۔ شوق لقاء رسول میں دل کو بے قراری ہو اور ہر تار نفس سے نغمہ توحید باری ہو تائید یزدانی ہمرکاب ہو تا کہ لغو بیان سے اجتناب ہو سواد دیدہ حور تحریر سطور کیلیے آئے اور شاخ طوبیٰ سے قلم تراشا جائے۔ اوراق سدرہ کی ایک مجلد کتاب ہو۔ اس میں کچھ تحریر معجزات جناب ہو۔

قطعاتِ سبعہ بطرز جدید یعنی چہاردہ اشعار بطور تمہید

شکر سجدہ بجا لا کر قلم لکھ معجزات
معتبر ہوں مگر ہر ایک روایت کی رُوات

خالصاً للہ یہ نامہ میرا مکتوب ہو
کیا عجب ہے اس کے باعث اپنی ہو جائے نجات

گر سوائے مصطفیٰ دل کو نہ کچھ مطلوب ہو
پھر تو یہ اپنا بیاں ہر شخص کو مرغوب ہو

جو سنے اس کو پڑھے صلِ علیٰ از فرطِ شوق
معجزوں کا حال یا رب اس طرح مکتوب ہو

معجزاتِ مصطفیٰ سن کر کے قدسی شاد ہوں
اور قلوبِ اہل حق اس ذکر سے آباد ہوں

گر مدد ہو نطق کو از بارگاہِ ذوالجلال
ہو بیاں شیریں میرا اور سامعین فرہاد ہوں

پرتوِ ذکرِ نبی سے ہو زباں ہاتف مثال
اسکا مژدہ سن کے آئیں وجد میں سب اہلِ حال

اور تیری رحمت سے مولا میرا ایسا حال ہو
جب سنوں اس کا بیان اپنی خودی ہو پائمال

شور بختی دور ہو اور دل میں ہو نورِ تام
اور زباں سے روز و شب جاری رہے احمد کا نام

دردِ ہجرِ مصطفیٰ سے دل میرا رنجور ہو
ہووے الا اللہ یا رب آخری اپنا کلام

المدد اے فیضِ ربی تا کہ جاری ہو قلم
اور نامِ پاک حضرت ہو دل پر مرتسم

پھر عجب کیا ہے کہ مجھ کو خواب میں ارشاد ہو
لکھ ہمارے معجزے حامی تیرے بنتے ہیں ہم

جسم اپنا جس گھڑی ہو مستتر زیرِ کفن
ہوں جدا سب اقرباء و دوست اور اہلِ وطن

قبر میں تمثالِ حضرت دیکھ کر دل باغ ہو
جب میں جانوں گا کہ عالی بخت ہے نور الحسن

آپ کا سب سے افضل اور عمدہ معجزہ کلام اللہ شریف ہے اور اس کلام پاک کا اعجاز چند طرق سے ہے منجملہ ان کے ایک (۱) یہ کہ کلام معجز نظام کا باعتبار فصاحت و بلاغت معجزہ ہونا اظہر من الشمس ہے باوصف اس بات کے کہ آپ محض امی تھے اور اہل عرب ایسے فصیح اور بلیغ تھے کہ قصائد طویلہ اور خطب عظیمہ فی البدیہہ لکھ دینا ان کے نزدیک ادنیٰ بات تھی۔ آپ نے اس مجمع فصحاً میں فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ کا اعلان کیا (قرآن جیسی ایک سورۃ تم بھی تو بنا کر لاؤ دیکھیں کیسے فصیح ہو) باوجود اس قدر فصیح اور بلیغ ہونے کے کوئی شخص مثل اِنَّا اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ کی عبارت نہ بنا سکا اور آج تک کوئی مخالف کلام اللہ کے مقابلہ کی تاب نہ لا سکا یہ معجزہ کلام پاک کا دائماً ابداً قائم رہے گا۔ جناب قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ میں لکھا ہے کہ کلام مجید میں باعتبار بلاغت۔ سات ہزار سے کچھ زیادہ معجزے ہیں۔ اس پر آشوب زمانہ میں بعض جہال نے جو کلام اللہ شریف کی فصاحت میں زبان ہلائی تو علماء حقانی کے مقابلہ میں ایسی منہ کی کھائی کہ دوبارہ پھر ہوش نہ آئی (۲) دوئمش کلام اللہ شریف بہ اعتبار سچی پیشینگوئی اور خبر آئندہ کے بھی معجزہ ہے قرآن شریف میں ہے

سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ قریب ہے کہ اہل مکہ کی جماعت پشت پھیر کر بھاگ جائے گی اس کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ کفار مکہ کو حضرت کے مقابلہ میں شکست فاش ہوگی اور وہ پشت دے کر بھاگ جائے گی سو جنگ بدر میں ایسا ہی ہوا۔ تین سو تیرہ آدمی اہل اسلام سے ساڑھے نو سو آدمیوں کو شکست ہوئی (۳) وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ یعنی اللہ تم کو سب آدمیوں سے محفوظ رکھے گا یعنی تم کو کوئی قتل نہ کر سکے گا باوجود اس امر کے کہ ایک عالم آپ کا دشمن جان تھا مگر آپ کے قتل پر کوئی قدرت نہ پا سکا۔

ف۔ ترمذی میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ خواب کے وقت اپنی حفاظت کیلیے پہرہ رکھا کرتے تھے جب یہ آیت نازل ہوئی آپ نے پہرہ والوں سے فرمایا کہ اب تم جاؤ تمہارے پہرہ کی کچھ حاجت نہیں کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے خود محافظت کا وعدہ فرمایا ہے (۴) الٓمّٓ ۞ غُلِبَتِ الرُّوْمُ ۞ فِيْٓ اَدْنَى الْاَرْضِ وَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُوْنَ ۞ فِيْ بِضْعِ سِنِيْنَ یعنی مغلوب ہوگئی روم قریب زمین میں اور وہ بعد مغلوب ہونے کے پھر عنقریب غالب ہو جائے گی چند سال میں سو مطابق اس پیشینگوئی کے واقع ہوا قصہ اس کا اس طرح پر ہے درمیان رومیوں اور پارسیوں کے کچھ جدال و قتال ہوا اور فارسیوں نے کچھ ملک رومیوں سے فتح کر لیا تھا۔ چوں کہ اس زمانہ میں بادشاہ روم نصرانی اور اہل کتاب تھا اور شاہ فارس مجوسی تھا۔ جب اہل کتاب کے مغلوب ہونے کی خبر کفار مکہ کو پہنچی تو بہت خوش ہوئے اور اس جنگ سے اپنے لیے اسطور پر فال نیک حاصل کی کہ جس طرح رومی اہل کتاب فارسیوں سے کہ بے کتاب ہیں مغلوب ہوئے ہیں اسی طرح ہم جب اہل اسلام سے کہ یہ بھی اہل کتاب ہیں بجنگ مقابل ہوں گے تو غلبہ پائیں گے چوں کہ اس مقولہ کفار سے اہل اسلام کو رنج ہوا اس لیے اللہ جل جلالہ نے مسلمانوں کی تسلی کیلیے یہ آیت کریمہ

نازل فرمائی چنانچہ ۹ سال کے اندر رومی فارسیوں پر غالب آئے۔

ف۔ بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ جس روز غزوۂ بدر میں اہل اسلام نے کفار قریش پر فتح پائی اسی روز رومیوں نے فارسیوں سے شکست فاش کھائی چنانچہ جبرئیل علیہ السلام نے آنحضرت ﷺ کو اس کی خبر پہنچائی جیسا کہ جلالین وغیرہ میں مذکور ہے (۵) قُلْ اِنْ كَانَتْ لَكُمُ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ عِنْدَ اللّٰهِ خَالِصَةً مِّنْ دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ وَلَنْ يَّتَمَنَّوْهُ اَبَدًا بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ بِالظّٰلِمِيْنَ یعنی اے محمد ﷺ یہود سے کہہ دو کہ اگر اللہ کے پاس سوائے اور آدمیوں کے خاص تمہارے ہی لیے دار آخرت ہے تو تم موت کی آرزو کرو اگر تم اپنے اس قول میں سچے ہو۔

ف۔ یہود زعم کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کے پاس دار آخرت سوائے اوروں کے ہمارے ہی لیے ہے اس لیے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر ان کا یہ قول صحیح اور سچا ہے تو ان کو چاہیے کہ موت کی آرزو کریں کیوں کہ دار آخرت میں بعد مرنے کے انسان جائے گا پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ ہرگز ہرگز موت کی خواہش بوجہ ان عملوں کے نہ کریں گے کہ جو انہوں نے کیے ہیں اور اللہ ظالموں کو جانتا ہے یعنی یہود چوں کہ اپنے برے اعمال سے واقف ہیں اس لیے وہ اپنے اعمال کی مکافات سے ڈر کر موت کے خواہش مند نہ ہوں گے۔ القصہ اس آیہ کریمہ میں رب العالمین نے خبر دی ہے کہ یہود موت کی ہرگز تمنا نہ کریں گے سو مطابق اس کے واقع ہوا۔ باوصف اس امر کے کہ تمنیٰ موت الزام مخالف کیلیے ایک سہل امر تھا مگر جب یہ آیت آنحضرت نے یہود کے سامنے پڑھی تو کوئی بھی ان میں سے متمنی موت نہ ہوا (۶) ابن حبان نے سفینہ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت نے مسجد تعمیر فرمائی اور ایک پتھر بنائے مسجد میں رکھا پھر آپ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تم اپنا پتھر میرے پتھر کے پاس رکھو اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تم اپنا پتھر ابوبکر کے پتھر کے پاس رکھو اور حضرت عثمان غنی

رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تم اپنا پتھر عمر رضی اللہ عنہ کے پتھر کے پاس رکھو پھر حضور ﷺ نے فرمایا کہ یہ میرے بعد خلیفہ ہوں گے سو مطابق اس کے واقع ہوا یعنی اوّل حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ دوم حضرت عمر رضی اللہ عنہ سوم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ آپ کے بعد پتھروں کی ترتیب کے موافق خلیفہ ہوئے اس حدیث کو بیہقی نے دلائل النبوۃ اور حاکم نے مستدرک میں روایت کیا ہے اور کہا حاکم نے کہ یہ حدیث صحیح ہے (۷) بخاری شریف میں انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ جبل احد پر چڑھے آپ ﷺ کے ہمراہ حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہم تھے پہاڑ ہلا اور آپ ﷺ نے اس پر اپنا قدم مارا اور فرمایا کہ اے احد ٹھہر تجھ پر ایک نبی اور ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔ نبی اپنے آپ کو اور صدیق حضرت ابوبکر کو اور شہید حضرت عمر اور حضرت عثمان کو فرمایا ان دونوں حضرات کی شہادت کی خبر آپ نے اس حدیث میں دی تھی سو مطابق ارشاد حضور ﷺ کے واقع ہوا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو ابولولو مجوسی نے شہید کیا۔

ف۔ آپ ؓ نے خطبہ کی حالت میں فرمایا تھا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ ایک مرغ سرخ نے دو یا تین مرتبہ میرے اپنی چونچ ماری ہے۔ اس کی تعبیر سوائے اس کے اور کچھ نہیں کہ میری موت قریب آ پہنچی اور آپ سے ایک شخص نے کہا تھا کہ میں نے توریت سے معلوم کیا ہے کہ تمہاری عمر کے صرف تین دن باقی رہے ہیں غرضیکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اپنی وفات کا پورا یقین ہو گیا تھا۔

باز آن مست بمستان سرِ پیماں دارد   ساقیا چیست مگر پرشدہ پیمانۂ ما

القصہ ابولولو فیروز نام مغیرہ بن شیبہ کے غلام نے کہ حضور ﷺ نے اس کے خلاف طبع بمقتضائے عدالت جبلی ایک حکم صادر فرمایا تھا صبح کی نماز میں آپ کے زخم

(۱) یہ کل حال روضۃ الاحباب میں مذکور ہے

کاری لگائے اس وقت آپ صبح کی نماز میں سورۃ یوسف پڑھتے تھے آپ کے پاؤں کو لغزش ہوئی۔ آپ کی زبان سے یہ آیت نکلی وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ قَدَرًا مَّقْدُوْرًا اور اس قاتل بدسرانجام نے بارہ یا اٹھارہ آدمی اورزخمی کر کے اپنے آپ کو خود قتل کیا ثُمَّ مَاْوٰهُمْ جَهَنَّمُ وَبِئْسَ الْمِهَادِ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کا قصہ مشہور ہے کہ بلوائیوں نے ان کو شہید کیا تھا بلکہ آنحضرت ﷺ نے یہاں تک خبر دی تھی کہ اے عثمان تو سورۂ بقر پڑھتا ہوا قتل کیا جائے گا اور تیرا خون اس آیت پر فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ پر گرے گا چنانچہ ابن عباس سے حاکم نے مستدرک میں یہی مضمون روایت کیا ہے اور ابن ابی داؤد اور دیگر محدثوں نے روایت کیا ہے کہ اس آیت پر آپ کا خون گرا ہے اور بعض بزرگان نے اس پر آپ کے خون کا اثر دیکھا ہے جیسا کہ تفسیر عزیزی وغیرہ میں مرقوم ہے۔

ف۔ ترمذی شریف میں حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک فتنہ کا ذکر کیا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ یہ اس میں بے گناہ مارے جائیں گے سو مطابق ارشاد حضور پرنور ﷺ ان کی شہادت کا ظہور ہوا (۸) امام احمد نے روایت کیا ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ کچھ جانتے ہو کہ پہلی امتوں میں سب سے زیادہ کون شقی تھا اور اس امت میں کون ہے انہوں نے عرض کیا کہ مجھے معلوم نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ بدبخت ترین پہلی امتوں کا وہ مرد سرخ رنگ قوم ثمود کا تھا کہ جس نے ناقۃ اللہ کی کونچیں کاٹ ڈالی تھیں (یعنی قدار بن سالف) اور بدبخت ترین اس امت کا وہ شخص ہے کہ تمہارے سر پر تلوار مارے گا یہاں تک کہ داڑھی تمہاری خون سے رنگین ہو جائے گی اور تم اس تلوار سے شہید ہو گے۔ اس حدیث میں آپ نے خبر دی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قاتل ان کے سر پر تلوار مارے گا اور داڑھی خون سے رنگین ہو جائے گی اور اسی سے شہید ہوں گے سو مطابق اس کے واقع ہوا کہ عبدالرحمٰن ابن ملجم خارجی نے صبح کے وقت آپ کی پیشانی پر تلوار ماری اور خون بہ کر

آپ کی ریش مبارک پر آیا اور اسی صدمہ میں آپ شہید ہوئے۔

ف۔ جناب سیّدنا رسول اللہ ﷺ کے فرمانے سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنی شہادت کا ایسا مفصل حال معلوم تھا کہ اس رات میں کہ جس کی صبح کو ابن ملجم نے آپ کے تلوار ماری ہے کئی بار حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نکل کر آسمان کو دیکھا اور یہ فرماتے تھے کہ واللہ میں نے جھوٹی بات کہی اور نہ مجھ سے جھوٹی بات کہی گئی یہ تو وہی شب ہے کہ جس کا مجھ سے وعدہ تھا لکھا ہے کہ سحر کے وقت کچھ بطیں آپ کے سامنے چلانے لگیں لوگوں نے ان کو ہانکا آپ نے فرمایا کہ ان کو چھوڑ دو کہ یہ نوحہ کرتی ہیں اور ایک بار حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہ وہ کوفہ کے منبر پر تھے اس آیت کے معنی پوچھے مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا کچھ آدمی مومنوں میں سے ایسے ہیں کہ انہوں نے جس بات کا اللہ سے عہد کیا تھا اس کو پورا کیا اور اس اپنے عہد اور بات کو سچا کر دیا (یعنی عہد کیا تھا کہ جب رسول اللہ ﷺ سے کفار جنگ کریں گے تو ہم اللہ تعالیٰ کی راہ میں یہاں تک لڑیں گے کہ شہید ہو جائیں گے) بعض ان میں سے اپنا کام پورا کر چکے ہیں یعنی شہید ہو چکے ہیں اور بعض شہادت کے منتظر ہیں نہیں بدلا انہوں نے کسی طرح کا بدلنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اس آیت کو سن کر فرمایا کہ یہ آیت میرے اور میرے چچا حمزہ رضی اللہ عنہ اور میرے چچازاد بھائی عبیدہ بن حارث کی شان میں نازل ہوئی ہے سو عبیدہ اور حمزہ تو اپنا اپنا کام اور عہد پورا کر چکے ہیں یعنی عبیدہ جنگ بدر میں اور حمزہ جنگ احد میں شہید ہوئے اور میں منتظر ہوں شقی ترین اس امت کا میری داڑھی کو میرے سر کے خون سے رنگین کرے گا ایسا ہی مجھ سے میرے حبیب ابوالقاسم محمد مصطفیٰ ﷺ نے عہد کیا ہے ایک بار حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ابن ملجم سواری مانگنے آیا۔ آپ نے اس کو سواری عنایت فرمائی پھر آپ نے فرمایا کہ واللہ یہ میرا قاتل ہے لوگوں نے عرض کیا

کہ آپ اس کو کیوں نہیں قتل کرڈالتے آپ نے فرمایا کہ پھر مجھے کون قتل کرے گا کذا فی الصواعق (۹) صحیحین میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب سیدنا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر دین ثریا پر لٹکا ہوا ہوگا تو بھی کچھ لوگ فارس کے اس کو پالیں گے اور ایک روایت میں علم کا لفظ بھی آیا ہے اس حدیث میں آپ نے خبر دی ہے کہ فارس کے آدمیوں میں سے بعض آدمی بڑے دیندار اور ذی علم ہوں گے سو مطابق اس کے واقع ہوا کہ حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کہ اولاد ہرمزبن نوشیرواں بادشاہ فارس سے ہیں اپنے زمانہ میں باعتبار علم اور دین فرد کامل اور وحید العصر تھے آپ کے سبب سے دین محمدی کو بڑا نفع پہنچا ہے اور آپ کا فیض قیامت تک باقی رہے گا ان شاء اللہ تعالیٰ گویا کہ مصداق اتم اس حدیث کے وہی تھے اور علاوہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے اور بھی علماء کاملین جیسے کہ رئیس المحدثین محمد بن اسمٰعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ فارس میں گزرے ہیں

(۱۰) صحیحین میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب سیدنا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت سے پیشتر ملک حجاز میں ایک آگ ایسی نکلے گی کہ شہر بصری میں اونٹوں کی گردنوں کو روشن کردے گی یعنی اس کی ایسی روشنی ہوگی کہ ملک حجاز سے اس کی روشنی ملک شام میں کہ شہر بصریٰ ہے وہاں پہنچے گی۔ چوں کہ اونٹ کی گردن بلند اور نمودار ہوتی ہے لہٰذا اوّل روشنی گردن پر پڑے گی اور مراد آپ کی یہ ہے کہ اونٹ اس کی روشنی میں بصرے میں راستہ چلیں گے سو مطابق آپ کے ارشاد کے آخر زمانہ خلفائے عباسیہ ۶۵۴ھ یوم جمعہ بعد عشاء تیسری جمادی الثانی متصل مدینہ طیبہ ملک حجاز میں وہ آگ مثل ایک بڑے شہر کے کہ جس میں قلعے اور کنگورہ اور بروج ہوں۔ طول میں بقدر بارہ میل اور عرض میں بقدر چار میل اور بلندی میں بقدر ڈیڑھ قامت آدمی مانند دریا کے موج مارتی ہوئی اور مثل سیلاب کے چلتی ہوئی اور مانند رعد کے گرجتے ہوئے نہایت وحشت ناک نظارہ سے ظاہر ہوئی اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ النَّارِ وَمِنْ غَضَبِ الْجَبَّارِ

اَلْعَظَمَۃُ لِلّٰہِ الْوَاحِدِ الْقَھَّارِ اس آگ میں یہ عجیب بات تھی کہ پتھروں کو جلاتی اور پہاڑوں کو گلاتی تھی اور درختوں کو اس سے کچھ صدمہ نہیں پہنچتا تھا اس کی روشنی سے اہل مدینہ رات میں مثل دن کے کام کرتے تھے اس کی روشنی مکہ اور بصری میں اور تیما میں دیکھی گئی سید سمہودی نے کتاب خلاصۃ الوفا باخبار دار المصطفیٰ میں اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے جذب القلوب الی دیار المحبوب میں اور ترجمہ مشکوٰۃ میں بھی اس کا حال لکھا ہے اور جمال مطری مورخ مدینہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے اس آگ کی طرف اپنا تیر دراز کیا اس تیر کے پر فوراً اس آگ نے جلادیئے اور لکڑی بحال خود سالم رہی قرطبی نے لکھا ہے کہ اس آگ سے نسیم بارد مدینہ طیبہ کی طرف آتی رہی اور شیخ نے لکھا ہے کہ ایک پتھر آدھا حرم میں تھا اور آدھا خارج از حرم تھا۔ جس قدر حرم میں داخل تھا وہ اس آگ سے محفوظ رہا اور جو حصہ حرم سے خارج تھا اس کو آگ نے گلا دیا (یہاں سے حرم مدینہ طیبہ کا شرف جاننا چاہیے) اور امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ اس زمانہ میں تھے اس آگ کے بیان میں ایک مستقل رسالہ مسمیٰ جمل الایجاز فی الاعجاز بنار الحجاز لکھا ہے اور لکھا ہے کہ ستائیسویں رجب ۶۵۴ھ یوم یک شنبہ کو فرو ہوئی۔ بعض مورخ بیان کرتے ہیں کہ وہ آگ تین مہینے ٹھہری۔ غرضیکہ مورخین کا اختلاف ہے لکھا ہے کہ قاضی اور امیر مدینہ اہل مدینہ کے ساتھ جمع ہوکر تضرع اور زاری میں مشغول ہوئے ردّ مظالم اور اقرار حق میں کوشش کی اور بردے آزاد کیے اور شب جمعہ اور شنبہ کو سب اہل مدینہ معہ عیال و اطفال حرم میں حاضر ہوئے اور برہنہ سر ہوکر حجرے شریف کے گرد نہایت عاجزی اور زاری کی۔ حق سبحانہ تعالیٰ شانہ نے اس آگ کا رخ شمال کی طرف پھیر دیا۔ صحیحین میں کہ صدہا سال اس آگ کے ظہور سے پہلے کی تالیف ہیں اس پیشینگوئی کا درج ہونا اور پھر بعینہٖ پیشینگوئی کے مطابق واقعہ ہونا آپ کے صدق نبوت پر کامل حجت ہے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی

اصدق الصادقین سید المرسلین والہ واصحابہ اجمعین (۱۱) حاکم اور بیہقی اور ابونعیم نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تَعِیْشُ حَمِیْدًا وَتُقْتَلُ شَهِیْدًا یعنی تم زندگی اچھی طرح بسر کرو گے اور شہید ہو کر مارے جاؤ گے سو مطابق آپ کے فرمانے کے واقع ہوا عہد خلافت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ میں جنگ یمامہ میں کہ جو مسیلمہ کذاب سے ہوا تھا وہ شہید ہوئے (۱۲) بخاری نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے زید اور جعفر اور عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہم کی شہادت کی خبر قبل اس سے کہ مقام جنگ سے خبر آئے لوگوں کو سنائی اور فرمایا کہ نشان لیا زید نے پس وہ شہید ہوا پھر نشان لیا حضرت جعفر نے پس وہ شہید ہوا پھر نشان لیا ابن رواحہ نے اور وہ بھی شہید ہوا اور حضور ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے اور فرمایا کہ آخر کو ایک خدا کی تلوار نے نشان لیا اور فتح حاصل ہوئی۔

ف۔ مدینہ سے ایک ماہ یا کچھ زیادہ راہ پر ایک موضع شام میں موتہ ہے وہاں کے حاکم نے حضور ﷺ کے قاصد کو قتل کیا تھا۔ اس لیے آپ نے اس پر لشکر بھیجا تھا اور زید بن حارثہ کو امیر مقرر فرمایا تھا اور ارشاد کیا کہ اگر زید شہید ہو جائیں تو جعفر امیر ہوں اگر جعفر بھی شہید ہو جائیں تو عبداللہ بن رواحہ امیر ہوں اگر وہ بھی شہید ہو جائیں تو مسلمان کسی کو اپنے درمیان سے امیر مقرر کر لیں سو جیسا آپ نے فرمایا تھا ویسا ہی ہوا کہ جنگ میں یہ تینوں شہید ہوئے تب لوگوں نے حضرت خالد بن ولید کو امیر مقرر کیا خداوند تعالیٰ نے ان کے ہاتھ پر فتح دی بوقت وقوع اس واقعہ کے آپ نے بطور اخبار بالغیب اس حادثہ کی خبر دی (۱۳) بیہقی نے عروہ سے روایت کیا ہے کہ ایک مرتبہ آپ کی اونٹنی گم ہوگئی آپ نے بہت تلاش کرایا کچھ پتہ نہ ملا ایک منافق نے کہا کہ محمد کہتے ہیں کہ میں غیب کی خبریں جانتا ہوں اور انہیں یہ معلوم نہیں کہ اونٹنی کہاں ہے جو شخص ان کے پاس وحی لاتا ہے وہ اونٹنی کا حال کیوں نہیں بتلاتا ہے۔ حضرت جبرئیل

علیہ السلام آئے اور آپ کو اس منافق کے مقولہ سے اطلاع دی اور آپ کو اونٹنی کا پتہ بتلایا۔ آپ نے فرمایا میں یہ بات نہیں کہتا ہوں کہ میں غیب کی خبریں جانتا ہوں لیکن مجھ کو اللہ تعالیٰ نے اس منافق کے مقولہ اور اس جگہ کی کہ جہاں وہ اونٹنی ہے اطلاع دی ہے سو وہ اونٹنی فلاں کھائی میں ہے اور ایک درخت سے اس کی مہار الجھ گئی ہے لوگ جلدی سے وہاں پہنچے اونٹنی کو جہاں آپ نے فرمایا تھا وہیں الجھا ہوا پایا۔

ف۔ محدثین نے اس منافق کا نام زید بن لصیب بروزن فعیل باللام والصاد المہملہ بیان فرمایا ہے اور واضح ہو کہ عالم الغیب مستقل بالذات سوائے خدا کے اور کوئی نہیں الا نبیوں کو بطور وحی اور اولیاؤں کو القاء یا کشف یا بعضوں کو بطور رویا الصادقہ اگر کسی بات کی اطلاع ہوگئی تو اس سے یہ لازم نہیں کہ یہ صاحبان عالم الغیب حقیقی ہیں بلکہ اس ذات جل شانہ کے علم حقیقی کا عکس اور پرتو ہے کہ جس کو زبان شرع میں یوں بیان کرتے ہیں کہ یہ اخبار عن الغیب نہیں بلکہ خدا نے ان کو اولاً خبر دی ہے پھر وہ خدا کی دی ہوئی خبر کو نقل کرتے ہیں (۱۴) طبرانی نے روایت کیا ہے کہ عائذ بن عمرو جنگ حنین میں زخمی ہوئے آپ نے ان کے منہ سے خون پُوچھا اور ان کے حق میں دعاء خیر کی سو ان کی پیشانی آپ کے دست مبارک کے اثر سے روشن ہوگئی اور وہ جگہ ہمیشہ روشن رہی۔

(۱۵) مسلم اور طبرانی نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے جناب سیّدنا رسول اللہ ﷺ نے مجھ کو حکم دیا کہ اہل صفہ کو بلا لاؤ۔ میں نے سب کو اکٹھا کیا ہمارے سامنے ایک پیالہ رکھا گیا ہم سب نے خوب سیر ہو کر کھایا اور وہ پیالہ ویسا ہی رہا جیسا کہ تھا مگر اس میں انگلیوں کے نشان معلوم ہوتے تھے۔

ف۔ صفہ دالان کو کہتے ہیں مسجد شریف کے متصل ایک دالان تھا اس میں فقرا صحابہ کہ جن کے گھر وغیرہ نہیں تھا کہ جیسے ابوہریرہ اور سلمان وغیرہ رضی اللہ عنہم رہا کرتے

تھے ابونعیم محدث نے لکھا ہے کہ اصحاب صفہ کچھ اوپر سو آدمی تھے اور عوارف میں لکھا
ہے کہ کچھ کم چار سو آدمی تھے اور بعض اہل تفاسیر نے چار سو آدمی لکھے ہیں بہر نوع ایک
پیالہ بھر کھانے میں سو یا زیادہ آدمیوں کا سیر شکم ہو جانا آپ کے اظہر معجزات سے ہے
(۱۶) امام احمد اور بیہقی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے عبدالمطلب
کی اولاد کی دعوت کی وہ چالیس آدمی تھے اور بعض آدمی ایسے قوی تھے کہ ایک آدمی
سالم بکری کو کھا جائے اور سات آٹھ سیر دودھ پی جائے آپ نے قریب آدھ سیر کے
آٹا پکوایا اس میں سب نے شکم سیر ہو کر کھایا اور بچ رہا پھر آپ نے ایک بڑا پیالہ دودھ
کا منگوایا کہ جس میں تین چار آدمیوں کے پینے کے لائق دودھ سماتا تھا سب نے اس
پیالہ میں سے سیر ہو کر پیا مگر اس میں دودھ ویسا ہی رہا کہ گویا اس میں سے کسی نے پیا
نہیں (۱۸) بخاری اور دار قطنی اور امام احمد نے روایت کیا ہے کہ آپ نے عروہ بن ابی
الجعد بارقی کیلیے دعا برکت فرمائی عروہ فرماتے ہیں کہ قسم ہے خدا کی میرا یہ حال ہوا کہ
میں کناسہ میں جا کر کھڑا ہوتا تھا اور واپسی تک چالیس ہزار درہم نفع حاصل کر لیتا تھا اور
بخاری میں ہے کہ عروہ کا یہ حال تھا کہ اگر وہ مٹی بھی خریدتے تھے تو اس میں بھی ان کو نفع
ہوتا تھا۔

ف۔ قاموس میں لکھا ہے کہ کناسہ کوفہ میں ایک جگہ ہے مولف عرض کرتا ہے
کہ غالباً وہ موقع خرید و فروخت کا ہوگا (۱۸) بیہقی اور ابن جریر نے روایت کی ہے کہ
طفیل بن عمرو نے آپ سے درخواست کی کہ مجھے کوئی معجزہ عنایت ہوتا کہ میری قوم
اس معجزہ کو دیکھ کر ایمان لائے آپ نے دعا فرمائی یا اللہ طفیل کیلیے ایک نور ظاہر ہو جائے
کہ اس کے ساتھ رہے آپ کی دعا کی برکت سے ان کی دونوں آنکھوں کے درمیان
پیشانی میں ایک نور ظاہر ہو گیا پھر طفیل نے کہا کہ یا اللہ مجھے ڈر ہے کہ کہیں میری قوم یہ
نہ کہے کہ اس کے چہرہ پر سفید داغ ہے سو وہ نور ان کے کوڑے کے کنارہ پر منتقل ہو کر

آ گیا رات کو ان کا کوڑا چراغ کی مانند چمکتا تھا اور ان کا نام ذوالنور ہو گیا۔
ف۔ ابن عبدالبر نے ابن عباس سے اس قصہ کو مفصل نقل کیا ہے اور نسیم الریاض
میں لکھا ہے کہ اصحاب میں سے چھ شخص اصحاب النور ہیں۔ طفیل بن عمرو، اسید بن حضیر،
اور عباد بن بشر، حمزہ بن عمرو اسلمی، اور قتادہ ابن النعمان، اور امام حسن بن علی رضی اللہ عنہم اجمعین ہر
ایک کا قصہ اپنے اپنے محل پر مذکور ہے اور بعضوں کا قصہ مؤلف نے کتاب ہذا میں بھی
درج کیا ہے (۱۹) معیقیب یمانی سے مروی ہے کہ میں حجۃ الوداع میں شریک تھا پھر
میں وہاں سے مکہ میں ایک گھر میں داخل ہوا آپ اس مکان میں موجود تھے میں نے
ایک عجیب واقعہ دیکھا کہ ایک شخص یمامہ کا ایک دن کا پیدا ہوا بچہ آپ کے حضور میں لایا
آپ نے اس بچہ سے پوچھا کہ اے لڑکے میں کون ہوں۔ اس نے کہا آپ رسول اللہ
ہیں آپ نے فرمایا کہ تو نے سچ کہا خدا تجھ میں برکت کرے۔
ف۔ اس لڑکے کو مبارک الیمامہ کہا کرتے تھے (۲۰) بیہقی نے روایت کی ہے
کہ آپ کی خدمت میں ایک ایسے شخص کو لائے کہ جوان ہو گیا تھا مگر اس نے کبھی بات
نہیں کی تھی یعنی پیدائشی گونگا تھا آپ نے اس سے پوچھا کہ میں کون ہوں۔ اس نے
کہا کہ آپ خدا کے رسول ہیں (۲۱) بیہقی نے عبداللہ بن عبید انصاری سے روایت کی
ہے کہ جب ثابت بن قیس جنگ یمامہ میں شہید ہوئے۔ ان کے دفن میں شریک تھا
جب ان کو قبر میں رکھ چکے ہم لوگوں نے سنا کہ وہ قبر میں کہتے تھے مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ
اَبُوْبَکْرِ الصِّدِّیْق عُمَرِ الشَّھِیْدِ عُثْمَانِ الْبَرُّ الرَّحِیْمِ پھر جو ہم نے دیکھا تو وہ
بدستور مردہ تھے۔
ف۔ یہ معجزہ آپ کا ہوا کہ مردہ نے زندہ ہو کر آپ کی رسالت اور حضرت عمر
رضی اللہ عنہ کی شہادت وغیرہ کا اقرار کیا (۲۲) طبرانی اور ابونعیم وغیرہ نے نعمان بن بشر سے
روایت کیا ہے کہ جب زید بن خارجہ نے وفات پائی تو ان کی نعش گھر میں ڈھکی ہوئی

تھی اور عورتیں ان کے گرد رو رہی تھیں اور وقت مغرب اور عشاء کا درمیان تھا انہوں نے اپنے منہ پر سے کپڑا کھولا اور فرمایا کہ چپ رہو اور پھر فرمایا محمد رسول اللہ الامین خاتم النبیین فی الکتاب الاول یعنی محمد اللہ کے رسول امانت دار اور خاتم النبیین لوح محفوظ میں لکھے ہوئے ہیں پھر کہا صدق صدق یعنی سچ کہا سچ کہا پھر انہوں نے حضرت ابا بکر صدیق اور حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم اجمعین کی تعریف کی اور پھر کہا السلام علیک یارسول اللہ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ پھر بدستور مردہ ہو گئے (۲۳) ابن سعد نے جعد بن قیس سے روایت کیا ہے کہ ہم چار آدمی وطن سے بارادہ حج چلے جب ملک یمن کے جنگل میں پہنچے تو ہم نے سنا کہ کوئی شخص یہ کہتا ہے۔

اَلَا یَاۤ اَیُّهَا الرُّکْبُ الْمُعَرِّسُ بَلِّغُوْا
اِذَا مَا وَقَفْتُمْ بِالْحَطِیْمِ وَزَمْزَمَا

مُحَمَّدَنِ الْمَبْعُوْثَ مِنَّا تَحِیَّةً
تُشَیِّعُهٗ مِنْ حَیْثُ سَارَ وَیَمَّمَا
قُوْلُوْا لَهٗ اِنَّا لِدِیْنِكَ شِیْعَةٌ
بِذٰلِكَ اَوْصَانَا الْمَسِیْحُ ابْنُ مَرْیَمَا

اے سوارو پچھلی رات میں قیام کرنے والو۔ جس وقت تم حطیم اور زمزم پر پہنچو محمد ﷺ کو کہ جن کو خدا نے پیغمبر کیا ہے ہمارا سلام اور تحیۃ پہنچانا اور جس جگہ وہ تشریف رکھتے ہوں یا جہاں کہیں انہوں نے قصد کیا ہو وہاں تم جانا اور ان سے عرض کرنا کہ ہم آپ کے دین پر ایک جماعت ہیں اور یہ وصیت ہم کو عیسیٰ ابن مریم نے کی تھی۔

ف۔ یہ اشعار جنات نے پڑھے تھے (۲۴) ابونعیم اور طبرانی نے حکم بن ابی عاص سے روایت کیا ہے کہ ہم چند کافروں نے باہم آپ کے قتل کا وعدہ کیا کہ رات کو آپ کو اچانک مار ڈالیں گے ہم رات کو اس انتظار میں کھڑے تھے جب آپ ہمارے

قریب پہنچے تو ہم نے ایک ایسی سخت آواز سنی ہم نے گمان کیا کہ یہ سارے ملک تہامہ میں کوئی جیتا نہ بچا ہوگا۔ ہم غش کھا کر گر پڑے اور اتنی دیر بیہوش رہے کہ آپ مسجد سے نماز پڑھ کر اپنے مکان میں تشریف لے گئے پھر ہم نے دوسری شب ویسا ہی ارادہ کیا جس وقت آپ ہمارے پاس پہنچے تو صفا ومروہ پہاڑ آکر ہمارے درمیان حائل ہو گئے (۲۵) صحیحین میں انس رضی اللہ عنہ بن مالک سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص آپ کے حضور میں لکھا کرتا تھا پھر وہ شخص مشرکین سے جاملا اور مرتد ہو گیا جناب افضل الانبیاء رسول خدا ﷺ نے فرمایا کہ زمین اس کو قبول نہ کرے گی۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ابوطلحہ نے مجھ سے بیان کیا کہ میں اس زمین پر پہنچا کہ جہاں وہ شخص مرا تھا میں نے اس کو قبر سے باہر پڑا ہوا پایا۔ میں نے لوگوں سے پوچھا کہ یہ مردہ قبر سے باہر کیوں پڑا ہے لوگوں نے کہا کہ ہم نے اس کو کئی بار دفن کیا مگر زمین نے اس کو قبول نہیں کیا اور ہر بار اس کو باہر ڈال دیتی ہے (۲۶) صحیحین مین حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حدیبیہ میں لوگ پیاسے ہوئے رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک لوٹا تھا آپ نے اس سے وضو کیا اصحاب نے عرض کیا کہ سوائے اس قدر پانی کے کہ آپ کے لوٹا میں ہے ہمارے لشکر میں نہ پینے کیلیے پانی ہے اور نہ وضو کیلیے آپ نے اپنا دست مبارک لوٹا میں رکھا۔ آپ کی انگشت مبارک سے مانند چشمہ کے پانی جوش مارنے گا۔ ہم سب نے پانی پیا اور وضو کیا حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ تم کس قدر آدمی تھے۔ انہوں نے فرمایا کہ اگر لاکھ آدمی ہوتے تو پانی کفایت کرتا ہم پندرہ سو آدمی تھے (۲۷) بخاری اور مسلم میں عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک سفر میں لوگوں نے آپ سے تشنگی کی شکایت کی آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ایک اور شخص کو فرمایا کہ جاؤ پانی تلاش کرو۔ وہ دونوں تلاش میں چلے ان کو ایک عورت ملی اس کے پاس دو بڑے مشکوں میں پانی تھا۔ اس عورت کو مع مشکوں کے آپ کے حضور میں لائے آپ نے ایک برتن

طلب فرمایا اور ان کا پانی اس برتن میں ڈالا اور لوگوں کو آواز دی کہ آؤ پانی پی لو۔ عمران کہتے ہیں کہ چالیس آدمیوں نے کہ پیاسے تھے خوب سیر ہو کر پیا جس قدر مشکیں اور برتن ہمارے ساتھ تھے سب بھر لیے قسم ہے خدا کی کہ اس عورت کی دونوں مشکیں پہلے کی بہ نسبت اور بھی زیادہ بھری ہوئی معلوم ہوتی تھیں (۲۸) حاکم اور بیہقی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک سفر جہاد میں لوگوں کو پیاس کی تکلیف پہنچی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ سے عرض کیا کہ جناب باری میں آپ پانی کیلیے دعا کریں آپ نے دعا کی بادل آیا اور اس قدر پانی برسا کہ لوگوں کی حاجت پوری ہوگئی۔

ف۔ بعض شارحان حدیث نے لکھا ہے کہ یہ معجزہ غزوہ بدر میں واقع ہوا ہے اور سورۂ انفال میں وَيُنَزِّلُ عَلَيْكُمْ مِّنَ السَّمَاءِ مَاءً لِّيُطَهِّرَكُمْ بِهٖ اسی کی طرف اشارہ ہے (۲۹) ابن سعد نے سالم بن ابی جعد سے روایت کیا ہے کہ ایک مرتبہ جناب سیّدنا رسول اللہ ﷺ نے اصحاب کو ایک مشک پانی منہ بند کر کے توشہ راہ کیلیے عنایت فرمائی اور دعا کی جب نماز کا وقت آیا تو اصحاب نے دیکھا کہ اس مشک میں دودھ ہوگیا تھا اور اس کے منہ میں مکھن ہوگیا تھا (۳۰) ترمذی میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ میں آپ کے ہمراہ مکہ میں تھا جب آپ مکہ کے بعض اطراف میں نکلے تو میں ساتھ تھا جو درخت یا پہاڑ سامنے آتا تھا وہ کہتا تھا السلام علیک یارسول اللہ ﷺ (۳۱) بیہقی نے ابواُسید ساعدی سے روایت کیا ہے کہ ایک بار آپ نے حضرت عباس سے فرمایا کہ کل تم اور تمہاری اولاد مکان سے کہیں مت جانا جب تک کہ میں نہ آؤں کہ مجھے تم سے کچھ کام ہے سو وہ سب آپ کے منتظر رہے آپ تشریف لائے اور خیر و عافیت پوچھی اور پھر آپ نے کہا کہ متصل ہو جاؤ وہ سب اکٹھے ہو گئے۔ آپ نے ان کو کپڑے سے ڈھانک لیا اور دعا کی کہ یا اللہ یہ میرے چچا باپ کے برابر ہیں اور یہ ان کی اولاد ہے جس طرح میں نے ان کو اس کپڑے سے ڈھانک رکھا ہے تو ان کو

آتش دوزخ سے اس طرح محفوظ رکھ اس مکان کی چوکھٹ اور دیواروں نے آمین آمین کہا۔ ابو نعیم نے بھی اس حدیث کو روایت کیا ہے (۳۲) شرح ستہ میں یعلی بن مرہ ثقفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چلے اور ایک جگہ اترے آپ ایک موقع پر سو رہے ایک درخت زمین چیرتا ہوا آپ کے پاس آیا اور اس نے آپ پر سایہ کیا اور پھر اپنی جگہ چلا گیا۔ جب آنحضرت ﷺ خواب سے بیدار ہوئے میں نے یہ واقعہ عرض کیا آپ نے فرمایا کہ اس درخت نے خدا سے اجازت لی تھی کہ رسول خدا پر سلام کرے اللہ نے اس کو اجازت دی اس لیے وہ میرے سلام کو آیا تھا۔

ف۔ یہ روایت شرح کی علی سبیل اختصار لکھی گئی ہے (۳۳) دارمی نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ کہا انہوں نے کہ ہم آپ کے ساتھ ایک سفر میں تھے ایک اعرابی آیا جب وہ آپ کے متصل ہوا آپ نے فرمایا کہ کیا تو گواہی دیتا ہے کہ سوائے خدائے واحد کے کوئی دوسرا معبود نہیں اور خدا کا کوئی شریک نہیں اور محمد اس کا بندہ اور رسول ہے اس اعرابی نے کہا کہ آپ کی اس بات پر کون گواہ ہے آپ نے فرمایا کہ یہ درخت سلم کا اس درخت کو آپ نے بلایا وہ میدان کے کنارے پر تھا زمین چیرتا ہوا حاضر ہوا آپ نے اس سے تین مرتبہ گواہی چاہی اس درخت نے تین مرتبہ گواہی دی کہ آپ سچے ہیں پھر وہ درخت اپنی جگہ چلا گیا۔

وَدَعَوْتَ اَشْجَارًا اَتَتْكَ مُطِيْعَةً
وَسَعَتْ اِلَيْكَ مُجِيْبَةً لِنِدَاكَا

سلم ایک درخت خاردار اور بلند ہوتا ہے (۳۴) ترمذی نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک اعرابی آپ کے حضور میں آیا اور عرض کیا کہ میں کیسے جانوں کہ آپ پیغمبر ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ اگر میں اس درخت خرما میں سے ایک خوشہ کو بلاؤں تو یہ گواہی دے گا کہ میں خدا کا رسول ہوں پھر آپ نے اس خوشہ کو بلایا وہ جھکتا

جھکتا آپ کے سامنے آ گرا اور اس خوشے نے آپ کی پیغمبری کی گواہی دی پھر آپ نے اس سے فرمایا کہ پھر جا وہ خوشہ اپنی جگہ پر چلا گیا وہ اعرابی مسلمان ہو گیا (۳۵) بزار نے بریدہ اسلمی سے روایت کیا ہے کہ ایک اعرابی نے آپ سے معجزہ طلب کیا آپ نے فرمایا کہ تو اس درخت سے جا کے کہہ کہ رسول اللہ ﷺ تجھ کو بلاتے ہیں۔ اس اعرابی نے درخت سے جا کر کہا اس درخت نے اپنے چاروں طرف سے حرکت شروع کی زمین کو چیرتا اور جڑوں کو کھینچتا ہوا تیز رفتار سے آپ کے حضور میں آ کر حاضر ہوا اور کہا السلام علیک یا رسول اللہ ﷺ اعرابی نے کہا کہ آپ اس کو اپنی جگہ جانے کی اجازت دیجیے آپ نے اس درخت کو لوٹنے کا حکم دیا وہ چلا گیا اور اس کی جڑیں زمین میں داخل ہو گئیں اور وہ سیدھا کھڑا ہو گیا۔

جَآءَتْ لِدَعْوَتِهِ الْاَشْجَارُ سَاجِدَةً
تَمْشِيْ اِلَيْهِ عَلَى سَاقٍ بِلَا قَدَمٍ
ہم درخت آمد بفرمانش بہ نزدش سجدہ کرد
میدویدے سوئے سید وبساق بی قدم

وہ اعرابی مسلمان ہو گیا اور اس نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ مجھے اجازت دیجیے کہ آپ کو سجدہ کروں آپ نے فرمایا کہ میں اگر ایک کو دوسرے کیلیے سجدہ کا حکم کرتا تو میں عورت کو حکم دیتا کہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے چونکہ سجدہ سوائے خدا کے اوروں کو منع ہے اس لیے عورت کو بھی اپنے خاوند کو سجدہ کرنا منع ہے پھر اس اعرابی نے کہا کہ اگر آپ اجازت دیں تو میں آپ کے دست و پا کو بوسہ دوں آپ نے اجازت دی اور اس عرابی نے آپ کے دست و پا پر بوسہ دیا۔

ف۔ اس جگہ سے جاننا چاہیے کہ براہ تعظیم دینے کسی بزرگ دیندار کے دست و پا پر بوسہ دینا جائز ہے چنانچہ امام نووی شارح مسلم نے اپنی کتاب اذکار میں بھی لکھا

ہے (۳۶) بیہقی اور ابو یعلی نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے ایک سفر جہاد میں مجھ سے فرمایا کہ کہیں قضائے حاجت کیلیے جگہ ہے میں نے عرض کیا کہ اس میدان میں آدمیوں کی کثرت کے باعث کہیں جگہ نہیں آپ نے فرمایا کہ دیکھو کہیں درخت یا پتھر ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ کچھ درخت نظر آتے ہیں آپ نے فرمایا کہ ان درختوں سے جا کر کہو کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ اکٹھے ہو جاؤ اور پتھروں سے بھی یوں ہی کہو میں نے جا کر کہا قسم ہے خدا کی میں نے ان کو دیکھا وہ قریب ہو کر ایک جگہ ہو گئے اور پتھر بھی مل کر مثل دیوار کے ہو گئے آپ نے ان کے پیچھے قضائے حاجت فرمائی پھر مجھ سے فرمایا کہ ان سے کہہ دو کہ علیحدہ علیحدہ ہو جائیں۔ میں نے کہہ دیا سو قسم ہے خدا کی میں نے ان درختوں اور پتھروں کو دیکھا کہ وہ علیحدہ علیحدہ ہو کر اپنی اپنی جگہ ہو گئے (۳۷) صحیحین میں عبداللہ ابن مسعود سے روایت ہے کہ آپ کے حضور میں جن حاضر ہوئے تھے انہوں نے آپ سے پوچھا کہ کون گواہی دیتا ہے کہ آپ خدا کے رسول ہیں آپ نے فرمایا کہ یہ درخت پھر آپ نے اس درخت کو بلایا وہ درخت اپنی جڑوں کو کھینچتا ہوا حاصر ہوا اور اس نے آپ کی رسالت کی گواہی دی (۳۸) بیہقی نے روایت کی ہے کہ عبداللہ بن جحش کی تلوار غزوہ احد میں ٹوٹ گئی آپ نے ایک شاخ خرما ان کے ہاتھ میں دے دی وہ شاخ تلوار ہو گئی۔

ف۔ ابن سیّد الناس نے لکھا ہے کہ وہ تلوار عبداللہ بن جحش کے پاس رہی اور بعد ان کی وفات کے ان کے ترکہ میں سے دو سو دینار کو بکی (۳۹) ترمذی میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں جناب سیّدنا رسول اللہ ﷺ کی جناب میں حاضر ہوا اور تھوڑے سے چھوہارے پیش کر کے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ ان چھوہاروں کیلیے دعائے برکت کیجیے آپ نے ان کو اکٹھا کر کے دعا برکت کی اور فرمایا کہ ان کو اپنے توشہ دان میں ڈال رکھو جب تمہارا جی چاہے اس میں سے نکال لینا مگر

توشہ دان کو جھاڑنا نہیں ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ ان چھوہاروں میں ایسی برکت ہوئی کہ میں نے اتنے اتنے وسق اللہ کی راہ میں خرچ کیے اور ہم ہمیشہ اس توشہ دان میں سے کھاتے اور کھلاتے رہے اور وہ توشہ دان ہمیشہ میری کمر میں بندھا رہتا تھا بروز شہادت حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ میری کمر میں سے کٹ کر کہیں جاتا رہا۔

ف۔ سبحان اللہ کیا برکت تھی کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس میں سے کھائے اور کھلائے اور منوں چھوہارے اللہ کی راہ میں خرچ کیے اور قریب تیس سال کے کھاتے کھلاتے رہے مگر توشہ دان میں کمی نہیں ہوتی تھی اور ظاہر ہے کہ وہ توشہ دان حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی کمر میں رہتا تھا تو وہ چھوہارے کہ جن کیلیے آپ نے دعا برکت کی تھی غالباً تھوڑے تھے چوں کہ شامت اعمال خلائق موجب زوال نعمت ہوتی ہے اس لیے بوجہ شہادت حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو بلوائیوں سے گناہ عظیم صادر ہوا تھا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے وہ برکت دائمی جاتی رہی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس کے گم ہو جانے میں تاسف ایک ایک شعر بھی منقول ہے۔

لِلنَّاسِ هَمٌّ وَلِی فِی الْیَوْمِ هَمَّانِ
فَقْدُ الْجِرَابِ وَقَتْلُ الشَّیْخِ عُثْمَانِ

آج سب لوگوں کو ایک رنج ہے اور مجھ کو دو رنج ہیں ایک توشہ دان کے گم ہو جانے کا اور دوسرے حضرت عثمان کے قتل کا۔

ف۔ واضح ہو کہ وسق سولہ ہزار دو سو تولہ کا ہوتا ہے اور امام صدر الشریعۃ اور بعض دیگر فقہاء کے نزدیک سولہ ہزار تین سو اسی تولہ کا ہوتا ہے بموجب روایت اوّل ایک وسق پانچ من [1] اڑھائی سیر اور بموجب روایت دوم پانچ من پونے پان سیر کا ہوا پھر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بہت سے وسق خرچ کیے اور کھلائے تو خیال کرنا چاہیے کہ

(۱) مگر یہ حساب اسی کے وزن سے کہا گیا ہے

آپ کی دعا کی کیا کچھ برکت ہوئی (۴۰) امام احمد اور بزار نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور ﷺ اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور ایک شخص انصاری ایک انصاری کے باغ میں تشریف لے گئے وہاں کچھ بکریاں تھیں انہوں نے آپ کو سجدہ کیا حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے آپ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ ہم پر آپ کی تعظیم زیادہ واجب ہے ہم بھی آپ کو سجدہ کریں آپ نے فرمایا کہ سوائے خدا کے اور کسی کو سجدہ کرنا نہ چاہیے۔

ف۔ فضائل متذکرہ بالا سے یہ بات باحسن الوجوہ ثابت ہو چکی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک آپ سے زیادہ مکرم اور برگزیدہ کوئی نہیں جب آپ نے اپنی ذات علیہ الصلوٰۃ کیلیے اپنی حیات میں سجدہ منع فرمایا ہے تو غیر اللہ کو سجدہ کرنا کسی طرح جائز نہیں ہے اور بعض ناواقف جو اہل تصوف پر یہ طعن کرتے ہیں کہ بعض صوفی قبروں کو سجدہ کرتے ہیں یہ طعنہ ان کا بالکل خطا ہے کیوں کہ دنیا میں خدا کے عشق میں محو یہی فرقہ ہے پھر وہ کیسی ایسی فاش غلطی کر سکتے ہیں میرے خیال میں شاید کسی نادان یا یوں کہے کہ بدنام کنندہ نیکونامی چند کا یہ فعل ہو تو مَنْ اَسَاءَ فَعَلَیْهَا ایسے ناواقف آدمی کو بھی نرمی سے سمجھا دینا چاہیے نہ کہ تمام صوفیاء کرام پر طعن کرنا۔ یہ گروہ مقدس فی حد ذاتہ شریعت کا بھی بہت بڑا تابع ہے اگر بعض بدعات کا اخیر وقت میں ظہور ہوا ہے تو خاص خاص لوگوں پر عوام کے فعل سے طعنہ کرنا بالکل نادرست اور بیجا ہے اور قبور کو سجدہ کرنا تو سبھی کے نزدیک منع ہے کیوں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے لَعَنَ اللّٰهُ الْیَهُوْدَ وَالنَّصَارٰی اِتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِیَاءِهِمْ مَسَاجِدَ یعنی اللہ یہود اور نصاریٰ پر لعنت کرے کہ انہوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو مساجد بنالیا یعنی قبروں کو سجدہ کرنے لگے اس کو بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے اور مسلم شریف میں ہے کہ جو تم سے پہلے گزرے ہیں وہ اپنے نبیوں اور نیک بختوں کی قبروں کو سجدہ کرتے تھے تم قبروں کو سجدہ

مت کرو میں تم کو اس فعل سے منع کرتا ہوں اور مشکوٰۃ شریف میں ہے کہ آپ نے دعا
کی اَللّٰھُمَّ لَاتَجْعَلْ قَبْرِیْ وَثْنًا یُّعْبَدُ اشْتَدَّ غَضَبُ اللّٰہِ عَلٰی قَوْمٍ اِتَّخَذُوْا قُبُوْرَ
اَنْبِیَآءِ ھِمْ مَسَاجِدَ یعنی یا الٰہی میری قبر کو بت مت کر کہ پوجی جائے اللہ کا غصہ اس قوم
پر نہایت سخت ہے کہ جنہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو مساجد بنالیا اور سجدہ کرنے لگے
تحفۃ الاخیار میں لکھا ہے کہ قبرستان میں نماز پڑھنا اس واسطے منع ہے کہ اس میں شبہ پڑتا
ہے کہ غیر خدا کی عبادت ہوتی ہے بلکہ اوّل شرک عالم میں اس طرح سے رائج ہوا اس
واسطے حضرت نے بتاکید تمام اس کو منع کیا ہے اس تمام تقریر کا مدعا یہ ہے کہ قبروں کو
سجدہ کرنا حرام ہے اور عبادت کی نیت سے تو صاف کفر ہے اور غیر اللہ کو سجدہ کرنا شرک
کے افراد میں سے ایک فرد ہے اور اللہ نے کلام اللہ شریف میں شرک کی بڑی مذمت
فرمائی ہے اور فرمایا ہے اِنَّ اللّٰہَ لَایَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَیَغْفِرُ مَادُوْنَ ذٰلِکَ یعنی تحقیق
اللہ اس بات کو کہ اس کے ساتھ شرک کیا جائے نہیں بخشے گا پھر اہل تصوف پر یہ طعن
جہالت سے خالی نہیں خبردار خبردار اہل تصوف کا تذکرہ ہرگز برائی سے نہ کرنا چاہیے۔
واللہ اعلم وعلمہ اتم۔

(۴۱) مسلم اور ابوداؤد نے عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ
ایک باغ میں تشریف لے گئے وہاں ایک اونٹ بڑا شریر اور کٹ کھنا رہتا تھا جو کوئی
اس باغ میں جاتا تھا اس کو کاٹنے کیلیے دوڑتا تھا آپ نے اس اونٹ کو بلایا وہ آپ کے
پاس حاضر ہوا اور حضور کو سجدہ کرکے آپ کے سامنے بیٹھ گیا آپ نے اس کی ناک میں
مہار ڈال دی اور فرمایا کہ جتنی چیزیں زمین و آسمان میں سوائے نافرمان جن وانس کے
ہیں وہ سب جانتی ہیں کہ میں خدا کا رسول ہوں۔

ف۔ نسیم الریاض میں لکھا ہے کہ اونٹ کے سجدہ کرنے کی حدیث کو حضرت
ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے اور بہت صحابہ کا نام لکھا ہے کہ انہوں نے روایت کیا ہے (۴۲) طبرانی

اور بیہقی نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ آپ جنگل میں تشریف رکھتے
تھے ایک ہرنی نے آواز دی کہ یارسول اللہ آپ نے پھر کر دیکھا کہ ایک ہرنی بندھی
ہوئی ہے اور ایک اعرابی وہاں سوتا ہے آپ نے ہرنی سے پوچھا کہ کیا کہتی ہے اس
نے کہا کہ مجھے اس اعرابی نے شکار کیا ہے اور پہاڑ میں میرے دو بچے ہیں آپ مجھے
چھوڑ دیں میں ان کو دودھ پلاکر پھر آؤں گی آپ نے فرمایا کہ تو بے شک پھر آئے گی
اس نے کہا کہ میں بے شک پھر آؤں گی آپ نے اس کو کھول دیا وہ ہرنی بچوں کو دودھ
پلاکر پھر آگئی آپ نے اس کو باندھ دیا پھر وہ اعرابی جاگا اور آپ کو وہاں دیکھا اس
اعرابی نے عرض کیا کہ آپ کو کچھ فرمانا ہے آپ نے ارشاد کیا کہ تو اس ہرنی کو چھوڑ
دے اس نے اس ہرنی کو چھوڑ دیا ہرنی وہاں سے چلی اور کہتی تھی اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰـہَ اِلَّا
اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّکَ رَسُوْلُ اللّٰہِ یہ حدیث کئی سندوں سے روایت کی گئی ہے اور ابن حجر
نے اس کو صحیح کہا ہے (۴۳) بیہقی اور ابن عدی نے سعد مولیٰ ابی بکر رضی اللہ عنہ سے روایت
کیا ہے کہا انہوں نے کہ ایک سفر میں ہم آپ کے ساتھ چار سو آدمی تھے ہم ایسی جگہ
اترے کہ جہاں پانی نہیں تھا سب آدمی گھبرائے اور اس بات کی خبر جناب سیّدنا رسول
اللہ ﷺ کو کی اسی اثناء میں ایک چھوٹی سی بکری آپ کے حضور میں دودھ نکلوانے
کیلیے آکر حاضر ہوئی آپ نے اس کا دودھ دوہا۔ یہاں تک کہ آپ خوب سیر ہوگئے
اور ہم سب کو پلایا۔ یہاں تک کہ ہم سب بھی سیر ہوگئے پھر آپ نے رافع سے کہا کہ
اس بکری کو رات بھر تھام رکھنا اور حضور نے یہ بھی فرمایا کہ امید نہیں یہ بکری تمہارے
پاس تھم رہے رافع نے اس بکری کو باندھ دیا اور سو رہے پھر جو ان کی آنکھ کھلی تو اس
بکری کو نہ پایا انہوں نے آنحضرت ﷺ کو خبر دی آپ نے فرمایا کہ جو اس کو لایا تھا
وہی اس کو لے گیا یعنی اللہ تعالیٰ ہی لایا تھا وہی لے گیا۔

ف۔ ایک بکری کے دودھ سے اس قدر آدمیوں کا سیر ہونا اور آپ کا یہ خبر دینا

کہ اس بکری کے ٹھہرنے کی امید نہیں اظہر معجزات سے ہے (۴۴) روایت ہے کہ ایک پرند جانور کا بچہ کسی شخص نے پکڑ لیا تھا۔ وہ جانور آپ کی خدمت شریف میں حاضر ہوا اور آپ کے سر مبارک پر اڑنے لگا آپ نے فرمایا کہ کس نے اس جانور کو اس کا بچہ پکڑ کر رنجیدہ اور بے قرار کیا ہے ایک شخص نے عرض کیا کہ یارسول اللہ میں نے اس کا بچہ پکڑا ہے آپ نے فرمایا کہ اس کو چھوڑ دو۔

ف۔ سبحان اللہ بحمدہٖ آپ سے پرند جانور نے اپنا عرض حال کیا اور آپ اس کی فریاد کو پہنچے یہ روایت انوار محمدیہ میں مرقوم ہے (۴۵) شرح سنۃ میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک بھیڑیا ایک چرواہے کی بکری لے گیا۔ چرواہے نے اس بکری کو چھڑا لیا وہ بھیڑیا ایک ٹیلہ پر چڑھ کر چرواہے سے کہنے لگا کہ خدائے تعالیٰ نے جو مجھے رزق دیا تھا وہ تو نے مجھ سے چھڑا لیا۔ چرواہے نے کہا کہ بڑے تعجب کی بات ہے کہ بھیڑیا باتیں کرتا ہے بھیڑیے نے کہا کہ اس سے زیادہ یہ تعجب کی بات ہے کہ ان چھوہاروں کے درختوں میں دو پتھریلی زمین کے درمیان ایک شخص تمہیں اگلی پچھلی باتوں کی خبریں دیتا ہے یعنی جناب سیدنا رسول اللہ ﷺ مدینہ میں کہ ایک نخلستان ہے اور درمیان میں دو سنگستان کے واقع ہے احوال گذشتہ و اخبار آئندہ بیان فرماتے ہیں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ وہ چرواہا یہودی تھا آپ کے حضور میں حاضر ہوا اور سب قصہ بیان کیا اور مسلمان ہوگیا۔

ف۔ قصہ بھیڑیے کا بعض کتب میں کچھ بیشی مضامین کے ساتھ بھی واقع ہوا ہے (۴۶) طبرانی اور بیہقی نے عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ ایک مرتبہ مجمع اصحاب میں تشریف رکھتے تھے ایک اعرابی آیا اس نے گوہ کا شکار کیا تھا اور اصحاب سے پوچھا کہ یہ کون ہیں اصحاب نے کہا کہ یہ پیغمبر خدا ہیں اس اعرابی نے کہا کہ قسم ہے لات وعزیٰ کی میں ان پر ایمان نہیں لاؤں گا جب تک کہ یہ

گوہ ایمان نہ لائے اور اس گوہ کو آپ کے روبرو ڈال دیا آپ نے اس گوہ کو آواز دی اس نے صاف اور فصیح زبان سے کہ سب لوگوں نے سنا یہ جواب دیا لَبَّیْکَ وَسَعْدَیْکَ یَا زَیْنَ مَنْ وَافَی الْقِیَامَۃَ یعنی میں حاضر ہوں اور تابعدار ہوں اے زینت ان لوگوں کی کہ جو قیامت میں ہوں گے۔ آپ نے پوچھا تو کس کی عبادت کرتی ہے اس گوہ نے کہا اَلَّذِیْ فِی السَّمَآءِ عَرْشُہٗ وَفِی الْاَرْضِ سُلْطَانُہٗ وَفِی الْبَحْرِ سَبِیْلُہٗ وَفِی الْجَنَّۃِ رَحْمَتُہٗ وَفِی النَّارِ عِقَابُہٗ یعنی میں اس خدا کی عبادت کرتی ہوں کہ جس کا عرش آسمان میں ہے اور جس کا حکم زمین میں ہے اور جس کا دریا میں راستہ بنایا ہوا ہے اور جس کی رحمت بہشت میں ہے اور جس کا عذاب دوزخ میں ہے آپ نے اس گوہ سے پوچھا کہ میں کون ہوں اس نے کہا رسول رب العلمین وخاتم النبیین قد افلح من صدقك وخاب من كذبك یعنی آپ پروردگار عالم کے رسول اور خاتم النبیین ہو جس شخص نے آپ کی تصدیق کی بے شک وہ فلاح کو پہنچا اور جس نے آپ کو جھٹلایا وہ زیان کار اور ناامید ہوا وہ اعرابی مسلمان ہوگیا۔

(۴۷) صحیحین میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب جناب سیدنا رسول اللہ ﷺ کا نکاح حضرت زینب سے ہوا تب میری ماں ام سلیم نے چھوہارے اور گھی اور پنیر اکٹھا کرکے اس کا حیس بنا کر ایک پیالہ میں رکھ کر مجھ سے کہا کہ آپ کی خدمت شریف میں لے جاؤ اور میرا اسلام عرض کرو اور کہو کہ یہ تھوڑی سی شے آپ کیلیے میری ماں نے بھیجی ہے جس طرح میری ماں نے کہا تھا میں نے آپ کی خدمت میں لے جا کر عرض کیا آپ نے فرمایا کہ رکھ دو اور فلاں فلاں اشخاص کو بلاؤ اور جو تم کو راستہ میں ملے اس کو بھی بلا لاؤ۔ میں ان کو کہ آپ نے جن کو فرمایا تھا اور جو شخص راستہ میں ملا سب کو بلا لایا تمام مکان بھر گیا قریب تین سو آدمیوں کے جمع ہوگئے۔ میں نے دیکھا کہ آپ نے اپنا دست مبارک اس میں رکھا اور کچھ فرمایا پھر آپ دس دس آدمیوں کو

بلاتے تھے اور فرماتے تھے کہ خدا کا نام لو اور اپنے اپنے متصل سے کھاؤ ایک گروہ کھاتا
تھا اور دوسرا داخل ہوتا تھا یہاں تک کہ سب کھا چکے پھر آپ نے فرمایا کہ اے انس اس
پیالہ کو اٹھاؤ۔ انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نہیں کہہ سکتا کہ میں نے جب وہ پیالہ رکھا
تھا اس وقت زیادہ تھا یا جس وقت اٹھایا تب زیادہ تھا۔

ف۔ حیس ایک قسم کا کھانا بطور حلوے کے چھوہارے اور گھی اور پنیر سے بناتے
ہیں اور کبھی بجائے پنیر کے ستو اور آٹا بھی ڈال دیتے ہیں۔ آپ کے دست مبارک کی
برکت سے ایک پیالہ حیس میں قریب تین سو آدمیوں کے کھایا (۴۸) بیہقی نے سفینہ
سے روایت کیا ہے کہا انہوں نے کہ میں دریائے شور میں تھا جہاز ٹوٹ گیا۔ میں ایک
تختہ پر بیٹھ گیا وہ تختہ بہہ کر ایک نیستان میں جا پہنچا وہاں مجھے ایک شیر ملا وہ میری طرف
آیا۔ میں نے اس شیر سے کہا کہ میں آنحضرت ﷺ کا غلام آزاد ہوں وہ شیر بڑھ کر
میرے پاس آیا اور اپنا کندھا میرے بدن میں مارا پھر میرے ساتھ چلا۔ یہاں تک
کہ مجھ کو راہ پر کھڑا کر دیا اور تھوڑی دیر تک ٹھہر کر باریک باریک کچھ آواز کرتا رہا اور
میرے ہاتھ سے اپنی دُم چھوا دی میں نے سمجھا کہ یہ شیر اب مجھ کو رخصت کرتا ہے۔

ف۔ واضح ہو کہ آپ کی برکت سے اس شیر نے حضرت سفینہ کو کچھ نہ کہا ورنہ
وحشی جانور درندہ کا ایسی طرح سے دم بخود ہو جانا غیر ممکن تھا اور اسی طرح سے حضرت
عبداللہ ابن عمر نے ایک سفر میں دیکھا کہ بہت آدمی ایک جگہ جمع ہو رہے ہیں آپ نے
دریافت کیا کہ یہ آدمی کیوں جمع ہیں لوگوں نے عرض کیا کہ یہاں پر ایک شیر نے بہت
آدمی مار ڈالے ہیں اور راستہ بند کر دیا ہے یہ واقعہ سن کر آپ سواری سے نیچے اترے
اور شیر کے پاس جا کر اس کا کان مروڑ کر کہا کہ تو لوگوں کو مت ستا اور اس جنگل میں رہا
کر وہ شیر اپنا سر جھکا کر اپنے بن میں چلا گیا۔ یہ واقعہ بھی آپ ہی کی صحبت کی برکت
اور معنوی مدد سے ظہور پذیر ہوا۔

وَمَنْ يَكُنْ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ نُصْرَتُهٗ
اِنْ تَلْقَهُ الْاُسْدُ فِيْ اٰجَامِهَا تَجِمِ

ہر کہ اورا از رسول اللہ یاری آمدہ
شیر گر بروے رسد از ترسِ آں آید بہم

(۴۹) امام طحاوی اور طبرانی نے اسماء بنت عمیس سے روایت کی ہے کہ جناب
سیدنا رسول اللہ ﷺ صہبا میں تشریف رکھتے تھے آپ پر وحی نازل ہوئی آپ کا سر
مبارک حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے زانو پر تھا آپ سو گئے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عصر کی
نماز نہیں پڑھی تھی۔ آفتاب غروب ہو گیا آپ بیدار ہوئے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا
کہ تم نے عصر کی نماز پڑھ لی۔ انہوں نے عرض کیا کہ نہیں پڑھی آپ نے جناب الٰہی
میں دعا کی کہ الٰہی یہ علی تیرے اور تیرے رسول کی اطاعت میں مشغول تھے آفتاب کو
پھیر لا اسماء کہتے ہیں کہ آفتاب پھر نکل آیا۔ پہاڑوں اور زمین میں دھوپ ہو گئی۔

ف۔ صہبا متصل خیبر ایک موضع کا نام ہے حدیث رد الشمس کو محققین محدثین
نے صحیح کہا ہے اور شیخ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے رسالہ کشف اللبس فی حدیث
رد الشمس میں طرق اس حدیث کے باسانید کثیرہ بیان کیے ہیں اور اس حدیث کی صحت
کو بدلائل قویہ ثابت کیا ہے اور ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کا اس حدیث کو موضوع فرمانا محققین
کے نزدیک صحیح نہیں (۵۰) ابوجہل اور ولید بن مغیرہ اور عاص بن وائل وغیرہ کفار
قریش نے آنحضرت ﷺ سے عرض کیا کہ اگر تم سچے نبی ہو تو چاند کے دو ٹکڑے کرو
آپ نے فرمایا کہ اگر میں چاند کے دو ٹکڑے کروں تو تم ایمان بھی لاؤ گے سب نے کہا
کہ ہاں ہم ایمان لائیں گے آپ نے اللہ جل شانہ سے درخواست کی کہ چاند شق ہو
جائے حضور نے انگشت شہادت سے چاند کی طرف اشارہ کیا اس کے دو ٹکڑے اتنے
فرق سے ہو گئے کہ جبل حرا دونوں کے درمیان سے نظر آتا تھا آپ نے پکار کر ہر ایک

کافر کا نام لے کر فرمایا کہ اے فلاں فلاں گواہ رہو۔ سب لوگوں نے اچھی طرح دیکھا پھر سب نے کہا کہ ملا دیجئے آپ نے پھر اس کی طرف اشارہ کیا۔ دونوں ٹکڑے مل کر پورا چاند ہو گیا۔ کافروں نے کہا کہ یہ ان کا سحر ہے یہ ہمیشہ ایسا ہی کیا کرتے ہیں انہوں نے ہماری نظر بندی کی ہے پھر ابوجہل نے کہا کہ اگر یہ سحر ہے تو ہمارے ہی اوپر سحر ہوگا یہ تو نہیں ہو سکتا کہ تمام اہل زمین پر سحر ہو اور شہر والے جو یہاں آئیں تو ان سے یہ واقعہ دریافت کرنا چاہا جب اور آفاق کے آنے والوں سے پوچھا تو سب نے بیان کیا کہ ہم نے بھی چاند کے دو ٹکڑے دیکھے ہیں۔

ف۔ واضح ہو کہ یہ معجزہ ابوجہل وغیرہ کفار نے اس لیے طلب کیا تھا کہ جادوگر کا تصرف آسمان پر نہیں چلتا اگر آپ نے چاند کو دو پارہ کر دیا تو معلوم ہو جائے گا کہ آپ سچے نبی ہیں لیکن باوصف اس امر کے کہ آپ نے چاند کے دو ٹکڑے بھی کر دیئے مگر ابوجہل پھر بھی ایمان نہ لایا مَنْ یُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ۔

ف۔ اور یہ بات جو مشہور ہے کہ چاند کا ایک ٹکڑا زمین پر آیا اور آپ کے گریبان میں سے داخل ہو کر آستین میں سے نکل گیا۔ اکابر محدثین نے تصریح کی ہے کہ یہ کسی سند سے ثابت نہیں۔

ف۔ یہ معجزہ نص قرآنی اور احادیث کے طریقہ سے بھی ثابت ہے ایک جماعت صحابہ مثل حضرت علی اور ابن عباس اور ابن عمر اور جبیر بن مطعم اور انس بن مالک اور حذیفہ ابن الیمان رضی اللہ عنہم اجمعین نے اس قصہ کو روایت کیا ہے اور ان اصحاب سے جماعت کثیر تابعین اور تابعین سے تبع تابعین نے روایت کیا ہے علاوہ صحیحین کے اور بہت سی کتب معتبرہ احادیث میں اس کو روایت کیا ہے اور امام تاج الدین سبکی علیہ الرحمہ نے شرح مختصر ابن حاجب میں بوضاحت تمام لکھا ہے کہ روایت شق القمر کی متواتر ہے۔

ف۔ معترضوں نے آنکھیں بند کر کے بفحوائے المعترض کالاعمیٰ اس معجزے پر

دو اعتراض کیے ہیں۔ اوّل یہ کہ اگر شق القمر ہوتا تو اور اقالیم کے لوگ بھی دیکھتے اور اپنی تواریخ میں اس نادر واقعہ کو ضرور درج کرتے۔ دوم آسمان اور کل اجرام علویہ میں خرق والتیام محال ہے پھر چاند کیسے شق ہو سکتا ہے اقول وباللہ نستعین زمان وقوع شق القمر میں کفار قریش نے اور اہل اقالیم سے جو دریافت کیا تو سب نے اس کا مشاہدہ بیان کیا اور تاریخ فرشتہ[1] میں لکھا ہے کہ ملیبار کے ایک راجہ نے اہل اسلام سے حال شق القمر سنا اور برہمنوں سے اس زمانہ کے کہ جو آنحضرت ﷺ کا تھا حالات دریافت کیے برہمنوں نے اس قصہ کی تصدیق کی اور وہ راجہ مسلمان ہو گیا سوانح الحرمین میں لکھا ہے کہ شہر دہار کہ متصل دریائے چنبل صوبہ مالوہ میں واقع ہے وہاں کا راجہ اپنے محل پر بیٹھا تھا۔ اچانک اس نے دیکھا کہ چاند دو ٹکڑے ہوا اور پھر مل گیا اس نے اپنے ہاں کے برہمنوں سے دریافت کیا انہوں نے کہا کہ ہماری کتابوں میں لکھا ہے کہ ملک عرب میں ایک پیغمبر پیدا ہوں گے ان کے ہاتھ پر شق القمر کا معجزہ ظاہر ہوگا۔ چنانچہ راجہ نے ایک ایلچی آنحضرت ﷺ کے حضور میں روانہ کیا اور ایمان لایا آپ نے اس کا نام عبداللہ رکھا۔ قبر اس راجہ کی شہر کے باہر اب تک زیارت گاہ ہے اور مولانا شاہ رفیع الدین صاحب محدث دہلوی علیہ الرحمہ نے یہ قصہ تاریخ فضلی سے نقل کیا ہے اور مولانا مرحوم نے ایک رسالہ دفع اعتراضات شق القمر میں نہایت پیارا اور قابل دید لکھا ہے اور منکرین کے شبہات کے باحسن الوجوہ جواب دیئے ہیں۔ جس نئی روشنی میں پرورش یافتہ کو اس بارہ میں اختلاج قلب ہو وہ بالیقین مولانا ممدوح کے نسخہ سے شفا پائے گا۔ کیوں کہ مولانا کا نسخہ بالخصوص ایسی ہی اسقام کیلیے تریاق فاروقی سے زیادہ سمجھا گیا ہے اور تعجب ہے ان اہل کتاب سے کہ جو اپنے آپ کو ماہر فن ہیئت اور واقف کتب ملت بتاتے ہیں اور بالخصوص اوراق تواریخ کے کیڑے کہلاتے ہیں اور اہل تواریخ

(۱) مفتی عنایت احمد صاحب نے اس قصہ کو اپنی بعض تصانیف میں ذکر کیا ہے

کے نہ درج کرنے کو باعث تکذیب قصہ ہذا ٹھہراتے ہیں ذرا غور کریں اور ہوش میں آئیں توریت میں لکھا ہے کہ حضرت یوشع علیہ السلام کے واسطے آفتاب ٹھہر گیا اس قصہ کو بھی کسی اہل تواریخ نے نہیں لکھا حالانکہ یہ معاملہ دن کا تھا جیسے کہ اہل تواریخ کے نہ درج کرنے سے اس قصہ کی تکذیب نہیں لازم آتی ایسی ہی اگر اہل تواریخ نے بالفرض محض منکرین کے زعم کے موافق معجزہ شق القمر کو نقل نہیں بھی کیا تو کیسے تکذیب لازم آئے گی بلکہ معجزہ شق القمر میں بوجہ ہونے معاملہ شب کے عدم استلزام تکذیب بدرجہ اولیٰ ہے ہر گاہ کہ یہ معجزہ رات کو ہوا اور تھوڑی دیر رہا اور لوگوں کی عادت رات کو اکثر مسقف مکان میں بیٹھنے کی ہوتی ہے اور خاص اس معجزہ کا مثل کسوف وخسوف انتظار بھی نہ تھا کہ ہر ایک کی نگاہ آسمان پر ہوتی۔ بعض جگہ چاند موافق قاعدہ ہیئت نکلا بھی نہ ہوگا اور بعض جگہ ابر وغیرہ میں چاند پوشیدہ ہوگا اور بعض مواقع پر دن ہوگا پس بزعم فاسد منکرین اکثر اہل اقالیم کا نہ دیکھنا یا اہل تواریخ کا نہ درج کرنا کسی طرح سے معجزہ ہذا کی تکذیب کو مستلزم نہیں۔ مذکورہ بالا تقریر سے ابھی اعتراض اوّل ہی کے دو قسم کے جواب ہوئے ہیں اور دوسرے اعتراض کا جواب یہ ہے کہ موافق ملت اسلام آسمان اور ستاروں وغیرہ میں خرق والتیام ہرگز محال نہیں کیوں کہ نصوص قطعیہ اور احادیث متواترہ سے یہ بات باحسن الوجوہ ثابت ہے لیکن صرف اس قدر بیان مسکت خصم نہیں جب تک کہ حکمت کی انگشت شہادت سے اس کی دہرتیہ کی بھڑکتی ہوئی رگ کی غور سے نبض شناسی نہ کی جائے گی تب تک ایسے مریضوں کا شفایاب ہونا ذرا دشوار ہے دہرتیہ کا طاعون جن پر اپنا اثر کر چکا اور کر رہا ہے یا آئندہ کو کرے گا ان کیلیے یہ نسخہ کافی خیال کیا جاتا ہے کہ جو حکماء فیساغورس کی ہیئت کی ترویج اور تشریح میں اپنا وقت صرف کر رہے ہیں۔ انہوں نے اپنے موقع پر ثابت کیا ہے کہ سب ستارے اور اجرام علویہ قابل خرق والتیام ہیں اور حکماء مشائین کہ جن کا مذہب امتناع خرق والتیام فلکیات میں ہے کوئی کافی دلیل

اس بات پر نہیں لائے کہ تمام افلاک اور اجرام علویہ میں خرق والتیام ممتنع ہے الا اپنے اصول بے سروپا کے موافق فلک الافلاک کی یہ صفت ٹھہرائی ہے کہ وہ غیر قابل خرق والتیام ہے اور یہ ان کی دلیل بھی تعقبات رازی کے سامنے جیسا کہ بعض مواقع تفسیر کبیر میں بھی مذکور ہے اور نیز علم کلام کے ماہرین کے روبرو تار عنکبوت سے زیادہ بے ثبات ہے۔ چنانچہ صدر شیرازی نے شرح ہدایۃ الحکمت میں دو جگہ ذکر کیا ہے اور اکثر کتب فلاسفہ میں بعد ذکر کرنے اس دلیل کے کہ جو فلک الافلاک کے عدم خرق والتیام کیلیے فلاسفہ نے اپنے زعم فاسد میں کافی سمجھی ہے لکھا ہے وَلْيُعْلَمْ اَنَّ مَا ذُكِرَ مِنَ الْاَحْكَامِ اِنَّمَا هُوَ لِلْمُحَدِّدِ بَلْ لِلسَّطْحِ الْمُحِيْطِ مِنْهُ وَاَمَّا بَاقِي الْاَفْلَاكُ فَلَا يَجْرِيْ فِيْهَا اَدِلَّتُهُمْ اِحْتِجَاجَاتُهُمْ اب مذکورہ بالا تقریر سے صاف ثابت ہے کہ اگر بالفرض مشائین کی وہ دلیل کہ جس کو متکلمین اور بالخصوص امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے پامال کیا ہے صحیح بھی مان لی جائے تو بھی معجزہ شق القمر پر کوئی اعتراض وارد ہو نہیں سکتا۔ من ادعی فعلیہ البیان

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَيْهِ

خاتمہ الکتاب

جب یہ رسالہ قریب الاختتام ہوا تو راقم الحروف کے دل میں آیا کہ جیسے امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے احیاء العلوم کو بیان وسعت رحمت پر تمام کیا ہے اور اس خاتمہ سے اپنے لیے اس طرح تفاول نیک حاصل کیا ہے کہ جیسے اس کتاب احیاء العلوم کا خاتمہ بیان وسعت رحمت پر ہوا ہے ایسا ہی خداوند تعالیٰ مؤلف کا خاتمہ کرے کہ رحمت الٰہی شامل حال ہو اور نیز مفتی عنایت احمد صاحب مرحوم نے اپنے رسالہ تاریخ حبیب الٰہ کو بغرض تفاول نیک بیان شفاعت کبریٰ پر تمام کیا ہے اور اپنے لیے تفاول نیک اس طور پر حاصل کیا ہے کہ جیسے اس رسالہ تاریخ حبیب الٰہ کا خاتمہ شفاعت کبریٰ پر ہوا ہے خداوند تعالیٰ مؤلف کا ایسا ہی خاتمہ کرے کہ شفاعت حبیب الٰہ ﷺ اس کو نصیب ہو۔ میں بھی اپنے اس رسالہ کو بہ نظر تفاول نیک بیان کلمہ طیبہ پر تمام کروں تاکہ میرے لیے اس خاتمہ سے اس طرح پر نیک فال حاصل ہو کہ جیسے میں نے بفضل خدا اس رسالہ کا خاتمہ بیان کلمہ طیبہ پر کیا ہے اللہ تعالیٰ میرا خاتمہ بھی اپنے حبیب کے صدقہ سے کلمہ طیبہ پر کرے آمین آمین بجاہ سیّد المرسلین ثم آمین یارب العالمین اگرچہ کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے معنی اوّل کتاب میں درج ہو چکے ہیں مگر بنظر سہولت یہاں پر پھر عرض کرتا ہوں یعنی سوائے اللہ کے اور کوئی معبود اور پوجنے کے قابل نہیں ہے اور محمد اللہ تعالیٰ کے پیغمبر اور ایلچی ہیں یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے خلقت کے پاس احکام لے کر آئے ہیں تاکہ آپ کی زبان فیض ترجمان سے بندہ احکام الٰہی سن کر بجالائیں۔

پس جز اوّل سے ثبوت توحید اور جز ثانی سے ثبوت رسالت ہو گیا۔ چوں کہ یہ کلمہ بڑا مہتم بالشان ہے اس لیے آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ[1] هِیَ اَفْضَلُ الْحَسَنَاتِ یعنی یہ کلمہ تمام نیکیوں سے افضل ہے اور ترمذی اور ابن ماجہ میں روایت ہے کہ آپ نے فرمایا ہے افضل الذکر لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ یعنی یہ کلمہ تمام ذکروں سے افضل ہے چوں کہ آپ نے اس کلمہ کو کلمۃ[2] الاخلاص بھی فرمایا ہے جیسا کہ مشکوٰۃ شریف میں ہے کہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کَلِمَةُ الْاِخْلَاصِ اس لیے حضور سراپا نور[3] ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ قیامت کے دن میری شفاعت سے وہ شخص زیادہ فائدہ مند ہو گا کہ جس نے خالصاً للہ اپنے دل سے یہ کلمہ کہا ہے اور ترمذی میں ہے کہ جب کوئی بندہ اپنے خاص دل سے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہتا ہے تو آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں یہاں تک کہ یہ کلمہ عرش تک پہنچ جاتا ہے۔

اور عبداللہ ابن عمر سے ترمذی میں یہ بھی روایت ہے کہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ لَیْسَ لَهَا حِجَابٌ دُوْنَ اللّٰهِ حَتّٰی تَخْلُصَ اِلَیْهِ یعنی اس کلمہ کیلیے اللہ کے نزدیک کوئی پردہ نہیں یہاں تک کہ یہ کلمہ اللہ کے پاس پہنچ جاتا ہے۔

ف۔ اگرچہ ان دونوں روایتوں سے کلمہ شریف کی بڑی رسائی بلند معلوم ہوتی ہے یعنی عرش اعظم اور اللہ تک پہنچتا ہے مگر طیبی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ ان دونوں روایتوں سے جلدی قبول ہونا مراد ہے اور طبرانی نے روایت کیا ہے جَدِّدُوْا اِیْمَانَکُمْ قِیْلَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ کَیْفَ نُجَدِّدُ اِیْمَانَنَا قَالَ اَکْثِرُوْا مِنْ قَوْلِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ یعنی پیغمبر خدا ﷺ نے فرمایا کہ تم اپنے ایمان کو نیا کرو اصحاب رضی اللہ عنہم اجمعین نے عرض کیا کہ ہم ایمان کو کس طرح نیا کریں آپ نے فرمایا کہ لا الہ الا اللہ کثرت سے کہو صوفیاء کرام رحمہم اللہ علیہم

(۱) حصن حصین (۲) حصن حصین (۳) احیاء العلوم میں لکھا ہے کہ یہ کلمہ کلمۃ الاخلاص اور کلمۃ التوحید اور کلمہ طیبہ اور کلمۃ التقویٰ اور دعوۃ الحق اور عروۃ وثقیٰ اور ثمن الجنۃ ہے

ذکر پاس انفاس سے اپنے ایمان کو ہر لحظہ بلکہ ہر سانس کے ساتھ تجدید کرتے رہتے ہیں گویا کہ اس حدیث پر عمل کرنا ان کا حصہ ہے چوں کہ ایمان کی تجدید اس کلمہ طیبہ سے ہوتی رہتی ہے اس لیے آپ نے عورتوں کو مخاطب فرما کر ارشاد کیا عَلَيْكُنَّ بِالتَّسْبِيْحِ وَالتَّهْلِيْلِ یعنی تم تسبیح اور کلمہ کو لازم پکڑو یہ روایت ابوداؤد کی ہے اور آپ اس کلمہ کے پڑھنے کی کیوں نہ تاکید فرماتے اس لیے کہ یہ کلمہ بندہ سے اس کے گناہ دور کرتا ہے جیسے کہ مشکوٰۃ شریف میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایسے درخت کے پاس کہ جس کے پتے سوکھے ہوئے تھے تشریف لے گئے۔
آپ نے اپنا عصا مبارک اس درخت پر مارا اس کے پتے جھڑے پھر آپ نے فرمایا اِنَّ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ تُسَاقِطُ ذُنُوْبَ الْعَبْدِ كَمَا يَتَسَاقَطُ وَرَقُ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ یعنی یہ چاروں کلمہ بندہ سے اس طرح گناہ دور کرتے ہیں کہ جیسے اس درخت سے پتے جھڑتے ہیں۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے احیاء العلوم میں لکھا ہے کہ روایت کی گئی ہے کہ جس وقت بندہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہتا ہے تو یہ کلمہ اس بندہ کے نامۂ اعمال کے پاس جاتا ہے اس بندہ کی جس جس خطا کو اس نامۂ اعمال میں دیکھتا ہے اس کو صحیفہ سے محو کر دیتا ہے جب یہ کلمہ اپنے ہم جنس کوئی نیکی صحیفہ اعمال میں لکھی ہوئی پاتا ہے تو اس کے پاس آپ بھی لکھا جاتا ہے اور اسی کتاب میں لکھا ہے کہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پڑھنے والے پر قبر میں اور قیامت میں قبر سے اٹھتے وقت کوئی وحشت نہ ہوگی۔ یہ مضمون بھی حدیث شریف کا ہے۔ چوں کہ اس کلمہ کی بدولت گناہ مغفور اور وحشت قبر دور ہوتی ہے تو بندہ عذاب الٰہی سے نجات پاتا ہے اس لیے کلمہ طیبہ کی بدولت عذاب الٰہی سے امن ملتا ہے چنانچہ اہل بیت نے رسول اللہ ﷺ سے اور آپ نے جبرئیل امین سے اور جبرئیل نے پروردگار جل جلالہ سے روایت کیا ہے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ حِصْنِيْ وَمَنْ دَخَلَ حِصْنِيْ اَمِنَ عَذَابِيْ

یعنی لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ میرا قلعہ ہے جو کوئی میرے اس قلعہ میں داخل ہو جائے گا۔ میرے عذاب سے امن پائے گا اور جب بندہ عذاب سے امن پائے گا تو بالیقین جنت میں جائے گا۔ کیوں کہ حدیث میں آیا ہے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ[1] مفتاح الجنۃ یعنی یہ کلمہ جنت کی کنجی ہے اور فقیہ ابواللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب تنبیہ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت لکھی ہے قِيْلَ لَهٗ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ هَلْ لِلْجَنَّةِ ثَمَنٌ قَالَ نَعَمْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ یعنی رسول اللہ ﷺ کی خدمت شریف میں عرض کیا گیا کہ یارسول اللہ کیا جنت کی بھی کچھ قیمت ہے آپ نے فرمایا کہ ہاں لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ جنت کی قیمت ہے مشکوٰۃ شریف میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے شب معراج میں میں نے ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات کی ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ اے محمد اپنی امت کو میرا اسلام کہنا (اور جنت کی تعریف بیان کر کے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ فرمایا) کہ جنت کے پودے سُبْحَانَ اللّٰهِ والحمد للّٰه ولا اله الا اللّٰه واللّٰه اکبر ہیں اور مشکوٰۃ شریف میں ہے کہ جس شخص نے صبح و شام سو سو مرتبہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پڑھا گویا اس نے اولاد اسمٰعیل سے سو غلام آزاد کیے اور شرح سنۃ میں ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے جناب باری میں عرض کیا کہ مجھ کو کوئی ایسی دعا عنایت ہو کہ جس کے ساتھ تیرا ذکر کروں اور تجھ کو پکاروں اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا کہ اے موسیٰ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہہ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ اے پروردگار یہ ذکر تو تیرے تمام بندے کرتے ہیں مجھ کو کوئی ایسا ذکر عنایت ہو کہ جس کے ساتھ مجھ کو اختصاص ہو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے موسیٰ علیہ السلام اگر ساتوں آسمان اور اس میں رہنے والے سوائے میرے اور ساتوں زمینیں ایک پلہ ترازو میں رکھی جائیں اور لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ دوسرے پلہ میں تو لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کا پلہ بھاری ہوگا۔ ابوسعید اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہما سے ابن ماجہ اور ترمذی میں روایت ہے کہ فرمایا

(1) فقیہ ابواللیث رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے

رسول اللہ ﷺ نے کہ جس شخص نے کہا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اللہ تعالیٰ اس کی تصدیق کرتا ہے اور فرماتا ہے لا الہ الا انا وانا اکبر یعنی سوائے میرے کوئی لائق عبادت نہیں اور میں بڑا ہوں۔

ف۔ واضح ہو کہ کلمہ طیبہ پڑھنے اور ورد کرنے پر حدیثوں میں بہت ثواب کا وعدہ آیا ہے زندوں کیلیے باعث برکات اور مُردوں کیلیے موجب نجات ہے جیسا کہ ایک حدیث میں آیا ہے کہ اگر کوئی میت کی نیت سے ایک لاکھ بار لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پڑھے اور اس کا ثواب اس میت کو بخشے اگر وہ مردہ قابل عذاب ہے تو اس کو عذاب نہ کیا جائے گا اور اگر وہ قابل عذاب نہیں تو اس کے درجات بلند کیے جائیں گے اور ایک روایت میں ستر ہزار بار مذکور ہے جیسا کہ امام ربانی مجدد الف ثانی نے اپنی مکتوبات کی جلد ثانی میں اس روایت پر عمل کرنے کیلیے فرمایا ہے اور حضرت جنید بغدادی علیہ الرحمۃ سے اس بارہ میں ایک حکایت منقول ہے جس کو مولانا مولوی محمد قاسم نانوتوی مرحوم نے اپنی کتاب تحذیر الناس میں لکھا ہے کہ حضرت جنید کے کسی مرید کا یکا یک رنگ متغیر ہوگیا۔ آپ نے سبب پوچھا تو اس مرید نے بروئے مکاشفہ بیان کیا کہ میں اپنی والدہ کو دوزخ میں دیکھتا ہوں۔ حضرت جنید نے ایک لاکھ یا پچھتر ہزار بار کلمہ کبھی اس خیال سے کہ بعض روایتوں میں اس قدر کلمہ کے ثواب پر وعدہ مغفرت کا آیا ہے پڑھا تھا اپنے دل میں اس کا ثواب اس مرید کی والدہ کو بخش دیا اور مرید کو اطلاع نہ کی۔ کلمہ طیبہ کے بخشتے ہی وہ مرید بشاش ہوگیا پھر آپ نے سبب پوچھا اس شخص نے عرض کیا کہ اب میں اپنی والدہ کو جنت میں دیکھتا ہوں تو آپ نے فرمایا کہ اس شخص کے مکاشفہ کی صحت تو مجھ کو حدیث سے ہوئی اور حدیث کی تصحیح اس کے مکاشفہ سے ہوئی۔ غرضیکہ کلمہ طیبہ سے اصلی فائدہ صوفیاء کرام نے حاصل کیا ہے اس گروہ حق نے اس پر عمل کرکے جو جو انوار اور اسرار الٰہی حاصل کیے ہیں ان کو وہی خوب جانتے ہیں اللہ تعالیٰ تمام مسلمین اور مسلمات

اور مومنین اور مومنات کا خاتمہ اس کلمہ پر کرے اور مؤلف رسالہ ہٰذا بھی اسی اعتقاد پر مرے آمین بجاہ سید المرسلین یا رب العالمین کیوں کہ مسلم شریف میں ہے مَا مِنْ عَبْدٍ قَالَهَا ثُمَّ مَاتَ عَلٰی ذٰلِكَ اِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ۔ ماحصل یہ ہے کہ جو بندہ اس کلمہ کو کہے اور اسی اعتقاد پر مرے وہ جنت میں داخل ہوگا اس لیے آنسرور کائنات ﷺ نے فرمایا ہے لَقِّنُوْا مَوْتَاكُمْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ یعنی اپنے مریضوں کو مرتے وقت لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ تلقین کیا کرو تاکہ اس اعتقاد پر ان کا خاتمہ ہو روایت کیا اس کو مسلم نے۔

ف۔ واضح ہو کہ مریض کو مرتے وقت یوں نہ کہے کہ کلمہ پڑھ مبادا کہ وہ شدت مرض میں انکار کردے اور کافر ہوجائے بلکہ اس کے روبرو اگر وہ بیہوش ہے تو خوب آواز سے حاضرین کلمہ پڑھیں تاکہ دیکھ کر یا سن کر وہ بھی پڑھنے لگے اور دوسری حدیث میں ہے مَنْ كَانَ اٰخِرُ كَلَامِهٖ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ دَخَلَ الْجَنَّةَ یعنی جس کا آخر کلام مرتے وقت لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ہوگا وہ جنت میں داخل ہوگا روایت کیا اس کو ابوداؤد نے۔

ف۔ واضح ہو کہ کلمہ شریف کو صرف جز اوّل یعنی لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کے حدیثوں میں آنے سے صرف اس قدر مراد نہیں ہے بلکہ کل کلمہ مراد ہے اور جو جو فضیلتیں اوپر بیان ہوچکی ہیں وہ تمام کلمہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کی ہیں اور صرف لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا حدیثوں میں واقع ہونا بطور اختصار ہے جیسا کہ علمائے فحول اور فضلائے ذوی العقول نے تحریر فرمایا ہے۔

کہہ دلا لا الہ الا اللہ — پڑھ سدا لا الہ الا اللہ
چمن قدس میں گل توحید — ہے کھلا لا الہ الا اللہ
عاشقانہ میرے رگ و پے سے — ہو صدا لا الہ الا اللہ
جب مولا میں کاش ورد مرا — ہو سدا لا الہ الا اللہ
ظلمت کفر دور ہو دل سے — جب پڑھا لا الہ الا اللہ

سوئے جنت ہے مومنوں کیلیے رہنما لا الٰہ الا اللہ
عرشِ اعظم پہ کلکِ[1] قدرت نے لکھ دیا لا الٰہ الا اللہ
مرضِ شرک کی شریعت نے کی دوا لا الٰہ الا اللہ
بندۂ خاکی کو اس کے مولا سے دے ملا لا الٰہ الا اللہ
دلِ مومن پہ سکۂ وحدت ہے جما لا الٰہ الا اللہ
مردہ تن عاشقوں میں جان پڑی جب سنا لا الٰہ الا اللہ
مٹ گیا لوحِ دل سے نقش دوئی جب کہا لا الٰہ الا اللہ
شکر ہے ہم کو جامِ وحدت کا ہے ملا لا الٰہ الا اللہ
مرتے دم مجھ کو اے میرے مولا تو پڑھا[2] لا الٰہ الا اللہ
امتِ مصطفیٰ کو دوزخ سے لے بچا لا الٰہ الا اللہ
غیر کا ذکر دور ہو دل سے ماسوا لا الٰہ الا اللہ
اے حسنؔ صدقِ دل سے بہرِ نجات پڑھ سدا لا الٰہ الا اللہ

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ اٰخِرَ كَلَامِنَا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَوْلِيَاءِ اُمَّتِهٖ اَجْمَعِيْنَ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ۔

(۱) روضۃ الاحباب میں لکھا ہے کہ قلم نے ساق عرش پر لا الہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ بفرمان حق تعالیٰ لکھا اور بعض روایت میں یہ بھی آیا ہے قلم نے پہلے لوح محفوظ پر لکھا۔ بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم انی انا اللّٰہ لا الہ الا انا محمد رسولی من استسلم لقضائی وصبر علی بلائی و شکر علی نعمائی ورضی بحکمی کتبۃ صدیقاً وبعثۃ یوم القیامۃ مع الصدقین ومن لم یستسلم لقضائی ولم یصبر علی بلائی ولم یشکر علی نعمائی ولم یرض بحکمی کتبۃ فلیتخر للھا سوائی۔ روضۃ الاحباب (۲) آمین ثم آمین

مناجات بدرگاہِ قاضی الحاجات

بیانِ مصطفیٰ میں یہ رسالہ
کرم سے کر قبول اے حق تعالیٰ
ملیں ثمرات اس کے دو جہاں میں
رہوں میں ظلِ شاہِ انس و جاں میں
مقاماتِ مقدس کی زیارت
مجھے حاصل ہو حضرت کی بدولت
زیارت خواب میں ہووے میّسر
رسولِ پاک کی اے ربِ اکبر
مجھے کعبہ میں یا رب پھر تو پہنچا
مدینہ یا خدا جلدی سے دکھلا
کٹی غفلت میں ساری عمر میری
نہ طاعت بن پڑی کچھ مجھ سے تیری
نہ کچھ بن آئے نیک اعمال مجھ سے
میں شرمندہ ہوں یا اللہ تجھ سے
ترا لا تقنطوا فرمان سن کر
پڑا ہوں آ کے پھر تیرے ہی در پر
الٰہی عبدک العاصی اتاکا
مقررا بالذنوب فقد دعاکا
وان تغفر فانت لذاک اہل
وان تطرد فمن یرحم سواکا
الٰہی انت ذو رحم ترحم
علیٰ من یستحقون الھلاکا
وانی مذنب عاص اسیر
وعبد عاجز من مبتلاکا
وقد جئناک یا رحمٰن ارحم
واحسن من نوالک من اتاکا
تجاوز عن خطا یانا فانا
عصاۃ مار عینا مقتضاکا
وثبتنا بقول مستقیم
اذا استولی علینا ساملاکا
وحاسبنا حسابا یوم یتلو
علینا ما اکتسبنا کاتباکا

وان تغفر فاحسان والا   فمن یلیجی بعفو من عصاکا
خدایا عفو فرما میرے عصیاں   بحق مقتدائے اہلِ ایماں
وہ مرشد جن کا ہے ارشاد مجھ کو   خدا کی راہ میں امداد مجھ کو
امام الاصفیا مقبولِ درگاہ   جناب مرشدی امداد اللہ
شہنشاہوں پہ فخر ان کے گدا کو   سہارا ان کا خیلِ اولیاء کو
منور ان سے بزمِ اہلِ ایقان   غبارِ راہ ان کا نورِ عرفان
سراپا تابعِ شرعِ پیمبر   زیارت ان کے رخ کی حجِ اکبر
الٰہی پھر وہ صورت پاک دکھلا   غلامی میں پھر ان کی مجھ کو پہنچا
رہے پیشِ نظر وہ روئے انور   کھلیں توحید کے اسرار مجھ پر
یہ سر ہو اور ان کا آستاں ہو   بسر یوں ہی میری عمرِ رواں ہو
رکھ اپنی یاد سے محظوظ مجھ کو   تمام آفات سے محفوظ مجھ کو
بچوں میں حاسدوں کے شر سے یارب   ہو حاصل مقصد دنیاؤ دیں سب
بچانا موت کی تلخی سے مجھ کو   نہ مجھ پر سختیِ سکرات کچھ ہو
عذابِ قبر و تنہائی و ظلمت   بچوں ان سب سے حضرت کی بدولت
رہے حامی تو ہر حالت میں میرا   تیری رحمت سے ہو پار بیڑا
ہوں جب تک زندہ رکھ اپنی رضا میں   اٹھا دنیا سے عشقِ مصطفیٰ میں
پسِ مردن ملا خیر الوریٰ سے   حبیبِ حق جنابِ مصطفیٰ سے
ہر ایک سختی سے بندہ کو اماں دے   اقامت کیلیے باغِ جناں ہے
کرم شامل تیرا اے ذوالمنن ہو   مقیمِ خلد یہ نور الحسن ہو

اشعار دعائیہ

پڑھ کے بسم اللہ ہاتھوں کو اٹھا   بارگاہِ حق میں کرتا ہوں دعا
راہ سیدھی پہ چلا بہرِ رسول   کر دعائے عاصیاں یا رب قبول
نخلِ امید جہاں کر بار ور   غم زدوں کے دل کو یا رب شاد کر
مفلسوں کو بہرِ عزِّ مصطفیٰ   رفعِ حاجت کیلیے کر زر عطا
درد مندوں کو دوا دے اے کریم   اور مریضوں کو شفا دے اے رحیم
قید سے قیدی رہا کر اے غفور   رنج و غم کر بیکسوں کے دل سے دور
بہر نورِ مصطفیٰ اے پاک ذات   دے تو مقروضوں کو قرضہ سے نجات
جو ہیں دل دکھیا تسلی ان کی کر   اور یتیموں بیکسوں کی لے خبر
بے وطن کو اے میری ربِ زمن   خیریت سے اس کو لا سوئے وطن
خستہ دل مظلوم کو کر شادمان   اور آزردہ دلوں میں ڈال جان
کر دے نابینا کو بینائی عطا   از طفیلِ سیّد ہر دوسرا
چاہتے ہیں تجھ سے جو نور البصر   ان کو یا رب کر عطا صالح پسر
قلبِ صوفی مخزن اسرار کر   واعظوں کے وعظ میں تو دے اثر
کر طبیبوں کو عطا دستِ شفا   طالب العلموں کو دے فہم و ذکا
حافظوں کے دل میں نورِ تام دے   مومنوں کو قبر میں آرام دے
نخل دینِ احمدی کر پُرثمر   عالموں سے کل حوادث دور کر

اہلِ فتویٰ تاقیامت شاد ہوں   اور مدارس دین کے آباد ہوں
دین کے طالب جو ہیں اے ذوالجلال   ان کو کر دارین میں صاحب کمال
عاشقوں کے غم کو از وصلِ نگار   دور کرتا ان کے دل کو ہو قرار
کل کی امیدیں بر آئیں اے کریم   سب کا مسلک ہو صراط المستقیم
بندہ جب تک ہے بقیدِ آب و گل   تیری طاعت میں رہے مشغول دل
رابطہ جب تک ہو جسم و جان میں   دھیان میرا رکھیو تو قرآن میں
کر عنایت علم لیکن باعمل   اور تمامی مشکلیں کر میری حل
احتیاجِ دنیوی کر مجھ سے دور   اور سوا تیرے ہو غیروں سے نفور
صبر دے ایوب کا میرے خدا   حلم ابراہیم کر مجھ کو عطا
مسجدِ اقصیٰ میں اور بغداد میں   لے چل ہندوستان سے اپنی یاد میں
زیارتِ حرمین سے رب العلا   کر مشرف اور دیکھا دے کربلا
شرِ حاسد سے بچا بہرِ رسول   میرے دل سے دور کر امیدِ طول
جھوٹ سے غیبت سے اور بہتان سے   دے امن جنات اور شیطان سے
اور زنا سے کر طبیعت کو نفور   نفسِ شیطان کی ہوخواہش دل سے دور
نفسِ امارہ کو یا رب رام کر   دردِ عصیاں سے مجھے آرام کر
کر تکبیر اور خودی کو مجھ سے دور   کج روی کر دور مجھ سے اور غرور
دو جہاں میں سرخروئی کر عطا   بہرِ عزّ و جاہِ احمد مجتبیٰ
شاد کر جنت میں میرے والدین   عاقبت میں کل بزرگوں کو ہو چین
اور میری اولاد کو دارین کی   سرخ روئی کر عطا بہرِ نبی
عالمِ رویا میں روئے مصطفا   از طفیلِ مرشدی مجھ کو دکھا
کل حوادث اور محن کر ان سے دور   دو جہاں میں کر عطا ان کو سرور

جب ہو دنیا سے سفر سوئے عدم   مجھ کو ہرگز کچھ نہ ہو دنیا کا غم
دم سمٹ کر جس گھڑی سینہ میں ہو   اور دل طولِ امل جینے میں ہو
موت سے چھپتی پھرے رگ رگ میں جان   تشنگی سے خشک ہو جائے زبان
ابرِ رحمت سے بجاہِ مصطفیٰ   تب مجھے سیراب کر میرے خدا
جب فرشتہ موت کا آئے نظر   مجھ کو اے مولا نہ ہو خوف و خطر
جان تن سے جس گھڑی ہو جدا   ہو زبان کو ورد الا اللہ کا
قبر کی ظلمت میں نورِ احمدی   باعثِ تسکینِ خاطر ہو میری
دے عذابِ قبر سے یا رب نجات   یہ تیری رحمت کے آگے کیا ہے بات
ہول کر یوم الجزا کی مجھ سے دور   اور شہیدوں میں تو کر میرا نشور
جب وزن ہوویں عمل میزان میں   ہو میرا حامی خدا اس آن میں
پُل کے اوپر سے بآسانی گذار   اپنی رحمت سے تو کر بیڑے کو پار
آتشِ دوزخ کو مجھ سے دور کر   دل زنورِ معرفت پُرنور کر
جنت الفردوس میں دے مجھ کو جا   اور دیدار اپنا اے مولا دکھا
سویا ایک دن میں جو پیچ و تاب میں   روضۂ حضرت سے مجھ کو خواب میں
دو کتابیں تو نے جو کی تھیں عطا   ایک کی خدمت کو میں لایا بجا
دوسری کی جلد کچھ تدبیر ہو   تاکہ پوری خواب کی تعبیر ہو
کر مجھے توفیق شب خیزی عطا   عشق دے اپنا زبہرِ مصطفا
عشق تیرا دل میں ہو کار گر   میں رہوں مثلِ کتاں خستہ جگر
عشق کی آتش لگی ہو دل میں تیز   بیکلی سے ہر گھڑی ہو رست و خیز
جذبِ دل ہو راز سر بستہ رہے   سالکوں کی طرح اے مولا میرے
عشق ایسا کر عطا اے ذوالکرم   جس سے مجنوں بن چلوں سوئے حرم

کچھ نہ مجھ کو پاسِ ننگ و نام ہو — عاشقانہ تن پر ایک احرام ہو
پا برہنہ عشق میں آشفتہ جان — جانبِ مکہ ہوں جلدی سے رواں
دست و پا مرشد کے اپنے چوم کر — حالِ دل اپنا سناؤں کھول کر
کل مناسک ذوقِ دل سے کر تمام — پھر مدینہ میں کروں جا کر قیام
مسجدِ نبوی میں یہ خستہ جگر — دونوں ہاتھوں سے کلیجا تھام کر
یہ کہے اے مظہرِ فیضِ اتم — بارِ عصیاں سے ہوا ہوں پشت خم
ہوں سیہ بختی سے میں خاطر ملول — کر غلامی میں مجھے اپنی قبول
کیجیے سیراب اے ابرِ کرم — تشنگی سے موت کی جب جائے دم
جب جدائی جسم کو ہو جان سے — خاتمہ میرا ہو بس ایمان سے

بخدمت ارباب اسلام مؤدبانہ عرض ہے کہ اگر کسی صاحب کا مدینہ طیبہ حاضری کا اتفاق ہوتو اس نا کارہ کی جانب سے حضور ﷺ کوسلام عرض کرنا اوراس قدر اور تکلیف گوارا فرمانا کہ حرفاً حرفاً اس رسالہ کو حضور سراپا نور ﷺ کے روضۂ انور کے روبرو پڑھ کر سنا دینا اور اس نا کارہ اور اس کے والدین کیلیے دعاء مغفرت کرنا اور یہ بھی دعا کرنا الٰہی بحرمت حضرت رسالت پناہی مؤلف رسالہ ہذا کو مدینہ شریف کی حاضری نصیب ہو اور مؤلف خود یہ رسالہ حضور کو پڑھ کر سنائے اور جناب رسول اللہ ﷺ کے فیض باطنی سے حصہ پائے آمین ثم آمین بجاہ سیّد المرسلین

وآخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العٰلمین وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ واولیاء امتہ اجمعین۔

قطعۂ تاریخ از تصنیف فاضل عالم نبیل جناب مولانا مولوی رحیم الدین صاحب طرب سلمہ اللہ الجلیل

کرد چوں تصنیف حضرت مولوی نور الحسن
ایں عجائب مولدِ محبوب رب العالمین
گفت از الہام و امداد خدائے لا یزال
نام و تاریخش طرب میلادِ خیر المرسلین[1]

تصنیف کرد مولوی نور الحسن ادیب
مولود بادشاہِ رسولانِ باوقار
تاریخ این نگارش برجستہ ای طرب
تحریر کن ولادتِ یکتائے روزگار

ولہ

مولوی نور الحسن نے جب لکھا
یہ رسالہ جو کیا سب نے قبول
سال اس تصنیف اور تالیف کے
لکھ طرب ہے ذکرِ[2] میلادِ رسول

(۱) یہی نام تاریخی مولوی محمد معصوم صاحب سلمہ نے جو کہ ریاست رامپور میں تشریف رکھتے ہیں تحریر فرمایا (۲) جناب امیر مینائی شاعر بیدل لکھنوی نے بھی یہی مادہ تاریخ بعینہ تحریر فرمایا تھا۔

قطعۂ تاریخ از نتیجۂ فکر شاعرِ شیریں مقال جناب منشی امیر احمد صاحب امیر مینائی لکھنوی

یہ خبر اس کے مؤلف کو ملی
جو دعا مانگے وہ ہو یا رب قبول

پوچھی ہاتف سے جو تاریخ اے امیر
بول اٹھا ہے ذکر میلادِ رسول

تمت بالخیر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الٰہی مطلعِ انوار رحمت ساز جانم را
کلیدِ مخزنِ اسرارِ دل گرداں زبانم را

الحمد للّٰہ رب العالمین والعاقبة للمتقین والصلوٰة والسلام علیٰ رسوله محمد وآله واصحابه واهلبیته وازواجه وذریاته اجمعین ○

ہزار بار بشویم دہن ز مشک و گلاب
ہنوز نام تو گفتن کمالِ بے ادبی است

حمد خلاقِ زمین و آسماں لکھ سکے یہ کلک میں طاقت کہاں
آدمی کو خاک سے پیدا کیا قطرۂ ناپاک کو دریا کیا
عقل سے اس کو کیا پھر سرفراز سارے حیوانوں پہ بخشا امتیاز
پھر ہدایت کیلیے بھیجے رسول تا نہ ہو گمراہ کوئی بوالفضول
انبیائے ماسبق جب ہوچکے مظہرِ خاصِ احد پیدا ہوئے
ان کی کیا تعریف ہو انسان سے وصف ان کا ہے عیاں قرآن سے
لا محالہ ہیں شہِ دنیا و دیں رحمتِ عالم شفیع المذنبین
امتوں کے آپ ہی ہیں داد رس ہم گنہگاروں کے ہیں فریاد رس
آپ کا دامن ہمارا ہاتھ ہے مقتدی کو مقتدا کا ساتھ ہے
ہیں وہ محبوبِ خدائے دو جہاں رتبے ان کے کہاں اور ہم کہاں
الغرض کیا وصف ہم سے ہوسکے بعد خالق کے ہیں ان کے مرتبے

حمد بے حد وثناء بے عد اس کبریا ذوالجلال بے شبہہ و بے مثال کو کہ جس نے عقل کل ہادی سبل نور خدا ظہور ہدا شمس الضحیٰ بدر الدجی نور الہدیٰ کہف الوریٰ سرور انس

وجان سرورِ دل وجان حاوی بینات معجزات حلال آیات مشکلات قبلہ عالمیان وکعبۂ آدمیان نائب مولیٰ خلیفۂ خدا مورد الطاف کریم مصدر اعطاف رحیم مشرف بہ تشریف لولاک معزز بخطاب یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ اِنَّا اَرْسَلْنٰکَ رسول امی قرشی ہاشمی مطلبی ابوالقاسم محمد ابن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن منور بن معد بن عدنان کو سبب ظہور دونوں عالم کا اور باعث ہدایت اور نجات جن وبنی آدم کا کیا پس جو شخص ان کی ہدایت پر چلا اس نے دنیا میں راحت اور آخرت میں بڑے درجے پاکر خوشنودی حق تعالیٰ میں آرام پایا اور جس نے سید ھا راستہ ایمان کا چھوڑا اور طرف کو منہ موڑا اس نے اپنے آپ کو برباد اور رسوا کیا یاایھا المشتاقون بنور جمالہ صلوا علیہ وآلہ۔

الٰہی ہزاروں درود و سلام ہوں روحِ پیمبر پہ نازل مدام

اے فکر پا یہ تھام لے عرشِ جلیل کا
اے موجِ طبع جوش دکھا سلسبیل کا
اے شوق مدح خوان ہو خدائے جلیل کا
اے صوتِ کلک نغمہ سنا جبرئیل کا
اے طائرانِ خلد مرے ہم صفیر ہو
اے خازنانِ فیض سخن دستگیر ہو
اے حاملانِ عرش معلیٰ ذرا سنو
اے ساکنانِ خاک مخاطب ادب سے ہو
اے عاشقانِ پاک پڑھو سب درود کو
صلوات برمحمد وبر آلِ پاک او

ہے عزمِ نعت سرورِ خیرالانام کا
مولود ہے رسول علیہ السلام کا

زباں سے نعت لکھنے میں جو نامِ مصطفیٰ نکلے
صریرِ کلک سے صلِّ علیٰ صلِّ علیٰ نکلے

تڑپ کر اے دلِ بے تاب تو آگاہ کر دینا
ادھر سے جب مدینہ جانے والا قافلہ نکلے

وہی ہے اہلِ دل اور ہے وہی اللہ کا بندہ
کہ جس کے ہر نفس میں یا محمد کی صدا نکلے

ہوئی کافور عالم سے اس دم کفر کی ظلمت
حجابِ نور سے جس دم رسولِ دوسرا نکلے

یہ حسرت ہے کہ میں جی بھر کے دیکھوں جلوۂ احمد
الٰہی وہ بھی دن ہوگا جو دل کا حوصلہ نکلے

مرے اشعار میں ہے صاحبِ معراج کی مدحت
فرشتوں کی زباں سے کیوں نہ ہر دم مرحبا نکلے

ہمیں دنیا سے کیا مطلب عدم کے رہنے والے ہیں
ادھر بھی ہم تلاشِ جلوۂ احمد میں آ نکلے

کروں اس کے قدم کی خاک کو کحل البصر اپنا
کوئی زائر مدینے کا جو اس جانب کو آ نکلے

مجھے وہ عشق دے یارب کہ مرنے پر قیامت تک
لحد سے یا محمد یا محمد کی صدا نکلے

آبدؔ کے دل کو دھڑکا ہے سوال قبر کا حضرت
نہیں معلوم کیا کہنے کو چاہوں منہ سے کیا نکلے

عزیزو قلم دو زبان کی کیا مجال کہ مدح وثناء حضرت رسالت پناہی لکھ سکے اور انسان ضعیف وجہول کی کیا طاقت جو اس بحرِ زخار میں قدم رکھے۔

وصف خلق کسی کہ قرآنست
خلق را وصف او چہ امکانست

اگر تمام دریا سیاہی اور سب درخت قلم بنیں اور جن وانس جمع ہو کر لکھیں ہزار میں سے ایک بھی نہ لکھ سکیں مگر چونکہ بقدرِ امکان اس کام میں مصروف رہنا دلیل سعادت موجب فلاح دنیا وآخرت ہے لہٰذا سب مسلمانوں کو چاہیے کہ ذرا گوش ہوش سے ان باتوں کو سنیں اور محبت اور پیروی رسول مقبول ﷺ میں مستعد ہوں یہی وسیلۂ نجات حقیقی اور خوشنودی مولی ہے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کسی نے آپ کے اخلاق کو پوچھا انہوں نے کہا کان خلقہ القرآن یعنی آپ کا خلق قرآن تھا جو کہ اخلاق حمیدہ قرآن مجید میں مذکور ہیں وہ سب آپ میں ظاہر تھے وضع آپ کی باوقار تھی جو آپ کو دیکھتا ہیبت کھاتا مگر جب شرف حضور سے مشرف ہوتا تو آپ کی محبت اس کے دل میں آجاتی ملاقات میں تقدیم سلام کی فرماتے منتظر اس بات کے نہ رہتے کہ وہ سلام کرے ہر ایک شخص سے آپ بکشادہ پیشانی و روئے حندان ملتے کبھی زبان پر کلام نخش باد رشت نہ لاتے جو کوئی آپ کو پکارتا آپ لبیک فرماتے یعنی حاضر ہوں جس مجلس میں تشریف لے جاتے کنارۂ مجلس بیٹھ جاتے قصد بالانشینی اور صدر محفل کا نہ فرماتے اگر کوئی شخص آپ کا ہاتھ پکڑ لیتا جب تک وہ نہ چھوڑتا آپ نہ چھڑاتے عورتیں ضعیف جو آپ کو اپنے ہمراہ لے لیتیں آپ فوراً ان کے ساتھ ہو لیتے اور ان کا کام کر دیتے تمام عمر کسی کو آپ نے ایذا نہ دی ہر چند جنگ احد میں کافروں نے آپ کو تکلیف پہنچائی مگر ہمارے حضرت نے ان کے حق میں دعائے خیر فرمائی۔ یاایھا المشتاقون بنور جمالہ صلوا علیہ وآلہ

الٰہی ہزاروں درود و سلام
ہوں روحِ پیمبر پہ نازل مدام

دل ست عاشقِ نامِ تو یارسول اللہ — فدائے طرزِ کلامِ تو یارسول اللہ
بہ پیش لعل لبت روح العطش گویاں — دل ست تشنہ جامِ تو یارسول اللہ
فدائے نکہتِ زلفِ تو ہوش وصبر قرار — فتادہ عقل بدامِ تو یارسول اللہ
مہ است حلقہ بگوشِ رخِ دل افروزت — جمالِ زہرہ غلامِ تو یارسول اللہ
تو عکسِ اول حسنِ قدیمِ لم یزلی — زہے علوے مقامِ تو یارسول اللہ
بحالِ زار منِ بے نوا شہا نظرے — کہ آمدم بسلامِ تو یارسول اللہ

شرابِ وحدت و عرفان دلم ہمی خواہد
ز فیضِ رحمت عام تو یارسول اللہ

شہید را بہ نگاہے نما فنا فی اللہ
بجاں فدا ست بنامِ تو یارسول اللہ

سببِ تالیفِ رسالہ

حمد ہے اس خدائے مطلق کو کہ جس نے انبیائے برحق کو دنیا میں لوگوں کی ہدایت کے واسطے بھیجا اور شکر ہے اس مولیٰ کا کہ جس نے پیغمبروں کے ذریعہ سے اپنے بندوں کو ایمان کی دولت سے مالا مال کیا اور درود نا محدود اس نبی محمود کو کہ نام پاک جن کا محمد ہے اور دین اس کا آخر زمان تک تائید الٰہی سے مؤید ہے اس کی طفیل سے کلام الٰہی نازل ہوا جس سے حال سب پیغمبروں کا نمود ہوا اور اگلی امتوں کی نافرمانیاں سن کر عبرت اٹھانے سے ہمارا بہبود ہوا اور اس کی آل واصحاب پر کہ جنہوں نے حضرت کے فیض محبت سے حال انبیاء کرام علیہم السلام کا واضح ہوا اور دین کی راہ کو روشن کیا اور رائج کیا پیغمبروں کے احوال سننے سے تقویت دین کی ہے اور اگلی امتوں کے حادثات دریافت کرنے سے زیادتی یقین کی اگرچہ علمائے متقدمین نے تواریخ عربی اور فارسی میں ابتدائے خلق سے تا انتہا کچھ باقی نہیں رکھا لیکن اس زمانے کے لوگوں کی ہمتیں دین کے کاموں میں سست اور دنیا کے امور میں چست ہیں عربی اور فارسی کی تحصیل میں مدت کا طول ہوتا ہے اس کی تحصیل سے ان کا دل ملول ہوتا ہے اس لیے یہ ہیچمدان قاصر بے زبان عاصی پر معاصی حقیر فقیر محمد حسین متوطن قصبۂ کاکوری نے کچھ تھوڑے حالات نماز پنجگانہ مع جمعہ وحقوق مسلمانان مع آداب تلاوت قرآن شریف اور فضائل درود شریف و ولادت اور رضاعت مع معجزات اور حلیۂ شریف و ذکر شفاعت کبریٰ اس عالی جناب کے بطرز جدید بطور وعظ اردو زبان میں معتبر کتابوں سے چن کر حسب

فرمائش وخواہش برادرم شاہ محمد محسن علی صاحب خلیفہ مولانا حاجی حافظ شاہ محمد عبدالسلام صاحب ہاسوی قدس سرہ اور محبی ومکرمی محمد سراج الدین حسین صاحب ومنشی وہاج الدین حسین صاحب اور بسبب ترغیب واعانت رؤسا کاکوری کے صاف صاف زبان میں تحریر کرا کے طبع کرایا اور نام اس میلاد شریف کا ''سرور سینہ معروف بہ چراغ مدینہ'' رکھا خدا ان لوگوں کو جنہوں نے اس کار خیر میں اعانت اور کوشش کی اجر عظیم بخشے اور مجھ عاصی کو بھی اس کے صلہ میں اجر دے اور خاتمہ بخیر کرے آمین ثم آمین اگر کسی کو اس میلاد شریف کی روایتوں میں شک وشبہہ پڑے تو جن کتابوں کے نام سے حکایت یا روایت خواہ نقل مندرج ہو دیکھ کر اپنا شک وشبہہ رفع کرلے اور جو مسلمان دین دار عاشق رسول اس کے دیکھنے سے فائدہ مند ہو تو ترغیب دلانے والوں اور اعانت کرنے والوں کے حق میں دعائے عاقبت بخیر ہونے کی کرے۔

کیفیت محفلِ میلاد شریف

مسلمانو آگاہ ہو اور جانو کہ یہ محفل عمدہ ترین مستحبات اور بہترین مندوبات سے ہے کہ اس فعل سے محبت اور تعظیم حضرت رسالت پناہی اور شکر گذاری جناب الٰہی کی آپ کی ولادت باسعادت پر سمجھی جاتی ہے اسی خیال سے مکہ معظمہ اور مدینہ طیبہ اور مصر اور شام اور یمن کے لوگ ہمیشہ محفلیں کرتے ہیں اور جب مہینہ ربیع الاوّل شریف کا آتا ہے خوش ہوتے اور اچھے کپڑے پہنتے اور زینت اور تجمل ظاہر اور طرح طرح سے سامان خوشی کا بہم پہنچاتے ہیں اور حاجی رفیع الدین خان مرادآبادی لکھتے ہیں کہ رسالۂ مولد امام برزنجی کا تمام ملک روم اور شام اور مصر اور حرمین شریفین میں مروج ہے اب سب ملکوں میں لوگ برابر محفل کیا کرتے ہیں اور مدینہ شریف میں خاص مزار مقدس پر جو مجلس منعقد ہوتی ہے اس کی کیفیت دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے خصوصاً جس وقت پڑھنے والا کہتا ہے صلوا علیٰ ہذا النبی الکریم اور مزار مبارک کی طرف اشارہ کرتا ہے سنگدل بھی رونے لگتے ہیں۔

مزار دیکھوں محمد کا جستجو یہ ہے
مدینے جاؤں میرے دل میں آرزو یہ ہے

سنگھاوے بوگل طیبہ کی لا کے تو مجھ کو
صبا سے مجھ کو ہر اک لحظہ گفتگو یہ ہے

خدا کے نور سے پیدا ہوا جو عالم میں
کدھر ہو طالبو دیکھو وہ ماہ رو یہ ہے

ضرور پاؤ گے دیدارِ مصطفیٰ یارو
پڑھو درود اگر تم کو آرزو یہ ہے

عیاں ہے صلِّ علیٰ انبساطِ غنچہ سے
سنو چمن میں تو آواز چار سو یہ ہے

مزارِ احمدِ مرسل کو دیکھیں اے ہمسر
ہمارے دل میں اگر ہے تو آرزو یہ ہے

یاایھا المشتاقون بنور جمالہ
صلوا علیہ وآلہ

الٰہی ہزاروں درود و سلام
ہوں روحِ پیمبر پہ نازل مدام

روایت کی ہے ابونعیم نے حلیہ میں ابن منبہ سے کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص سو برس تک اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتا اور گناہوں میں مبتلا رہا پھر وہ مرا اس کو حقارت سے ایک گھورے میں دبا دیا اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام پر حکم بھیجا کہ اس کو گھورے سے نکالو اور اس کے جنازے کی نماز پڑھو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی کہ اے پروردگار یہ شخص بڑا گنہگار تھا بنی اسرائیل نے میرے آگے گواہی دی کہ اس نے سو برس تک اللہ کی نافرمانی کی حکم ہوا کہ واقعی یہ شخص ایسا ہی تھا لیکن جب اس نے توریت پڑھی اور محمد ﷺ کے نام مبارک پر نظر پڑی اس نے اس نام کو بوسہ دیا اور آنکھوں سے لگایا ہم کو تعظیم اس کی پسند ہوئی اس لیے ہم نے اس کی مغفرت کی اور ستر حوریں عنایت کیں تو خوشا حال ان مسلمانوں کا کہ رات و دن آپ کی محبت میں جانباز رہیں اور خدا کے مقبول اور محبوب ہونے کے مرتبے سے سرفراز ہوں۔ اشعار

جو آ کے بزم میں یہ دیندار بیٹھے ہیں
نبی کی دید کے امیدوار بیٹھے ہیں

نبی کے نور کو دیکھا ہے جس نے آنکھوں سے
ہوئے ہیں ساکت و حیران و زار بیٹھے ہیں

شفیعِ حشر شفاعت کے مینھ کو برساؤ
گنہگار یہاں بے شمار بیٹھے ہیں

نگاہِ لطف مناسب ہے اس گھڑی شاہا
کہ اہلِ جرم بہت شرمسار بیٹھے ہیں

گدائی در کی ترے ہم کو بادشاہی ہے
اسی سے در پہ تیرے شہریار بیٹھے ہیں

لگاؤ زخمِ جگر پر اب آ کے تم مرہم
کہ راہ تکتے ہیں سینہ فگار بیٹھے ہیں

جو خاکِ پا تری کحل البصر سمجھتے ہیں
ہر ایک راہ میں بنے خاکسار بیٹھے ہیں

آدابِ میلاد شریف

مولود شریف پڑھنے والے اور سننے والے کو چاہیے کہ ان آداب کا پابند رہے تا برکات اور حسنات اس ذکر شریف کے حاصل ہوں اور بدعات اور منکرات سے جو رائج ہوتے جاتے ہیں بچے واضح رہے کہ ذکر شریف آنحضرت ﷺ کا کرنا موجب سعادت اور تقویت ایمان اور رضاء الٰہی اور ادائے شکر نعمت اور اظہار محبت نبوی ﷺ ہے۔ اوّل بخلوص نیت اس محفل شریف کو کرے نام آوری اور تفاخر کا خیال نہ لائے ورنہ سعی لاحاصل اور عمل باطل ہے۔ دوسرے مال حلال سے یہ محفل کرے کہ مال حرام

نجس ہے۔تیسرے مجلس میں غریب اور امیر کا امتیاز نہ کرنا چاہیے بلکہ عامۂ اہل اسلام مثل مجلس وعظ کے مساوی طور پر آئیں اور بیٹھیں۔ چوتھے سب لوگ کمال محبت اور شوق سے ذکر شریف سنیں اور درود وسلام پڑھتے رہیں۔ پانچویں اس مقام کو نجاست اور بوے بد اور شور وغل سے پاک رکھیں۔ چھٹے ایسی چیزیں وہاں نہ ہوں جو شرعاً ممنوع ہیں۔ساتویں ذکر شریف میں نغمات کا التزام نہ کرے خوش الحانی اور جابجا سچے اشعار کا پڑھنا کہ موجب جذب قلوب اور تاثیر مزید ہیں کچھ مضائقہ نہیں۔آٹھویں غلط اور بے بنیاد روایتیں اور ضعیف حدیثیں بے سند کتابوں کے مضامین اور ایسے خلاف شرع فضائل جو حضرت کو خدائی کے درجے تک پہنچادیں یا ان سے دوسرے انبیاء کی یا ملائکہ کی حقارت لازم آئے یا جناب باری کے خلاف شان امور مفہوم ہوں ہرگز جائز نہ ہیں اس سے آدمی سخت گنہگار ہوتا ہے اس لیے کہ فرمایا آنحضرت نے کہ جس نے میری نسبت جھوٹ باندھا اس نے اپنا ٹھکانا آگ میں کرلیا اور ایسے ہی جس نے کسی ایک نبی یا فرشتہ کی توہین یا جناب باری کی شان میں کوئی حکم خلاف کہا وہ گنہگار ہوگا۔نویں ان سب امور کو اگر خود جانتا ہے تو رعایت کرے ورنہ کسی عالم معتبر سے سیکھے یا کسی ایسی کتاب سے کہ جس کی صحت پر علماء شہادت دیں نقل کرے اور ہر ایک رسالہ پر جو اکثر لغو اور موضوع روایتوں سے بھرے ہوئے ہیں اعتماد نہ کرے ورنہ خود بھی گنہگار ہوگا اور سننے والے بھی۔دسویں زیادہ تر پرہیز کرے ایسی صحبتوں سے جہاں دو دو چار چار آدمی بطور قوالی یا سوز خوانی کے نغمات راگ میں اشعار نعتیہ اور ذکر شریف ادا کرتے ہیں۔ اس لیے کہ وہ محض بدعت اور بے ادبی اور خلاف علماء کبار کے ہے یہ ایسے سلطان دو جہاں کا ذکر ہے کہ جس کے حضور میں آواز بلند کرنا قرآن سے منع ہے اور جس کے تعظیم اور آداب فرض ہے۔گیارہویں فضائل اور معجزات اور حالات شریف مع کثرت درود اور سلام وترغیب امور خیر وممانعت افعال بدصحیح روایتوں سے بیان کرے۔غزل نعتیہ

مجلسِ میلاد میں مومن کو آنا چاہیے
دفترِ نبوی میں نام اپنا لکھانا چاہیے

آئیں گے اس بزم میں محبوب رب العالمین
عطر ملنا چاہیے خوشبو لگانا چاہیے

نور کی قندیلیں روشن تھیں شب معراج میں
آج تم کو شمع کا فوری جلانا چاہیے

جامِ کوثر کا پلاتے تھے وہاں حورو ملک
وہ نہیں تو تم کو شربت ہی پلانا چاہیے

یہ وہ مولد ہے کہ جس سے رونقِ اسلام ہے
روشنی سے کفر کی ظلمت گھٹانا چاہیے

مومنو راہِ خدا میں خرچ کرکے مال و زر
باغ میں جنت کے گھر اپنا بنانا چاہیے

جمع کیا تم نے کیا توشہ عدم کی راہ کا
یہ سفر بھاری ہے کچھ سامان لانا چاہیے

ایک دن جانا پڑے گا حشر کے میدان میں
سر پہ رحمت کا وہاں پر شامیا نہ چاہیے

اس کی آمد ہے یہاں جو ہے حبیبِ کبریا
فرش کی جا اپنی آنکھوں کو بچھانا چاہیے

روزِ محشر کو سوا نیزے پہ ہوگا آفتاب
رہنما و ان کا کوئی اپنا بنانا چاہیے

زینتِ کونین ہیں وہ رحمت للعالمین
ایسے آقا کی نہ کیوں خدمت میں جانا چاہیے

تھرتھراتی ڈر سے جس کے عرشیوں کی جان ہے
تم کو بھی روزِ جزا کا خوف کھانا چاہیے

حشر کو جس کی شفاعت کے ہوئے امیدوار
جان و مال اس نام پر اپنا لٹانا چاہیے

سامنا ہونا ہے اک دن اب فشارِ گور کا
قبر کی تنگی سے اپنے کو بچانا چاہیے

بزم یہ مشکل کشا اور قاضی الحاجات ہے
ہر مصیبت میں تمہیں مولد پڑھانا چاہیے

گر حضوری شاہ کی منظور ہے اے دوستو
واسطے پڑھنے کے مسکین کو بلانا چاہیے

یاایھا المشتاقون بنور جمالہ
صلوا علیہ وآلہ

الٰہی ہزاروں درود و سلام
ہوں روحِ پیمبر پہ نازل مدام

صحیح بخاری میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مقرر ایمان کی جگہ مدینہ ہے ہر وقت میں ایمان داروں کو وہاں جانے کی ضرورت رہتی ہے جب تک آنحضرت ﷺ دنیا میں ظاہر رہے تو مسلمان ہر وقت ہر طرف سے دین سیکھنے کو جاتے تھے پھر خلفائے کرام رضی اللہ عنہم کے وقت میں اسی طرح لوگ جایا کیے اور وہاں بڑے بڑے عالم ہو گئے ہر زمانے کے لوگ علم سیکھنے کو جایا کیے پھر حضرت کی

قبر مبارک کی زیارت کو ہمیشہ لوگ جایا کرتے ہیں۔ مسلمانوں کو مدینہ طیبہ جانے کی ہمیشہ ضرورت ہے مسلمانوں آگاہ ہو کہ قیامت کے قریب کفر کا غلبہ ہوگا۔ آخر سب ملکوں کا ایمان سب طرف سے سمٹ کر مدینہ منورہ چلا جائے گا جہاں سے ایمان جاری ہوا وہاں سمٹ کر چلا جائے گا۔ غزل

وہ دن خدا کرے کہ مدینہ کو جائیں ہم
خاکِ درِ رسول کا سرمہ لگائیں ہم

جالی پکڑ کے روضۂ اطہر کی ہاتھ سے
سب حالِ دل رسولِ خدا کو سنائیں ہم

آنکھوں سے اپنے چن کے مدینے کے خار و خس
زخمِ جگر کے واسطے مرہم بنائیں ہم

آنکھیں ملیں کبھی درِ اطہر پہ ایک بار
جوشِ دل بصر کو وہاں سے اٹھائیں ہم

وہ روز بھی دکھا کہ مدینے کو پہنچ کر
دامن کے ٹکڑے جیب کے پرزے اڑائیں ہم

ہمسر کی یہ دعا ہے ہمیشہ کی اے خدا
وہ روز بھی دکھا کہ مدینے کو جائیں ہم

یاایھا المشتاقون بنور جمالہ صلوا علیہ وآلہ

لکھا ہے ایک صحابی نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ میں کب پورا مسلمان ہوں گا فرمایا جس وقت تو دوست رکھے اللہ کو التماس کیا کس چیز سے پہچانی جائے دوستی اللہ کی فرمایا جب تو دوست رکھے اس کے رسول کو یعنی نشانی دوستی اللہ کی محبت رسول ہے بے شک جو لوگ کہ محبت رسول میں قوی ہیں ایمان بھی ان کا قوی ہے اور جو لوگ

کہ ان کی محبت میں ضعیف ہیں ان کا ایمان بھی ضعیف ہے پھر تین بار فرمایا ہرگز اس کو ایمان کامل نصیب نہ ہوگا جس کو رسول کے ساتھ محبت نہ ہوگی پس اے مسلمانو مدار ایمان کا محبت کامل ساتھ اللہ اور رسول کے ہے اور اطاعت رسول کی عین اطاعت خدا کی ہے چنانچہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے جس نے حکم مانا رسول کا اس نے حکم مانا اللہ کا اور جس نے منہ پھیرا اس سے تو ہم نے نہیں بھیجا تجھ کو ان پر نگہبان تو اے بھائیو تم سب کو لازم ہے کہ اطاعت رسول کی بسرو چشم بجالاؤ اور محبت ان سے کامل پیدا کرو کہ مضبوطی ایمان ہو اور خدا تم سے راضی ہو اے عاشقان محمد ﷺ جناب رسول مقبول کے نام سے عشق ہونا باعث نجات کا ہے چنانچہ خواجۂ عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ مومن کامل نہیں ہوتا جب تک کہ عزیز نہ رکھے مجھ کو زیادہ اپنے مال اور اولاد اور ماں باپ اور ساری دنیا سے اور جو میرے روضۂ منورہ کی زیارت کیلیے آیا ہے لَا تَدْخُلُ النَّارَ مَنْ رَّاٰنِیْ دوزخ میں نہ جائے گا جس نے مجھے دیکھا پس یہ بات ثابت ہوئی کہ جو کوئی زیارت قبر شریف کی کرے اس کیلیے شفاعت واجب ہوئی سلف سے خلف تک یہ عادت رہی ہے کہ جب حج کو جاتے ہیں تو اس سعادت کو بھی حاصل کرتے ہیں خداوند تعالیٰ اپنے فضل عمیم سے بطفیل جناب رسول اللہ ﷺ کے اس گناہگار تباہ روزگار کو جلدی سے جلد یہ سعادت نصیب کرے۔

یاایھا المشتاقون بنور جمالہ صلوا علیہ وآلہ
الٰہی ہزاروں درود و سلام ہوں روحِ پیمبر پہ نازل مدام

غزل

ہے تمنا یہ خدا سے کہیں ایسا ہوئے
ہند سے سوئے مدینہ مرا جانا ہوئے

اور جانا ہو تو اس طرح سے جانا ہووے
سوئے محبوب رواں جو کوئی شیدا ہوئے
سر کے ہوں بال کھلے پائے برہنہ ہوئے
گیروا رنگ گلے میں مرے کرتا ہوئے
خاکِ صحرائے مدینہ ہو مرے منہ پہ ملی
جاری آنکھوں سے مرے اشک کا دریا ہوئے
پہنچوں اس شکل سے جب میں درِ اقدس پہ حضور
یا محمد کا زباں پر مرے نعرہ ہوئے
روضۂ پاک کے چوگرد پھروں میں ایسا
جیسے پروانہ تری شمع پہ شیدا ہوئے
دلِ مشتاق میں ہو شوقِ زیارت کا بھرا
ہر گھڑی وردِ زباں صلِّ علیٰ کا ہوئے
سامنے ہونگا کھڑا میں درِ اقدس کے قریب
حالِ خستہ پہ نظرِ رحم خدایا ہوئے
جوڑ کر ہاتھ کروں عرض کہ یا ختمِ رسل
پوری اللہ یہ میری دل کی تمنا ہوئے
دلِ بلبل ترے کوچہ میں تڑپتا ہوئے
صوفی یہ کرم تماشا تو تماشہ ہوئے

یاایھا المشتاقون بنور جمالہ
صلوا علیہ وآلہ
الٰہی ہزاروں درود و سلام
ہوں روحِ پیمبر پہ نازل مدام

نقل ہے کہ پیغمبر خدا ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا کہ دروازہ کعبہ کی زنجیر پکڑے ہوئے کہتا ہے کہ الٰہی اس کعبہ کی برکت سے میرے گناہ بخش دے آپ نے فرمایا کہ تو نے کیا گناہ کیا ہے اس نے عرض کیا کہ یارسول اللہ گناہ میرا بڑا ہے آپ نے فرمایا کہ لوح وقلم عرش وکرسی سے بھی بڑا ہے اس نے کہا کہ ہاں ان سب سے زیادہ ہے آپ نے فرمایا کہ اللہ بڑا ہے یا تیرا گناہ اس نے کہا اللہ سب سے بڑا ہے فرمایا کہ بیان کر گناہ کیا ہے کہا یارسول اللہ میں تونگر ہوں اور بہت مال ومتاع رکھتا ہوں لیکن جب کوئی فقیر محتاج مجھ سے سوال کرتا ہے میرے بدن میں آگ لگ جاتی ہے اور جی جلتا ہے آپ نے فرمایا کہ اے کمبخت دور ہو کہ تیرے اعمال کی شامت سے ایسا نہ ہو کہ تمام مخلوق جل جائے قسم اس خدا کی جس نے مجھ کو مخلوق کی ہدایت کے واسطے پیدا کیا ہے اگر ہزار برس اس کعبہ میں تو نماز اور روزہ رکھے اور اس قدر روئے کہ آنسوؤں کا دریا جاری ہو جائے اور درخت اس کے پانی سے پیدا ہوں اور لوگ اس سے فائدہ پائیں باایں ہمہ اگر بخل میں مرے گا تو دوزخ میں پڑے گا کہ بخل بمنزلہ کفر کے اور کفر کا بدلہ آتشِ جہنم ہے خداوند کریم اپنے حبیب کے تصدق میں سب مسلمانوں کو بخل سے بچائے اور ہدایت نیک پر چلائے۔ آمین۔ ثم آمین بقولِ سعدی

اگر چرخ گردد بکامِ بخیل
درِ اقبال باشد غلامِ بخیل

وگر در کفش گنج قاروں بود
وگر تابعش ربعِ مسکوں بود

نیرزد بخیل آنکہ نامش بری
وگر روزگارش کند چاکری

مکن التفاتے بمالِ بخیل
مبر نام مال و منالِ بخیل

بخیل ار بود زاہدِ بحر و بر
بہشتی نباشد بحکمِ خبر

بخیل ارچہ باشد توانگر بمال
بخواری چو مفلس خورد گوشمال

بخیلاں ز اموال بر می خورند
بخیلاں غمِ سیم و زر می خورند

فضیلتِ سخاوت میں لکھا ہے کہ سخاوت چار قسم پر ہوتی ہے ایک سخاوت مالی دوسری سخاوت بدنی تیسری سخاوت جانی چوتھی سخاوت دلی مالی سخاوت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جس کو مال عطا کرے زکوٰۃ ہمیشہ دیتا رہے خدمت فقراء غرباء مسکین محتاجین کی کھانے کپڑے سے کرتا رہے بدن کی سخاوت یہ ہے کہ ہمیشہ رات دن تن بدن کو یاد خدا میں گھلاتا رہے اور غرباء ومساکین کے کام کر دیا کرے کہ حضرت اکثر غرباء کے کام کیا کرتے تھے جان کی سخاوت یہ ہے کہ جان ودل سے ہمیشہ عشق ومحبت پروردگار میں جان نثاری کرتا رہے دل کی سخاوت یہ ہے کہ ہمیشہ علم دین کی تعلیم کرتا رہے علم معرفت سکھاتا رہے وعظ ونصیحت سے لوگوں کو فیض پہنچاتا رہے جو لوگ ایسی سخاوت کی طرف توجہ کرتے ہیں ان کو اجر وثواب کثیر پروردگار عطا فرمائے گا۔

نقل ہے ایک مرتبہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ابلیس سے پوچھا کہ تو کس قسم کے آدمی سے محبت زیادہ رکھتا ہے اس نے کہا جو صرف نام کے مسلمان ہیں اور اللہ کے نام کی کوڑی خرچ نہیں کرتے ہیں اس واسطے کہ بخیل کی بندگی قبول نہیں اگرچہ کیسی ہی بندگی کرے فرمایا عداوت کس قسم کے لوگوں سے ہے کہا جو جان ومال سے اللہ پر قربان ہیں اور نام ونشان ظاہری سے بیزار اس واسطے کہ سخی کی عبادت قبول ہے اگرچہ تھوڑی اور ناقص ہو حدیث شریف میں آیا ہے السخی حبیب اللہ ولو کان فاسقا یعنی اللہ کی

راہ میں دینے والا اللہ کا پیارا ہے اگر چہ بظاہر اس سے کوئی گناہ ہو جائے کہ نقل ہے اتفاقاً ایک شخص پر بہت قرضداری ہو گئی ہر چند ادا کرنے کی فکر کی مگر میسر نہ ہوئی قرض خواہ اس کے آبرو خواہ ہوئے جب جان سے عاجز آیا تو لاچار ہو کر ایک دوست ولی کے پاس گیا وہ بہت محبت اور خاطر سے پیش آیا اور حال پوچھنے لگا کہ ان دنوں کیسی گزرتی ہے کہا کیا کہوں بہر حال شکر ہے مگر ان دنوں چار سو درم قرض کی بہت فکر ہے کہ قرض خواہ رات دن چین نہیں دیتے جان سے عاجز ہو کے تمہیں دوست جانی جان کے آیا ہوں کہ خانہ دوستاں بروب و درِ دشمناں مکوب مثل مشہور ہے وہ سنتے ہی عرق ندامت میں غرق ہو گیا جی جان سے کھو گیا غیرت کھا کے اندر اٹھ گیا جلدی سے چار سو درہم لے آیا کہا جلدی جائیے اور قرض خواہوں سے پیچھا چھوڑائیے پھر گھر میں جا کر زار زار رونے لگا اس کی عورت نے کہا خیر ہے کیوں روتے ہو جائے شکر گزاری جناب باری ہے نہ مقام گریہ وزاری کہ دوست ولی کی حاجت روا کی پس غم درہم ہے یا غم ہمدم ہے۔ برائے خدا سچ فرمائیے اور اس غم دیدہ کو غم سے چھوڑائیے کہا اے عورت نادان غم درم بندہ درم کو رلاتا ہے اور طالب دنیا کو بے قرار کرتا ہے بلکہ اس واسطے روتا ہوں کہ میں اس کے حال سے کیوں ایسا غافل رہا جو وہ اس بلا میں مبتلا ہو کر حاجتمندوں اور فقیروں کی طرح میرے پاس آیا تب میں نے اس کو اس بلا سے چھوڑایا پس کچھ حق دوستی ادا نہ ہوا بلکہ محتاجوں کو دینا ہوا حقیقت میں ذلت اس کی نہ تھی بلکہ میری تھی پس ایسی غفلت کی زندگی پر تف ہے جو آپ چین اوڑاویں اور دوست بے چین رہیں حق ہے کہ حق دوستی کا یہی ہے ورنہ مانگنے سے دینا تو دوست کو محتاج سمجھنا ہے دوستی اس کا نام نہ رکھنا چاہیے بلکہ ایسی دوستی پر نام رکھنا ہے حقیقت میں سخی وہ دوست ہیں کہ بہر حال خیال دوست کا رکھتے ہیں اور حتی المقدور دوست کو دکھ درد کی ہوا نہیں لگنے دیتے اور بدلے کی امید نہیں کرتے کہ یہ سوداگری ہے نہ دوستی چنانچہ اس مقام کے مناسب حکایت عجب یاد آئی اور وہ یہ ہے کہ دو سچے دوست باہم دوستی رکھتے تھے اتفاقاً دونوں قرضدار ہو گئے

مگر مدت تک ایک کو دوسرے کی قرضداری سے آگاہی نہ تھی جب خبر ہوئی تو ایک دوسرے کے قرضہ ادا کرنے کی فکر میں سرگرم ہوا اور اپنی قرضداری کا کچھ خیال نہ کیا گو ہر وقت قرض خواہوں کا تقاضا رہتا آخر کار ایک نے دوسرے کا قرضہ ادا کر دیا اور آپس میں کبھی ذکر نہ کیا بعد مدت دراز کے کسی طور سے اطلاع ہوئی۔

روایت ہے کہ قیامت کے دن ایک شخص کی نیکیاں اور بدیاں پلۂ میزان میں برابر آئیں گی یعنی جس قدر نیکی اسی قدر بدی تب اس کو حکم ہوگا کہ تو ایک نیکی کسی شخص سے مانگ لا کہ پلہ تیری نیکی کا بدی کے پلے سے بھاری ہو جائے وہ شخص ایک نیکی مانگنے کیلیے ہر شخص کے پاس جائے گا یہاں تک کہ اپنی ماں باپ کے پاس بھی جائے گا مگر اس حالت میں ہر شخص اپنے اپنے حال میں گرفتار ہوگا ایک دوسرے کی کیا پروا ہوگی وہ بیچارہ جس شخص سے ایک نیکی کا سوال کرے گا وہ کچھ جواب نہ دے گا اس حال میں ایک شخص کہ اس کے نامہ اعمال میں فقط ایک ہی نیکی ہوگی وہ اس کو مضطرب دیکھ کر کہے گا کہ بھائی میرے پاس ایک ہی نیکی ہے وہ میں تجھے دیتا ہوں اس واسطے کہ میرا ایک نیکی سے کیا بھلا ہوگا تو ایک نیکی کے ملنے سے نجات پاتا ہے لے میں نے اپنی نیکی تجھے دی میرا مالک اللہ ہے جو چاہے گا سو کرے گا اس شخص کی اس بات پر دریائے رحمت الٰہی جوش میں آئے گا اور جناب ایزد تعالیٰ اپنے کمال و فضل و کرم سے ان دونوں شخصوں کو بخش دے گا اور جنت میں بھیجے گا سبحان اللہ کیا رحمت ہے اور سخاوت کا کیا پھل ہے۔

یا ایہا المشتاقون بنور جمالہ صلوا علیہ وآلہ۔

الٰہی ہزاروں درود و سلام ہوں روحِ پیمبر پہ نازل مدام

بقول شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ

سخاوت کند نیک بخت اختیار
کہ مرد از سخاوت شود بختیار

بلطف و سخاوت جہانگیر باش
در اقلیم لطف و سخا میر باش
سخاوت بود کارِ صاحب دلاں
سخاوت بود پیشۂ مقبلاں
سخاوت مسِ عیب را کیمیا است
سخاوت ہمہ دردہا را دوا ست
مشو ناتواں از سخاوت بری
کر گوئے بہی از سخاوت بری

روایت ہے عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ ایک مرتبہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے خلافت میں قحط پڑا سب لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کچھ فکر فرمائیے کہ تمام مخلوق بھوک سے ہلاک ہوئی جاتی ہے فرمایا آج ان شاء اللہ تعالیٰ کچھ تدبیر ہوگی جاؤ خاطر جمع رکھو پھر قریب شام کے ملک شام سے دوسواونٹ غلہ کے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے آئے سب آدمی خوش ہوگئے دلال حضرت کی خدمت میں گئے اور نرخ غلہ کا دس گیارہ سیر کرنے لگے تب حضرت نے فرمایا سوائے تمہارے اور ہم کو نفع زیادہ دیتے ہیں بولے اس شہر کا تو کوئی اس نرخ سے کم نہیں لے گا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ ایک کے بدلے سات سو بلکہ بے شمار دیتا ہے ہم ایسی منفعت کثیر چھوڑ کر کیوں کسی اور کے ہاتھ بیچیں اور خسارہ کھائیں بخدا میں خدا ہی کے ہاتھ بیچوں گا اور کسی کو ایک دانہ نہ دوں گا پھر سب غرباء اور فقراء کو جمع کر کے کھڑے کھڑے بانٹتے اور لٹاتے تھے اور خوش ہوتے تھے غرض کہ قبل نماز مغرب کے فارغ ہوگئے اسی رات کو حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما آنحضرت ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوئے کہ جناب رسالت مآب بکمال آب و تاب براق پر سوار بہت بہت خوش ہیں میں نے

عرض کیا یا حضرت کہاں تشریف فرما ہوئے عبداللہ تو بہت مدت سے مشتاق دولت دیدار تھا آج اللہ تعالیٰ نے اس کی آرزو پوری کی ارشاد کیا آج عثمان کا للہ غلہ غرباء کو دینا اللہ تعالیٰ کو بہت پسند آیا اور مقبول فرمایا اس کے بدلہ میں عثمان کو بہت سی حوریں نہایت جمیلہ اور شکیلہ حلۂ بہشتی سے بخوبی آراستہ کمال اعزاز واحترام سے عطا فرمائیں مجھ کو بھی ارشاد ہوا کہ اے محمد تم بھی تزک وشان اپنے عثمان کی دیکھو جو اس کے مالک نے اس کو عنایت کی سو میں رحمت اور دولت خداداد کی رونق دیکھنے جاتا ہوں۔

نقل ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں ہزار درہم نذر بھیجے آپ نے اسی وقت للہ بانٹ دیئے کسی خادمہ نے عرض کیا یا ام المومنین کچھ روزے کے افطار کو بھی رکھا ہے فرمایا اب تو کچھ نہیں رہا پہلے سے کہتے تو شاید کچھ رکھ لیا جاتا۔

نقل ہے عکرمہ سے کہ کسی وقت میں کسی شہر کا حاکم بڑا ظالم و خونخوار مردم آزار تھا یہاں تک کہ تمام شہر میں منادی کرادی کہ جو کوئی کسی فقیر کو کچھ دے گا اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا اور وہ شخص شہر بدر کر دیا جائے گا اتفاقاً ایک دن ایک فقیر بھوک کے ہاتھ سے بہت تنگ آیا اور زندگی سے مایوس ہو کر ایک عورت سے نہایت منت اور زاری کرنے لگا اس نے کہا کیا تو نے حکم حاکم نہیں سنا جو مجھ سے مانگتا ہے اور میری موت اور خواری کے سامان کرتا ہے پھر قدرت خدا سے عورت کو اس کی پریشانی حال پر رحم آیا دو روٹی دیں اور کہا امیر کا جو جی چاہے سو کرے مجھ سے بھوکا خدا کی راہ پر مانگتا ہے اور روتا چلا جاتا ہے مجھ سے نہیں دیکھا جاتا ہے ناگاہ امیر کو خبر ہوگئی اس عورت کا ہاتھ کاٹ کر اس کو شہر بدر کر دیا اس کے ساتھ دودھ پیتا بچہ تھا عورت نیک سیرت جنگل میں شدت گرمی سے مارے پیاس کے بے تاب ہوئی ہر چند پانی تلاش کیا نزدیک کہیں نہ پایا لاچار ہو کر نہر کے کنارے گئی جیسے پانی پینے کو جھکی لڑکا گودی سے نہر میں گر پڑا سخت بے قرار زار زار رونے اور چلانے

لگی کہ یکا یک دو جوان خوش رو اور خوش خوا چھی پوشاک پہنے ہوئے آئے اس عورت
سے پوچھنے لگے کیوں اس قدر تجھ کو پریشانی ہی کیا آفت ناگہانی ہے اس نے سب قصہ
بیان کیا اس وقت ایک اس میں سے نہر میں گھس کر اس کے لڑکے کو بجنسہٖ صحیح و سالم نکال
لایا دوسرے نے اس کے ہاتھ کو خدا کی قدرت سے بدستور درست کر دیا پھر اس عورت
سے کہا تو نے ہمیں پہچانا اس نے کہا نہیں کہا ہم وہی دو روٹیاں ہیں جو تو نے للہ دی تھیں
اس کے سبب سے تو اس بلا میں مبتلا ہوئی تھی الحمد للہ کہ ہمارے ہی سبب سے خراب ہوئی
اور ہمارے ہی سبب سے نجات پائی۔ بقول سعدی رحمۃ اللہ علیہ

ترا گر صبوری بود دستیار
بدست آوری دولتِ پائدار

صبوری بود کارِ پیغمبراں
نہ پیچند زین روے دیں پروراں

صبوری کشاید درِ کامِ جان
کہ جز صابری نیست مفتاحِ آن

صبوری بر آرد مرادِ دلت
کہ از عالماں حل شود مشکلت

صبوری کلیدِ درِ آرزو است
کشایندۂ کشورِ آرزو است

صبوری بہرحال اولیٰ بود
کہ در ضمنِ آں چند معنی بود

صبوری ترا کام گاری دہد
ز رنج و بلا رستگاری دہد

صبوری کنی گر ترا دیں بود
کہ تعجیل کارِ شیاطیں بود

نقل ہے کہ ایک مرتبہ کسی سائل نے جناب آنحضرت ﷺ سے آکر سوال
کیا کہ عیال دار ہوں اور شدت بھوک سے بہت بے تاب کچھ سرکار والا سے عنایت ہو
تو بال بچوں میں لے جا کر کھالوں اور کھلاؤں اور پیٹ کی آگ اس پانی سے بجھاؤں
آنحضرت ﷺ نے گھر میں دریافت فرمایا تو اتفاقاً اس وقت کچھ موجود نہ تھا فرمایا
اس وقت کچھ نہیں ہے پھر آنا اس نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اس در دولت سے
کیوں کر محروم جاؤں کہ بال بچے سب منتظر ہوں گے کہ سرکار جناب رسول اللہ ﷺ
سے کچھ لاتا ہوگا پھر آپ نے گھر میں تلاش کرایا ناگاہ ایک عجمیہ یعنی ٹکڑا چاندی کا ملا
آنحضرت ﷺ نے ارشاد کیا کہ تیری تقدیر سے اس وقت یہی موجود ہے سائل بہت
خوش وخرم ہو کے کمال تعظیم اور تکریم سے اس کو لے گیا اور سب گھر والوں سے یہ ماجرا کہا
وہ سن کے زار زار رونے لگے اور اپنے نفس پر لعنت اور ملامت کرنے لگے کہ اللہ اکبر
جب وزیر اعظم شہنشاہ معظم کا یہ معاملہ ہے تو اور کسی کی کیا اصل ہے فی الواقع دنیا اور
معاملات دنیا خواب وخیال اور سراسر وبال ہے پھر سب گھر والے اس وقت بطعام اسی
کلام کے حسب حکم خالق انام الا بذکر اللہ تطمئن القلوب شکم سیر ہو گئے پھر جب
شدت بھوک سے جان بلب ہوتے تو اس عجمیہ کو از روی برکت اور تعظیم کے کبھی چومتے
اور کبھی آنکھوں سے لگاتے کبھی منہ میں رکھتے بس منہ میں رکھتے ہی اس قدر شہد خالص
اور دودھ مزیدار اس سے نکلتا کہ جی جان کو شکرستان کر دیتا اور بالکل بھوک مٹا دیتا
الغرض اسی طور باری باری سب منہ میں رکھتے تھے اور فضل باری سے شکم سیر ہو جاتے
تھے اور حمد خدا اور نعت محمد مصطفیٰ ﷺ سے دل و دماغ معطر اور معنبر کرتے پھر اس کو
کمال اعزاز و اکرام سے عمدہ کپڑے میں لپیٹ کر نہایت تکلف سے مقام مکلّف میں

رکھ دیتے کہ وقت حاجت کے حاجت رفع کرلیں دوسرے دن وقت ضرورت کے کھول
کر دیکھا تو ایک جواہر بے بہا ہے کہ اس کی روشنی سے سارا گھر روشن ہو رہا ہے پھر بیچا
اس کو بازار میں جا کر تو ساٹھ ہزار درہم کا فروخت ہوا پس یہ سب برکت آنحضرت
ﷺ کی تھی اور آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سخاوت اور خلق نیک کو سب صفات بشری
سے زیادہ دوست رکھتا ہے اور حسد اور بخل کو سب سے زیادہ دشمن جانتا ہے۔

یاایھا المشتاقون بنور جمالہ
صلوا علیہ وآلہ

الٰہی ہزاروں درود و سلام
ہوں روحِ پیمبر پہ نازل مدام

نقل ہے کہ ایک قوم کفار جہاد میں گرفتار ہوئی پیغمبر خدا ﷺ نے حکم فرمایا کہ
اگر لوگ اسلام قبول نہ کریں سب کو قتل کرو چنانچہ ان سب نے اسلام قبول نہ کیا اور قتل
ہوئے ایک شخص باقی رہ گیا تھا کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام وحی لائے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے
کہ اس کو چھوڑ دو نہ مارو کہ یہ شخص سخی ہے سمجھنا چاہیے کہ سخی کے گھر کا کھانا روا ہے اور بخیل
کی روٹی سے پرہیز کرنا چاہیے۔ حدیث شریف میں آپ نے فرمایا ہے کہ جس طرح
سے میری حیات تمہارے واسطے موجب بہبود کا ہے ویسے ہی موت بھی میری تمہارے
لیے باعث خیر اور بہتری ہے یعنی جب تک میں تم میں موجود ہوں تم کو ہدایت کرتا ہوں
اور گمراہی وضلالت سے بچاتا ہوں اور جب میں دنیا سے چلا جاؤں گا تو تمہارے نامۂ
اعمال میرے پاس آیا کریں گے جو عمل نیک دیکھوں گا اس پر شکر کروں گا اور جو عمل بد
دیکھوں گا اللہ سے تمہارے واسطے مغفرت چاہوں گا۔

نقل ہے رسول خدا ﷺ نے فرمایا کہ جو بندہ کہتا ہے سبحان اللّٰہ والحمد
للّٰہ ولا الہ اللّٰہ واللّٰہ اکبر روز قیامت کے ثواب سبحان اللہ کا آگے اور ثواب اللہ

اکبر کا داہنی طرف اور ثواب لا الٰہ الا اللّٰـہ کا بائیں طرف اللہ اکبر کا پیچھے پیٹھ کے ہوگا
اصحاب رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ لا الـٰہ الا اللّٰـہ کا ثواب بہت
تسبیحوں سے زیادہ ہے اس کے بائیں طرف ہونے کا کیا سبب ہے فرمایا کہ دوزخ
آدمیوں کے بائیں طرف ہوگی اس واسطے ثواب کلمۂ توحید کا بائیں طرف ہوگا کہ
مومن اس کی گرمی اور حرارت سے محفوظ رہے اور آدمی کو چاہیے کہ چھینکنے کے وقت الحمد
للہ کہنے کی عادت کرے اس واسطے کہ روز قیامت کے جس وقت ٹھنڈی ہوا عرش کی
اس کے دماغ میں جائے گی اور اس کو چھینک آئے گی یہ اپنی عادت کے موافق الحمد للہ
کہے گا اس وقت جناب کبریا اپنے فرشتوں سے فرمائے گا کہ اے فرشتو اس بندہ نے
میری نعمت کا شکر ادا کیا اس کا کیا ثواب دوں فرشتے عرض کریں گے کہ خداوند تو کریم
اور رحیم ہے جو چاہے سو عنایت کر تب حکم ہوگا کہ اس کو ایک موتی کے دانے کا گھر کہ
جس میں سات سو قطعے مکان کے چاندی اور سونے کے ہوں دیا جائے اور ہر ایک قطع
میں ایک تخت مشک کا کہ جس میں نوے پائے ہوں رکھا جائے اور دروازہ ہر ایک گھر کا
دنیا کے برابر ہو۔ غزل

محمد رحمتِ حق ہے پیمبر ہو تو ایسا ہو
ہوئے ہم اس کی امت میں مقدر ہو تو ایسا ہو
چھڑائی راہِ گمراہی خدا کی راہ دکھلائی
جو ہادی ہو تو ایسا ہو جو رہبر ہو تو ایسا ہو
ہجومِ زائراں روضۂ عالی تعالیٰ للہ
خداوندا اگر انبوہِ محشر ہو تو ایسا ہو
ملا سجدہ میرے سر کو نبی کے آستانہ پر
اگر سر ہو تو ایسا ہو اگر در ہو ایسا ہو

ترے روضہ سے بڑھ کر عرشِ اعظم کا کہاں رتبہ
جو عظمت اب ہے کچھ اس سے بھی برتر ہو تو ایسا ہو
محمد مصطفیٰ کے عشق میں جل جل کے گل کھالے
الٰہی زیبِ تن پھولوں کا زیور ہو تو ایسا ہو
خدا کے آپ ہیں عاشق خدائی آپ کی عاشق
ہو دلدادہ تو ایسا ہو جو دلبر ہو تو ایسا ہو
درِ دولت پہ حاصل فقر میں ہی دولتِ شاہی
جو بے زر ہو تو ایسا ہو تونگر ہو تو ایسا ہو
کمالِ خاکساری یہ جلالِ سرفرازی وہ
زمیں پر ہو تو ایسا ہو فلک پر ہو تو ایسا ہو
یگانہ مدحِ ممدوحِ خدا میں ہے تو اے حافظؔ
سخنداں ہو تو ایسا ہو سخنور ہو تو ایسا ہو

اور پیغمبر خدا ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو کوئی بقدر ایک چھوہارے کے راہ خدا میں صدقہ دیتا ہے ستر رنج اور بلیات آسمان سے محفوظ رہتا ہے جو شخص کہ مال نہ رکھتا ہو اس کا مال قناعت ہے حرص کو چھوڑ دے اور اگر مالدار ہو تو چاہیے کہ سخاوت کرے بخیل نہ بنے سخاوت ایک درخت ہے کہ جڑ اس کی جنت میں ہے اور شاخیں دنیا میں جس نے شاخ پکڑی جنت کو پہنچا اور اسی طرح بخل بھی ایک درخت ہے کہ جڑ اس کی دوزخ میں ہے اور شاخیں دنیا میں جس نے اس کی شاخ ہاتھ میں لی دوزخ میں جا کر نعوذ باللہ من غضب اللہ اور پیغمبر خدا ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اللہ پر ایمان لایا ہے اس کو لازم ہے کہ اپنے ہمسائے کے ساتھ سلوک نیک کیا کرے اور اسے ناراض نہ کرے اور کسی طرح کی اذیت نہ دے اور خوش رکھے اور منجملہ حقوق ہمسائے کے ایک

یہ ہے کہ جس کام میں تم سے مدد چاہیں ان کی مدد کیا کرو اور اس کی حاجت روائی میں حتی الامکان دریغ اور مضائقہ نہ کرو اور تمہارے مکان کے پچھواڑے اگر کوئی کوڑا ڈالا کرے تو منع نہ کرو اور ہمسائے کی عزت اور ناموس کو اپنی عزت جانو اور ہمسائے کے گھر اگر موت ہو جائے تو اس کی تجہیز اور تکفین میں مدد کرو اور اس کے جنازے کے ساتھ گورستان تک جاؤ اور اس کے رنج و راحت کے شریک رہا کرو اور فرمایا ہے کہ جو شخص عزیز و اقارب سے نیک سلوک سے پیش آتا ہے اور احسان کرتا ہے اور ان کو راضی اور خوشنود رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو اپنا تقرب عنایت کرتا ہے اور اس سے خوش ہوتا ہے اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ قیامت کے دن ایک فرشتہ بآواز بلند کہے گا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے میرے بندو جو حقوق کہ میرے تمہارے اوپر تھے وہ میں نے بخش دیئے اب تم آپس میں ایک دوسرے کا حق معاف کر دو اور جنت میں چلے جاؤ یہ اس لیے ہے کہ حق تعالیٰ بے نیاز ہے اس کو اپنے حق کی کیا پروا اور بندے محتاج ہیں لہٰذا ان کی دادرسی ضرور ہے۔

بیان حقوق مسلمان

جاننا چاہیے کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا ہے ہر مسلمان پر دوسرے مسلمان کے بائیس حق ہیں۔ اوّل یہ کہ جو کچھ اپنے اوپر گوارا نہ کرے دوسرے پر بھی روا نہ رکھے۔ دوسرے کسی مسلمان سے غرور اور تکبر نہ کرے کہ اللہ تعالیٰ متکبر کو دوست نہیں رکھتا ہے اور مخبر صادق نے فرمایا ہے کہ نہ داخل ہوگا جنت میں جس کو ذرا بھی تکبر ہوگا آدمی کو چاہیے کہ کسی کو نظر حقارت سے نہ دیکھے اللہ کے دوست اس کے بندوں میں چھپے ہوتے ہیں کہ نظر اہل کی ان پر نہ پڑے۔ تیسرے یہ کہ بات نمام اور چغل خور کی کسی کے حق میں قبول نہ کرے اور سمجھے کہ نمام و غماز فاسق ہوتا ہے اور آپ نے فرمایا ہے کہ تمام پر بہشت حرام ہے ایسے شخص سے دور رہنا اور اس کو جھوٹا جاننا چاہیے اور جو شخص اور کسی کی بدی تجھ

سے کہے گا ضرور ہے کہ تیری بھی بدی دوسرے سے کہے گا۔ چوتھے یہ کہ کسی پر بہتان نہ کرے اور تین دن سے زیادہ کسی مسلمان کا کینہ دل میں نہ رکھے سب سے بہتر اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ شخص ہے کہ اپنے بھائی مسلمان پر سلام علیک کرے اور اخلاق سے پیش آئے حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے درجۂ یوسف علیہ السلام کا اس سبب سے بڑھایا کہ اپنے بھائیوں سے بدلہ نہ لیا۔ پانچویں یہ کہ سب پر احسان کیا کرے اور نیک وبد میں فرق نہ جانے کہ احسان کا عوض احسان ہے کسی پر ہو اور فرمایا ہے کہ بہتر آدمیوں کا وہ شخص ہے کہ کسی کو نفع پہنچائے اور بدترین انسان کا وہ آدمی ہے کہ جس سے کسی کو نقصان پہنچے۔ چھٹے یہ کہ بوڑھوں کی عزت کرے اور لڑکوں سے بشفقت ومحبت پیش آئے جو شخص سفید بالوں والے کی عزت اور بچوں پر شفقت نہ رکھے میری امت میں نہیں لکھا ہے کہ جب اصحاب اپنے لڑکوں کو واسطے نام رکھنے کے یا دعا کرنے کیلیے آنحضرت ﷺ کے پاس لاتے آپ ان کو اپنی گود میں بٹھا لیتے اور جب کوئی لڑکا آپ پر پیشاب کر دیتا اور باپ اس کا چاہتا کہ اس لڑکے کو آپ کی گود سے لے لے آپ فرماتے کہ کچھ مضائقہ نہیں سختی اور درشتی سے نہ بولو اور مہربانی کرو میرے کپڑے پانی سے پاک ہو جائیں گے ان کا دل جھڑکنے سے ملول ہوگا۔ ساتویں یہ کہ ہر شخص بکشادہ پیشانی اور شگفتہ روئی سے پیش آیا کرے اور اللہ تعالیٰ خندہ رو سے خوش ہوتا ہے اور بہشت میں داخل کرتا ہے ترش رو کج خلق سے ناراض رہتا ہے۔ آٹھویں یہ کہ کسی سے وعدہ خلافی نہ کرے جس شخص سے جو وعدہ کرے اس کو پورا کرے لکھا ہے کہ جس میں یہ تین صفتیں ہوں وہ منافق ہے اگر چہ نماز گزار اور روزہ دار پہلے جھوٹ دوسرے وعدہ خلافی تیسرے چوری اور جب آپس میں کسی بات پر تکرار ہو نماز نہ چھوڑو کیوں کہ یہ طریقہ اہل اسلام کا نہیں ہے۔ نویں یہ کہ ہر شخص کی عزت اس کے رتبہ کے موافق کیا کرو جس کی عزت مخلوق میں زیادہ ہو اس کی عزت زیادہ کرنا چاہیے مثلاً اگر سردار قوم تم سے ملے اس کی

عزت اور اکرام بہت کرنا چاہیے نقل ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کسی سفر میں کھانا تناول فرماتی تھیں ایک محتاج کو دیکھ کر اس کو روٹی دلا دی بعد اس کے ایک سوار آیا آپ نے اس کو بلا کے بہت پاس بٹھایا اور کھانا کھلایا اسی نے کہا کہ آپ نے کسی محتاج کو نہ بلایا اور تونگر پر یہ کرم فرمایا ارشاد کیا کہ حق تعالیٰ نے ہر ایک کو ایک درجہ دیا ہے اس کے رتبہ کے موافق اس سے سلوک کیا چاہیے محتاج آدمی ایک روٹی سے خوش ہو جاتا ہے اور تونگر بہت احسان سے۔ دسویں یہ کہ اگر دو آدمیوں میں خصومت پڑے کوشش کر کے صلح کرا دے کہ دو مسلمانوں میں صلح کرا دینا دس رکعت نفل سے بہتر ہے۔ گیارہویں یہ کہ عیب مسلمان کا چھپائے جو کوئی دنیا میں کسی کا عیب چھپائے گا اللہ تعالیٰ آخرت میں اس کے گناہ چھپائے گا اگر چہ پہاڑ سے زیادہ ہوں۔ بارہویں یہ کہ اپنے تئیں تہمت سے محفوظ رکھے اور دوسروں کو بدگمانی میں نہ ڈالے پیغمبر خدا ﷺ آخر ماہ رمضان المبارک میں اپنی زوجہ صفیہ خاتون رضی اللہ عنہا سے مسجد میں باتیں کرتے تھے ادھر سے دو آدمی گزرے آپ نے بلا کر فرمایا کہ یہ عورت میری زوجہ ہے انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ پر کس کو گمان بد ہوگا فرمایا کہ شیطان آدمی کے جسم میں مانند خون کے ہر رگ وپے میں ساری ہے۔ تیرہویں یہ کہ جس قدر آدمی کو رتبہ اور منصب حاصل ہو حکام وقت سے سعی اور سفارش مظلوموں کی کرے اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ شفاعت مومن کی اس طرح پر کہ خون ناحق نہ ہو اور کوئی بے گناہ مارا نہ جائے یا کوئی مسلمان رنج واذیت نہ پائے بہتر ہے ستر حج نفل سے۔ چودہویں یہ کہ اگر کوئی کسی کی بدی کرے اور وہ حاضر نہ ہو چاہیے کہ اس کی طرف سے آپ جواب معقول دے اور اس کو اس بے حرمتی سے بچائے کہ اس کے عوض میں وقت درماندگی اللہ تعالیٰ اس کی مدد کرے گا۔ پندرہویں یہ کہ اگر اتفاقاً کسی بد کی صحبت میں گرفتار ہو جائے نرمی اور چرب زبانی سے اپنے تئیں خلاص کرے سختی اور درشتی نہ کرے پیغمبر خدا

ﷺ نے ایک شخص کی بہت عزت کی جب وہ چلا گیا اصحاب نے عرض کیا کہ یارسول
اللہ ﷺ یہ کون بزرگ تھا فرمایا کہ یہ بدگو تھا میں نے اس کی عزت اس واسطے کی کہ
میری بدی نہ کرے جو چاہے کہ اپنے تئیں بدگوئی اور غیبت سے بچائے بدگو سے ساتھ
حسن سلوک سے پیش آئے اس سے بڑھ کر کوئی تدبیر نہیں۔ سولھویں یہ کہ مسکینوں اور
محتاجوں کی صحبت سے عار اور کنارہ نہ کرے موسیٰ علیہ السلام مسکینوں کو بہت دوست رکھتے
تھے اور کسی نام کو مسکین سے زیادہ پسند نہ کرتے اور جو کوئی اپنے تئیں مسکین کہتا اس سے
خوش ہوتے اور جناب رسالت پناہ ﷺ نے بھی اپنی مناجات میں فرمایا ہے کہ الٰہی
جب تک زندہ رہوں مسکین رہوں اور وقت مرنے کے بھی مسکین رہوں اور روز قیامت
کو بھی زمرۂ مساکین میں محشور کر۔ سترہویں یہ کہ سلام علیک میں سبقت کرے حدیث
شریف میں آیا ہے کہ دو شخص آپس میں سلام علیک کرتے ہیں سو رحمتیں اللہ تعالیٰ کی ان
پر نازل ہوتی ہیں نوے اس پر جو پہلے سلام کرتا ہے اور دس جواب دینے والے پر اور
جب کوئی دست بوسی یعنی مصافحہ کرتا ہے اس وقت بھی ستر رحمتیں نازل ہوتی ہیں خندہ
رو اور کشادہ پیشانی پر انہتر اور طرف ثانی پر ایک۔ اٹھارہویں یہ کہ جب چھینک آئی
الحمد للہ کہے اور سننے والا یرحمک اللہ کہے۔ انیسویں یہ کہ بیماروں کی عیادت کرے دور
ہو یا نزدیک پیغمبر خدا ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو کوئی بیمار کی عیادت کرتا ہے اور پوچھنے کو
جاتا ہے گویا جنت میں بیٹھتا ہے اور جب پھرتا ہے ستر ہزار فرشتہ متعین ہوتے ہیں کہ
اس شخص کے واسطے بخشش اور آمرزش چاہتے ہیں اور جو مومن بیمار ہوتا ہے گناہ اس
کے ایسے معاف ہوتے ہیں کہ جس طرح خزاں میں پت جھاڑ ہوتا ہے۔ نقل ہے
عمران بن حصین کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مجھ پر کمال عنایت فرماتے تھے اور بہت
التفات کرتے تھے ایک دن مجھ سے فرمایا کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بیمار ہے میں اس کی عیادت کو
جاتا ہوں تو بھی میرے ہمراہ چل جب دروازے پر پہنچے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا

کہ کون ہے آپ نے فرمایا کہ میں محمد ہوں تیرا باپ کہا تشریف لائیے آپ نے فرمایا
کہ عمران بھی میرے ساتھ ہے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ میرے پاس سوا ایک
پرانے کمبل کے اور کپڑا نہیں ہے آپ نے فرمایا وہی کمبل اپنے بدن پر لپیٹ لو آپ
نے اس کمبل سے تمام جسم اپنا چھپا لیا مگر سر کھلا رہا۔ آنحضرت ﷺ نے اپنی ردائے
مبارک پھینک دی کہ اس سے اپنا سر چھپا لو بعد اس کے آپ تشریف لے گئے اور
پوچھا کہ اے فرزند کیا حال ہے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ ظاہر میں تپ کی بیماری
ہے اور اصل میں بھوک کی شدت سے یہ حال ہے آنحضرت ﷺ روئے اور فرمایا
کہ اے فرزند میں نے بھی تین روز سے کچھ نہیں کھایا اور نہ کچھ میسر ہوا آج دنیا میں اس
بھوک اور بیماری اور برہنگی پر صبر کر کل قیامت کے روز اس کے عوض اللہ تعالیٰ ایسا درجہ
عنایت کرے گا کہ تو بہت خوش ہوگی اسی وقت حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور کہا
یارسول اللہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے دوست کو میرا سلام کہہ اور کہہ دے کہ اگر تجھ کو
منظور ہو تو تمام پہاڑ روئے زمین کے تیرے واسطے سونے کے کر دوں آپ نے فرمایا
کہ مجھے منظور نہیں دنیا سرائے فانی ہے چندروز زندگانی کیلیے مال جمع کرنا غافلوں کا کام
ہے اور جو کہ مسلمان اکثر بیمار رہتے ہیں وہ قیامت کے دن اپنے مرتبے دیکھ کر کہیں
گے کہ کاش ہم دنیا میں ایک دن بھی تندرست نہ رہتے تو اس سے زیادہ ہم کو مرتبہ حاصل
ہوتا عاشقان الٰہی کو ہر مصیبت اور زحمت پر ایسا اجر ملتا ہے کہ مزہ اس کا انہیں کا دل جانتا
ہے۔ بیسویں یہ کہ ہر مسلمان کے جنازے کے ساتھ جایا کرے حق تعالیٰ نے توریت
میں فرمایا ہے کہ جو کوئی جنازے کے ساتھ ایک میل راہ جائے گا اور نماز پڑھے گا اس کو
ایک قیراط کا ثواب ملے گا اور جو شخص چار میل راہ جائے گا جو دعا مانگے گا قبول ہوگی بعد
دفن تک صبر کرے دو قیراط کا ثواب ملے گا اور قیراط سے مراد مقدار کوہ احد ہے اور
جنازے کے ساتھ یوں جانا چاہیے کہ پیچھے جنازے کے چلے اور نہ ہنسے اور نہ بات

کرے اور اللہ تعالیٰ کو یاد کرتا رہے اور آنکھیں نیچی کیے غمگین چلا جائے۔ اکیسویں یہ کہ مسلمانوں کی قبر پر جایا کرے اور ان کے واسطے دعائے آمرزش و مغفرت کیا کرے اور سمجھے کہ جس طرح سے یہ مرے ہیں مجھ کو بھی مرنا ہے۔ بائیسویں یہ کہ ہر مسلمان کے دل کو خوش کیا کرے اس واسطے کہ آپ نے فرمایا ہے کہ جو شخص کسی دردمند یا غمگین یا مصیبت زدہ کا حال دلسوزی سے پوچھتا ہے اور مقصد اس کا برلاتا ہے حق تعالیٰ ہزار برس کی بندگی مقبول اس کے نامۂ اعمال میں لکھواتا ہے اور ثواب اس کا اس بندے کو عنایت کرتا ہے لکھا ہے کہ ایک روز رسول خدا ﷺ نے فرمایا بیواؤں اور محتاجوں کا خبر گیراں ایسا ہے جیسے اللہ تعالیٰ کے کام میں لگا ہوا ہے اگر تہجد گزار ہے جو کبھی تھکتا ہی نہیں اور ایسا روزہ دار ہے جو کبھی روزہ چھوڑتا نہیں اللہ تعالیٰ کو یتیم اور مسکینوں کے حال پر رحم کرنا نہایت پسند ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرتا ہے اس کے بال کی گنتی کے برابر گناہ معاف ہوتے ہیں۔ قرآن شریف مین مذکور ہے اور مفسروں میں مشہور ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جناب الٰہی میں مناجات کی اور اس بات کی درخواست کی کہ الٰہی تو مردوں کو کیسے جلاتا ہے اور بدستور سابق عقل اور ہوش کیوں کر دلاتا ہے حق تعالیٰ نے فرمایا تو کیا اس بات پر ایمان نہیں لایا ابراہیم علیہ السلام بولے کہ ایمان تو لایا ہوں پر چاہتا ہوں تسلی دل کی اور اطمینان اور شوق رکھتا ہوں تیری وحدانیت کی قدرت دیکھنے کا اے سبحان تب حکم آیا ان کے سوال کا کہ چار مرغ چار قسم کے اور اس کے اعضاء کو کاٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ملا اور ان کے چار حصے علیحدہ نکال اور ایک ایک حصہ ایک ایک پہاڑ پر ڈال جب تو ان کو پکار کر بلائے گا تو ہر ایک دوڑ کر تیرے پاس آئے گا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے چار پرندوں کو ذبح کر کے ایک ہاون دستے میں کوٹا سب گوشت اور پوست پر اور ہڈی آپس میں توڑا اور سر ان چاروں کا ہاتھ میں لیا اور قیمہ گوشت اور پوست کو چار پہاڑوں پر پھینکا بات کی بات میں پکارا کہ اے پرندو آؤ اور

قدرت حق سے اپنے اپنے سروں سے مل جاؤ دیکھتے کیا ہیں کہ ذرہ ذرہ ان پرندوں کا ہوا میں اڑتا آتا ہے اور اپنے اپنے بدن کے اجزاء سے ملتا جاتا ہے ساعت کی ساعت میں ہر ایک بدن آن کر اپنے سروں سے ملا اور قدرت کاملہ کا سب کی نظروں میں گل کھلا اسی طرح سے وہ قادر ذوالجلال با کمال روز قیامت میں سب کو اسی طرح سے اٹھائے گا اور چاروں طرف سے سب کے اجزاء کو ملائے گا اور جلا دے گا نہ کوئی رہا ہے نہ رہے گا سوائے قادر ذوالجلال کے۔

یا ایھا المشتاقون بنور جمالہ
صلوا علیہ وآلہ

الٰہی ہزاروں درود و سلام
ہوں روحِ پیمبر پہ نازل مدام

غزل

عزیز و عالم فانی سے جب اپنا گزر ہوگا
نکل اس ملک سے زیرِ زمیں جنگل میں گھر ہوگا

اندھیرا تنگ وہ گھر ہے نہ تکیہ ہے نہ بستر ہے
مکانِ پرخطر ہوگا نہ آنگن اور نہ در ہوگا

نہ ہم جانیں کسی کو واں نہ کوئی ہم کو جانے ہے
نہ کچھ پہچان مالک سے کہو کیوں کر گزر ہوگا

رہے ہے دل مرا زیر و زبر اس دن کی آفت سے
کہ جس دن یہ زمین اور آسمان زیر و زبر ہوگا

تم ان باتوں پہ بھولے ہو سو یہ باتیں نہیں اس جا
نیا عالم نیا نقشہ نیا ہی وہ نگر ہوگا

بگے ہی کیا تو اے رمضان نہ ہو مایوس رحمت سے
تیرے سر پر شفیعِ عاصیاں خیر البشر ہوگا

مشکوٰۃ شریف میں لکھا ہے کہ جس وقت بندۂ مومن بایمان مرتا ہے فرشتے رحمت کے نازل ہوتے ہیں کفن اور خوشبو جنت سے لاتے ہیں اور اس کے پاس بیٹھتے ہیں بعد اس کے ملک الموت آکر اس کے سر کے پاس بیٹھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اے نفس پاک نکل اور چل طرف رحمت خدا کے پس روح اس کی جسم سے نکلتی ہے جس طرح کہ قطرہ پانی کا مشک سے نکلتا ہے اس وقت وہ فرشتے اس کی روح کو ملک الموت کے ہاتھ سے لے کر اسے کفن اور خوشبو میں لپیٹتے ہیں کہ اس سے ایسی خوشبو نکلتی ہے کہ کسی نے کبھی زمین پر نہ سونگھی ہوگی پھر اس روح کو آسمان پر لے جاتے ہیں آسمان کے فرشتے پوچھتے ہیں کہ یہ کس کی روح لطیف ہے کہ تمام آسمانوں کو معطر کر دیا جواب دیتے ہیں کہ فلاں شخص فلاں کا بیٹا ہے وہ یہ سن کر تعظیم تمام پیش آکر دروازہ آسمان کا کھول دیتے ہیں اور اس آسمان کے فرشتے اس کے ہمراہ ہوتے ہیں اسی طرح ساتویں آسمان تک پہنچتی ہے تب اللہ فرماتا ہے کہ لکھو نام میرے بندے کا علیین میں اور لے جاؤ اس کی روح اس کے بدن میں اس واسطے کہ یہ زمین سے پیدا ہوئی ہے اور روز قیامت کے اس کو زمین سے اٹھاؤں گا فرشتہ پھر اس کی روح کو اس کے جسم میں لاکر ڈالتے ہیں پھر دو فرشتے قبر میں آکر مردے کو بٹھلاتے ہیں اور پوچھتے ہیں کہ تیرا پروردگار کون ہے وہ جواب دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ پھر پوچھتے ہیں کہ تیرا دین کیا ہے وہ کہتا ہے دین اسلام پھر پوچھتے ہیں کہ کیا جانتا ہے اس شخص کو کہ تم میں پیدا ہوا تھا واسطے ہدایت کے وہ کہتا ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ ہے پھر سوال کرتے ہیں کہ تو نے کیوں کر جانا کہ وہ رسول ﷺ ہے وہ کہتا ہے کہ کتاب اللہ اس نے پہنچائی اور سنائی اور میں نے اس کی تصدیق کی بعد اس کے آسمان سے آواز آتی ہے کہ سچ کہتا ہے بندہ میرا

اب بہشت سے فرش لاکر اس کی قبر میں بچھاؤ اور ایک دروازہ بہشت کا اس کی قبر کی طرف کھول دو کہ ہوائے خوش بہشت کی اس کی قبر میں آیا کرے اور قبر اس کی اتنی وسیع ہو جاتی ہے کہ جہاں تک اس کی نگاہ پہنچے بعد اس کے ایک شخص نہایت خوبصورت اچھے کپڑے پہنے ہوئے اور خوشبو لگائے ہوئے آتا ہے اور اس سے کہتا ہے کہ خوشخبری ہو تجھ کو کہ یہ وہ دن ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تجھ سے وعدہ کیا تھا وہ پوچھے گا کہ تو کون ہے کہ تیرے دیکھنے سے روح کو نہایت فرحت ہوئی ہے وہ کہے گا کہ میں تیرا اعمال صالح ہوں تب یہ مردہ کہتا ہے کہ الٰہی قیامت جلد قائم کر کہ میں پھر زندہ ہوں اور میرے عزیز واقارب مجھ کو دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر ایسی عنایت کی اور جب بندہ کافر مرتا ہے نازل ہوتے ہیں اس پر فرشتے بدصورت سیاہ رنگ اور ان کے پاس ٹاٹ ہوتا ہے اس کے سامنے بیٹھتے ہیں بعد اس کے ملک الموت اس کے سر کے پاس آکر بیٹھتے ہیں اور کہتے ہیں نکل اے جان پلید اور چل طرف غضب اللہ کے اس وقت اس کی روح چھپتی پھرتی ہے تمام بدن میں اور نہیں چاہتی کہ جسم سے نکلے اس وقت ملک الموت اس کو کمال شدت اور تکلیف سے کھینچتے ہیں کہ جیسے گرم سیخ کو بھیگے ہوئے نمدے سے بزور کھینچتے ہیں اور ریزے اس کے سیخ میں لپیٹ کر آتے ہیں پھر وہ فرشتے ایک لحظہ ملک الموت کے پاس نہیں چھوڑتے ہیں اور ٹاٹ میں لپیٹتے ہیں اور ایسی بدبو نکلتی ہے کہ اگر دنیا میں وہ بو آجائے تو ساری دنیا سڑ جائے جب ارادہ آسمان کے لے جانے کا کرتے ہیں فرشتے کہتے ہیں کہ یہ کس کی روح خبیث ہے یہ فرشتے اس کا نام کمال حقارت سے لے کر کہتے ہیں کہ فلاں ہے اور دروازے آسمان کے نہیں کھولتے ہیں پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ نام اس کا سجین میں لکھو اور سجین ساتواں طبقہ ہے دوزخ کا نیچے زمین کے پھر اس کی روح کو اس کے بدن میں پھینک دیتے ہیں تب وہ فرشتے اس کی قبر میں آکر اس کو بٹھاتے ہیں اور پوچھتے ہیں کون ہے رب تیرا یہ ہائے ہائے کرتا ہے

اور کہتا ہے کہ میں نہیں جانتا پھر پوچھتے ہیں کہ دین تیرا کیا ہے یہ کہتا ہے کہ میں نہیں جانتا پھر پوچھتے ہیں کہ اس شخص کو پہچانتا ہے کہ جو تم میں واسطے ہدایت کے پیدا ہوا تھا وہ اسی طرح سے ہائے ہائے کرتا ہے اور کہتا ہے کہ میں نہیں جانتا پھر آسمان سے ایک آواز آتی ہے کہ یہ جھوٹا ہے پس اس کی قبر میں آگ بچھاتے ہیں اور ایک دروازہ دوزخ کا اس کی قبر کی طرف کھولتے ہیں کہ اس کی لپٹ اس کو پہنچا کرتی ہے اور قبر اتنی تنگ ہو جاتی ہے کہ پسلیاں اس کی ادھر سے ادھر نکل جاتی ہیں پھر ایک شخص بدصورت سے بدصورت اس کے پاس آتا ہے اور کہتا ہے افسوس کر اپنے حال پر کہ تو نے جو دنیا میں کیا تھا اور اللہ تعالیٰ نے اس کی سزا کا وعدہ کیا تھا وہ دن یہی ہے تب پوچھتا ہے کہ تو کون ہے کہ تجھ کو دیکھ کر مجھے شرم آتی ہے وہ کہتا ہے کہ میں تیرا اعمال بد ہوں پھر یہ تمنا کرتا ہے کہ الٰہی ابھی قیامت قائم نہ ہو کہ میرے خویش و اقربا مجھ کو اس حال میں دیکھیں اور میں ان کے سامنے شرمندہ ہوں اے عزیز و مناسب ہے کہ عذاب قبر اور سوالات نکیرین کے برحق جانو اور اپنے تئیں گناہوں سے بچاؤ کہ اس وقت پھر کوئی کام نہیں آتا ہمیشہ جہاں تک ہو سکے فکر آخرت کرو۔ اشعار

بہرِ پرسش آئیں جب منکر نکیر
رحم کرنا اے شہِ روشن ضمیر

ایسی مشکل میں بجز تیری شہا
کون حامی ہوگا مجھ ناچار کا

ہاں اگر ہوگا ترا لطف و کرم
دور ہو جائے گا یہ سب رنج و غم

عمر عصیاں میں ہوئی ہے گو بسر
آسرا اس روز ہے تیرا مگر

میں تو ہوں سو جان سے تم پر نثار
درد دوری سے بہت ہوں بے قرار

ساغر وصلت کو اب پلوائیے
اس گدا کو اپنے واں بلوائیے

یہ نہیں قدرت بنوں تیرا غلام
میں سگِ در ہوں تیرا خیر الانام

عرض میری کیجیے جلدی قبول
ہجر میں تیرے نہ ہوں تا دل ملول

کب تک اب دردِ جدائی کو سہوں
اس طرح شاید جیوں یا میں مروں

ہوں شکستہ دل بہت میں اے حضور
ہند میں رہنا نہیں مجھ کو ضرور

مجھ کو بلوا لو مدینے میں شتاب
مدعائے دل یہی ہے اے جناب

یا ایہا المشتاقون بنور جمالہ
صلوا علیہ وآلہ

الٰہی ہزاروں درود و سلام
ہوں روحِ پیمبر پہ نازل مدام

لکھا ہے کہ پیغمبر خدا ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو شخص اپنے عزیز و اقارب سے نیک سلوک سے پیش آتا اور احسان کرتا اور ان کو راضی اور خوشنود رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو اپنا تقرب عنایت کرتا ہے اور اس سے خوش ہوتا ہے اور سب اخلاق پسندیدہ سے

ایک یہ بات ہے کہ جو کوئی یگانہ تم سے بیگانگی اختیار کرے اس کو مروت اور اخلاق سے راضی کرو کہ وہ یگانگی اختیار کرے اور اپنے ماں باپ کو راضی رکھا کرو پیغمبر خدا ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو شخص اپنے والدین کو راضی رکھتا ہے پانچ سو برس کی راہ سے بوئے جنت اس کے دماغ میں پہنچے گی اور اطاعت ماں باپ کے امورات دنیوی میں فرض ہے ایک شخص نے آنحضرت ﷺ سے اجازت جہاد کی چاہی آپ نے فرمایا کہ تیرے والدین تیرے جانے پر راضی ہیں اس نے عرض کیا کہ نہیں آپ نے فرمایا کہ بے رضا مندی ماں باپ کے اللہ تعالیٰ راضی نہ ہوگا اور حق عورت کا مرد پر یہ ہے کہ لقمہ حرام اپنی عورت کو نہ کھلائے اور اگر کسب حلال نہ رکھتا ہو نکاح نہ کرے اور جب اس بات کا یقین ہو کہ میں اگر نکاح نہ کروں گا تو مرتکب زنا کا ہو جاؤں گا نکاح کرنا ضرور ہے اور اپنے عیال واطفال کو نان ونفقہ دینا ایسا ثواب رکھتا ہے گویا راہ خدا میں صدقہ دیا ہے اور اپنی عورت کو نظر نامحرم سے بچائے اور جس کی دو عورتیں ہوں دونوں کو جمیع امور میں برابر رکھے اور ان کے ماکول وملبوس میں فرق نہ کرے اور خاطر داری میں معاملہ مساوات کا جاری رکھے اور اگر ان کی رعایت میں کوتاہی کرے گا تو قیامت کے دن اس کا منہ آدھا ٹیڑھا ہوگا اور اس کمی کے سبب سے اس کی صورت نہایت بدزیب ہو جائے گی اور اگر برابر رکھنا ممکن نہ ہو تو ایک کو طلاق دے اور جب لڑکا ہو دہنی کان میں اذان اور بائیں کان میں تکبیر تین مرتبہ کہے اور لڑکے کا نام اچھا رکھے اور دختر کے پیدا ہونے سے مغموم نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے حق میں یہی مصلحت سمجھی ہوگی اور پیغمبر خدا ﷺ نے فرمایا ہے کہ جس شخص کے ایک بیٹی ہو اور وہ اس کی پرورش کرے اور اس کا بوجھ اٹھائے اور جب وہ بالغ ہو جائے اس کا نکاح کر دے اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت کرے گا اور جو شخص کہ کسی شخص کی بیٹی کے کام میں اعانت کرے گا تو وہ میرے ساتھ جنت میں جائے گا اور جو اپنے خردسال لڑکے کو خوش کرتا ہے اور کچھ دیتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو

آتش دوزخ سے بچاتا ہے اور نار جہنم کو اس کے بدن پر حرام کرتا ہے اور حتی المقدور عورت کو طلاق نہ دے اور طلاق دینے کو بہت برا سمجھے اور بے وجہ اور بے سبب اپنی عورت سے آزردہ نہ ہوا کرے اور اگر کسی بات پر کبھی آزردہ ہو تو لفظ طلاق کا ایک مرتبہ سے زیادہ زبان سے نہ نکالے کہ تین مرتبہ دفعۂ واحد میں لفظ طلاق کا زبان پر لانا مکروہ ہے اور حالت ایام میں طلاق دینا حرام ہے اور اگر طلاق دینا منظور ہو تو حقارت اور ذلت سے طلاق نہ دے بلکہ کمال نرمی اور دلجوئی سے طلاق دے اور کچھ دے کر خوش کرے۔

اب حقوق مرد کے جو عورت پر ہیں اس کو سنا چاہیے کہ حق مرد کے عورت پر بیشمار ہیں گویا عورت اپنے شوہر کی بجائے لونڈی کے ہے اس واسطے حدیث شریف میں آیا ہے کہ اگر سوائے خدا کے سجدہ آدمی کو جائز ہوتا تو میں عورتوں کو حکم دیتا کہ اپنے خاوندوں کو سجدہ کیا کریں عورتوں کو مناسب ہے کہ گھر میں بیٹھی رہیں اور بے اجازت شوہر کے کہیں نہ جائیں اور ہمسائیوں سے بہت باتیں نہ کیا کریں اور ہر حال میں اپنے خاوندوں سے شگفتہ روئی سے پیش آیا کریں اور ترشروئی اور بدمزاجی سے گفتگو نہ کیا کریں اور ہر حال میں رضامندی شوہر کی سب بات پر مقدم جانیں اور شوہر کے مال کو فضول کے ساتھ خرچ نہ کریں اور کفایت اور جزرسی ہمیشہ کیا کریں اور اگر کوئی دوست خاوند کا دروازے پر آواز دے اس کا جواب اس طرح سے دے کہ آواز صاحب خانہ کی نہ پہچانی جائے اور عورت نامحرموں سے پردہ کیا کرے اور جو کچھ خاوند کو میسر آئے اس پر راضی وشاکر رہے اور زیادہ طلبی نہ کرے اور ہمیشہ اپنے تئیں پاک وصاف رکھا کرے اور جس قدر خدمت ہو سکے کیا کرے اور کبھی یہ نہ کہے کہ تو نے میرے ساتھ کیا کیا مجھ کو تیرے گھر میں ہمیشہ تکلیف ومصیبت رہی ہے اور ذرا سی بات پر آزردہ نہ ہو جائے اور اپنے شوہر سے طلاق نہ چاہے پیغمبر خدا ﷺ نے فرمایا ہے کہ میں نے شب معراج

میں دوزخ کو دیکھا اور اس میں اکثر عورتیں پائیں میں نے پوچھا کہ یہ عورتیں کس گناہ سے جہنم میں پڑی ہیں معلوم ہوا کہ یہ اپنے خاوندوں کو ہمیشہ رنج دیا کرتی تھیں اور آزردہ رکھتی تھیں اور نماز نہیں پڑھتی تھیں۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ ایک دن پیغمبر خدا ﷺ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو روتے ہوئے دیکھا آپ نے پوچھا کہ اے فاطمہ آج کیوں روتی ہو عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ حضرت علی رضی اللہ عنہ مجھ سے خفا ہو گئے ہیں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے فرزند جو عورت اپنے خاوند کو راضی اور خوش رکھتی ہے اللہ تعالیٰ اس عورت سے بہت راضی ہوتا ہے تم کو مناسب ہے کہ جب علی رضی اللہ عنہ آئیں تو ان سے بہت عذر خواہی کرنا نہیں بعد مرنے کے تمہارے جنازے پر نماز نہ پڑھوں گا اے فاطمہ رضی اللہ عنہا خاوند کے منہ کو شگفتہ روئی سے دیکھنا درجۂ اعلیٰ کو پہنچاتا ہے جس وقت مرد اپنی عورت سے کہے کہ میں تجھ سے بہت خوش ہوں اس عورت کے گناہ ایسے ساقط ہوتے ہیں جیسے خزاں میں درختوں سے پت جھاڑ ہوتا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ عورت کو چاہیے کہ اپنے تئیں طہارت اور نماز اور عبادت سے معطر رکھے اور اگر خوشبو اپنے بدن میں لگائے اس صورت سے کہ کسی نامحرم کے دماغ میں بو نہ پہنچے ورنہ گنہ زنا کا اس کے نامۂ اعمال میں لکھا جائے گا اللہ تعالیٰ کو کوئی بو خوش طہارت سے زیادہ پسند نہیں ہے جو شخص ہمیشہ طاہر اور پاک رہتا ہے ستر بلاؤں سے بچتا ہے اور فرشتے اس کے واسطے مغفرت چاہتے ہیں اے فاطمہ رضی اللہ عنہا میں امورات خانہ داری تم میں اور علی رضی اللہ عنہ میں تقسیم کیے دیتا ہوں یعنی جو کام کہ گھر میں کرنے کا ہے وہ تم کیا کرو اور جو کام باہر کا ہے وہ علی رضی اللہ عنہ کیا کریں اے فاطمہ رضی اللہ عنہا جو عورت اس نیت سے چرخہ کاتتے ہے کہ کپڑا بنوا کر اپنے شوہر کے کپڑے بنائے اس کو اللہ حلۂ بہشت سے آراستہ کرے گا اور اس کے نامۂ اعمال میں سات سو نیکیاں لکھی جائیں گی جو عورت کہ چرخہ کاتتے یا کپڑے دھوئے یا روٹی پکائے

اور خاوند اس کا کھائے اللہ اس کے عوض میں اس عورت کو ثواب عظیم عنایت کرے گا اے فاطمہ رضی اللہ عنہا اگر شوہر عورت کا بیمار ہو اور وہ عورت اپنا جگر اس کی دوا میں صرف کرے تو بھی اپنے خاوند کے حق سے ادا نہ ہوا اے فاطمہ رضی اللہ عنہا اگر کوئی عورت تمام زمانے کی عورتوں سے خوبصورت ہو اور روئے زمین کا خزانہ اس کے پاس ہو اور وہ اپنے خاوند کو دے دے بعد اس کے حرف احسان کا اپنی زبان پر لائے اور منت رکھے تمام اعمال صالح اس کے باطل ہو جائیں اور ثواب اس درم اور دینار کا کچھ نہ ملے۔

خلاصۃ الاحکام میں لکھا ہے کہ پیغمبر خدا ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو مرد اپنی جورو کی بدخوئی پر صبر کرے اور امید ثواب کی اللہ تعالیٰ سے رکھے اللہ تعالیٰ اس کو اس قدر ثواب دیتا ہے کہ جتنا حضرت ایوب علیہ السلام کو صبر بلیات پر دیا ہے اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ اپنی عورتوں کو اچھی طرح رکھو اور خوش اخلاقی سے پیش آیا کرو کہ یہ تمہاری قیدی ہیں اور امانت خدا کی تمہارے سپرد ہیں جس شخص نے اپنی عورت کو تھوڑے قصور پر مارا یا بے سبب اس کو رنج دیا قیامت کے دن اس کا مدعی اللہ تعالیٰ ہوگا کہ حقیقت میں سب عورتیں اللہ تعالیٰ کی لونڈیاں ہیں کہ اپنے غلاموں کا نکاح ان کے ساتھ کر دیا ہے ہر وقت غصہ اور بدخوئی اور اذیت رسانی ان پر نہ کیا چاہیے۔

امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو عورت اپنے تئیں گالی زنا کی دے گی قیامت کے دن اس کے عوض میں سو کوڑے آگ کے اس کو مارے جائیں گے اور جس مرد نے اپنی عورت فرمانبردار کو گالی دی گویا اس نے مدد کی فرعون کی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مقابلہ میں اگر کوئی عورت نافرمانی کرے اوّل اس کو نرمی اور آہستگی سے نصیحت کرے اگر نہ مانے تو کنارہ کرے اس پر بھی اگر سیدھی نہ ہو تو مارے اگر یہ تدبیر بھی مفید نہ ہو تو سمجھے کہ خدا جانے میں نے کیا نافرمانی اللہ تعالیٰ کی کی ہے کہ اس بلا میں گرفتار ہوا ہوں۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ ایک بڑھیا پیغمبر خدا ﷺ کے حضور میں آئی اور بہت روئی کہ یارسول اللہ ﷺ میری ایک بیٹی تھی میں نے اس کا نکاح کر دیا تھا چند روز کے بعد وہ مرگئی رات کو میں نے اس کو خواب میں دیکھا کہ سولی پر چڑھی ہے اور فریاد وزاری کر رہی ہے میں نے پوچھا کہ اے جان مادر کیا حال ہے وہ بولی کہ میں نماز میں کاہلی کیا کرتی تھی حق تعالیٰ نے فرمایا کہ اس کو دار پر کھینچو میں یہ سن کر بے ہوش ہوگئی جب ہوش میں آئی تو دیکھتی کیا ہوں کہ اس کے سر سے شعلے آگ کے اٹھتے ہیں اور اس سے کہتے ہیں کہ اپنے بال نامحرموں سے کیوں نہیں چھپاتی تھی پھر دیکھتی ہوں کہ دو شخص نیزے آگ کے ہاتھ میں لیئے آئے اور اس کے کان میں مارتے ہیں کہ دوسرے کان سے باہر نکل جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ایسی باتیں کیوں کرتی تھی کہ گھر کے لوگوں میں عداوت پڑ جاتی تھی پھر یہ دیکھا کہ ایک ببول کے کانٹوں کے گٹھا اس کے دونوں آنکھوں پر ڈال کر گھسیٹتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اپنی آنکھیں نامحرموں سے کیوں نہیں چھپاتی تھی اور ان کو کیوں دیکھتی تھی پھر زبان اس کی اس کے منہ سے نکال کر کاٹتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اپنے خاوند کو جواب تلخ کیوں دیا کرتی تھی اور کیوں سخت گوئی کیا کرتی تھی یہ اس کی سزا ہے پھر دیکھا کہ دو شخص سیاہ پوش موجود ہیں ان کے بدن کے بال مانند سیخ کے کھڑے تھے ان دونوں نے بہت بھاری بیڑیاں لاکر اس کو پہنائیں کہ جگہ سے نہ ہل سکے اور دونوں نے آگ کے گرز مارنا شروع کیے کہ بے حکم خاوند کے گھر سے کیوں باہر گئی تھی۔ یارسول اللہ ﷺ اس کی فریاد رسی کیجیے کہ وہ سخت عذاب میں گرفتار ہے آپ گورستان میں گئے اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ واسطے حاضر ہوتے تمام اہل شہر کے منادی کر دے سارا شہر جمع ہو کر اپنے اپنے مردوں کی قبر پر کھڑا ہوا تب حضرت نے فرمایا کہ اے بڑھیا دیکھ کہ ان میں تیرا داماد بھی آیا ہے یا نہیں اس نے ادھر ادھر دیکھ کر ایک شخص کی طرف اشارہ کیا کہ یا حبیب اللہ داماد میرا وہ ہے سرور

عالم ﷺ نے اس کو اپنے پاس بلایا اور فرمایا کہ تیری عورت بڑے عذاب میں گرفتار ہے اس نے عرض کیا کہ یارسول اللہ وہ اسی قابل تھی مجھ کو نہایت رنج دیتی تھی اور میں اس سے بہت ناخوش رہتا تھا آپ نے فرمایا کہ اب اس سے راضی ہو اور قصور اس کا معاف کر اس کے عوض میں اللہ تجھ پر رحمت کرے گا وہ ہرگز راضی نہ ہوتا تھا تب آپ نے دعا کی کہ بار خدایا عذاب اس عورت کا اس شخص کو دکھا دے اللہ تعالیٰ کا حجاب قبر کا اس مرد کی آنکھوں سے اٹھا دیا اس نے دیکھا کہ قبر اس کی آگ سے بھری ہے یہ دیکھ کر رویا اور کہا کہ یارسول اللہ ﷺ میں اس سے راضی ہوا اور اس کا قصور معاف کیا جب اس مرد نے یہ کہا حق تعالیٰ نے اس کا عذاب موقوف کیا اور مغفرت کی دوسری روایت اس کی ماں نے اس کو خواب میں دیکھا کہ بہشت میں ایک یاقوت سرخ کے تخت پر بیٹھی ہے کہ پائے اس کے موتیوں سے جڑے ہیں جب ان کو دیکھا اس کو لپٹ گئی کہ اے مادر مہربان رسول اللہ ﷺ کے قدم کی برکت سے میں نے اس سے عذاب الیم سے نجات پائی سلام میرا سرور عالم کے حضور میں عرض کرنا کہ آپ نے کمال شفقت اور عنایت فرمائی کہ میری قبر پر تشریف لائے اور میرے مدعی کو راضی کیا اور میں نعیم جنت سے کامیاب ہوئی خداوندا صدقہ اپنے حبیب کا ہم سب گنہگاروں کے حال پر بھی ایسی ہی رحمت فرما اور اطاعت اور شفاعت آنحضرت ﷺ کی عنایت کر۔ آمین رب العالمین

مجبور ہوں فگار ہوں بیمار یارسول
میری دوا ہے آپ کا دیدار یارسول

خاتونِ خلد ساقیِ کوثر کے واسطے
باغِ جنان پہ دیجیو مجھے بار یارسول

کشتی ہے مانجھدار میری جلد لو خبر
صدقہ حسن کا اس کو کرو پار یارسول
آزاد غم سے کیجیے صدقہ حسین کا
مت کربلا میں مجھ کو گرفتار یارسول
روزِ ازل سے ہوں میں طلب گار آپ کا
اب دربدر نہ مجھ کو کرو خوار یارسول
لاکھوں کے بیڑے پار کیے تم نے بار بار
اب کی تو میرا بیڑا کرو پار یارسول
اس عیب دار بندہ کو لیتا کوئی نہیں
تم بن ہے میرا کون خریدار یارسول

یاالہا المشتاقون بنور جمالہ
صلوا علیہ وآلہ

الٰہی ہزاروں درود و سلام
ہوں روحِ پیمبر پہ نازل مدام

لکھا ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک جوان تھا کہ ہمیشہ گناہوں میں مبتلا رہتا تھا جب عمر اس کی آخر ہوئی اور وقت مرگ قریب پہنچا تب اس کی ماں اس کا حال دیکھ کر بہت روئی اور کہنے لگی کہ اے فرزند میں تجھ کو ہمیشہ کہا کرتی تھی کہ گناہوں سے کنارہ کر اللہ تعالیٰ سخت گیر ہے گنہگار کا مآل کار اچھا نہیں جوان بولا کہ اے مادر مہربان اگر گناہ میرے پہاڑوں سے زیادہ ہیں مگر میں خوب جانتا ہوں کہ رحمت اللہ تعالیٰ کی اس سے بہت بڑی ہے میں امید رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ بندہ نوازی کرے گا اور مجھ کو بخش دے گا کہتے ہیں کہ بعد موت کے ایک بزرگ نے اس کو خواب میں دیکھا کہ بہشت میں پھرتا

ہے پوچھا کہ تجھ کو یہ مقام ایمانی کس نیکی کے عوض میں نصیب ہوا اس نے کہا کہ بسبب امید کے کہ درگاہ الٰہی سے رکھتا تھا۔

نقل ہے کہ جب یوسف علیہ السلام کو ان کے بھائیوں نے کنویں میں ڈالا حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور پوچھا کہ کیا حال ہے آپ نے فرمایا کہ کیا حال پوچھتے ہو اس شخص کا کہ جو کنار پدر سے جدا ہو کر قعر چاہ میں پڑے جب کارواں نے آپ کو کوئیں سے نکالا اور بھائیوں نے خبر پا کر آپ کو اس کے ہاتھ بیچا جب اس نے مول لے کر مصر کی روانگی کا ارادہ کیا یوسف علیہ السلام نے مالک سے کہا کہ مجھ کو اجازت دے کہ میں ان بیچنے والوں سے رخصت ہولوں چنانچہ آپ اس سے اجازت لے کر اپنے بھائیوں کے پاس آئے اور ان کے حق میں دعا کی اور کہا کہ اللہ تعالیٰ تم کو اس مواخذہ سے نجات دے اب میرا حال میرے باپ سے نہ کہنا کہ ان کو اس کے سننے کی طاقت نہ ہوگی جیسے کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے اس مصیبت اور کربت غربت پر صبر کیا درجہ بادشاہی کا پایا پس جو کوئی اس سرائے فانی میں اپنے تئیں مسافر اور غریب الوطن سمجھ کر رنج والم میں صابر اور شاکر رہے گا امید ہے کہ اس کو بھی نتیجہ نیک ملے گا اور عاقبت بخیر ہوگی۔

نقل ہے جناب امیر المومنین حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام حضرت یوسف علیہ السلام کی مفارقت میں اس طرح رویا کرتے تھے کہ آپ کے گھر کی دیوار آپ کے ساتھ روتی تھی اور آپ نے شہر کے باہر گھر بنوایا تھا جب رات ہوتی اور لوگ سو جاتے تو آپ اپنے گھر کا دروازہ بند کر کے ننگے سر گھروں کے گرد پھرتے اور نالۂ وزاری کرتے اور زبان شوق سے یہ فرماتے کہ ہائے یوسف میں نہیں جانتا کہ تجھ کو کس جنگل میں مارا اور کس تلوار نے تیرے بدن نازک کو زخمی کیا اور تجھ کو کس کنویں میں ڈال دیا اور کس دریا میں ڈبو دیا اور صبح تک ایسے ہی نالہ وزاری سے کام تھا اور جب کبھی جنگل میں جا کر نوحہ وزاری کرتے تمام جانور صحرا آپ کے گرد

اگر صف باندھ کر نالہ وزاری میں موافقت کرتے چالیس برس وہ آہیں کھینچیں کہ فرشتوں کو طاقت سننے کی نہ رہی جناب باری میں فریاد کی کہ الٰہی یا تو یوسف علیہ السلام سے ملا دے یا ان کو چپ کرا دے یا ہم کو بھی حکم دے کہ ان کے پاس جا کر گریہ وزاری میں شریک ہوں۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام کو حکم ہوا کہ یعقوب علیہ السلام سے کہو کہ میرے فرشتوں کو کب تک اپنی نالہ وزاری سے ایذا پہنچائے گا اور مقربان صمدیت کو کہاں تک رنج دیا کرے گا جو آہ کہ تیرے جگر سوختہ سے نکلتی ہے قریب ہے کہ آسمان جل جائے خبردار پھر آہ نہ کرنا اور نام یوسف علیہ السلام کا زبان پر نہ لائیو اس وقت سے حضرت یعقوب علیہ السلام نے گریہ وزاری موقوف کی اپنا سر زانو پر رکھ کر چپکے چپکے اشک خونیں سے رویا کرتے ایک رات روتے روتے سو گئے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو حکم الٰہی ہوا کہ یوسف علیہ السلام کی صورت بن کر یعقوب علیہ السلام کو دکھا جبرئیل علیہ السلام بصورت یوسف علیہ السلام یعقوب علیہ السلام کو نظر آئے انہوں نے جانا کہ یوسف علیہ السلام ہے نہایت شوق سے چاہا کہ ہم آغوش ہوں اتنے میں آنکھ کھل گئی کچھ نہ دیکھا چاہا کہ ہائے یوسف کہیں کہ حکم الٰہی یاد آ گیا پس خاموش ہو رہے اور دل پکڑ کے رہ گئے جبرئیل علیہ السلام اسی وقت وحی لائے کہ خدا فرماتا ہے کہ قسم ہے مجھ کو اپنے عزت وجلال کی اگر یوسف مر گیا ہوتا تو میں پھر اس کو زندہ کر کے تجھ سے ملاتا اب خاطر جمع رکھ کہ یوسف علیہ السلام کی ملاقات سے جلد خوش ہو گا بعد اس کے کبھی مفارقت یوسف علیہ السلام سے روتے اور کبھی ملاقات سے خوش ہوتے لکھا ہے کہ پیغمبر خدا ﷺ کے زمانے میں ایک شخص رویا کرتا تھا ایک مرتبہ معاذ بن جبل نے آنحضرت ﷺ کے حضور میں اسکا حال عرض کیا آپ نے اس کو بلایا اور سبب رونے کا پوچھا اس نے اپنے گناہ سب بیان کیے آپ کو ہیبت الٰہی سے لرزہ آ گیا فرمایا کہ اس شخص کو مدینہ سے نکال دو ایسا نہ ہو کہ اس کی شامت گناہ سے یہ تمام شہر غضب الٰہی میں گرفتار ہو جائے لوگوں نے اس کو مدینے سے باہر نکال دیا اس نے جناب باری میں

کمال سوز و گداز سے التجا کی کہ اے رحیم احمد ﷺ نے مجھ کو قبول نہ کیا تو خدائے احد ہے عذر میرا قبول کر غرض اس نے اس عجز وزاری سے دعا کی کہ سب ملائک آسمان و زمین کے جوش وخروش میں آئے اور حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آنحضرت ﷺ کے پاس آ کر کہا کہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ بخشنے والا گنہگاروں کا میں ہوں تو نے اس شخص کو اپنی رحمت سے کیوں محروم کر دیا اس نے میری درگاہ میں گریہ وزاری کی میں نے اس کے گناہ بخش دیئے یہ میرا پیغام اس کو پہنچا دے رسول اللہ ﷺ اس کی تلاش کو تشریف لے گئے اور اصحاب بھی آپ کے ہمراہ ہوئے دیکھا کہ وہ شخص جنگل میں خاک پر اپنا منہ ملتا ہے اور گریہ وزاری سے کہتا ہے کہ خداوندا اگر میرے گناہ قابل بخشنے کے نہیں تو اس صحرا کے درندوں کو حکم دے کہ مجھ کو کھا جائیں اب مجھ میں زیادہ طاقت خجالت وندامت کی نہیں ہے آنحضرت ﷺ نے اس کے نزدیک جا کر اپنا دست مبارک اس کے سر پر رکھا وہ سمجھا کہ ملک الموت واسطے قبض روح کے آئے ہیں فریاد کی اور چلایا کہ اے قابض الارواح مجھ کو اتنی اور فرصت دے کہ ایک بار پھر پیغمبر خدا ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوں شاید مجھ کو مژدۂ مغفرت سنا دیں یہ سن کر آنحضرت ﷺ روئے اور فرمایا کہ اے جواں مرد سر اٹھا کہ میں ملک الموت نہیں ہوں محمد ہوں وہ آپ کا نام سن کر خوش ہوا اور سر اٹھایا آپ نے فرمایا کہ میں تجھ کو خوشخبری دیتا ہوں اس بات کی کہ خدائے تعالیٰ نے تیری مغفرت کی اور سب گناہ تیرے معاف فرمائے واہ رے غم خوار امت کے۔ ابیات

ہے مجھے تیرا وسیلہ یا محمد مصطفیٰ
کون ہے جز تیرے میرا یا محمد مصطفیٰ

کچھ نہیں پاس اور راہِ عدم در پیش ہے
آسرا ہے ایک تیرا یا محمد مصطفیٰ

نقد توبہ رائیگاں کھویا ہوا توبہ شکن
نقش نے مجھ کو تو لوٹایا یامحمد مصطفیٰ

کون سا وہ کار بد ہے جو نہیں مجھ سے ہوا
میں رہا مجرم خدا کا یامحمد مصطفیٰ

سر پہ گٹھری ہے گنہ کی کیوں نہ پھر تشویش ہو
تم سے آکر کیا کہوں گا یامحمد مصطفیٰ

ایک دن بھی عاقبت کی فکر کچھ میں نے نہ کی
میں رہا پابندِ دنیا یامحمد مصطفیٰ

جز خطا مجھ سے نہ کوئی بھی ہوا کارِ ثواب
کون ہے بدکار مجھ سا یامحمد مصطفیٰ

میں غریقِ بحرِ عصیاں ہوں کرم کی ہو نظر
پار ہو اب میرا بیڑا یامحمد مصطفیٰ

آپ ہی اپنے درِ اقدس پہ جب رہنے نہ دیں
پھر کہاں میرا ٹھکانا یامحمد مصطفیٰ

امتِ عاصی کی کشتی کے نگہبان آپ ہیں
ناخدا کا کیا بھروسا یامحمد مصطفیٰ

آرزو ہے دن قیامت کے لوائے حمد کا
ہو میرے سر پر بھی سایا یامحمد مصطفیٰ

یہ تمنا ہے کہ ہو خورشیدِ محشر تیز جب
چہرۂ انور دکھانا یامحمد مصطفیٰ

نقل ہے کہ ایک اعرابی آنحضرت ﷺ کے حضور میں حاضر ہوا آپ نے

اس کو کلمۂ شہادت پڑھایا اور فرمایا کہ تجھ کو ایمان نصیب ہوا اس بات کے دریافت ہونے سے اتنی خوشی ہوئی کہ فرطِ نشاط سے جان بحق تسلیم ہوا حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور کہا کہ یارسول اللہ روح اعرابی کی اعلیٰ علیین میں پہنچی رسول خدا ﷺ نے سر اس کا زانوئے مبارک پر رکھا اور خاک اس کے چہرے کی اپنے دست مبارک سے صاف کرتے اور روتے تھے اصحاب نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ رونے کا کیا سبب ہے آپ نے فرمایا کہ میں بھی مسافر ہوں اور یہ بھی مسافر تھا اور مسافر کی قدر مسافر خوب جانتا ہے اور موت مسافر کی بہت سخت ہوتی ہے جب اس کی تجہیز و تکفین سے فراغت کر کے قبر میں رکھا آنحضرت ﷺ نے تبسم فرمایا اصحاب رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ حضرت مسکرانے کا کیا سبب ہے آپ نے فرمایا کہ دو فرشتے آئے ایک نے کہا افسوس یہ شخص بھوکا آیا اور دنیا سے بھوکا گیا دوسرے نے کہا کہ میں نے اس کو بہشت کے کھانے بہت اچھے اچھے کھلائے اے عزیز و مسافروں کی پریشانی پر رحم کیا کرو کہ قبر بھی ان کی بے سروسامانی پر تاسف کرتی ہے اور زبان حال سے کہتی ہے کہ ان بے چاروں کا نہ تکیہ ہے نہ بچھونا ہے نہ نقد نہ اسباب دنیا میں ان کا خوراک غم و الم تھا اور قبر میں یہ کیڑوں کی خوراک ہیں۔ نصیحت

ساتھ جاتا ہے نہیں کچھ مال و زر
اور کام آتے نہیں خویش و پدر

ایک دن آخر کو سب اٹھ جائیں گے
کچھ نہ نیک و بد سوا لے جائیں گے

مال و منصب کے تئیں جائیں گے چھوڑ
رشتۂ الفت کے تئیں جائیں گے توڑ

خویش و بیگانہ کوئی جائے نہ ساتھ
یک بیک رہ جائیں گے مل مل کے ہاتھ

چشمِ عبرت سے ذرا دیکھو یہاں
حضرت آدم سے لے تا ایں زماں
کیا ہوئے وہ بادشاہِ نامور
کیا ہوئے وہ اہلِ جاہ و اہلِ زر
کیا ہوا سکندرِ صاحبِ قراں
کیا ہوا جمشید دارائے جہان
کیا ہوا قارون و کسرا گے قباد
کیا ہوا نمرود اور شدّاد عاد
کیا ہوا رستم ہوا کیا پیر زال
کیا ہوا وہ کرّو فروہ جاہ و مال
کیا ہوئے حضرت سلیمان نامدار
کیا ہوئے وہ ملک و مال و بے شمار
کیا ہوئے یوسف عزیزِ دو جہاں
کیا ہوئے یعقوب پیرِ ناتواں
چھوڑنا دنیا کا اک دن ہے ضرور
چار دن کو رنج ہو یا ہو سرور
رنج دنیا کا تحمل کیجیے
عیش باقی کو عوض میں لیجیے
جب کہ مرنا ہے مسلم ہے دوستو
ہے برابر تخت ہو یا خاک ہو

جتنے قول و فعل ہیں اے خوشخصال
حشر میں ہر ایک کا ہوگا سوال
ہوسکے جتنی کرو تم بندگی
تا نہ ہوئے حشر میں شرمندگی
زندگی مقصود بہرِ بندگی
زندگی بے بندگی شرمندگی
یاایھا المشتاقون بنور جمالہ
صلوا علیہ وآلہ
الٰہی ہزاروں درود و سلام
ہوں روحِ پیمبر پہ نازل مدام

جاننا چاہیے کہ حق تعالیٰ کی طرف سے اوّل لا الہ الا اللہ کی تعلیم کا حکم ہوا اس واسطے کہ ایمان کی جڑ یہ ہے اس میں حق تعالیٰ کے یکتا اور بے مثل ہونے کا بیان ہے معنی اس کے یہ ہیں کہ سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی دوسرا اس لائق نہیں کہ اس کی عبادت کی جائے پس جو کوئی دوسرے کو لائق عبادت کے جانے گا وہ مشرک ہے اس کی بخشش کبھی نہ ہوگی ہمیشہ دوزخ میں رہے گا۔

تفسیر عزیزی میں ہے کہ عبادت کے لائق کسی کو جاننا اس طرح ہوتا ہے کہ اس میں علم اور قدرت خدائے تعالیٰ کا سا جانے یعنی اس کو ایسا سمجھے کہ یہ میرے سب کاموں کو اور باتوں کو اور خیالوں کو ہر وقت ہر جگہ جانتا ہے اور مجھ پر اس کو ہر طرح کی قدرت اور تصرف ہے جو چاہے گا سو کر دے گا پس اس طرح کا علم اور قدرت سوائے حق تعالیٰ کے دوسرے میں جاننا شرک ہے اور اس طرح کا علم اور قدرت کسی میں جان کر اپنے تمام جسم اور جان اور خیال اور مال کو اس کی خوشی کے کاموں میں مشغول رکھنا اس کا نام

عبادت ہے اور عبادت خالص حق تعالیٰ ہی واسطے ہے کسی پیغمبر یا فرشتے یا ولی یا پیر استاد ماں باپ آقا خاوند وغیرہ کیلیے درست نہیں شرک ہے اور شرک کئی قسم کا ہے بعضے تو بتوں کو پوجتے ہیں اور بعضے جانتے ہیں کہ جہاں میں جو کچھ ہوتا ہے ستاروں کی تاثیر سے ہوتا ہے اور بعضوں کا اعتقاد ہے کہ اولیاء کی ارواح کو حق تعالیٰ نے بڑی قدرت دی ہے جو ان کو پوجتا ہے وہ اس کے سب کام کرا دیتے ہیں اور بعضے ایسے ہیں کہ بندوں کے نام کا ذکر خدائے تعالیٰ کے نام کے مانند کر لیتے ہیں اور بعضے ایسے ہیں کہ نذر اور قربانی اور ذبح میں خدائے تعالیٰ کے ساتھ کسی بندے کو شریک کر لیتے ہیں اور بعضے ایسے ہیں کہ نام رکھتے ہیں بندے کا بندہ بناتے ہیں جیسے بندہ علی نام رکھتے ہیں نام رکھنا آپ کے نام مبارک پر میموں اور مبارک اور نافع ہے دنیا و آخرت میں جیسا کہ فرمایا حضور ﷺ نے کہ قیامت کے دن میرے ہم ناموں کو بہشت میں جانے کا حکم ہوگا وہ نہایت تعجب سے حضور احدیت میں عرض کریں گے کہ اے خداوند کریم ہم نے کوئی کام لائق جنت کے نہیں کیا حق تعالیٰ جل شانہ ارشاد فرمائے گا کہ اے لوگو میں نے عہد کیا ہے ہرگز ہرگز اس کو دوزخ میں نہ ڈالوں گا جس کا نام احمد یا محمد ہوگا اور لکھا ہے کہ جس گھر میں ہم نام محمد ﷺ ہوگا حق تعالیٰ اس گھر میں برکت عطا فرمائے گا اور خود آنحضرت ﷺ قیامت کے دن اس کی شفاعت کر کے بہشت میں لے جائیں گے۔

انبیاء روزِ جزا سب خوف کھاتے جائیں گے
شافعِ یومِ قیامت مسکراتے جائیں گے

داغِ دل عشاق کے اپنے مٹاتے جائیں گے
آبِ رحمت سے لگی سب کی بجھاتے جائیں گے

یومِ محشر جب نصیب ہوگا لوائے احمدی
زیرِ سائے اپنی امت میں بٹھاتے جائیں گے

اب گنہگارانِ امت تم نہ ہو پژمردہ دل
غنچۂ خاطر سبھوں کا وہ کھلاتے جائیں گے

بخشش اعمال امت کیلیے پیشِ خدا
چشمِ رحمت میں سے خود آنسو بہاتے جائیں گے

دیکھ کر مضطر گنہگارانِ تشنہ کام کو
شربتِ دیدار سے اپنے چھکاتے جائیں گے

چشمۂ و رحم کرم کا ہم کو پیاسا دیکھ کر
تشنگی آبِ شفاعت سے بجھاتے جائیں گے

عاصیوں کو دیکھ کر بارِ گنہ سے سرنگوں
سرگرانی سے سبکدوشی دلاتے جائیں گے

خوفِ عصیاں کذٰلک بخشش سے روزِ حشر و نشر
نامۂ اعمال امت سے مٹاتے جائیں گے

پائیں گے بس جس کو سیدھی راہ سے بھٹکا ہوا
از رہِ بخشش رہِ حق پر لگاتے جائیں گے

عرصۂ محشر میں جب تشریف لے جائیں گے آپ
ہم بھی آنکھیں راہ میں حافظ بچھاتے جائیں گے

اور بعضے ایسے ہیں کہ بلا دور ہونے اور مراد ملنے کیلیے سوائے خدائے تعالیٰ کے دوسروں کو پکارتے ہیں اور جانتے ہیں کہ ان کو ہمارے کام کر دینے کا اختیار ہے اور خداوند تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے سوا کوئی تمہارا کام کرنے والا نہیں اور بعضے ایسے ہیں کہ علم اور قدرت کے بیان میں خدائے تعالیٰ کے نام کے ساتھ دوسرے کا نام بھی برابر کرتے ہیں جیسے کہتے ہیں کہ اللہ اور رسول تم کو خوش رکھیں اور حق تعالیٰ سورۂ اعراف

میں فرماتا ہے کہ اے محمد کہہ دو کہ مجھ کو اپنی جان کے بھی نفع نقصان کا اختیار نہیں ہے اللہ ہی کو ہے یا جیسے دنیا کے کاموں میں کہتے ہیں کہ اللہ اور رسول جانتے ہیں حق تعالیٰ سورۂ نحل میں فرماتا ہے کہ میرے سوا غیب کی بات جاننے والا نہ زمین میں ہے نہ آسمانوں میں یا جیسے کہتے ہیں کہ اللہ اور رسول چاہیں گے تو یہ کام ہو جائے گا ایک روز ایک شخص نے حضرت ﷺ سے کہا کہ جو اللہ نے چاہا اور تم چاہو گے آپ نے فرمایا تو نے مجھے اللہ کا شریک بنایا فقط یوں ہی کہہ کہ جو اللہ نے چاہا یعنی میرا نام مت لے جاننا چاہیے کہ جس طرح عبادت سوائے خدائے تعالیٰ کے دوسرے کی شرک ہے اسی طرح دوسرے کی ایسی اطاعت بھی شرک ہے جو کچھ وہ کہے سو یہ کرے خواہ وہ کام موافق شرع کے ہو یا مخالف ہر حال اس کی فرمانبرداری اپنے اوپر واجب کرلے اور عمل پڑھنے میں بہوت پلیدوں کے نام جپنا اور یہ جاننا کہ وہ ہمارا حال جانتے ہیں اور ان میں ہمارا کام کردینے کی قدرت ہے اور ان کے نام کا بکرا مرغا ذبح کرنا یہ بھی شرک ہے ایسے عملوں کا کرنے والا اور کرانے والا دونوں کافر ہیں اور جاندار کا ذبح کرنا سوائے خدائے تعالیٰ کے اور کسی کی تعظیم اور خوشی کیلیے بھی شرک ہے ہاں اگر ذبح کرنے میں کسی کی تعظیم تو مقصود نہ ہو فقط گوشت کھلانا یا خیرات کر کے اس کا ثواب کسی مُردے کو بخشنا منظور ہو تو درست ہے مگر جان کا نکالنا سوائے خدائے تعالیٰ کے دوسرے کے واسطے درست نہیں شرک ہے اور وہ جانور بھی حرام ہے اس پر علماء کا اتفاق ہے چنانچہ تفسیر نیشاپوری اور درمختار عالمگیری اور اشباہ اور شامی میں لکھا ہے اور قرآن مجید میں حق تعالیٰ فرماتا ہے۔ یعنی آسمانوں کا اور زمین کا بادشاہ ہوں میرے سوائے کوئی تمہارا کام بنانے والا اور مدد کرنے والا نہیں سوائے خدائے تعالیٰ کے دوسرے سے مانگنے کی تو یہاں تک ممانعت ہے کہ حضرت ﷺ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ وغیرہ سے فرمایا کہ کسی سے کچھ نہ مانگو اگر تمہارا کوڑا بھی گر پڑے تو اٹھا دینے کو نہ کہو جیسا کہ طریقہ محمدیہ میں ہے اور سیتلا کا پوجنا اور

دوالی منانا کسی پیر و پیغمبر جن پری کا روزہ رکھنا بھی شرک اور کفر ہے جیسا کہ مکتوب مجددیہ میں ہے اور تفسیر عزیزی میں ہے کہ جس کو اس قدر محبت دنیا کی ہو کہ آخرت کا نقصان تو گوارا کرے مگر دنیا کا نقصان گوارا نہ کر سکے اور دنیا کا فائدہ آخرت کے فائدے کیلیے نہ چھوڑ سکے وہ بھی مسلمان نہیں فقہ اکبر کی شرح میں ہے کہ سوائے خدائے تعالیٰ کے دوسرے کے نام کی قسم کھانا شرک ہے مجالس الابرار میں ہے کہ یہ سمجھنا کہ روٹی پیٹ بھر دیتی ہے پانی پیاس کھو دیتا ہے کپڑا بدن چھپا دیتا ہے آفتاب جہان کو روشن کر دیتا ہے دوا اچھا کر دیتی ہے زہر مار ڈالتا ہے اور علیٰ ہذا القیاس یہ سب شرک ہے بلکہ یہ سمجھنا چاہیے کہ یہ سب کام خدائے تعالیٰ کرتا ہے اور یہ چیزیں بہانہ ہیں اور سب مسلمانوں کو چاہیے کہ حق تعالیٰ سے محبت رکھیں یہ ایمان کی نشانی ہے اور محبت اس کی یہ ہے کہ دل سے اسے دوست رکھے اور عبادت اور فرمانبرداری اس کی کرے ایسا نہ کرے کہ جو حکم اپنی طبیعت کے موافق ہو وہ تو بجالائے اور جو مخالف وہ بجا نہ لائے ایسا بجالانا کچھ کام نہ آئے گا حق تعالیٰ فرماتا ہے یعنی جو بندہ مجھ سے محبت رکھتا ہو وہ میرے رسول کی اطاعت کرے میں خود اس سے محبت کروں گا آپ فرماتے ہیں کہ میرے اور میرے خلفاء کی سنت ادا کرو اور میرے دین میں اپنی طرف سے نئی باتیں نہ نکالو کہ وہ دوزخ میں لے جائیں گی اور جس نے میری سنت ادا کی وہ میرے گروہ میں ہے اور جو بچا میری سنت سے وہ میرے گروہ میں نہیں اور فرمایا ہے یعنی جس وقت میری سنت چھوڑ کر اپنی طرف سے مسئلے نکالے اس وقت جو کوئی میری سنت پر چلے گا اس کو سو شہیدوں کا ثواب ملے گا اور میری امت کے بہتر فرقے ہو جائیں گے ان میں سے ایک فرقہ جو میرے اصحابوں کی راہ پر ہوگا وہ تو جنتی ہے اور باقی دوزخی اور جس نے میری سنت کو جاری کیا وہ قیامت میں میرے ساتھ ہوگا آپ کے اصحاب سب کاموں میں آپ کی پیروی کیا کرتے تھے۔

عالمگیری میں ہے کہ جو شخص ایک سنت سے بھی ناراض ہوگا کسی نبی کی سنت ہو وہ کافر ہے اس حکم سے ان لوگوں کے ایمانوں کی بھی خیر نظر نہیں آتی جو بیوہ عورتوں کے نکاح کو عیب جانتے ہیں اس واسطے کہ یہ ہمارے حضرت کی سنت ہے اور حق تعالیٰ بھی قرآن مجید میں بیوہ عورتوں کا اب اس کو برا جانتا حضرت کی سنت اور خدا کا حکم دونوں کو بڑا جاننا ہے اس صورت میں ایمان کہاں ہے حضرت ﷺ نے اپنی دونوں صاحبزادیوں کے دو دو نکاح کیے ہیں اور خود بھی کئی بیوہ بیبیوں کے ساتھ نکاح کیا ہے چنانچہ بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کی والدہ کا بھی حضرت ﷺ کے ساتھ تیسرا نکاح تھا اور بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کے صاحبزادے کے بھی چار نکاح ہوئے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بی بی نے بھی ان کی اجازت سے بعد ان کے دوسرا نکاح کر لیا تھا۔

جیسا کہ مدارج النبوت اور تنبیہ میں ہے اب دوسرے نکاح کو عیب جاننا ان پاک دامن بیبیوں کو عیب لگانا اور اپنا ایمان کھونا ہے ہاں اگر کسی بیوہ کا دل نہ چاہے تو اسے اختیار ہے مگر اس کو عیب تو نہ جانے۔

یاایھا المشتاقون بنور جمالہ
صلوا علیہ وآلہ

الٰہی ہزاروں درود و سلام
ہوں روحِ پیمبر پہ نازل مدام

روایت ہے کہ جب حق تعالیٰ نے نکاح حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کا حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے ساتھ آسمان پر باندھا اور جبرئیل امین مبارک بادی کو حضور نبوی میں آئے کہ دنیا میں ان دونوں کا عقد نکاح باندھے حضرت سیّدہ رضی اللہ عنہا نے سن کر عرض کیا کہ بابا جان سب بیبیوں کے دنیا میں جواہرات اور درم دینار پر مہر مقرر ہوتے ہیں اگر میرا بھی مقرر رہوا تو مجھ میں اور ان میں کیا فرق رہا آپ نے فرمایا کہ جان پدر

فاطمہ کیا چاہتی ہو عرض کیا کہ بابا جان مجھ کو یہ تمنا ہے کہ میرا مہر شفاعت گنہگاران امت قرار پائے یہ سنتے ہی حضرت خیر البشر شافع روز محشر بدیدہ تر مناجات فرمانے لگے کہ اے پروردگار میرے کچھ سنا تو نے کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا تجھ سے کیا طلب کرتی ہے پس اسی وقت جبرئیل امین حاضر ہوئے اور کہا یا رسول اللہ ﷺ حق تعالیٰ بعد سلام فرماتا ہے کہ ہم نے دعا اپنی فاطمہ رضی اللہ عنہا کی قبول فرمائی اور ایک ٹکڑا حریر سفید کا جس میں دو سطریں بخط نور لکھی ہوئی تھیں حضرت سیّدہ معصومہ کے ہاتھ میں لا کر دیا۔ حضرت سیّدہ نے اس ٹکڑے کاغذ کو آنکھوں سے لگایا اور بطور تعویذ اپنے بازو پر باندھا اور وصیت کی کہ اس تعویذ کو بعد میری وفات کے قبر میں سرہانے کفن کے نیچے رکھ دینا کہ جس وقت قیامت کے دن تمامی گنہگارانِ امت حاضر ہوں گے اس ٹکڑے کاغذ کو خداوند تعالیٰ کے حضور میں پیش کر کے عرض کروں گی کہ اے پروردگار عالم اپنا وعدہ پورا کر اور میرا دَین مہر ادا کر جو تو نے مقرر کیا ہے یعنی آج کے دن میرے باپ کے تمام گنہگاران امت کو بخش دے۔

اور دوسری روایت حضرت انس ابن مالک سے یہ ہے کہ ایک دن میں بحضور نبوی ﷺ حاضر تھا کہ آثار وحی آپ کے چہرۂ نورانی پر ظاہر ہوئے جب وحی آ چکی آپ نے فرمایا کہ اے انس رضی اللہ عنہ تجھ کو معلوم ہوا کہ اس وقت جبرئیل علیہ السلام میرے پاس کیا پیغام لائے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ خدا محبوب اس کا داناتر ہے آپ نے فرمایا روح الامین جناب رب العالمین کی طرف سے پیغام لائے کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ساتھ کردو اے انس تو جا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی اللہ عنہ اور طلحہ رضی اللہ عنہ اور زبیر رضی اللہ عنہ اور جماعت اکابر انصار کو جلد بلا کر لا کہ حکم حق تعالیٰ کا بجا لاؤں اور فاطمہ رضی اللہ عنہا کا عقد نکاح علی مرتضیٰ کے ساتھ باندھوں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بموجب ارشاد نبوی ﷺ سب کو بلا کر لائے بعد اس کے آپ نے حضرت

علی کرم اللہ وجہہ کو طلب فرمایا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے بدن کی زرہ اسی درم کو بیچ کر سامان نکاح مرتب کیا۔ راوی لکھتا ہے کہ اکثر جان نثار جو عرب میں مال دار تھے یہ چاہتے تھے کہ صاحبزادی کا جہیز ہم اپنے طور پر ترتیب دیں آپ نے فرمایا کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح اس طور سے ہوگا جس طرح میں چاہتا ہوں پس آپ نے اس مجلس میں خطبہ نکاح کا پڑھا اور حاضرین سے فرمایا کہ میرے پروردگار نے عقد نکاح میری فاطمہ کا علی رضی اللہ عنہ سے آسمان پر باندھا اور حکم بھیجا کہ ہمارا محبوب بھی دنیا میں فاطمہ کا نکاح علی بن ابی طالب سے کرو سو میں نے بموجب حکم پروردگار اپنی فاطمہ کا عقد نکاح علی کے ساتھ اور پر مہر چار سو مثقال چاندی کے باندھا اے علی تم اس پر راضی ہوئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا راضی ہوا میں یارسول اللہ ﷺ پس آپ نے دونوں کے حق میں دعائے خیر فرمائی حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا حضرت سیّدہ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے گھر لے کر آئیں بعد اس کے آپ بعد فراغ نماز عشاء وہاں تشریف لائے اور ایک کوزہ پانی میں لعاب دہن مبارک ڈالا اور قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس اور بھی دعائیں پڑھ کر اس پانی کو دم کیا اور تھوڑا حضرت علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ اور فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کو پلایا اور دونوں کو اس پانی سے وضو کرایا بعد اس کے آپ وہاں سے اٹھے حضرت سیّدہ رضی اللہ عنہا باپ کی مفارقت کے سبب رونے لگیں آپ نے اسی وقت کلمات ان کی تسکین کے واسطے بیان فرمائے روایت ہے کہ جب نکاح حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کا رجب کے مہینے میں ہجرت کے دوسرے برس ہوا تو اس وقت سن شریف حضرت سیّدہ رضی اللہ عنہا معصومہ کا اٹھارہ برس اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا اکیس برس اور پانچ مہینے کا تھا۔ اشعار

فاطمہ زہرا کا جس دن عقد تھا
سن لو پاس حضرت کے کیا کیا نقد تھا
ایک چادر شانزدہ پیوند کی
سر پہ اس دم حضرت خاتون کے تھی

تکیہ کہنہ ایک تھا صدیق پاس
اور اک مسواک تھی فاروق پاس
اور تھے عثمان کاسۂ چوبی لیے
اور چکی سر پہ شاہ دین لیے
اور کھڑاؤں پاؤں میں پہنے بتول
بے سواری تھیں گئیں بنتِ رسول
جب یہ اپنے پیشوا کا حال ہو
کیا کرو گے مومنو تم مال کو
حب احمد گر تمہیں ہے لاکلام
حب دنیا کو کرو دل پر حرام
واسطے عقبیٰ کے حیدر نے سدا
مالِ دنیا پر ہے ماری پشتِ پا
اور یزیدِ نا خلف نے بہر مال
خون صاحبزادوں کا کر کے حلال
بھوکا پیاسا تین دن کا ان کو دان
قتل کر ڈالا سبھوں کو بے گمان

فضائل نماز پنجگانہ جماعت اور روزہ مع فضائل جمعہ شریف

مسلمانو جاننا چاہیے کہ نماز افضل عبادت ہے کسی نے حضرت ﷺ سے پوچھا کون سی عبادت افضل ہے فرمایا نماز وقت پر ادا کرنا اور جو تاکید نماز کی شرع میں ہے عبادت کی نہیں اور فرائض کا حکم حضرت جبرئیل کی معرفت آیا جب نماز فرض کرنا منظور ہوا حضرت رب العزت نے حضرت ﷺ کو اپنے حضور معراج شریف میں بلا کر حکم

دیا ظاہر ہے کہ بادشاہ احکام اپنے صوبوں کو لکھ بھیجتے ہیں اور جس حکم کا اہتمام زیادہ منظور ہوتا ہے حضور میں بلا کر بالمواجہہ حکم فرماتے ہیں بالجملہ نماز ایمان کی نشانیاں امارات اور ترک نماز کفر و نفاق ہے لہٰذا ابتدا بھی امتحان دوست دشمن کا سجدے سے ہوا اور آخر کو بھی اسی سے ہوگا مسلمان قیامت کے دن سجدہ کریں گے اور کافر نہ کر سکیں گے۔

روایت ہے کہ جس طرح جان کیلیے حق تعالیٰ نے چار چیزیں یعنی آگ پانی ہوا مٹی سے قالب بنایا اگر ان سے ایک میں بھی کچھ قصور ہوا تو زندگی محال ہے ایسے ہی ایمان کیلیے چار چیزیں یعنی نماز روزہ حج زکوٰۃ مقرر ہیں کہ اگر ایک میں بھی قصور کیا نجات دشوار ہے اب ضروری ہے کہ جس طرح آدمی اپنے بدن کی حفاظت میں بدل مصروف ہیں اور جان کو عزیز رکھتے ہیں ذرا سی علالت میں حکیموں کے پاس دوڑے جاتے ہیں دعا تعویذ کرتے ہیں ایسے ہی اپنے ایمان کی حفاظت میں رات و دن مستعد رہیں نماز روزہ حج زکوٰۃ کی درستی میں جان و مال سے کوشش کریں عالموں سے دریافت کرلیں سب سے پہلے آدمی کو ایمان کا درست کرنا واجب ہے کیوں کہ جب تک ایمان اور اعتقاد صحیح نہیں ہوتا کوئی عبادت قبول نہیں ہوتی اب خلاصۂ عقائد عرض کرتا ہوں۔

خدا ایک ہے دل سے جانو یقیں
سوا اس کے معبود کوئی نہیں

ہر اک شے پہ حاکم ہے قادر ہے وہ
ہر اک جا پہ موجود حاضر ہے وہ

اسی نے کیا خلق ہر خیر و شر
نہیں فعلِ بد سے وہ راضی مگر

فرشتے ہیں نورانی و بے گناہ
وہ جبریل لاتے تھے حکمِ الٰہ

کتابیں ہیں جتنی خدا کی تمام
وہ سب حق ہیں ان میں نہیں کچھ کلام

بزرگ اور حق گرچہ ہیں انبیاء
مگر سب کے سردار ہیں مصطفیٰ

محمد نبی صاحبِ معجزات
علیہ السلام و علیہ الصلوٰت

دیا حق نے ان کو وہ قرآنِ پاک
کہ لاریب فی جس کی ہے شانِ پاک

خلیفہ بھی ترتیب سے چار ہیں
کہ ایمانداروں کے سردار ہیں

ابوبکر فاروق عثمان علی
کہ تھے ہمدم و جانشینِ نبی

جو اصحاب و اولاد و ازواج ہیں
سب ایمانداروں کے سرتاج ہیں

سوالِ نکیرین ہے گور میں
جیے گا ہر اک حشر کے شور میں

لیا جائے گا پھر حساب و کتاب
بقدرِ عمل ہے عذاب و ثواب

بجا اولیاء کی کرامات ہے
نجومی کی جھوٹی ہر اک بات ہے

یا لہا المشتاقون بنور جمالہٖ
صلوا علیہ وآلہٖ

الٰہی ہزاروں درود و سلام
ہوں روحِ پیمبر پہ نازل مدام

مسلمانوں اب کچھ فضائل ناز پنجگانہ کے معلوم کرنا چاہیے کہ احادیث متواتر میں ہے کہ نماز ستون دین ہے اور تمام عبادتوں سے افضل ہے جو پانچوں وقت نمازوں کو شرائط سے ادا کرے اللہ تعالیٰ نے عہد کیا ہے کہ دین و دنیا میں اس کو اپنی حفظ اور حمایت میں رکھے اور جو شخص گناہ کبیرہ سے توبہ کرے تو نماز پنجگانہ اس کی صغیرہ کے واسطے کفارہ ہو جائے گی مثل ان پانچوں نمازوں کے بزرگوں نے یہ لکھا ہے کہ گویا پانچ دریا نہایت پاک صاف تمہارے دروازوں پر جاری ہیں اور تم ان میں پانچ بار نہاتے ہو تو کیسا تمہارا جسم پاک اور صاف رہے گا اس طرح ہی نمازیں مسلمانوں کے دل کو آلودگی سے پاک کرتی ہیں۔ نظم

نورِ ایماں ہے نماز سلام کا زیور نماز
بندگی حق نماز اور عشقِ پیغمبر نماز

جو نماز اپنی شرائط اور وظائف سے پڑھے
پیش جائے گی وہ حور سی بن کر نماز

اور جو کرتے ہیں آداب و شرائط میں خطا
ہوگی وہ بیمار و زخمی کی طرح مضطر نماز

مومنو شوق عباداتِ خدا ہے اس کا نام
کی ادا شبیر نے جیسے تہِ خنجر نماز

صدمے پر صدمہ تھا غم پر غم جفا پر تھی جفا
پر نہ مہلت تھی کہ پڑھتے سبطِ پیغمبر نماز

دم میں طے ہو جائے گی راہِ صراطِ مستقیم
عرصہ گاہِ حشر میں بن جائے گی رہبر نماز

تاج ہوگا نور کا محشر میں اس کے فرق پر
پنجگانہ جو پڑھے گا خاص وقتوں پر نماز

حشر کے دن وہ شہادت دے گا حق کے سامنے
اہلِ ایماں پڑھتے ہیں جس خطبہ کے اوپر نماز

ہے روایت میں کہ مرتا ہے نمازی جس گھڑی
روتی ہے وہ جا جہاں پڑھتا تھا یہ جا کر نماز

کیا نمازیں ہیں ہماری ہم تو دنیا دار ہیں
پڑھ گئے کچھ خلق میں اصحاب و پیغمبر نماز

روایت میں ہے کہ نماز کنجی بہشت کی ہے اگر اللہ تعالیٰ بعد توحید کے اور کسی چیز کو نماز سے زیادہ دوست رکھتا تو فرشتوں کو اس کام کا حکم دیتا حالانکہ فرشتے ہر وقت نماز میں مشغول ہیں جیسے رکوع میں بعضے سجود میں اور بعضے قیام میں اور بعضے قعود میں اور بعضے تشہد میں اور جماعت کی یہ فضیلت ہے کہ ایک رکعت جماعت کی ستر رکعت سے بہتر کہ اکیلے پڑھے جو شخص عشاء کی نماز جماعت کیساتھ پڑھتا ہے ڈیڑھ رات کی عبادت کا ثواب ملتا ہے اور صبح کی نماز جو شخص جماعت سے پڑھتا ہے اس کو اتنا ثواب ملتا ہے کہ گویا تمام رات یادالٰہی میں جاگا اور آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو کوئی چالیس روز متواتر نماز جماعت کی پڑھے اس طرح کہ تکبیر اولیٰ فوت نہ ہو اللہ تعالیٰ اس کو دو چیز سے رہائی دیتا ہے ایک نفاق سے دوسرے دوزخ سے اسی سبب سے اگلے لوگ جن سے تکبیر اولیٰ فوت ہو جاتی تھی تین روز ماتم داری کرتے تھے اور اگر نماز جماعت فوت ہو جاتی تو سات روز تک اور اپنے نفس کو نہایت زجر اور توبیخ اور ملامت اور تشنیع کرتے

تھے قیامت کے دن اوّل نماز ہی پوچھی جائے گی اور بے نمازی کا کوئی عمل قبول نہیں ہوتا بلکہ اعمال اس کے منہ پر الٹے مارے جاتے ہیں۔ بیت

روز محشر کہ جاں گداز بود
اوّلیں پرسشِ نماز بود

حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص اچھی طرح سے وضو کرے اور نماز وقت پر ادا کرے اور رکوع اور سجود بخوبی بجالائے اور کمال خضوع اور خشوع سے نماز پڑھے ایسی نماز فرشتے عرش مجید پر لے جاتے ہیں اور نماز نمازی سے کہتی ہے کہ اللہ تعالیٰ تجھ کو عزیز رکھے اور اپنی رضا میں جمیع بلیات سے محفوظ رکھے جیسا تو نے مجھ کو شرائط سے ادا کیا اور جو شخص نماز وقت پر نہیں پڑھتا اور وضو بھی اچھی طرح سے نہیں کرتا اور رکوع اور سجود میں کوتاہی کرتا ہے اور بے سوز و گداز نماز پڑھتا ہے اس کی نماز سیاہ اور تاریک آسمان تک پہنچتی ہے اور نمازی کو کہتی ہے کہ اللہ تعالیٰ تجھ کو ضائع کرے جیسا کہ تو نے مجھ کو ضائع کیا آخر اس نماز کو پرانے کپڑے کی طرح لپیٹ کے اس کے منہ پر مارتے ہیں اکثر لوگوں کو نماز سے سوا اٹھنے بیٹھنے کی کچھ منفعت نہیں ہوتی۔

حدیث شریف میں وارد ہے کہ بہت لوگ نماز پڑھتے ہیں اور چھٹا حصہ ان کی نماز کا نامۂ اعمال میں لکھا جاتا ہے اس سبب سے کہ جس قدر نماز دل لگا کر پڑھی جاتی ہے اتنی لکھی جاتی ہے لکھا ہے کہ نماز اس طرح سے ادا کرو کہ جیسے کوئی شخص اپنے دوست کو وداع کرتا ہے یعنی نماز کے وقت سوائے اللہ نے اور جس چیز کو دوست رکھتے ہو سب کو وداع کر کے اللہ کی طرف متوجہ ہو۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ پیغمبر خدا ﷺ ہم سے باتیں کرتے ہوتے جب نماز کا وقت آتا تو ایسے متوجہ یاد الٰہی میں ہو جاتے گویا ہم کو پہچانتے ہی نہیں ہیں جس کا ذہن دل متوجہ نہیں ہوتا اللہ تعالیٰ اس کی نماز کی طرف نظر نہیں فرماتا لکھا ہے

کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام جب نماز میں مشغول ہوتے تھے دو میل تک جوش کی آواز جاتی تھی اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو شخص نماز میں دائیں بائیں دیکھتا ہے اس کی نماز نہیں ہوتی حق تعالیٰ فرماتا ہے اقم الصلوٰۃ لذکری یعنی پڑھ نماز کو واسطے یاد میری کے چنانچہ اگلے لوگوں کی عادت تھی کہ جس وقت اذان سنتے یہ حال ہوتا کہ اگر لوہار نے ہتھوڑا اٹھایا ہوتا تو ویسے ہی ہاتھ سے رکھ دیتا اور کفش دوز ٹانکا نہ لگاتا ہاتھ روک لیتا اور غلہ فروش ایک طرف بانٹ اور ایک طرف اناج ترازو میں چھوڑ کے فوراً واسطے نماز کے اٹھ کھڑا ہوتا اس منادی سے دن قیامت کا یاد کرتے ہیں اور یقین جانتے کہ جس طرح اس وقت نماز کی طرف دوڑے جاتے ہیں قیامت کے دن اسی طرح سے بہشت کی طرف دوڑیں گے۔ نظم

دے گا بہشت تم کو خدا اے نمازیو
جنت میں تم رہو گے سدا اے نمازیو
مرنے کے وقت قبر میں میدانِ حشر میں
ہوں گے شفیعِ خیر ورا اے نمازیو
حوریں ملیں گی خلد میں خدمت کے واسطے
پینے کو شہد ہوگا عطا اے نمازیو
چہرے سے ہاتھ پاؤں سے چمکے گا ایسا نور
خورشید کو ہو جس سے حیا اے نمازیو
کھانے کو میوہ پینے کو شہد و شرابِ پاک
دے گا یہ تم کو یار خدا اے نمازیو
تم کو پل صراط کی منزل سے کیا خطر
ہوگی نماز راہ نما اے نمازیو

ہوگی نماز سایہ فگن سر پہ حشر میں
گرمیٔ خور کا خوف ہے کیا اے نمازیو
دیکھو قضا نہ ہوئے کسی وقت کی نماز
ہو وقت پر نماز ادا اے نمازیو

لکھا ہے کہ ایک گروہ اصحاب رسول اللہ ﷺ کا اس طرح سے نماز میں مستغرق ہو جاتا تھا کہ درندے جانوران کو مردہ جان کر پاس آ بیٹھتے تھے آنحضرت ﷺ جب کسی کو نماز میں داڑھی پر ہاتھ پھیرتے دیکھتے فرماتے کہ جو دل خشوع میں ہوتا ہے ظاہر میں بھی ویسی ہی صفتیں اس سے ظہور کرتی ہیں چنانچہ حضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ اگر کھانا موجود ہو اور نماز کا وقت بھی آ جائے تو پہلے کھانا کھالے بعد اس کے نماز پڑھے اگر کسی سے کچھ بات کہنا ہو تو اس سے کہہ لے تا دل اس کے وسوسے سے خالی ہو جائے اور پھر اس کا خیال نہ آئے اور اگر کسی ایسے کام میں طبیعت متعلق ہو کہ اس سے سردست فراغ ہونا ممکن نہیں ہے تو اس حالت میں معنی قرآن پر جو کہ نماز میں پڑھتا ہے خیال کرے کہ طبیعت اس اندیشہ کی طرف سے اس طرف متوجہ ہو جائے گی اور جب تک وسوسہ دل سے دفع نہ ہوگا نماز خالص نہ ہوگی اور تمثیل اس کی یہ ہے کہ ایک شخص درخت کے نیچے بیٹھا ہو اور چاہے کہ چڑیوں کی آواز نہ سنے ہر چند لکڑی یا ڈھیلے سے دور کرے مگر ان کا بیٹھنا موقوف نہ ہوگا جب تک درخت کو نہ کاٹ ڈالے گا لکھا ہے کہ ایک شخص آنحضرت ﷺ کے واسطے ایک پیراہن بطور تحفہ کے لایا آپ نماز پڑھ رہے تھے آپ کی نگاہ اس پر پڑی پسند آیا جب آپ نماز سے فارغ ہوئے وہ پیراہن اس کو پھیر دیا اور نماز دوبارہ ادا کی اسی طرح سے آپ کی نعلین مبارک میں نیا تسمہ پڑا تھا ناگاہ نماز میں اس پر نگاہ پڑ گئی بعد نماز کے اس تسمہ کو نعلین مبارک سے نکلوا ڈالا اور وہی پورانا تسمہ ڈلوا دیا اور نماز پھر ادا کی لکھا ہے کہ ایک بار کوئی شخص بہت اچھی

نعلین حضور میں لایا آپ کی نظر اس پر پڑی اور وہ اچھی معلوم ہوئی اس وقت آپ نے سجدہ کیا اور فرمایا کہ یہ سجدہ تواضع کا تھا یعنی اللہ تعالیٰ میری اس نظر کرنے کو دشمن نہ جانے اور مسجد سے باہر تشریف لا کر وہ نعلین ایک شخص کو مرحمت فرمائی مسلمانو خیالات اور تعلقات دنیوی اپنی طبیعت سے جب تک دفع نہ ہوں گے مرتبہ خلوص کا حاصل نہ ہوگا چاہیے کہ ہمیشہ اپنی ہمت وسواس پر مقصود رکھا کرے اور جہاں تک ممکن ہو نماز اور روزے کو بلا وسواس ادا کرے۔

فضائلِ جمعہ شریف

مسلمانو جمعہ کا دن بہت متبرک ہے اور افضل اسی واسطے اس کو عید المومنین کہتے ہیں چنانچہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا ہے جس شخص نے بے عذر شرعی تین جمعہ ترک کیے اس نے اسلام سے منہ پھیرا اور دل اس کا زنگ سے آلودہ ہوا حدیث شریف میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر جمعہ کو تین لاکھ گنہگاروں کو آتش دوزخ سے نجات دیتا ہے اور دوزخ ہر روز دوپہر کے وقت زیادہ گرم کی جاتی ہے جمعہ کے دن گرم نہیں کرتے اور جو مسلمان جمعہ کو مرتا ہے حساب قبر سے نجات پاتا ہے اور ثواب شہید کا ملتا ہے اور قیامت تک اس پر عذاب نہیں ہوتا اور جو شخص واسطے نماز جمعہ کے ساعت اوّل میں داخل مسجد ہوتا ہے ایک اونٹ کی قربانی کرنے کا ثواب پاتا ہے اور دوسری ساعت میں ایک گائے کا اور تیسری ساعت میں ایک بکرے کا اور چوتھی ساعت میں ایک مرغی کا اور پانچویں ساعت میں ایسا ہے جیسے کوئی ایک انڈا مرغ کا راہ خدا میں صدقہ کرتا ہے اور جب خطبہ پڑھا جاتا ہے فرشتے کاتب اعمال لکھنا موقوف کرتے ہیں اور خطبہ سننے میں مشغول ہوتے ہیں اس وقت جو شخص نماز کیلیے آتا ہے سوائے ثواب نماز کے اس کو اور کچھ نہیں ملتا ہے اور جو شخص بعد نماز جمعہ کے سات بار چاروں قل پڑھے اللہ تعالیٰ اس کو شر شیاطین اور بلیات سے محفوظ رکھتا ہے اے مسلمانو امت محمد مصطفیٰ ﷺ پر خاص نماز

رحمت اللہ تعالیٰ کی ہے۔ اشعار

برتر عبادتوں میں عبادت نماز ہے
بہتر اطاعتوں میں اطاعت نماز ہے

حشمت نماز شوکت و رفعت نماز ہے
نامِ خدا کہ دین کی دولت نماز ہے

چکھیں گے بے نماز نہ فردوس کی شراب
کوثر نماز روزہ جنت نماز ہے

پوچھو جو دشمن احدی ہے وہ بے نماز
اللہ اور نبی کی محبت نماز ہے

ہوگی نمازیوں کو نہ تکلیف مرتے دم
تلخیِ مرگ کیلیے شربت نماز ہے

ڈر شامِ مرگ سے ہے نہ ظلمت سے قبر کی
خورشیدِ صبح مشعلِ تربت نماز ہے

رحمت سے حق کے دور ہو کیوں بے نمازیو
بندوں پہ کردگار کی رحمت نماز ہے

پڑھتے نہیں نماز مسلمان کیسے ہو
اے مومنو نجات کی صورت نماز ہے

کس طرح کا حسین کو شوقِ نماز تھا
بھولے نہ وقتِ قتل وہ نعمت نماز ہے

یاایھا المشتاقون بنورِ جمالہ
صلوا علیہ وآلہ

الٰہی ہزاروں درود و سلام
ہوں روحِ پیمبر پہ نازل مدام

حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو شخص جمعہ کے دن نہائے اور اپنا بدن پاک کرے ساٹھ برس کے گناہوں کا کفارہ اور جو شخص مسجد کی طرف جائے ہر قدم پر بیس برس کی عبادت لکھی جائے جو مسلمان جمعہ کے دن مسجد میں اذان کہتا ہے حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ دروازے آسمانوں کے کھول دو اور جو لوگ نماز جمعہ کے واسطے کھڑے ہوتے ہیں مسجد سے عرش تک ان کے درمیان حجاب اٹھ جاتا ہے جب رکعت اوّل پڑھتے ہیں حکم الٰہی ہوتا ہے کہ اے فرشتو دیکھو کہ بندے میرے کس طرح میری عبادت میں مصروف ہیں اب تم سنو کہ میں اپنے بندوں سے کیا خطاب کرتا ہوں فرشتے سنیں گے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے فرماتا ہے کہ اے سجدہ کرنے والو تم میری رضامندی کے واسطے مجھ کو سجدہ کرتے ہو اور میں تم کو دیکھتا ہوں قریب ہے کہ میں تمہیں بخشوں اور تم مجھ کو دیکھو اور حدیث شریف میں آیا ہے حق تعالیٰ نے چوتھے آسمان پر ایک مقام پیدا کیا ہے نام اس کا بیت المعمور ہے جس طرح سے زمین پر کعبہ معظم اور حرم محترم ہے آسمان پر وہ مقام ہے اس مکان کے چار ستون ہیں ایک سبز زمرد کا ایک سرخ یاقوت کا ایک سونے کا ایک چاندی کا جمعہ کے دن فرشتے وہاں جمع ہوتے ہیں حضرت جبرئیل علیہ السلام اس کی چھت پر چڑھ کے بانگ نماز کہتے ہیں اور حضرت میکائیل علیہ السلام منبر پر خطبہ پڑھتے ہیں اور حضرت اسرافیل علیہ السلام امام ہو کر سب کو نماز پڑھاتے ہیں پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام کہتے ہیں کہ میں نے ثواب بانگ نماز کا امت محمد ﷺ کے اذان دینے والوں کو دیا اور حضرت میکائیل علیہ السلام کہتے ہیں کہ میں نے ثواب خطبے کا اور حضرت اسرافیل علیہ السلام کہتے ہیں میں نے ثواب جماعت امامت کا دیا حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے فرشتو تم گواہ رہو کہ جو کوئی دنیا میں نماز جمعہ کی پڑھے گا میں بھی اس پر رحمت کروں گا۔

بیہقی نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا تین شخصوں کی نماز قبول نہیں ہوتی ایک وہ غلام جو اپنے آقا سے بھاگے اس کی نماز قبول نہیں ہوتی جب تک کہ پھر نہ آئے مالک کے پاس دوسرے اس عورت کی نماز قبول نہیں ہوتی جس کا خاوند اس سے ناخوش ہو تیسرے مست کی نماز جب تک کہ ہوش میں نہ آئے اور لکھا ہے کہ جس وقت مسجد میں جانے کا ارادہ کرے خیال رکھے اوّل داہنا پیر مسجد میں رکھے اور جب نکلے تو بایاں پیر نکالے جو لوگ اس کے خلاف کرتے ہیں بے ادبوں میں شمار ہوتے ہیں اور نماز میں دونوں پاؤں کا درمیان چار انگشت ہو اور نماز میں ہاتھ اس طرح پر باندھنا چاہیے انگلی اور انگوٹھے سے داہنے ہاتھ کی بائیں ہاتھ کا حلقہ کرے تین انگلیاں اوپر رکھے اور نماز میں ادھر ادھر نہ دیکھے سجدہ کی جگہ پر نگاہ رکھے اور نماز میں کھجلانا مکھیاں اوڑانا پائجامہ بار بار اوپر کو اٹھانا کسی طرح پر حرکت کرنا بہت منع ہے اگر تین بار کوئی کام کرے گا نماز مکروہ ہو جائے گی یعنی قریب حرام اور بعضوں نے لکھا ہے کہ فاسد ہو جائے گی اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ چالیس برس تک چھوڑنے والا نماز کا عذاب کیا جائے گا اور فرمایا کہ جو شخص نماز چھوڑ دیتا ہے حشر اس کا فرعون اور ہامان اور قارون اور ابی بن خلف کے ساتھ ہوگا یعنی جو ان کافروں کا حال ہوگا وہی حال بے نمازیوں کا ان کے ساتھ ہوگا اور حدیث شریف میں لکھا ہے کہ **من ترك الصلوٰة متعمدا فقد كفر والقى فى جهنم ثمانون حقبا والجهد وثمانون سنه** یعنی جس شخص نے چھوڑی نماز قصداً پس وہ ہوا کافر یعنی مثل کافروں کے کام کیا ڈالا جائے گا دوزخ میں اسی حقبے اور ایک حقبہ اسی برس کا ہوتا ہے اور حدیث شریف میں لکھا ہے کہ ہر عضو دوزخیوں کا دوزخ میں علیحدہ ہو جائے گا اور دوزخ میں ایک مکان کہ نام اس کا ویل ہے اس میں کنواں عذاب کا ہے یہ ان کے واسطے کہ کم تول کے خلق کو دیتے ہیں اور وہ ویل ان کے واسطے ہے جو اپنی نمازوں سے

بے خبر ہیں یعنی جو شخص نماز تنگ وقت میں پڑھتے ہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ کلام مجید میں فرماتا ہے **فويل للمصلين الذين هم عن صلوتهم ساهون** یعنی پس عذاب ویل ہے ان نمازیوں کے واسطے جو اپنی نمازوں سے بے خبر ہیں یعنی نماز کبھی پڑھتے ہیں اور کبھی نہیں پڑھتے اور وہ ویل ہے ان کے واسطے جو اپنے قول و قرار کو توڑتے ہیں اور ہر ایک قرار توڑنے والا آگ کی سولی پر چڑھایا جائے گا اور کان اور ناک سے پیپ نکلے گی جیسا کہ کافر عذاب سے پناہ مانگیں گے ویسا ہی توڑنے والے بھی قول و قرار کے عذاب سے امان طلب کریں گے۔ نظم

رحمت سے ہو خدا کی جدا بے نمازیو
کرتے نہیں ہو خوفِ خدا بے نمازیو

دوزخ میں جب کہ جاؤ گے کیا حال ہوئے گا
سوچو تو اپنے دل میں ذرا بے نمازیو

پوچھے گا جب خدا کہ پڑھی ہے نماز بھی
تم دو گے کیا جواب بھلا بے نمازیو

بولو پل صراط سے گذرو گے کس طرح
اس کا بھی ہے خیال کیا بے نمازیو

کچھ کام تم نے وہاں کے لیے بھی بنایا ہے
کس کام میں ہو صبح و مسا بے نمازیو

کچھ تحفہ حق کے واسطے بھی لے چلو گے تم
سب کچھ کیا ہے جس نے عطا بے نمازیو

کیا کہہ کے حق سے آئے تھے ہے یاد بھی تمہیں
کرتے ہیں یوں ہی وعدہ وفا بے نمازیو

اللہ کا جو آپ کو بندہ بناتے ہو
کی اس کی بندگی بھی ادا بے نمازیو

کیسا خدا کو بھولے ہو پچھتاؤ گے بہت
جب ہوگی تم کو سخت سزا بے نمازیو

ماریں گے گرز جب کہ فرشتے عذاب کے
اس وقت ہوگا حال برا بے نمازیو

اللہ کا ہے خوف نہ حضرت کا ڈر تمہیں
جاتی رہی ہے کیسے حیا بے نمازیو

پڑھتے رہو نماز سدا پانچ وقت کی
کچھ اب بھی سوچ جاؤ ذرا بے نمازیو

کرتے ہو حق کی بندگی سے کیسی سرکشی
اس پر چلے گی تیغِ قضا بے نمازیو

یاایھا المشتاقون بنورِ جمالہ
صلوا علیہ وآلہ

الٰہی ہزاروں درود و سلام
ہوں روحِ پیمبر پہ نازل مدام

روایت ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا جناب رسول اللہ ﷺ نے کہ جب قیامت قائم ہوگی تو ایک سانپ دوزخ سے نکلے گا کہ نام اس کا جریس ہے سر اس کا ساتویں آسمان پر ہوگا اور دم اس کی تحت الثریٰ میں ہوگی حضرت جبرئیل علیہ السلام اس سے پوچھیں گے کہ اے جریس تو دوزخ سے کیوں نکلا ہے وہ کہے گا کہ مجھ کو محمد کی امت میں سے پانچ گروہ درکار ہیں اوّل تو چھوڑنے والا نماز کا دوسرا نہ دینے والا زکوٰۃ کا تیسرے

پینے والا شراب کا اور چوتھا کھانے والا بیاج کا اور پانچواں جو کہ دنیا کی باتیں مسجد میں کرتا ہے پس وہ سانپ ان پانچ گروہ کو اپنے منہ میں لے کر دوزخ میں پھر جائے گا۔

ہیں سخت گنہگار ریاکار نمازی
بدکار ہیں بدکار ریاکار نمازی

محشر میں خدا برق گرائے گا غضب کے
ہو جائیں گے فی النار ریاکار نمازی

مخلوق کے دکھلانے کو پڑھتے ہیں نمازیں
ہیں منکر غفار ریاکار نمازی

بے علم سمجھتے ہیں خداوند علا کو
بے حد ہیں خطا وار ریاکار نمازی

واللہ کہ ہیں خالق و مخلوق کے نزدیک
نفرین کے سزا وار ریاکار نمازی

ظاہر میں مقطع ہیں پہ باطن میں دغا باز
مکار ہیں مکار ریاکار نمازی

مارے گا خدا منہ پہ دکھاوے کی نمازیں
ہوں گے بہت خوار ریاکار نمازی

بیان بے نمازی عورتوں کا

اے عورتو بے نمازیو غور کا مقام ہے کہ تم اپنے آپ کو مومنہ بتلاتی ہو اور کبھی بھول کر اس کو سجدہ نہیں کرتی اور روزے نہیں رکھتی ہو اور قیامت کے دن حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کو اپنا شفیع ٹھہراتی ہو اور رسول مقبول ﷺ کو پیغمبر بتلاتی ہو اور ان کی فرمانبرداری اور خوشنودی سے منہ پھیرتی ہو دیکھو محبت رسول مقبول محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ

ﷺ اور اُلفت حضرت بتول نماز ہے۔

اپنے خالق سے ڈرو اے بے نمازی عورتو
بندگی حق کی کرو اے بے نمازی عورتو

اپنے خاوندوں کی اطاعت میں تو یہ سرگرمیاں
بھولی ہو معبود کو اے بے نمازی عورتو

یاد ہے مرقد کی تاریکی نہ دوزخ کا عذاب
بے طرح غفلت میں ہو اے بے نمازی عورتو

جان کنی کے وقت اس کا حال ہوئے گا عیاں
یہ بلا سر پر نہ لو اے بے نمازی عورتو

کیا تمہیں جنت میں لے جائیں گے لڑکے لڑکیاں
دھیان اس کا چھوڑ دو اے بے نمازی عورتو

حق کے آگے ہو کے کیسے سوا بے قدر تم
منہ میں آ جائے گی بو اے بے نمازی عورتو

نہ طہارت سے غرض اور نہ ستھرے پن سے کام
کس قدر ناپاک ہو اے بے نمازی عورتو

چیخ کر دوزخ پکارے گی کہ جلد آؤ ادھر
بے نمازی عورتو اے بے نمازی عورتو

عجز کہتا ہے احادیث نبی سے سب کلام
اس کے کہنے پر چلو اے بے نمازی عورتو

بیان نماز پڑھنے والی عورتوں کا

اے عورتو نمازیو تمہارا کیا کہنا اللہ تمہارا ہے اور رسول اللہ ﷺ تمہارا بہشت

تمہاری منتظر ہے سیدھی راہ بہشت کی تمہارے واسطے کھلی ہے اور دروازے جنت کے کھلے ہوئے ہیں سونے چاندی کے گھر تمہارے لیے بنے ہوئے ہیں طرح طرح کے میوے تمہارے کھانے کو موجود ہیں ٹھنڈا پانی دودھ سے سفید قند سے میٹھا سونے چاندی کے پیالوں میں بھرا ہوا تمہارے پینے کو دھرا ہوا ہے حور وغلماں خدمت کے واسطے کھڑے ہیں اے نماز گذار عورتو تمہارے بڑے بڑے درجے ہیں تم کو چاہیے شوق دل سے مصروف رہو اور دنیا کے مکروہات سے بچتی رہو۔ شعر

جنت تمہیں دلائے گی اے بیبیو نماز
اللہ سے ملائے گی اے بیبیو نماز

رہبر تمہاری ہوئے گی میدان حشر میں
دیدارِ حق دکھائے گی اے بیبیو نماز

تم جب خدا کے فضل سے جنت میں جاؤ گی
دلہن تمہیں بنائے گی اے بیبیو نماز

تم بھی خوش رہو گی رہے گا خدا بھی خوش
سب رنج و غم مٹائے گی اے بیبیو نماز

کھانے کو میوے پینے کو تم کو ملے گا شیر
کیا کیا مزے دکھائے گی اے بیبیو نماز

گرمیِ روزِ حشر کا کیوں خوف کرتی ہو
پنکھا تمہیں ہلائے گی اے بیبیو نماز

دیکھو نماز پڑھتی رہو خاص وقت پر
خالق سے بخشوائے گی اے بیبیو نماز

دیکھو پڑھو نماز کہا مانو عجز کا
دکھ درد سے بچائے گی اے بیبیو نماز

یا ایھا المشتاقون بنورِ جمالہ
صلوا علیہ وآلہ

الٰہی ہزاروں درود و سلام
ہوں روحِ پیمبر پہ نازل مدام

فضائل رمضان شریف

روایت ہے کہ امیر المومنین علی مرتضٰی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ہے کہ اگر اللہ تعالٰی امت محمد ﷺ پر عذاب کرنا چاہتا تو دو چیزیں ان کو نہ دیتا ایک روزے ماہ رمضان کے دوسرے قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ یعنی دو چیزیں اس امت کی امان کی نشانی ہیں عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ قسم ہے اس ذات واجب الوجود کی جس نے مجھ کو واسطے رسالت کے بھیجا ہے کہ فرشتے سال بھر واسطے رمضان کے بہشت کو آراستہ کیا کرتے ہیں اور پہلی تاریخ رمضان کو رات کے وقت ساق عرش سے ایک ہوا چلتی ہے کہ اس کو مبشرہ کہتے ہیں۔ جنت کے صحن میں پتے درختوں کے اکٹھا کر کے دروازوں کے حلقوں پر مارتے ہیں اور اس سے ایک آواز ایسی خوش نکلتی ہے کہ سننے والوں نے اس سے بہتر آواز کبھی نہ سنی ہوگی اور حوریں کھڑکیوں میں اور غلمان کنگوروں پر بیٹھ کر کہتے ہیں کہ جس کو حاجت ہو روزہ بشرائط رکھے اور ہم کو لے اور حوریں پوچھتی ہیں کہ اے رضوان آج کون سی رات ہے کہ حق تعالٰی نے دروازے جنت کے امت محمد ﷺ کے واسطے کھولے ہیں اور حق تعالٰی رضوان کو حکم دیتا ہے کہ دروازے بہشت کے کھول دے اور مالک کو حکم پہنچتا ہے کہ دروازے دوزخ کے بند کر دے اور حضرت جبرئیل علیہ السلام کو حکم ہوتا ہے کہ شیطانوں کے گلے میں طوق اور زنجیر ڈال دے کہ امت محمدی کے روزے تباہ نہ کریں اور ماہ رمضان کی ہر رات کو منادی ہوتی ہے کہ جو مسلمان روزہ دار کچھ چاہے مطلب اس کا ادا ہو اگر

مغفرت چاہے مغفرت ہو اور جو توبہ کرے اس کی توبہ قبول ہو حاجت مندوں کی حاجتیں روا ہوں گنہگاروں کے گناہ بخشے جائیں ہر روز ایک کروڑ گنہگار آتش دوزخ سے نجات پاتے ہیں جتنے گنہگار تمام مہینے بخشے جاتے ہیں تاریخ اخیر میں اتنے ہی گنہگار ایک مرتبہ بخشے جائیں گے اور دوزخ کی آگ سے رہائی پائیں گے اور اس رات جبرئیل علیہ السلام خدا کے حکم سے سب فرشتوں کو لے کر کعبے کی چھت پر جمع ہوتے ہیں اور ایک علم سبز وہاں کھڑا کرتے ہیں اور ان کے دس کروڑ پر ہیں دو پر سے مشرق سے مغرب تک پہنچتے ہیں ان سب پروں کو سوا لیلۃ القدر کے کبھی نہیں کھولتے ہیں اور اپنے ساتھ کے فرشتوں کو حکم دیتے ہیں کہ تم دنیا میں جاؤ اور جو مسلمان نماز پڑھتا یا ذکر کرتا ہو اس پر سلام کرو اور مصافحہ اور وہ جو دعا مانگے تم آمین کہو جب اجازت پھرنے کی ہوتی ہے تب فرشتے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے پوچھتے ہیں کہ اے جبرئیل امت محمد ﷺ کے حاجت مندوں کی حاجتیں بر آئیں یا نہیں وہ کہتے ہیں کہ آج کی رات سب کی مرادیں حاصل ہوئیں مگر وہ لوگ محروم رہے جو کہ ہمیشہ شراب پیتے ہیں اور ماں باپ کو راضی نہیں رکھتے اور خویش واقربا کے حق ادا نہیں کرتے اور جو مسلمان کو ضرر پہنچاتے ہیں ان کو یہ نعمت نصیب نہیں ہوتی اور عید فطر کی رات کو شب جائزہ کہتے ہیں اور صبح ہوتے ہی فرشتوں کو حکم ہوتا ہے کہ مسلمانوں کے شہروں میں اترو اور پہاڑوں پر کھڑے ہو کے منادی کرو کہ اے امت محمد ﷺ رجوع کرو اپنے پروردگار کی رحمت کی طرف کہ وہ کریم رحیم ہے طرح طرح کی بخشش کرے گا اور جس وقت کہ مسلمان واسطے نماز کے عید گاہ میں جمع ہوتے ہیں اللہ تعالٰی فرشتوں سے فرماتا ہے کہ جو مزدور اپنا کام وقت مقرر تک کر کے کچھ اور بھی خدمت کرے اس کو کیا مزدوری دی جائے وہ عرض کرتے ہیں کہ اس کو ایسی مزدوری دی جائے کہ وہ راضی اور خوش ہو جائے تب اللہ تعالٰی فرماتا ہے کہ فرشتو گواہ رہو کہ میں نے سب رمضان کے روزے اور نماز امت محمد کی قبول کی

اور سب گناہ ان کے بخشے اور تمام عمر ان کی حاجتیں دین اور دنیا کی روا کروں گا اور ان
کی عیب پوشی کروں گا کہ لوگوں میں یہ رسوا نہ ہوں پھر اس وقت نمازیوں کو ندا ہوتی ہے
کہ اپنے اپنے گھروں کو جاؤ میں تم سے راضی ہوا اور گناہ تمہارے بخشے گئے یہ سن کر
فرشتے بہت خوش ہوتے ہیں اور ایک دوسرے سے بطور خوشخبری کے کہتا ہے کہ اس
مہینے میں بڑی عنایت اور مہربانی اللہ کی امت محمد مصطفیٰ ﷺ پر ہوئی اور جب روزہ
دار واسطے افطار کے جمع ہوتے ہیں اس قدر رحمتیں اللہ کی نازل ہوتی ہیں کہ حساب ان
کا فرشتوں کے اندازہ سے باہر ہوتا ہے خصوصاً جو شخص کہ روزی فقیروں اور محتاجوں
کے ساتھ افطار کرتے ہیں اور ان کو اپنی شفقت اور مہربانی سے راضی رکھتے ہیں ثواب
اس کا بیان سے باہر ہے جو لقمہ فقیر کھاتا ہے ایک حسنہ اس کے نامۂ اعمال میں لکھا جاتا
ہے اور ایک گناہ دور ہو جاتا ہے اور شوال کے مہینے میں دوسری تاریخ سے چھ روزے
رکھنے کا بڑا ثواب ہے پیغمبر خدا ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو شخص تیسوں روزے کے بعد
چھ روزے اور رکھے تمام برس کے روزوں کا ثواب ملتا ہے اور حکمت اس میں یہ ہے کہ
حق تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے کہ ایک نیکی کے عوض میں دس نیکیاں دوں گا اس صورت میں
ایک مہینے کے عوض میں دس مہینے ہوئے اور چھ روزوں کے ساٹھ دن اس کے دو مہینے
ہوئے اس حساب سے بارہ مہینے ہو گئے اور یہ چھ روزے دوسری تاریخ شوال سے رکھنا
چاہیے کہ روزوں کا اتصال نہ موقوف ہو اور بعض نے متفرق بھی رکھے ہیں اس طرح
سے کہ مہینے کے ہر عشرے میں دو روزے اور دل میں نیت کرے کہ کل روزہ رکھوں گا
تا کہ بہت روزوں کا ثواب نامۂ اعمال میں لکھا جائے الٰہی بطفیل اپنے حبیب کے ہم
سب مسلمانوں کو ہدایت اور ہمت دے کہ خوشی سے روزہ رکھا کریں اور غریبوں مسکینوں
کے ساتھ افطار کریں اور جو کہ بُرے افعال ہیں ان سے بچتے رہیں۔

یا ایھا المشتاقون بنورِ جمالہ
صلوا علیہ وآلہ

الٰہی ہزاروں درود و سلام
ہوں روحِ پیمبر پہ نازل مدام

فضائل اور فوائد درود شریف

نسائی اور دارمی اور احمد اور حاکم اور ابن حبان نے بالفاظ متقاربہ ابوطلحہ انصاری
رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جو شخص آپ پر ایک بار درود بھیجتا ہے خدائے تعالیٰ اس پر
دس بار درود بھیجتا ہے اور جو ایک سلام بھیجتا ہے ان پر دس سلام بھیجتا ہے اور حدیث
شریف میں ہے جو شخص میری امت کے باخلاص مجھ پر درود بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر
دس درود بھیجتا ہے اور اس کے دس درجے بلند کرتا ہے اور اس کیلیے دس نیکیاں لکھتا ہے
اور اس کی دس برائیاں محو کرتا ہے گویا یہ عمل شریف ازالۂ سیأت میں حکم دوا کا رکھتا ہے
کہ جس طرح تاثیر دوا کی شرائط استعمال اور توجہ طبیب اور عدم موانع پر موقوف ہے اس
طرح اس کی تاثیر بھی بے عنایت الٰہی اور رعایت شرائط اور انعدام موانع ظاہر نہیں
ہوتے اور جس طرح بدپرہیزی سے بیماری بڑھ جاتی ہے کہ علاج پذیر نہیں رہتی۔ اسی
طرح گناہوں کی کثرت دل سیاہ کرتی ہے اور جب سیاہی اسے گھیر لیتی ہے اس وقت
کوئی چیز یہاں تک کہ قرآن بھی نفع نہیں بخشتا وَلَا یَزِیدُ الظّٰلِمِیْنَ اِلَّا خَسَارًا اے
مسلمانوں گناہ حقیقت میں ایک آگ ہے جب وہ آگ دل میں بھڑکتی ہے دوزخ
کی طرف کہ بمنزلہ اس کے احاطہ کے ہے بالطبع میل کرتی ہے اور آدمی کو کھینچ کر لے
جاتی ہے اور یہ حرکت نہایت تیزی کے ساتھ ہوتی ہے اس وقت کوئی قاصر اسے نہیں
روک سکتا اس لیے آدمی کو چاہیے کہ حسنات کی تاثیر پر بھروسا کر کے گناہ میں مبتلا نہ ہو
یہ کیا ضرور ہے کہ تریاق جس کے پاس ہو وہ سانپ کے منہ میں انگلی دیا کرے کہ ضرر

گناہ کا یقینی اور زوال اس کا ظنی ہے ہاں جس قدر ہو سکے بامید بخشش ان گناہوں کے کہ احیاناً واقع ہو جائیں اور بلند ہونے درجوں اور مرتبوں اور حاصل ہونے دین اور دنیا کی مرادوں اور مقصدوں کے ان صیغوں کے ساتھ کہ صحیح حدیثوں اور معتبر روایتوں میں وارد ہے برعایت ان کے ترکیب و شرائط کے درود شریف کی کثرت کرے۔ ابن مسعود کہتے ہیں میں نماز پڑھتا تھا اور پیغمبر خدا ﷺ اور ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما وہاں تشریف رکھتے تھے اور بعد فراغ کے خدا کی تعریف ثناء شروع کی پھر حضرت پر درود بھیجے اور پھر اپنے واسطے دعا کی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سوال کر تجھے دیا جائے گا۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اگر یاد خدا میں ہرج نہ ہوتا میں بیشک نزدیکی خدا کی درود کے ساتھ ڈھونڈتا اس لیے کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنا ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے خدا کی طرف سے انہیں پیغام دیا کہ جو شخص تم پر دس بار درود بھیجے وہ میری ناخوشی سے مامون ہو جائے گا اور ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے وصیت کی کہ نماز چاشت کے سفر اور حضر میں نہ چھوڑ اور بدوں ورد درود کے نہ سو۔ درود شریف

پڑھ تو درودِ مصطفیٰ صلِّ علیٰ محمد
عقدہ کشا ہے یہ دعا صلِّ علیٰ محمد

بھٹکے پھرو نہ جابجا رنج و الم میں مبتلا
کیوں نہ پڑھو یہ ہاتھ اٹھا صلِّ علیٰ محمد

جس کیلیے یہ سب بنا ہے وہ حبیب کبریا
عرش بریں پہ ہے لکھا صلِّ علیٰ محمد

عرشِ بریں پہ سب ملک اور زمیں سے تا فلک
پڑھتے یہی ہیں جابجا صلِّ علیٰ محمد

اس کے پڑھے سے ہو شفا درد و الم سے ہو رہا
جملہ مرض کی ہے دوا صلِّ علیٰ محمد

غم میں عبث ہلاک ہو پڑھ لو درود پاک کو
آئی ہوئی ٹلے بلا صلِّ علیٰ محمد

دور ہو دل کا درد و غم جو کہ پڑھے یہ دم بدم
پائے گا معاً وہیں شفا صلِّ علیٰ محمد

بدلی چمن کی اب ہوا چٹکا شگوفہ گل کھلا
لائی عجب خبر صبا صلِّ علیٰ محمد

مسکیںؔ کو شاہا خوف کیا تو ہے ہمارا پیشوا
ورد وظیفہ ہے صدا صلِّ علیٰ محمد

یاالہھا المشتاقون بنورِ جمالہ
صلوا علیہ وآلہ

الٰہی ہزاروں درود و سلام
ہوں روحِ پیمبر پہ نازل مدام

کعب الاحبار کہتے ہیں خدائے تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو وحی بھیجی کہ اے موسیٰ کیا تو چاہتا ہے کہ محشر کی پیاس سے محفوظ رہے عرض کیا کہ ہاں یارب حکم ہوا تو درود بھیجا کر محمد ﷺ پر مروی ہے جو شخص حضرت کی قبر کے پاس کھڑا ہو کر یہ آیت پڑھے۔ ان اللہ وملائکتہ یصلون علی النبی یایھا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما پھر ستر بار کہے صلی اللہ علیک یا محمد ایک فرشتہ اس کا نام لے کر پکارے اے فلاں تو لے حاجت تیری ضائع نہ گئی اور قبول ہوئی درمنصور میں لکھا ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک خراج آدمی تھا لوگوں نے اس کے مرنے کے بعد جنازہ اس کا

اٹھایا اور غسل نہ دیا موسیٰ علیہ السلام کو حکم ہوا اسے غسل دے کر جنازہ کی نماز پڑھ کہ ہم نے بخش دیا سبب دریافت کیا جواب آیا اس نے ایک دن توریت کھولی محمد ﷺ کا نام لکھا دیکھ کر ان پر درود پڑھا اس درود کی برکت سے ہم نے بخش دیا۔

سفیان ثوری کہتے ہیں میں نے حج میں ایک جوان دیکھا کہ ہر ہر قدم پر درود شریف پڑھتا ہے۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ میں نے کہا کہ آیا یہ بات دانستہ کرتا ہے کہا ہاں اور مجھ سے بولا کہ تم کون ہو میں نے کہا سفیان ثوری عراقی کہا خدا کو تم نے کس طرح پہچانا میں نے کہا اس وجہ سے کہ وہ رات کو دن اور دن کو رات میں بدلتا ہے اور بچے کو اس کی ماں کے پیٹ میں تصور فرماتا ہے کہ اے سفیان ثوری تم نے خدا کو جیسا چاہیے نہ پہچانا میں نے کہا تم نے کس طرح پہچانا کہا فسخ عزم کے ساتھ کہ جب میں نے کسی کا قصد کیا اس کے خلاف واقع ہوا سمجھا کہ میرا کوئی خدا ہے جو میرے کام کی تدبیر کرتا ہے میں نے کہا کثرت درود کی وجہ کیا ہے کہا راہ حج میں میری ماں میرے ہمراہ تھی مجھ سے کہا کہ مجھے خانۂ کعبہ کے اندر پہنچا دے میں نے پہنچا دیا ناگاہ اس کا پیٹ پھول گیا اور منہ کالا ہو گیا میں یہ حال دیکھ کر بہت غمگین ہوا اور دونوں ہاتھ اٹھا کر جناب الٰہی میں عرض کی اے رب تو ایسی مصیبت میں بتلا کرتا ہے اسے جو تیرے گھر آتا ہے یہ بات کہتے ہی ایک ابر آسمان کی طرف سے اٹھا اور ایک مرد سفید پوش نے آ کر اپنا ہاتھ میری ماں کے منہ اور پیٹ سے ملا فی الفور وہ آفت دور ہوئی جب اس نے جانے کا ارادہ کیا میں نے اس کا دامن پکڑ کر عرض کیا آپ کون ہیں کہ اس مصیبت میں ہماری خبر لی فرمایا میں محمد ہوں نبی تیرا میں نے عرض کیا کہ مجھے کچھ وصیت کیجیے فرمایا ہر قدم کے اٹھانے اور رکھتے وقت محمد پر درود بھیجو اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ۔

مطلعِ شمس الضحیٰ صلِّ علیٰ
نورِ حق بدر الدجیٰ صلِّ علیٰ
قبلۂ دینِ مصطفیٰ صلِّ علیٰ
کعبۂ ایمان ما صلِّ علیٰ
فخرِ آدم فخرِ حوا و نوح
شافعِ روزِ جزا صلِّ علیٰ
فخرِ داؤد و سلیمان و خلیل
سرور ہر دوسرا صلِّ علیٰ
فخرِ یوسف فخرِ یعقوب و خلیل
افتخارِ انبیاء صلِّ علیٰ
افتخارِ یونس و فخرِ فصیح
سیّدِ خیر الورا صلِّ علیٰ
مہبطِ جبرئیل ختم المرسلین
افسرِ عرشِ علا صلِّ علیٰ
قاسمِ جنت شفیع المذنبین
تابعِ حکمِ خدا صلِّ علیٰ
دستگیرِ شاکرِ عبدِ ضعیف
خسروِ ارض و سما صلِّ علیٰ

ابوحفص عمر ابن حسین سمرقندی کہتے ہیں میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ عرفات اور منا میں سوائے درود شریف کے اور کچھ نہیں پڑھتا سبب اس کا پوچھا کہا میرا باپ بیاج کھاتا تھا مرتے ہی اس کا منہ گدھے کا سا ہو گیا مجھے نہایت غم ہوا اور اسی رنج میں

روتے روتے سوگیا ناگاہ حضرت ﷺ کو خواب میں دیکھا کہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے تیرا غم دور کیا اسی حال میں باپ کا جو منہ دیکھا تو چودھویں رات کے چاند سے زیادہ چمکتا پایا پھر تو میں بے اختیار حضرت کے قدم پر گرا اور ماجرا دریافت کیا فرمایا تیرا باپ سود کھاتا تھا اور منہ سود کھانے والے کا دنیا اور آخرت میں گدھے کا ہو جاتا ہے مگر وہ سوتے وقت سو بار درود شریف بھی پڑھا کرتا تھا۔ جب اس پر یہ حالت گذری اس فرشتے نے جو احوال امت کا مجھ سے کہا کرتا ہے حال اس کا عرض کیا میں نے خدا سے اس کی شفاعت کی اور قبول ہوئی وہ شخص کہتا ہے کہ جب خواب سے بیدار ہوا ہاتف غیب نے پکارا کہ تیرے باپ کو درود اور سلام نے اس آفت سے بچا دیا۔ اس وقت سے میں نے عہد کیا کہ کسی حال میں اور کسی وقت میں درود و سلام نہ چھوڑوں گا۔

یا ایھا المشتاقون بنورِ جمالہ
صلوا علیہ وآلہ

الٰہی ہزاروں درود و سلام
ہوں روحِ پیمبر پہ نازل مدام

پڑھو حبیبِ خدا پر سدا درود شریف
کہ روزِ حشر یہ کام آئے گا درود شریف

جو درود پڑھتا ہے اس کا دل شاد قدرت
شگفتہ کرتا ہے کیا دل تیرا درود شریف

مراد ملتے ہی پڑھنے سے اس کے خاطر خواہ
ہوا ہے خلق کا حاجت روا درود شریف

نہ کس طرح سے شب و روز ہم پڑھیں اس کو
نبی پر بھیجتا ہے کبریا درود شریف

حضور آئے ہیں محفل میں کیوں ہو سب خاموش
پڑھو عقیدہ دل سے ذرا درود شریف

یہ کس کی بزم ہے دل میں بغور سوچو تو
ہے اس مقام پر پڑھنا بجا درود شریف

رسول اس کے معاون ہمیشہ رہتے ہیں
پڑھا جو کرتا ہے صبح و مسا درود شریف

روایت ہے کہ ایک شخص کو اس کے مرنے کے بعد کسی نے خواب میں دیکھا حال پوچھا کہا جب مجھے قبر میں رکھا منکر نکیر سوال اور جواب کو آئے ان کے سوال کا جواب مجھ کو نہ آیا اس وقت اپنی نجات سے مایوس ہوا اور وہ صدمہ دل پر گذرا کہ بیان نہیں کیا جاتا۔ ناگاہ ایک شخص سفید کپڑے پہنے ہوئے خوشبو لگائے ہوئے میری قبر میں آیا اور منکر نکیر کا جواب سکھایا جب اس آفت سے نجات پائی اس سے کہا تو کون ہے کہ ایسے وقت سخت اور عالم تنہائی میں مجھ بیکس کی مدد فرمائی اس نے کہا میں تیرا درود ہوں مجھے حکم ہے قیامت تک تیرے پاس رہوں اور ہر مصیبت میں مدد کروں۔ اشعار

پڑھے گا جو کوئی احمد کا جان نثار درود
کرے گا فضل الٰہی سے کام گار درود

فرشتے پڑھتے ہیں ہوتی نزولِ رحمت ہے
کیا خدا نے محمد پہ ہے نثار درود

یہ بعد مرگ بھی اپنا اثر دکھاتا ہے
فروغ دیتا ہے بیشک سرِ مزار درود

ضرور پڑھتے رہو اس کو جان دل سے تم
کبھی دکھائے گا فردوس کی بہار درود

نزول کرتا ہے دس رحمتیں خدا اس پر
نبی پہ جو کوئی پڑھتا ہے ایک بار درود

یہ بارِ غم سے بروزِ جزا بچائے گا
کرو نہ دوستو تم ترک زینہار درود

قول بدیع میں نقل ہے کہ ایک عورت نے خواب میں اپنی بیٹی کو دیکھا سخت مصیبت اور عذاب میں مبتلا حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا فرمایا صدقہ دے اتفاقاً خواجہ نے اسی روز اس کی بیٹی کو خواب میں دیکھا کہ ایک مکلف تخت پر بیٹھی ہے اور نور کا تاج سر پر رکھا ہے متعجب ہو کر کہا تیری ماں نے اس کے خلاف بیان کیا تھا اس نے کہا ماں میری سچ کہتی ہے ہم ستر آدمی عذاب میں گرفتار تھے۔ ایک شخص ہماری قبروں کی طرف گذرا اور ایک درود پڑھ کر ثواب اس کا ہم کو بخش دیا خدا نے اسی ایک درود کی برکت سے ہمیں عذاب سے نجات دی اور اس قدر ثواب تم دیکھتے ہو میرے حصہ میں آیا محمد ابن سعید مطرف کہتے ہیں میں سوتے وقت چند بار درود پڑھتا ایک روز سیّد عالم ﷺ کو خواب میں دیکھا کہ فرماتے ہیں اپنا ہاتھ منہ آگے لا کہ میں اس کو چوموں اس لیے کہ تو اس منہ سے درود پڑھتا ہے میں نے اپنا منہ اس قابل نہ سمجھا مگر بپاس حکم عالی رخسارہ حضرت کے سامنے کیا آپ نے میرے رخسار پر بوسہ دیا جب بیدار ہوا تمام گھر مشک کی خوشبو سے معطر پایا اور آٹھ دن تک میری عورت کو اس رخسار سے جسے حضرت نے چوما تھا مشک کی خوشبو آتی تھی ابوبکر بن مجاہد سے روایت ہے کہ ایک رات حضرت ﷺ نے خواب میں فرمایا اے ابوبکر صبح ایک مردِ بہشتی تیرے پاس آئے گا تو اس کی تعظیم بجالانا صبح کو حضرت شبلی ابوبکر پاس آئے ابوبکر تعظیم کو اٹھے اور گود میں لے کر پیشانی پر بوسہ دیا رات کے وقت حضرت ﷺ کو خواب میں دیکھا کہ فرماتے ہیں اے ابوبکر خدا تجھے عزت دے جیسے تو نے اس مردِ بہشتی کی تعظیم کی عرض کیا

یارسول اللہ ﷺ شبلی کو یہ مقام کس عمل سے حاصل ہوا فرمایا وہ پانچوں وقت نماز کے بعد یہ آیت لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُم بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ ○ فَإِن تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ ○ پڑھتا ہے پھر مجھ پر درود بھیجتا ہے اور محمد ابن عمر کی روایت میں ہے کہ بعد اس آیت کے تین بار کہتا ہے صل اللہ علیك یا محمد۔ اشعار

تم ہو حبیبِ کبریا صلِّ علیٰ محمد
تم سا نہیں کوئی ہوا صلِّ علیٰ محمد

کرتی غم و الم ہے دور دیتی دلوں کو ہے سرور
بس ہے عجیب یہ دعا صلِّ علیٰ محمد

کس کو یہ اوج ہے ملا ایسا نبی ہے کون سا
جس پہ خدا نے ہے پڑھا صلِّ علیٰ محمد

نورِ نبی ہے جلوہ گر بزم میں دیکھو سر بسر
پھیلی ہے چار سو ضیاء صلِّ علیٰ محمد

مومنو سب پڑھو درود رحمتِ حق کا ہو ورود
کرتے ملک بھی ہیں ثنا صلِّ علیٰ محمد

باغِ جہاں میں جابجا غنچوں کا ہے دہن کھلا
کہتے ہیں وہ بھی برملا صلِّ علیٰ محمد

کیوں ہے تو خستہ و ملول ہم سر عاشقِ رسول
اس کا وظیفہ کر سدا صلِّ علیٰ محمد

مذمت ان لوگوں کی جو آپ کا نام سن کر آپ پر درود شریف نہیں پڑھتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ جس کے پاس میں ذکر کیا گیا اور وہ مجھ پر درود پڑھنا

بھول گیا بیشک بہشت کی راہ سے بھٹک گیا۔

فائدہ اس حدیث کو ابن عاصم نے حلیہ میں اور طبری اور طبرانی نے نقل کیا ہے پس جب بھولنے والا درود کا راہ بہشت کا بھولنے والا ہو تو درود بھیجنے والا سالک راہ بہشت ٹھہرا گویا بہشت کی راہ یہ ہے کہ آدمی پیغمبر پر درود بھیجے اور فرماتے ہیں جس کے پاس میرا ذکر آئے اور مجھ پر درود نہ بھیجے دوزخ میں جائے اور فرماتے ہیں بخیل ہے وہ جس کے پاس میرا ذکر ہو اور مجھ پر درود نہ بھیجے اور نسائی نے سنن کبریٰ میں اور احمد نے اپنی مسند اور طبرانی نے معجم کبیر اور بیہقی نے دعوات اور ابن عاصم نے کتاب الصلاۃ اور حاکم نے بسند صحیح مستدرک میں مانند اس کے روایت کیا ہے۔ایک دن حضرت ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اپنے منبر کے قریب کھڑا کر کے پہلے زینے پر چڑھے اور آمین فرمایا پھر دوسرے زینے پر اور تیسرے زینے پر بھی یہی لفظ فرمایا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا آج ہم نے آپ سے وہ سنا جو کبھی نہ سنا تھا فرمایا جبرئیل علیہ السلام نے آ کر مجھ سے کہا دور ہو جیو خیر اور برکت سے اور ہلاک ہو جیو وہ شخص جس نے رمضان پایا اور نہ بخشا گیا۔ میں نے کہا آمین جب میں دوسرے زینے پر گیا دور اور ہلاک ہو جیو وہ شخص جس نے ماں باپ ان میں ایک کو بڑھاپے میں پایا انہوں نے بہشت میں نہ پہنچایا۔ میں نے کہا آمین اور فرماتے ہیں آدمی کو اس قدر بخل کافی ہے کہ میرا ذکر سن کر مجھ پر درود نہ بھیجے اور ایک روایت ہے جو میرا ذکر سن کر درود نہ بھیجے بیشک شقی ہو جائے ابوذر کی روایت میں آیا ہے سب سے زیادہ بخیل وہ ہے جو میرا ذکر سن کر درود نہ بھیجے فائدہ ظاہر ہے جو شخص اپنے نفس کو ایسی سعادت اور دولت سے محروم رکھے اس سے زیادہ بخیل کون ہے بخیل یہ چاہتا ہے کہ جو میرے پاس ہے کہیں نہ جائے اور اس سے کسی کو فائدہ نہ پہنچے اور یہ شخص چاہتا ہے کہ میرے نفس کو بھی کسی طرح کی خوبی اور بھلائی حاصل نہ ہو بخیل اپنا مالِ عزیز جس کو ہزار مشقت سے جمع کیا نفس پر صرف کرنا نہیں چاہتا۔ اس کے پاس

سے نہ کچھ مال جاتا ہے نہ کچھ ہرج ہوتا ہے صرف زبان ہلاتا ہے سو بھی نفس کے فائدے کیلیے گوارہ نہیں کرتا اور اسی حسرت اور آفت میں مبتلا کرتا ہے۔

خاموش بیٹھے ہو کیا مومنو درود پڑھو
شفیعِ روزِ جزا پر پڑھو درود پڑھو

جہان کی ہو طلب طالبو درود پڑھو
بہشت پاؤ گے اے عاصیو درود پڑھو

شفیعِ حشر کی مدحت سنو درود پڑھو
ادھر ادھر کی نہ باتیں کرو درود پڑھو

تمام جسم میں خوشبو ملو درود پڑھو
مشامِ جان کو معطر کرو درود پڑھو

وہ زلف خواب میں گر دیکھ لو درود پڑھو
وہ رخ جو دیکھ لو کلمہ پڑھو درود پڑھو

اگر خدا کے ہو طالب تو پہلے لازم ہے
رسولِ پاک کو راضی کرو درود پڑھو

اگر حضور کی مدِنظر حضوری ہے
حضورِ قلب سے اے دوستو درود پڑھو

سنو حبیبِ خدا کی اگر محبت ہے
سنو جناب کے جب نام کو درود پڑھو

اگر عمارتِ خلدِ بریں کی خواہش ہے
تو اس جناب پہ اے مومنو درود پڑھو

رسولِ پاک تمہارا درود خود سن لیں
حضورِ دل سے تم اے مومنو درود پڑھو

جو اس حبیب کا مدِّنظر ہمارا ہے
پڑھو درود پڑھو عاشقو درود پڑھو

اگر یہ چاہتے ہو کہ گناہ بخشے جائیں
شفیعِ حشر پر اے عاشقو درود پڑھو

عوض درود کے مرتے ہی خلد پاؤ گے
عزیزو مفت کا سودا ہے لو درود پڑھو

جو چاہتے ہو کہ کچھ رزق کی کشائش ہو
تو اس جناب پہ اے مفلسو درود پڑھو

یہ کس کی بزم ہے کس کا ہے ذکر اب یہاں لطف
ادب سے بیٹھو ادب سے اٹھو درود پڑھو

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ پیغمبر خدا ﷺ فرماتے ہیں جو قوم کسی مجلس میں مجھ پر درود نہیں بھیجتی قیامت کو جب درود پڑھنے والوں کا ثواب دیکھیں گے وہ مجلس ان پر حسرت کرے گی اگرچہ وہ بہشت میں داخل ہوں۔

نقل ہے قیامت کے دن ایک شخص کے اعمال تولے جائیں گے اور پلۂ بد اعمال کا گراں ہوگا فرشتے عذاب کے اسے پکڑیں گے اس وقت وہ گنہگار خوف سے کانپے گا اور چار طرف دیکھے گا کوئی مددگار اور غمخوار نظر نہ آئے گا ناگاہ سیّد عالم ﷺ تشریف لائیں گے اور فرشتوں سے فرمائیں گے اسے کہاں لیے جاتے ہو اعمال اس کے میرے سامنے تو لو فرشتے حسب الحکم اعمال اس کے تولیں گے آپ ایک پرچہ کاغذ کا نیکیوں کے پلے میں رکھ دیں گے پلہ نیکیوں کا جھک جائے گا اور وہ گنہگار عذاب سے

نجات پائے گا کہے گا میری جان آپ پر قربان آپ کون ہیں کہ اس مصیبت میں میری خبر لی اور حیات ابدی بخشی فرشتے کہیں گے یہ محمد رسول اللہ ﷺ ہیں اور یہ وہ پرچہ ہے جس میں تو نے درود لکھا تھا۔ اللھم صل علی سیّدنا محمد وآلہ وبارك وسلم۔

حشر کے روز جو ڈھونڈیں گے گنہگار شفیع
کوئی ہوگا نہ سوا آپ کے زنہار شفیع

سچ ہے پاتے نہ کبھی نارِ جہنم سے نجات
عاصیوں کے جو نہ ہوتے شہِ ابرار شفیع

حال انکارِ شفاعت کا کھلے گا اس دن
ہووے گا ان کو قیامت میں جو درکار شفیع

حضرتِ حیدر و صدیق اور عثمان و عمر
ہوں گے ہمراہِ نبی اور بھی یہ چار شفیع

مرتبہ کیوں نہ اس امت کا ہو اعلیٰ سب سے
جس کے ہوں روزِ جزا احمدِ مختار شفیع

ہم گنہگاروں پہ جو لطف و کرم آپ کا ہے
ایسا امت کا نہیں ہے کوئی غمخوار شفیع

میں جو یہ کہہ کے پکاروں تو وہیں لی جیو خبر
میرے مولا میرے ہادی میرے سردار شفیع

ناز کرتے ہیں گناہوں پہ سب اپنے کیا کیا
سن چکے ہیں جو محمد کو گنہگار شفیع

یا ایہا المشتاقون بنورِ جمالہ
صلوا علیہ وآلہ

الٰہی ہزاروں درود و سلام
ہوں روحِ پیمبر پہ نازل مدام

ابوسلیمان محمد ابن حسین کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے خواب میں فرمایا اے سلیمان جب میرا ذکر حدیث میں آتا ہے تو صلی اللہ علیہ لکھتا ہے اور وسلم چھوڑ دیتا ہے اور اس میں چار حروف ہیں ہر حرف کے بدلے دس نیکی ہیں پس تو چالیس نیکی ترک کرتا ہے۔

ابن صلاح اور رشید عطار حمزہ کتانی سے نقل کرتے ہیں میں حضرت کے ذکر کے ساتھ صرف صلی اللہ علیہ لکھتا تھا ایک روز آپ نے خواب میں مجھ سے فرمایا تجھے کیا ہوا ہے کہ درود تمام نہیں کرتا یعنی وسلم چھوڑ دیتا ہے اس کے بعد میں نے کبھی وسلم ترک نہ کیا۔

عبداللہ ابن حکم کہتے ہیں میں نے امام شافعی کو خواب میں دیکھا حال ان کا پوچھا فرمایا خدائے تعالیٰ نے بخش دیا اور رحم کیا اور بہشت میں مجھ پر اس طرح نچھاور کی جس طرح دلہن پر کرتے ہیں پھر کسی نے مجھ سے کہا یہ مرتبہ تمہیں درود کے سبب سے ملا جو تم نے اپنے رسالہ میں لکھا ہے۔ صلی اللہ علیہ محمد عدد ما ذکرہ الذاکرون وغفل عن ذکرہ الغافلون۔

ابن بشکوال نے نقل کیا سطح نام ایک شخص امر دین میں سستی رکھتا تھا کسی نے اسے مرنے کے بعد خواب میں دیکھا حال پوچھا کہا میں ایک محدث کے پاس گیا تھا جب اس نے حدیث پڑھی حضرت پر درود بھیجا میں نے بھی چلا کر کہا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میری آواز سن کر تمام مجلس نے درود پڑھا اسی وقت ہم سب یعنی تمام اہل مجلس بخشے گئے۔

محمد بن یحییٰ کرمانی کہتے ہیں ہم ابوعلی بن شاذان کے پاس بیٹھے تھے ناگاہ ایک

جوان اجنبی آیا اور سلام علیک کر کے ابوعلی شاذان کو پوچھا ہم نے ان کی طرف اشارہ کیا کہا، اے شیخ مجھے رسول اللہ ﷺ نے خواب میں حکم دیا ابوعلی شاذان کی مسجد میں جا اور اس سے ملاقات ہو تو میرا سلام اسے پہنچا ابوعلی یہ بات سن کر بہت روئے اور کہا میں اپنے میں کوئی عمل موجب اس عنایت کا نہیں پاتا سوا اس کے کہ حدیث شریف ٹھہر ٹھہر کر پڑھتا ہوں اور جب حضرت ﷺ کا نام آتا ہے درود کی کثرت کرتا ہوں راوی لکھتا ہے ابوعلی نے اس واقعہ کے ذوق میں دو تین مہینے کے بعد انتقال کیا۔

جذب القلوب میں جمع الجوامع سے نقل ہے کسی مرد صالح پر تین ہزار دینار قرض تھے۔ قاضی نے ایک مہینے کی مہلت دی جب اس نے کہیں ٹھکانا نہ دیکھا تو درود شریف پڑھنے میں مشغول ہوا۔ آخر مہینے میں حضرت نے خواب میں حکم دیا علی بن عیسیٰ درزی سے جا کر میری طرف سے کہہ کہ تین ہزار دینار دے مرد مدیون بیدار ہو کر سوچا اگر وزیر مجھ سے دلیل میرے سچے ہونے کی طلب کرے گا تو کیا جواب دوں گا اس روز نہ گیا دوسرے دن بھی وہی خواب دیکھا تیسرے دن آپ نے فرمایا اگر وہ حجت چاہے تو اس سے کہنا تو ہر نماز صبح کے بعد سورج نکلنے سے پہلے پانچ ہزار بار درود پڑھتا ہے اور اس حال سے کوئی واقف نہیں مرد صالح کہتا ہے میں اس کے پاس گیا اور حال خواب کا بیان کیا وزیر نہایت خوش ہوا اور مجھے تین ہزار دینار عنایت کیے کہ قرض میں دے اور تین ہزار واسطے خرچ اہل وعیال کے اور تین ہزار واسطے سرمایہ تجارت کے اور دیے اور قسم دی کہ مجھ سے ملاقات کیا کر اور جس بات کی حاجت ہو بے تکلف کہہ دیا کر جب میں تین ہزار دینار قاضی کے پاس لے گیا اور اس سے حال بیان کیا اس نے کہا میں تیرا قرض اپنے پاس سے ادا کروں گا قرض خواہ نے سن کر کہا وزیر اور قاضی سے میں مستحق تر ہوں میں نے قرض اپنا چھوڑ دیا قاضی نے کہا میں نے جو مال خدا کے واسطے نکالا اب اسے واپس نہ کروں گا پس وہ شخص درود شریف کی برکت سے قرض سے بھی پاک ہوا

اور اس قدر مال کثیر اپنے گھر لے گیا۔

یا ایھا المشتاقون بنورِ جمالہٖ
صلوا علیہ وآلہٖ

الٰہی ہزاروں درود و سلام
ہوں روحِ پیمبر پہ نازل مدام

تمہید

لکھ اے قلم خوشی سے ولادت حضور کی
آ جائے گی خماری شرابِ طہور کی
کاغذ پہ ہر طرف ہے تجلی یہ طور کی
بین السطور سے ہے عیاں شکل نور کی
حرفوں کا رنگ نور سے تبدیل ہوگیا
ہر دائرہ بھی صورتِ قندیل ہوگیا
اس فخرِ انبیاء کی اب آمد کی دھوم ہے
محبوبِ کبریا کی اب آمد کی دھوم ہے
امت کے پیشوا کی اب آمد کی دھوم ہے
اس شافعِ جزا کی اب آمد کی دھوم ہے
اٹھی گھٹا ہے اشہد ان لا الہ کی
دھل جائیں گی یہ وصلیاں جرم و گناہ کی
ظاہر کیا ہے پردے سے خالق نے اپنا نور
ارض و سما کا جس کے سبب سے ہوا ظہور
شہرت ہے اس حبیب کی آمد کی دور دور
مٹ جائیں گے جہاں سے یہ سب بانی فتور

توحید آج کفر کی ظلمت ڈرائے گی
خورشید کی چمک ابھی ذروں میں آئے گی
ستر ہزار سال اسی دیکھ بھال کے
گوہر بنایا پردۂ وحدت میں ڈال کے
ڈالے جو عکس اس پہ جمال و جلال کے
ظاہر کیے کمال سب اس بے مثال کے

شعر

ہیبت سے دیکھ کر پھر اسے پانی کر دیا
پانی بنا کے نور سے نورانی کر دیا
محبت نے ظلمت سے کاڑھا ہے نور
نہ ہوتی محبت نہ ہوتا ظہور

آغاز کیفیتِ پیدائش نور محمد ﷺ

شعر

محبت نے ظلمت سے کاڑھا ہے نور
نہ ہوتی محبت نہ ہوتا ظہور

کیفیت پیدا اس نور سراپا ظہور کی یہ ہے کہ جب خداوند کریم نے کہ ایک خزانہ مخفی تھا چاہا کہ سب کو میری معرفت حاصل ہو تب خدائے بے نیاز اور صانع بے انباز نے کل مخلوقات سے پہلے حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کا نور کرامت ظہور پیدا کیا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے پوچھا یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں مجھ کو بتا دیجے کہ اوّل خدا نے کیا چیز بنائی فرمایا اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے سے ظاہر فرمایا یعنی بلاواسطہ غیر اپنے تجلی نور سے میرے

نور کو جلوہ گر کیا پس پھر تا رہا وہ نور ساتھ قدرت کے جہاں چاہا اللہ تعالیٰ نے اور اس وقت میں کچھ نہ تھا۔ اشعار

ظہورِ نورِ احمد سے ہوا کون و مکاں پیدا
ملک پیدا فلک پیدا زمیں پیدا زماں پیدا

کہاں عالم میں احمد سا ہوا عالی مکاں پیدا
ہوئے ہیں جس کے باعث سے زمین و آسماں پیدا

ہوئی ظلمت نہاں یکسر فروغِ نورِ احمد سے
ہوئے انجم عیاں سارے ہوئے سب آسماں پیدا

بنایا عرش خالق نے انہیں کے نورِ انور سے
کیا لوح و قلم ظاہر ہوئے کرّ و بیاں پیدا

ظہورِ نورِ احمد جب ہوا آدم نہ تھے اس دم
نہ تھی خلقت ہیولیٰ کی نہ تھا نام و نشاں پیدا

نہ حوا تھیں نہ گندم تھا نہ شیطاں تھا نہ رضواں تھا
نہ فردوسِ بریں پیدا نہ تھا باغِ جناں پیدا

رسولِ پاک کے باعث شہِ لولاک کے باعث
ہوئے دونوں جہاں پیدا ہوئے سب انس و جاں پیدا

نہ کوئی عرش سے تا فرش تجھ سا ہے نہ ہوئے گا
نہ نوری میں وہاں پیدا نہ خاکی میں یہاں پیدا

گواہی سنگ نے دی ہے نبوت پر تری یکسر
ہوئے اعجاز سے تیرے زباں بیزباں پیدا

کہاں تھا عالمِ باقی کہاں تھا عالم فانی
طفیلِ سرورِ عالم ہوئے دونوں جہاں پیدا

کہاں جنت کی چاہت تھی کہاں دوزخ کی ہیبت تھی
ملائک کی نہ خلقت تھی نہ تھے یاں انس و جاں پیدا

نہ تھا رازِ خدا ظاہر نہ تھی راہِ ہُدا ماہر
طفیلِ رہبرِ عالم ہوا ہے سب نہاں پیدا

یا ایھا المشتاقون بنورِ جمالہ
صلوا علیہ وآلہ

الٰہی ہزاروں درود و سلام
ہوں روحِ پیمبر پہ نازل مدام

ابو موسیٰ مدنی نے شرف المصطفیٰ میں لکھا ہے کہ خدا نے قبل آفرینش تمامی موجودات کے نو لاکھ برس پیشتر اپنی نوری کیفیت سے ایک حصہ کو جدا کر کے میدان قرب میں ایک مدت تک رکھا بعد ازاں وہ نور سراپا سرور بساط قرب میں مصروف بطواف ہوا پھر جناب احدیت سے مامور بسجود ہوا ہزار برس سر بسجود رہا جبکہ اصول ممکنات اور اقسام کائنات کو رب العالمین نے پیدا کرنا چاہا اس نور قدم گنجور سے ایک جوہر پیدا کیا اور بنظر قدرت ملاحظہ فرمایا وہ جوہر ہیبت نظر الٰہی سے پانی ہوا اور وہ پانی ہزار برس تک جاری رہا پھر اس پانی کے دس حصے کیے ان حصوں سے لوح اور قلم اور عرش اور کرسی اور ماہتاب اور آفتاب وغیرہ پیدا کیے پھر قلم کو حکم ہوا کہ لکھ جو کچھ ہونے والا ہے قلم نے عرض کی ابتدائے کتابت کسے کروں فرمان آیا لکھ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم چنانچہ سات سو برس میں قلم نے یہ کلمہ لکھا اور قسم خداوند تعالیٰ کی یاد کی کہ جو بندہ امت محمدی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم زبان پر لائے گا ثواب سات سو برس کی عبادت کا پائے گا۔ مسلمانوں بسم اللہ

کے فضائل بہت ہیں فضیلت اعلیٰ اس کی یہ ہے کہ سرنامہ ہے قرآن مجید اور فرقان حمید کا جو دلیل قوی اثبات رسالت حضرت ﷺ ہے۔ شعر

مصحفِ رخ پہ وہ ابرو ہے بجا بسم اللہ
دیکھ لو ہے سرِ قرآن پہ لکھا بسم اللہ

کام اپنا تو نہ بگڑا اسی باعث کوئی
ہم نے جو کام کیا پہلے کہا بسم اللہ

دین و دنیا کے سب آسان ہوئے کام ان کے
صدق دل سے ہے پڑھی جس نے دلا بسم اللہ

عفو ہوتے ہیں گنہ اس سے گنہگاروں کے
کام بگڑے ہوئے دیتی ہے بنا بسم اللہ

حدیث شریف میں آیا ہے کہ کوئی چیز سیاہی قلب کو دور نہیں کرتی سوا تلاوت قرآن کریم اور یاد موت کے اور پیغمبر خدا ﷺ نے فرمایا ہے کہ میں نے دو ناصح اپنی امت کے واسطے چھوڑے ہیں ایک ان میں سے خاموش ہے اور دوسرا گویا یعنی موت اور قرآن۔

ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قرآن کا پڑھنا سب عبادتوں میں بہتر اور افضل ہے ہر حرف پر دس نیکیاں نامۂ اعمال میں لکھی جاتی ہیں اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو عمل نیک بندہ دنیا میں کرتا ہے قیامت کے دن میزان میں تولا جائے گا پس کلمہ لا الـہ الا اللّٰـہ جس پلے میں رکھا جائے گا وہ پلہ دوسرے پلے سے بھاری ہو جائے گا اگرچہ زمین اور آسمان اور مافیہا اس میں رکھے ہوں اور پیغمبر خدا ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو شخص صدق دل سے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہتا ہے اور اس پر عمل کرتا ہے اگر گناہ اس کے زمین اور آسمان سے زیادہ ہوں اللہ تعالیٰ بخش دے گا۔

قرآن مجید اور فرقان حمید کہ اشرف و اظہر معجزات ہے کئی طریقے سے اس کا اعجاز ہے منجملہ ان کے دو طریقوں کا اس مقام پر ذکر ہوتا ہے سو ایک اعجاز کلام اللہ کا براہ بلاغت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ امی محض تھے اور عرب کے لوگ ایسے فصیح اور بلیغ تھے کہ قصائد طویلہ کا فی البدیہہ تصنیف کرنا اور خطب عظیمہ کا بے تامل انشا کرنا ان کا روزمرہ تھا اور مجمع فصحائے عرب میں آپ نے ڈنکا فاتوا بسورۃ من مثلہ کا بجایا کوئی شخص ان میں سے مثل سورہ انا اعطینٰک الکوثر کے نہ لا سکا حالانکہ کلام الٰہی انہیں الفاظ اور حروف سے مرکب تھا جن سے ان کا کلام مرکب تھا اور عربی زبان ہے اور کوئی زبان نہیں جس سے وہ لوگ واقف نہ ہوں اور اس زمانے سے آج تک حالانکہ دشمنان معاندان اسلام میں صدہا فصحاء بلغا گذرے ہیں اور اکثر ان میں سے اہتمام عظیم واسطے ابطال معجزات آنحضرت ﷺ کے رکھتے ہیں کوئی مثل اقصر سورۃ کے نہ بنا سکا پس یہ معجزہ آپ کا اب تک باقی ہے اور قیامت تک باقی رہے گا اور ظاہر ہے کہ اس قسم کا معجزہ اور کسی پیغمبر سے ظہور میں نہیں آیا۔

فائدہ شفاء قاضی عیاض میں لکھا ہے کہ کلام اللہ میں باعتبار بلاغت کے سات ہزار سے کچھ زیادہ معجزے ہیں اور اس پر ایک دلیل قوی ذکر کی ہے یعنی یہ کہ محققین علماء نے لکھا ہے کہ کلام اللہ میں سے جس قدر کلام کہ برابر سورہ انا اعطینا کے ہے معجزے ہیں اور سورہ انا اعطینا میں دس کلمے ہیں اور سارے کلام میں کچھ اوپر ستر ہزار کے کلمے ہیں سو جب ستر ہزار کو دس پر قسمت کریں تو سات ہزار سات سو حاصل ہوتے ہیں پس کلام اللہ میں سات ہزار سات سو معجزے ہیں اور دوسرا اعجاز کلام اللہ کا بہ سبب اشتمال کے خبر آئندہ پر ہے کہ مطابق اس کے واقع ہوا اور اس معجزے کو اہل کتاب پیشین گوئی کہتے ہیں اور اسے انہوں نے عمدہ معجزات انبیاء میں شمار کیا ہے اور کلام اللہ بہت پیشین گوئیوں پر بھی مشتمل ہے اب ابتدا کلام اللہ کی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سے ہے اور انتہا اس کی والناس پر اشارہ اس طرف ہے کہ ابتدا سے رحمت اللہ کی ہم پر بھی رہے گی اور اس میں ایک نکتہ لطیفہ یہ ہے کہ ابتدا قرآن کی باء بسم اللّٰہ سے ہے اور انتہا سین پر اور ترکیب ان دونوں حرفوں سے لفظ بس کا پیدا ہوا پس اسی سے یہ بات حاصل ہوئی کہ کلام اللہ واسطے ہمارے بس ہے۔

مجموعہ زینت القاری میں حضرت ناطق جعفر صادق علیہ السلام سے نقل ہے کہ تمام آیات قرآن کی چھ ہزار چھ سو چھیاسٹھ ہیں اس میں سے آیات وعدہ اور وعید دو ہزار اور ایک ہزار احکام اور ایک ہزار مثال اور ایک ہزار میں قصہ اور پانچ سو بحث حلال اور حرام ہیں اور ایک سو تسبیح صبح وشام میں اور چھیاسٹھ حساب سے منسوخ ہیں۔ لا رطب ولا یابس الا فی کتاب مبین۔

یا ایھا المشتاقون بنورِ جمالہ
صلوا علیہ وآلہ

الٰہی ہزاروں درود و سلام
ہوں روحِ پیمبر پہ نازل مدام

حدیث شریف میں ہے بیشک اللہ تعالیٰ نے زینت دی آسمان دنیا کو ستاروں سے اور زینت بخشی ملائکہ کو جبرئیل سے اور زینت دی جنت کو قصور سے اور زینت دی انبیاء کو محمد ﷺ کے نور سے اور کتابوں کو قرآن مجید سے اور زینت دی قرآن مجید کو بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم سے فرمایا رسول خدا ﷺ نے کہ اگر پڑھی جائے بسم اللّٰہ بیمار پر واسطے صحت کے تو اللہ تعالیٰ اپنے نام کی برکت سے شفاء بخشے گا اور اگر پڑھی جائے کسی چیز یا کام پر تو اللہ تعالیٰ اس میں برکت کرے گا اور پڑھنے والا بسم اللّٰہ کا داخل ہوگا جنت میں۔

اور ابن عباس سے روایت ہے کہ فرمایا رسول خدا ﷺ نے جس وقت معلم

لڑکے کو پڑھاتا ہے کہ کہہ بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم اور وہ لڑکا کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ لکھتا ہے واسطے لڑکے کے اور اس کے ماں باپ کے اور معلم کے آزادی دوزخ سے روایت ہے کہ قیامت میں وزن کیے جائیں گے نامۂ اعمال ہر ایک نبی کی امت کے تو زیادہ ہوگی ایک رکعت نماز امت محمد ﷺ کی بنی اسرائیل کی ہزار رکعتوں سے وہ کہیں گے کہ پروردگار ہمارے کیا سبب ہے کہ امت محمد ﷺ ہر ایک واحد کی ایک رکعت نماز کی ہماری ہزار رکعت سے وزن میں زیادہ ہے اس وقت غیب سے ندا ہوگی کہ پڑھتے وہ ہر رکعت میں بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم۔

روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تین پیغمبروں کو بسم اللّٰہ سے معزز اور مکرم فرمایا پہلے بسم اللّٰہ حضرت آدم علیہ السلام پر نازل ہوئی اس اسم متبرک کی برکت سے احاطہ کرلیا اولاد آدم علیہ السلام نے تمام دنیا کو اور ہوگئی تمام زمین واسطے آدم علیہ السلام کے شفا جب اس دار فنا سے حضرت آدم علیہ السلام کا انتقال طرف دار بقا کے ہوا اس وقت بموجب حکم الٰہی حضرت جبرئیل علیہ السلام بسم اللّٰہ کو خزائن عرش میں لے گئے پھر جب خداوند کریم نے سلیمان علیہ السلام کو ملت دنیا سے سرفراز فرمایا اور اس وقت جبرئیل علیہ السلام کو حکم دیا کہ انگشتری سلطنت کی کہ مانند ستارۂ روشن کے چمکتی ہے لے جا اور سلیمان علیہ السلام کو میری طرف سے عنایت کرتا کہ وہ اس کی برکت سے خلافت روئے زمین کی کرے۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام اس انگوٹھی کو بموجب حکم رب قدیر ہمراہ فرشتوں کے یہ ثنا حق تعالیٰ کی کرتے ہوئے آسمان سے زمین پر تشریف لائے اور سلیمان علیہ السلام کو بسبب اس انگوٹھی کے خلیفہ روزے زمین کا کیا اور اس انگوٹھی میں تین سطریں تھیں پہلی سطر میں بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم دوسری سطر میں لا الہ الا اللّٰہ تیسری سطر میں محمد رسول اللّٰہ لکھا تھا اور نزول اس انگوٹھی کا ستائیسویں ماہ رمضان دن جمعہ کے ہوا پھر جبرئیل علیہ السلام نے حضرت سلیمان علیہ السلام سے کہا کہ نبی خدا کے اللہ تعالیٰ نے یہ تحفہ آپ کو عنایت کیا اس کو پہنیے اور

سجدہ شکر کا بجالائیے چنانچہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے ہمراہ بنی اسرائیل کے صبح سے تا
شام سجدہ کیا اور تمام ملک پر خلافت اور حکومت کی جب حضرت سلیمان علیہ السلام نے انتقال
فرمایا حضرت جبرئیل علیہ السلام اس خاتم کو لے گئے جب حضرت خاتم النبیین ﷺ پیدا
ہوئے پھر نازل کیا اللہ تعالیٰ جل شانہ نے ان کلمات طیبات کو اپنے فضل و کرم سے کہ
اس امت مرحومہ پر مبذول ہے جاری رکھنا زبانوں پر مسلمین اور مسلمات کے اور نقش کیا
دلوں میں ہر مومنین اور مومنات کے اور نبی کیا رسول اللہ ﷺ کو کل مخلوقات کا اور
فرق کیا ان الفاظ سے کفر و اسلام میں اور قائم رکھا ان کلمات کو قیامت تک واسطے
ہدایت خلق کے اور باز رکھا ان الفاظ کو زبان ضلالت سے من یھدی اللہ فلا مضل
لہ ومن یضللہ فلا ھادی لہ

روایت ہے کہ جن لوگوں کو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہنے کی عادت ہوگی
قیامت کے دن اٹھیں گے اور نامۂ اعمال ان کے پلۂ میزان میں تولے جائیں گے۔
جس کے اعمال میں نیکی کم اور بدی زیادہ ہوگی ملائکہ اس کو طرف دوزخ کے لے جائیں
گے۔ وہ بسم اللہ کہے گا تو دوزخ اس کے پاس سے ہٹ جائے گی اور کہے گی کہ اے
شخص جلدی گزر جا تو میرے پاس سے کیوں کہ نام خدائے پاک تو زبان سے لیتا ہے
کہ اس کی روشنی بجھانے دیتی ہے میری آگ کو ہر چند فرشتے دوزخ کو سمجھائیں گے
کہ اس سے اعمال قبیحہ بہت سرزد ہوئے ہیں تو اس کو جلا کر خاک کر دے وہ جواب
دے گی کہ یہ نام پاک خدائے لولاک زبان سے لیتا ہے میں کیوں کر اس کو جلاؤں مجھ
میں اتنی قدرت نہیں ہے پس اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اس کے گناہوں کو عفو کرے
گا اور داخل کرے گا جنت میں۔

یا الٰہا　　المشتاقون　　بنورِ　　جمالہ
صلوا　　علیہ　　وآلہ

الٰہی　ہزاروں　درود　و　سلام
ہوں　روحِ　پیمبر　پہ　نازل　مدام

روایت ہے ایک یہودی کی عورت حق پرست تھی رات دن چراغ محبت الٰہی
سے خانۂ جان و زبان کو روشن رکھتی تھی اور خاوند تاریک دل ایسا ہم قدم اور ہمدم ساتھ
تھا احکام حق کے اس کو دیکھ کر ہر قدم جلتا تھا ایک مرتبہ تنگ ہو کر اپنے یاروں سے یہ قصہ
کہا سب کے مشورے سے ایک بڑا گڑھا کھودا اس میں تین دن آگ روشن کی بعد اس
کے سب یاروں کو جمع کر کے اس عورت نیک سیرت کو بلا کے کہا تو جو ہر دم خدا خدا کہتی
ہے اس گڑھے میں گھس جا اگر سچی ہوگی بچ جائے گی وہ سچی سچے خدا پر بھروسا رکھتی تھی
بسم اللہ الرحمن الرحیم کہہ کے اس میں کود پڑی اسی وقت جلتی آگ اس کی
آب و تاب ایمان سے بجھ گئی یہودیوں نے اس حسد سے اور عداوت سے جل کر پھر
اس کے اوپر اور تین دن آگ جلائی اور منہ اس گڑھے کا بند کر دیا بعد تین روز کے کھولا
دیکھا تو وہ عورت بخوبی نماز پڑھتی ہے پھر سب حیران ہو گئے اور توبہ کر کے ایمان لائے
کہ بیشک اس سچی عورت کا دین سچا ہے۔

مقاصد الصالحین میں ہے کہ ایک مشاطہ فرعون کی بیٹی کے سر میں کنگھی کر رہی
تھی اتفاقاً وہ کنگھی اس کے ہاتھ سے گر پڑی اس نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہہ
کر اٹھالی لڑکی نے کہا یہ نام تو میرے باپ کا ہے مشاطہ نے کہا یہ نام اس خدا کا ہے جو
پروردگار تیرا اور تیرے باپ کا ہے بندے کی کیا قدرت ہے کہ یہ نام اس کا رکھا جائے
لڑکی نے یہ حال اپنے باپ سے کہا فرعون نے مشاطہ کو بلا کر کہا کہ تو اس عقیدہ سے باز
آ اور میری خدائی پر اقرار کر مشاطہ نے کہا استغفر اللہ یہ کیا بات ہے میں نے اب تک
اس کلام حق کو چھپایا تھا اب جو ظاہر ہو گیا تو اس سے انکار کرنا دین کو دنیا کے بدلے بیچنا
ہے یہ مجھ سے ہرگز نہ ہوگا کہ اپنے دین حق کو چھوڑ دوں فرعون نے کہا کہ اے مشاطہ

تیرے حقوق خدمت مجھ پر بہت ہیں میں یہ نہیں چاہتا کہ تو ہلاک ہو تو اپنے تئیں خراب و بدنام نہ کر مشاطہ حق آگاہ نیک اعتقاد نے کہا کہ جان کا تلف ہونا قبول ہے اور اس عقیدے سے منحرف ہونا گوارا نہیں اس مردود نے حکم کیا کہ اس کے ہاتھ پاؤں باندھ کر طوق اور زنجیر سے قید کرو جب وہ اس صورت سے قید خانہ میں پڑی تب اس کے دل میں جوش آیا اور روئی اور کہا الٰہی تجھ کو دوست رکھوں اور دشمن کی قید میں پڑوں۔ ہاتف نے آواز دی کہ اے مشاطہ آدم علیہ السلام نے میری دوستی کا دعویٰ کیا میں اس کو رنج و محنت دنیا میں مبتلا کیا اور اسی طرح نوح کو بلائے طوفان میں اور ایوب کو آلام جسمانی میں اور زکریا کو مصیبت آرہ میں اور ابراہیم کو آتش نمرود میں گرفتار کیا۔ مشاطہ جس کو مخلوق دوست رکھتی ہے راحت و آرام پہنچاتی ہے اور جس کو میں دوست رکھتا ہوں محنت اور بلا میں گرفتار کرتا ہوں لوگ اپنے دوستوں کو کھانا اور کپڑا اور مکان اور عیش و عشرت دیتے ہیں اور میں اپنے دوستوں کو بھوکا اور ننگا اور اہل و عیال سے جدا رکھتا ہوں اس نے زبان شوق سے عرض کیا۔

دوسرے دن فرعون نے اس بیچاری کو بلا کر کہا دیکھ اب بھی اس کلام سے باز آ اور اپنی ضعیفی پر رحم کر نہیں تو ہاتھ کاٹ کر تیری آنکھیں نکلوالوں گا وہ نیک بخت سر اٹھا کر بولی کہ اے ملعون یہ ہاتھ پاؤں تیری خدمت بجا لائے ہیں اسی قابل ہیں کہ کاٹے جائیں اور ان آنکھوں نے کہ تیری صورت ہمیشہ دیکھی ہے لائق نکالنے کے ہیں تب اس ملعون نے غضبناک ہو کر حکم دیا کہ ایک دیگ میں تیل بھر کر آگ پر رکھ دو جب وہ دیگ خوب جوش میں آئی تب اس ملعون نے ایک بیٹا اور پانچ بیٹیاں اس کی بلوائیں اور ایک کو بال پکڑ کے اس دیگ میں ڈلوایا دوسری بیٹی اپنی ماں سے لپٹ گئی اور کہا کہ ماں مجھ کو بچا لے اس نے کہا کہ اے بیٹی بے صبری نہ کر اللہ تعالیٰ دیکھتا ہے الغرض اسی طرح اس ملعون نے ایک ایک کو دیگ میں ڈلوانا شروع کیا ایک لڑکی اس کی دو برس کی

اس کی گود میں تھی جب اس کو بھی چھین کر چاہا کہ دیگ میں ڈال دیں تب اس کی محبت فرزندی جوش میں آئی اور رونے لگی یہاں تک کہ فرشتے بھی اس کے ساتھ روتے تھے اور دعا کرتے تھے کہ الٰہی اپنی اس بندی پر رحم کر اور ہم کو حکم دے کہ اس کی مدد کریں حکم ہوا کہ اے فرشتو چپ رہو تم ہمارے اسرار سے کیا واقف ہو اِنّی اعلم ما لا تعلمون فرشتے خاموش ہوئے۔ جب اس لڑکی کو بھی دیگ میں ڈال دیا تب وہ لڑکی اس دیگ میں زبان فصیح سے کہنے لگی کہ امی جان میرے بھائی بہنوں نے اپنے دوست کی ملاقات حاصل کی اب تو بھی جلد آ کہتے ہیں کہ جب اس لڑکی کو دیگ میں ڈالا تو مشک کی خوشبو اس سے نکلی کہ تمام مکان معطر ہو گیا پھر جب نوبت اس مشاطہ کی آئی وہ ملعون کہنے لگا کہ اے مشاطہ اب بھی میرا کہنا مان اور اپنے عقیدے سے باز آ دیکھ اسی سبب سے تیری اولاد کا یہ حال ہوا اگر تو میری خدائی کا اقرار کرے تو تیری جان بھی بچے اور تجھ کو خلعت اور جاگیر اس کے بدلے میں عنایت کروں وہ بولی کہ اے ملعون یہ وقت میرے دوست کی ملاقات کا ہے اور اس کا سلام اس وقت بے واسطہ سنتی ہوں تیرے خلعت و جاگیر کی میرے سامنے کیا حقیقت ہے اور اس نے جو نگاہ کی تو سب حجاب آسمانوں کے اس کے آگے سے اٹھ گئے تھے کیا دیکھتی ہے کہ ساق عرش پر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم بخط نور لکھا ہوا ہے اس کو دیکھتے ہی بے خود ہو کر از خود رفتہ ہو گئی اور اشتیاق دیدار الٰہی کا اس کے دل میں اور بھی زیادہ ہوا جب اس ملعون نے پہلے ہاتھ پاؤں اس کے کٹوائے پھر آنکھیں نکلوائیں پھر اس کے بند بند جدا کر کے دیگ میں ڈلوا دیا جب تک کہ جان تھی اللہ اللہ کرتی رہی۔ سبحان اللہ کیا عقیدہ کامل اس عورت کا تھا کہ سیکڑوں مردوں پر شرف لے گئی اب غور کرنا چاہیے کہ دعویٰ محبت کا کرتے ہیں اور خلاف اپنے رسول خدا ﷺ کرتے ہیں اور امید بہتری کی رکھتے ہیں۔ تفسیر کبیر میں ہے کہ فرمایا رسول خدا ﷺ نے اگر کوئی شخص پرچہ کاغذ کا زمین پر پڑا دیکھے اور اس میں بسم اللہ لکھی ہو اور

اُٹھالے وہ شخص اس کاغذ کو بسبب تعظیم بسم اللہ کے تو لکھا جائے گا وہ شخص نزدیک خدا کے صدیقین میں اور تخفیف کیا جائے گا عذاب اسی کے ماں باپ پر سے اگر مشرک بھی ہوں۔

زہرۃ الریاض میں لکھا ہے کہ فرمایا حضرت ﷺ نے جو شخص ارادہ اپنے گھر جانے کا کرتا ہے ہمراہ اس کے شیطان ہوتا ہے پھر جس وقت وہ شخص اپنے گھر میں داخل ہوا اور کہا اس نے بسم اللہ اس وقت شیطان کہتا ہے میرا ٹھکانا اس گھر میں نہیں اور وقت کھانا کھانے کے اور پانی پینے کے بسم اللہ کہے شیطان کہتا ہے کہ کھانا پانی بھی میرے واسطے یہاں نہیں ہے پس ہر مسلمان با ایمان کو لازم ہے کہ ہر کام میں بسم اللہ کہے تا کہ دخل شیطان کا اس میں نہ ہو۔ علیٰ ہذا بہت کچھ فوائد اور فضیلت ان کلمات طیبات کے ہیں اگر سالہا سال بیان ہوں یا تحریر کیے جائیں تا ہم تمام نہ ہوں۔

یا ایہا المشتاقون بنورِ جمالہ
صلوا علیہ وآلہ

الٰہی ہزاروں درود و سلام
ہوں روحِ پیمبر پہ نازل مدام

القصہ بعد اس کے حق تعالیٰ نے جب آسمان و زمین کو پھیلایا اور ہر ایک کے سات طبقے بنائے اور ہر طبقے میں مسکن ایک جماعت کا مخلوقات ٹھہرایا پھر جبرئیل امین موافق حکم رب العالمین مٹھی بھر خاک مقام قبر شریف اس صاحب لولاک سے لائے اور اس کو ماء تسنیم سے گوندھا اور وہ خاک گوندھ کر بڑے موتی روشن کی سی ہوگئی پھر فرشتے اس خمیر کو لیے پھرے گرد عرش اور کرسی اور تمام آسمانوں، زمین، پہاڑوں اور دریاؤں کے تاکہ سب آپ کو قبل پیدا ہونے کے پہچان لیں۔ مسلمانو جس جگہ کی خاک آپ کے خمیر پاک میں شریک ہوئی تھی اس کے فضائل علمائے دین نے بیان فرمائے ہیں۔

حاشیہ درمختار میں لکھتے ہیں کہ اہلسنت کا اجماع ہے اس پر کہ سب شہروں میں مکہ اور مدینہ افضل ہے اور دونوں میں کون افضل ہے اس میں اختلاف ہے لیکن مدینہ کی وہ زمین جس میں آپ کی قبر شریف ہے مکہ سے افضل ہے بلکہ خاص کعبہ سے بھی افضل ہے قاضی عیاض وغیرہ نے اس پر اجماع نقل کیا ہے۔

خمسہ دربیان شوق زیارت مدینہ منورہ

عجب کیا عالمِ برزخ جو مثلِ روز روشن ہو
جہاں مہرِ سپہر کائنات اور کل احسن ہو
نہ کیوں کر گلشنِ دنیا اسے مانندِ گلخن ہو
کہ جس کا آج نخلستانِ طیبہ میں نشیمن ہو
یہی ہے آرزو دل کی مدینہ میرا مسکن ہو
رہوں ایمان سے واں پر اور بقیعِ پاک مدفن ہو

اگرچہ میں یہاں ہوں پر ہے میرا جی مدینے میں
مجھے گر کاش پہنچا دے خدا جلدی مدینے میں
نکالوں پھر نہ لے کر کیا حسرتیں دل کی مدینے میں
شہادت کی خدایا موت ہو میری مدینے میں
یہی ہے آرزو دل کی مدینہ میرا مسکن ہو
رہوں ایمان سے واں پر اور بقیعِ پاک مدفن ہو

مدینہ ہے زمین پر کیا ہی جائے پاک صلی اللہ
کہ کہتے ہیں جسے سب ساکنِ افلاک صلی اللہ
زیارت اس کی تسکینِ دلِ غمناک صلی اللہ
شفا ہے سب دیارِ احمدی کی خاک صلی اللہ

یہی ہے آرزو دل کی مدینہ میرا مسکن ہو
رہوں ایماں سے واں پر اور بقیعِ پاک مدفن ہو

الٰہی کب وہ دن ہوگا کہ جو میں تیرے گھر جاؤں
مشرف ہو کے مکے سے مدینے کو گزر جاؤں
مدینہ کے درخت آئیں نظر جب دوڑ کر جاؤں
نہ نکلوں پھر وہاں سے اور میں رو رو کے مر جاؤں
یہی ہے آرزو دل کی مدینہ میرا مسکن ہو
رہوں ایماں سے واں پر اور بقیعِ پاک مدفن ہو

کوئی زائر مدینے کا کہیں جب مجھ سے ملتا ہے
تو آنکھیں دیکھ دیکھ اس کی یہ ہوتا حال دل کا ہے
کہ اس نے اپنی ان آنکھوں سے اس روضے کو دیکھا ہے
دکھا مجھ کو بھی یا رب بس یہی میری تمنا ہے
یہی ہے آرزو دل کی مدینہ میرا مسکن ہو
رہوں ایماں سے واں پر اور بقیعِ پاک مدفن ہو

زمیں پر جنت الفردوس سا ہے روضۂ احمد
ذرا سمجھو تو تم کس کا مکاں ہے روضۂ احمد
کوئی رستہ بتا دیجو کہاں ہے روضۂ احمد
الٰہی تو وہاں لے چل جہاں ہے روضۂ احمد
یہی ہے آرزو دل کی مدینہ میرا مسکن ہو
رہوں ایماں سے واں پر اور بقیعِ پاک مدفن ہو

مدینے کے مدارج کا بیاں کچھ ہو سکے کیوں کر
کہ اس درجے کے تھے اس شہر کے مشتاق پیغمبر
سفر سے جب کبھی تشریف لاتے تو قریب آ کر
چلاتے تھے بہت جلدی سواری کے تئیں سرور
یہی ہے آرزو دل کی مدینہ میرا مسکن ہو
رہوں ایماں سے واں پر اور بقیعِ پاک مدفن ہو

الٰہی تیری رحمت سے سفر سوئے محمد ہو
زیارت گاہ میرا شہر دل جوئے محمد ہو
نصیب اس سے دماغِ جاں کو خوشبوئے محمد ہو
تمنا ہے خدایا میں ہوں اور کوئے محمد ہو
یہی ہے آرزو دل کی مدینہ میرا مسکن ہو
رہوں ایماں سے واں پر اور بقیعِ پاک مدفن ہو

سنا ہے ہو کے رخصت جب مدینے سے نکلتے ہیں
تو مشکل سے وہاں لوگوں کے پاؤں آگے چلتے ہیں
بہت سوزِ فراقِ مصطفیٰ میں دل پگھلتے ہیں
نکلتے آہ و نالے ہیں جگر بس غم سے جلتے ہیں
یہی ہے آرزو دل کی مدینہ میرا مسکن ہو
رہوں ایماں سے واں پر اور بقیعِ پاک مدفن ہو

نہیں پاتا ہوں میں اب کچھ مزا یہاں رہ کے جینے میں
مدینے کے لیے ہر دم پھڑکتا دل ہے سینے میں

خداوندا مجھے تو اپنی قدرت کے سفینے میں
بہا لے چل کہیں دریائے فرقت سے مدینے میں
یہی ہے آرزو دل کی مدینہ میرا مسکن ہو
رہوں ایماں سے واں پر اور بقیعِ پاک مدفن ہو
یقیں ہے دور سے جو روضۂ احمد نظر آئے
پہنچنے تک میرے وہاں جاں میری تاب کب آئے
نکل کر بے قراری سے جسد کو چھوڑ کر جائے
رسول اللہ سوا کون اس مرادِ دل کو بر لائے
یہی ہے آرزو دل کی مدینہ میرا مسکن ہو
رہوں ایماں سے واں پر اور بقیعِ پاک مدفن ہو
الٰہی یہ تمنا ہے دیارِ مصطفیٰ دیکھوں
الٰہی یہ تمنا ہے مزارِ مصطفیٰ دیکھوں
الٰہی یہ تمنا ہے جوارِ مصطفیٰ دیکھوں
وہاں اپنے تئیں پھر جاں نثارِ مصطفیٰ دیکھوں
یہی ہے آرزو دل کی مدینہ میرا مسکن ہو
رہوں ایماں سے واں پر اور بقیعِ پاک مدفن ہو
فراقِ مصطفیٰ میں جان و دل بیتاب رہتے ہیں
سدا اللہ سے خواہاں فتح الباب رہتے ہیں
مدینے کے لیے دیدے میرے پُرآب رہتے ہیں
ہمیشہ روتے ہیں اور رات دن بے خواب رہتے ہیں

یہی ہے آرزو دل کی مدینہ میرا مسکن ہو
رہوں ایماں سے واں پر اور بقیعِ پاک مدفن ہو
وہ ہیں پیغمبرِ اعظم صلوٰۃ ان پر سلام ان پر
جو ہیں شاہِ بنی آدم صلوٰۃ ان پر سلام ان پر
طفیلِ سرورِ عالم صلوٰۃ ان پر سلام ان پر
خدایا جا پکاریں ہم صلوٰۃ ان پر سلام ان پر
یہی ہے آرزو دل کی مدینہ میرا مسکن ہو
رہوں ایماں سے واں پر اور بقیعِ پاک مدفن ہو
وہی جیتا رہا جو مر گیا عشقِ محمد میں
مزے میں ہے ملا جس کو مزا عشقِ محمد میں
مجھے کامل بنا دے یا خدا عشقِ محمد میں
فقیرِ خستہ دل ہوں کر فنا عشقِ محمد میں
یہی ہے آرزو دل کی مدینہ میرا مسکن ہو
رہوں ایماں سے واں پر اور بقیعِ پاک مدفن ہو
یاایھا المشتاقون بنورِ جمالہ
صلوا علیہ وآلہ
الٰہی ہزاروں درود و سلام
ہوں روحِ پیمبر پہ نازل مدام

اے جان نثارانِ رُوتی محمدی جان اور مال تصدق کرنے کا مقام ہے کہ ہمارے نبی کریم ﷺ کے باعث اگرچہ کعبہ شریف کی بہت کچھ بزرگی اور عظمت ہے مگر اللہ جل شانہ کو مدینہ طیبہ اپنے حبیب کا سب سے ایسا پیارا ہے کہ اس سرزمین کی قسم کھائی

ہے اللہ جل شانہ نے اور فضیلت اس سبب سے کہ مکان کی بزرگی مکین سے ہوتی ہے۔
ہمارے رسول کریم ﷺ اس سرزمین پر پیدا ہوئے اور اسی زمین پر تشریف رکھتے
ہیں جب حجاج لوگ حج سے فراغت پاتے ہیں اور قصد روضۂ پاک کی زیارت کا کرتے
ہیں ان کے ساتھ ملائکہ آسمان سے قدم بقدم یہ کہتے ہیں۔ اشعار

حاجیو آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو
کعبہ تو دیکھ چکے کعبہ کا کعبہ دیکھو

رُکنِ شامی سے مٹی وحشتِ شب ہائے غریب
اب مدینہ کو چلو صبحِ دل آرا دیکھو

آبِ زمزم تو پیا خوب بجھائیں پیاسیں
آبِ جودِ شہِ والا کا ہے دریا دیکھو

زیرِ میزاب ملے خوب کرم کے چھینٹے
اَبرِ رحمت کا یہاں روز برسنا دیکھو

دھوم دیکھی ہے درِ کعبہ پہ زوّاروں کی
اُن کے مہجوروں کا حسرت سے تڑپنا دیکھو

خوب آنکھوں سے لگایا ہے غلافِ کعبہ
فخر محبوب کے پردے کا بھی جلوہ دیکھو

الحاصل جب خداوند تعالیٰ کو منظور ہوا کہ زمین میں اپنا ایک نائب رکھے اور
زمین اس سے آباد کرے اور نور محمدی کی روشنی دنیا میں پھیلائے تب اللہ جل شانہ نے
آدم علیہ السلام کو پیدا کیا اور نور محمدی ان کی پیشانی میں چمکایا بعض روایت میں یوں آیا ہے
کہ جب آدم علیہ السلام کے قالب میں نفخ روح فرمایا آدم علیہ السلام نے آنکھیں کھولیں دیکھا
کہ ساق عرش پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا ہے آدم علیہ السلام نے عرض کی کہ اے

رب میرے تو نے مجھ سے پہلے کوئی اور شخص پیدا کیا ہے تیرے نزدیک مجھ سے کسی اور
کی قدر اور منزلت زیادہ ہے کہ نام اس کا تیرے نام کے ساتھ ملا دیکھتا ہوں فرمایا کہ
ہاں لیکن وہ شخص تیری اولاد سے ہے اور اگر نہ پیدا کرتا میں اس کو نہ پیدا کرتا میں تجھ کو

تفسیر فتح العزیز میں لکھا ہے کہ آدم علیہ السلام نے آرزو کی کہ میری جنس سے میرا
جوڑا پیدا ہو کر اس کی صحبت سے حصولِ انسیت اور دفع وحشت کروں فرشتوں نے بحکم
خالق ارض وسما حالت خواب میں پہلوئے چپ آدم علیہ السلام کا چاک کیا اور اس پہلو سے
ایک خوبصورت عورت پیدا ہوئی مقدار لحہ میں اس کا قد درست ہو گیا پھر اس پہلو کو
فرشتوں نے اسی طرح ملایا کہ آدم علیہ السلام سوتے رہے اور ان کو اس حالت میں کچھ درد
الم محسوس نہ ہوا جس وقت آدم علیہ السلام خواب سے بیدار ہوئے دیکھا کہ ایک عورت
خوبصورت ہم جنس پہلو میں بیٹھی ہے دیکھ کر خوش ہوئے اور پوچھا کہ تو کون ہے حق
تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ میری کنیز ہے نام اس کا حوا علیہا السلام ہے تیرے انس اور دفع وحشت
کے واسطے جوڑ تیرا میں نے پیدا کیا آدم علیہ السلام نے چاہا کہ ہاتھ اس کو لگائیں حکم ہوا کہ
اے آدم علیہ السلام ہاتھ اس کو نہ لگانا تاوقتیکہ مہر اس کا نہ ادا کر لو آدم علیہ السلام نے عرض کی کہ مہر
اس کا کیا ہے حکم ہوا کہ مہر اس کا یہ ہے کہ محمد ﷺ کے اوپر دس بار درود بھیجو آدم علیہ السلام
نے کہا کہ محمد ﷺ کون ہیں فرمایا کہ ختم پیغمبروں کے تیری اولاد سے اگر ان کی
پیدائش منظور نہ ہوتی تجھ کو پیدا نہ کرتا آدم علیہ السلام نے دس بار درود بھیجا محمد ﷺ پر یعنی
اللھم صل علیٰ محمدٍ وعلیٰ آل محمد دس بار کہا فرشتے شاہد اور گواہ ہوئے اور
عقد نکاح آدم علیہ السلام اور حوا علیہا السلام کا منعقد ہوا۔

مدارج النبوت میں مرقوم ہے کہ جس وقت حضرت رب العزت نے آدم علیہ السلام
کا نکاح حوا علیہا السلام کے ساتھ کیا اور خطبہ کلام اقدس سے پڑھا ابلیس نے حسد کیا اور آدم
علیہ السلام کے دل میں وسوسہ ڈالا۔ آخر بہشت سے باہر نکالا جب آدم علیہ السلام زمین پر آئے

انواع مشقت میں مبتلا ہوئے۔ اشعار

شانِ نبی مرتضیٰ صلِ علیٰ صلِ علیٰ
یہ قبلہ وہ قبلہ نما صلِ علیٰ صلِ علیٰ

وہ بادشاہ دوسرا صلِ علیٰ صلِ علیٰ
فخرِ رسولانِ ہدا صلِ علیٰ صلِ علیٰ

جب حشر میں میں خستہ جاں دیکھوں جمالِ مصطفیٰ
پڑھتا چلوں بس برملا صلِ علیٰ صلِ علیٰ

جس دم شبِ معراج میں حضرت گئے پیشِ خدا
کروبیوں غل ہوا صلِ علیٰ صلِ علیٰ

سر پر تمہارے مصطفیٰ تاجِ شفاعت ہے رکھا
پھر مجھ کو کیا خوفِ جزا صلِ علیٰ صلِ علیٰ

ہو درد وغم میں مبتلا یا ہو مصیبت میں پھنسا
بس ورد کر صبح و مسا صلِ علیٰ صلِ علیٰ

جب خلد سے بو آپ کی لائی چمن میں ہے صبا
آتی ہے غنچوں سے صدا صلِ علیٰ صلِ علیٰ

روئے منور والضحیٰ واللیل گیسو کی ثناء
بیشک ہو تم نورِ خدا صلِ علیٰ صلِ علیٰ

ہوتی نہ گر ذات آپ کی ممکن نہ تھے ارض وسما
لولاک کا مطلب یہ تھا صلِ علیٰ صلِ علیٰ

خالق نے جب پیدا کیا نورِ محمد مصطفیٰ
پھر دستِ قدرت سے لکھا صلِ علیٰ صلِ علیٰ

میرے مرض کے واسطے کہتے ہیں سب ہو متفق
ہے دردِ محسن کی دوا صلِ علیٰ صلِ علیٰ

یاایھا المشتاقون بنورِ جمالہ
صلوا علیہ وآلہ

الٰہی ہزاروں درود و سلام
ہوں روحِ پیمبر پہ نازل مدام

بیہقی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ فرمایا جب آدم علیہ السلام بارتکاب گناہ متعاقب ہوئے قبول توبہ میں حیران تھے یاد آیا کہ جس وقت میرے بدن میں روح پھونکی گئی تھی اور میں نے اپنا سر عرش کی طرف اٹھایا تھا تو عرش پر لکھا دیکھا تھا لا الہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ معلوم ہوا کہ خدا کے نزدیک اس شخص کے برابر اور کا مرتبہ نہیں پس تدبیر یہ ہے کہ بحق اس شخص کے اپنی مغفرت کا سوال کروں آدم علیہ السلام نے دعا کی کہ الٰہی بحق محمد ﷺ تو مجھ کو بخش دے حق تعالیٰ نے اس کو بخش دیا فرمایا کہ محمد ﷺ کو کہاں سے جانا آدم علیہ السلام نے سارا ماجرا ظاہر کیا اور ایک روایت میں یوں آیا ہے حق تعالیٰ نے آدم علیہ السلام سے پوچھا کہ یہ کون ہے جس کو وسیلہ اپنی شفاعت کا کرتا ہے آدم علیہ السلام نے جواب دیا کہ یہ برگزیدہ اور محبوب تیرا ہے اور یہ نور کہ میری پیشانی میں ہے اسی کا نور ہے ساق عرش اور لوح محفوظ اور دریائے بہشت پر دیکھا میں نے لکھا تھا لا الہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ میں نے معلوم کیا کہ یہ شخص بزرگ ترین مخلوقات سے تیرے نزدیک ہے خطاب آیا کہ اے آدم علیہ السلام تجھ کو بخشا اور تیرے گناہ سے درگزر کیا اور قسم ہے عزت اور جلال اپنے کی کہ جو کوئی تیرے فرزندوں سے اس نام کے ساتھ کلام کرے اس کے گناہ بخش دوں گا اور مراد اس کی پوری کروں گا اور بعض روایت میں اس قدر آیا ہے کہ اے آدم علیہ السلام اگر تو تمام اہل آسمان اور زمین کی

شفاعت بتوسل اس نام کے کرتا میں قبول فرماتا مسلمانوں خوش ہو اور فخر کرو کہ حق تعالیٰ نے ایسے نبی ختم المرسلین ﷺ کی تم کو امت میں پیدا کیا کہ جس کے توسل سے گناہ آدم علیہ السلام کا بخشا گیا اس بات کی شکر گزاری تمہارے ذمہ پر لازم ہے کہ ہمیشہ اس کا ذکر کرو اور درود بھیجو۔ اللھم صل علیٰ محمدٍ وعلیٰ آل محمد وبارک وسلم۔

بن کے بلبل ہم نے باغ دھر ڈھونڈھا شاخ شاخ
پایا ان پر نامِ احمد صاف لکھا شاخ شاخ

پتے پتے پر پتا پایا نبی کے نور کا
ہم نے دیکھا جلوہ گر احمد کا جلوہ شاخ شاخ

زیر سائے آ گیا جس کے زمین و آسمان
کیسا بستانِ محمد بڑھ کے پھیلا شاخ شاخ

نورِ حق کے ساتھ تھا نورِ محمد جلوہ گر
جو شجر کہ طور پر موسیٰ نے دیکھا شاخ شاخ

گو کہ گلزارِ نبوت میں کھلے کتنے ہی گل
پر عجب اس گل نے دکھلایا تماشا شاخ شاخ

تازگی بخشِ گلستان وہ گلِ خوش رنگ تھا
بلبلِ گلشن ثناء ہے جس کی کرتا شاخ شاخ

واہ کیا نخلِ قدِ احمد ہوا ہے سربلند
مرغِ ہر گلشن یہی کرتا ہے چرچا شاخ شاخ

باغِ امکاں میں ضیائے احمدِ مرسل یہ ہے
نور کا شعلہ ثمر کرتا ہے پیدا شاخ شاخ

نخلِ قدِ احمدی میں تھیں جو شاخیں نور کی
کیوں نہ جاتیں آپ کی تا عرشِ اعلیٰ شاخ شاخ

دوستو ہے کون اس باغِ جہاں میں جلوہ گر
قدرتِ خالق سراسر ہے ہویدا شاخ شاخ

بالآخر وہ نور محمدی آدم علیہ السلام سے منتقل ہوا شیث علیہ السلام کی طرف کہ اشرف اولاد آدم ہیں اور بعد حضرت آدم علیہ السلام کے ان کے جانشین اور پیغمبر ہوئے بعد ازیں وہ نور اصلاب طاہرہ اور ارحام طیبہ میں منتقل ہوتا چلا آیا یہاں تک کہ حضرت عبداللہ والد ماجد آنحضرت ﷺ کو پہنچا انبیاء میں سے حضرت ادریس علیہ السلام اور حضرت نوح علیہ السلام اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام آپ کے اجداد میں ہیں اور ہمیشہ آپ کے اجداد بہ برکت نور مبارک کے رئیس اعظم اور مکرم رہے اور عظمت اور برکت اس نور کی ان کے چہروں سے ظاہر ہوتی تھی۔

الٰہی ہزاروں درود و سلام
ہوں روحِ پیمبر پہ نازل مدام

عباس بن عبدالمطلب اپنے باپ سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتے تھے میں ایک بار یمن کی طرف گیا تھا وہاں ایک مرد قرأت زبور اور کتب آسمانی کی کرتا تھا اتفاقاً اس نے مجھ سے ملاقات کی اور میرا حال پوچھ کر کہا کہ تو اجازت دے مجھے کہ میں تیرے بعضے بدن کو دیکھوں انہوں نے اجازت دی بعد اس کے ایک سوراخ ناک کا اس نے پکڑا اور دوسرے کو مس کیا کہ میں ایک سوراخ سے نبوت آہٹ کرتا ہوں اور دوسرے سے سلطنت اور وہ درمیان دو عبد مناف کے ہوگی عبد مناف بن قصیٰ اور عبد مناف بن زہری اور ان سے پوچھا کہ کوئی زوجہ ہے تمہاری عبدالمطلب نے کہا کہ نہیں اس نے کہا کہ تم جو مکے میں جاؤ تو عبد مناف ابن زہری کی اولاد سے نکاح کرنا پھر جو عبدالمطلب مکے میں آئے تو وہب بن عبد مناف بھائی وہب کے جو تھے ان کی بیٹی ہالہ بنت وہب سے نکاح کیا اور عبداللہ کا نکاح آمنہ بنت وہب سے کیا اور یہ وہب انہیں کے بھائی ہیں۔

نقل ہے کہ عبدالمطلب نے جواب میں جگہ چاہ زمزم کی دیکھی تھی ارادہ کھودنے کا کیا قریش مانع ہوئے اور لڑنے کو تیار ہوئے اور عبدالمطلب کا کوئی معین نہ تھا اولاد بھی ان کی ایسی نہ تھی کہ جو کام آئے صرف ایک بیٹا ان کے تھا وہ عبدالمطلب کے ساتھ قریش سے لڑے اور بفضلہٖ تعالیٰ غالب آئے اور چاہ زمزم کھودنا شروع کیا اس دن بسبب نہ ہونے زیادہ اولاد کے عبدالمطلب کو رنج ہوا تب انہوں نے منت کی جو میرے دس بیٹے ہوں اور چاہ زمزم میں کھود کے نکالوں ایک بیٹے کی قربانی کروں خداوند تعالیٰ نے عبدالمطلب کو دس بیٹے دیئے اور چاہ زمزم بھی عبدالمطلب کے کھودنے سے نکلا تب انہوں نے چاہا کہ ایک بیٹے کو قربان کریں تعیین کیلیے قرعہ ڈالا عبداللہ کا نام نکلا عبدالمطلب عبداللہ کا ہاتھ پکڑ کر قربانی کی جگہ لائے اور چاہا کہ قربانی کریں سب قریش مانع ہوئے اور عبداللہ بسبب ہونے نور محمدی کی ان کی پیشانی میں بہت خوبصورت تھے سب انہیں چاہتے تھے کہ عبداللہ ذبح نہ ہوں ایک کاہنہ کے پاس اس قصہ کو لے گئے اس نے کہا قرعہ اس طرح ڈالو کہ دس اونٹوں کا نام لکھو اور عبداللہ کا نام لکھو اگر اونٹوں کا نام نہ نکلے تو دس اونٹ اور بڑھاؤ اور بڑھاتے جاؤ یہاں تک کہ اونٹوں کے نام پر قرعہ نکلے عبدالمطلب نے ایسا ہی کیا جب سو اونٹ پہنچے تب اونٹوں کا نام نکلا عبدالمطلب اونٹوں کو قربان کر کے نذر سے ادا ہوئے اسی واسطے حضرت نے فرمایا ہے انا ابن الذبیحین میں بیٹا دو ذبیحوں کا ہوں ایک حضرت اسمٰعیل علیہ السلام دوسرے حضرت عبداللہ پھر یہی خون بہا اسلام میں آدمی کا ٹھہرا اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کا قصہ قصص الانبیاء میں یوں لکھا ہے۔ نظم

خواب میں اک شب خلیل اللہ تھا
بہرِ قربانی اسے حق نے کہا
نیند سے چونکا جو وہ مردِ خدا
صبح کو لا سو شتر قرباں کیا

دوسرے دن پھر اسے آیا خطاب
خواب میں حق سے کہ قرباں کر شتاب
پھر وہ پیغمبر اٹھا وقتِ سحر
لا کیے قربان اس نے سو شتر
پھر جو بستر پر وہ اپنے سو رہا
تو وہیں حکمِ خدا صادر ہوا
تب لگا کہنے کہ اے بے شبہہ و ریب
مجھ پہ کچھ کھلتا نہیں اسرارِ غیب
کچھ نہیں سمجھوں ہوں کیا قرباں کروں
تا کہ میں اس درد کا درماں کروں
یہ جواب آیا کہ اے اہلِ تمیز
مجھ سوا رکھتا ہے تو کس کو عزیز
اس کو تو میرے لیے قربان کر
ہے اسی میں خیر تیری سر بسر
یعنی قربانی کرو فرزند کو
نورِ چشم اپنے کو اور دلبند کو
اپنے بیٹے کو وہ تب کہنے لگا
اے میرے فرزند نیکو خوش لقا
خواب میں حق نے یہ فرمایا مجھے
راہ میں اس کی کروں قرباں تجھے
اس میں اپنی رائے مجھ کو اب بتا
سنتے ہی اس کو جواب ایسا دیا

کیا مبارک ہے ترا خواب اے پدر
ذبح کر مجھ کو کچھ اندیشہ نہ کر

اب چھری تو حلق پر میرے چلا
گر خدا چاہے تو صابر پائے گا

جب ہوا راضی وہ اور اس کا
باپ نے اس کام میں باندھی کمر

دست و پا اس گل بدن کے باندھ کر
اس گھڑی اس کو گرایا خاک پر

تیز کرلی ہاتھ میں اس نے چھری
اس کے نازک حلق پر وہیں دھری

قدرتِ حق سے ہوا بیکا نہ بال
باپ حیرت میں ہوئے یہ دیکھ حال

تب چھری بولی یہ ابراہیم سے
عجز سے آداب سے تعظیم سے

جس نے آتش تجھ پہ کی گلزار ہے
اس نے ہی کی کُند میری دھار ہے

وہیں ابراہیم کو آئی ندا
اے حبیبِ صادق اس سے باز آ

حکم میرا سچ ہے تو لایا بجا
آزمائش کے لیے یہ حکم تھا

تب اسی دم جبرئیلِ ہوش مند
لایا جنت میں سے اک نر گوسفند

اس کے بدلے میں اسے واں رکھ دیا
اور لیا مذبح سے لڑکے کو اٹھا

اس لیے ختم الرسل نے یوں کہا
سنت ابراہیم سے ہے اخیا

یاالیھا المشتاقون بنورِ جمالہ
صلوا علیہ وآلہ

الٰہی ہزاروں درود و سلام
ہوں روحِ پیمبر پہ نازل مدام

لکھا ہے کہ عبداللہ آپ کے والد ماجد بسبب ہونے نور محمدی کے ان کی پیشانی میں تمام بنون عبدالمطلب میں کمال خوبصورت اور صاحب جمال اور شجاع اور تیر انداز تھے۔ جس وقت یوسف گزرتے زنان قریش ان کے جمالِ پر فریفتہ ہوتیں۔ عبدالمطلب نے اس حال کی خبر ہوتے ہی بہ تعجیل تمام نکاح عبداللہ کا آمنہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ باندھا۔ محافظت نور محمدی کما حقہ عمل میں آوے۔ کتب سیر میں لکھا ہے کہ وہ نور متبرک بارھویں تاریخ جمادی الآخری شب جمعہ کو حضرت عبداللہ سے منتقل ہو کر حضرت کی والدۂ ماجدہ کو تفویض ہوا۔ اشعار

بسِ گل کی سب کو چمن میں خوشی ہے
کہ ہیں بلبل خوش کھلی ہر کلی ہے

خبر جس کی آمد کی عیسیٰ نے دی ہے
یہی وہ محمد نبی ہاشمی ہے

نہیں اور کچھ ذکر وقت ولادت
زبان پر مگر امتی امتی ہے

درودیں ہزاروں ملک کے ہیں لب پر
عجب شادمانی کی نوبت بجی ہے
جو نکلے نبی تو صدا ہر طرف تھی
جو ان پر فدا ہے وہی جنتی ہے
خبر کس کی آنے کی ہے سوئے جنت
کہ حوروں میں ہے دھوم شادی رچی ہے
امیںؔ تو نہ کر فکر روزِ جزا کی
شفیع الوریٰ خاص تیرا نبی ہے

ابن عباس سے منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے اس رات کو چار پایوں روئے زمین کو گویا کیا اور سب نے کہا بخدائے کعبہ نطفہ شریفہ محمدی شکم مادر میں آیا اور یہ شخص امان دنیا اور چراغ روئے اہل زمین ہے اور بہترین امت پر مبعوث ہوگا اور وحوش وطیور آپس میں بشارت دینے لگے اور اسی طرح اہل دریا ایک دوسرے کو خوشخبری سناتے تھے اور کہتے تھے اب زمانہ وہ آیا کہ ابوالقاسم پیدا ہوں گے اور کہتے ہیں کہ جو فرشتہ شیطان پر موکل تھا اس کو اس فرشتہ نے قعر دریا میں غوطہ دیا پھر منہ شیطان کا کالا ہوگیا اور جب غم واندوہ شیطان پر زیادہ حد سے گذرا اس کی ذریت نے جمع ہوکر سبب اس غم واندوہ کا پوچھا شیطان نے کہا کہ کیا پوچھتے ہو خرابی ہوئی ہماری اور تمہاری کہ ایسی کبھی نہیں ہوئی تھی کہا کیا ماجرا ہے تب شیطان نے حال مفصل بیان کیا کہ آج کی رات آمنہ نور محمدی آخر الزمان سے حاملہ ہوئیں عزت دنیا اور آخرت کی اس کے ساتھ ہے ایسا شخص پیدا ہوتا ہے کہ جن کے سبب سے عبادت لات اور منات اور عزیٰ اور ہبل کی موقوف ہوگی اور سارے بتوں کو توڑے گا اور سب دینوں کو منسوخ کرے گا اور شرک اور کفر اور زنا اور قمار بازی اور شراب خوری کو حرام کرے گا ہمارا جانا آسمان پر اخبار غیبی

کے سننے کے واسطے موقوف ہوا اور وقت صعود آسمان کے شہاب ثاقب یعنی انگار پڑنے لگیں گے اور علم کہانت جو ہماری طرف سے عالم میں جاری ہے موقوف ہوگا اور تمام عالم عدل وانصاف سے معمور اور ہاتھ ظلم وجور کا غریبوں سے دور اور تمام زمین اور مساجد اور عبادت حق سے آباد اور اہل علم آثار ایمان اور اسلام سے دل شاد ہوں گے اور نیک باتوں کا روز بروز کمال اور برے کاموں کا زوال ہوگا۔ نظم

ہوا ہے کون سا اس رات میں روشن ستارا ہے
کہ ملکِ شام تک مکہ سے بصرہ آشکارا ہے
تعجب ہے کہ پردے میں زمانے کو کرے روشن
عجب وہ مہر جان افروز ہے ماہ دل آرا ہے
کبھی ایسا نہیں نکلا کوئی مہتاب عالم میں
ابھی ہے آپ پردے میں منور ملک سارا ہے
دکھائی راہ جنت کی بچایا ہم کو دوزخ سے
یہاں تو یہ عنایت ہے وہاں شافی ہمارا ہے
رنگ لائی ہے جہاں میں مصطفائی آپ کی
پھر گئی ساری خدائی میں دوہائی آپ کی
تھی میری قسمت کہاں پاتا محمد سا نبی
اے خدا قربان یہ ہے کبریائی آپ کی
آنکھیں کیا روشن ہوئیں عالم منور ہوگیا
عاشقو اللہ نے صورت دکھائی آپ کی
آگے آگے آپ پیچھے ہم گنہگاروں کی صف
لے چلی جنت میں ہم کو پیشوائی آپ کی

اے شہِ عالم مدینے میں ہمیں بلوائیے
سلطنت سے ہے فزوں ہم کو گدائی آپ کی

یا الٰہا المشتاقون بنورِ جمالہٖ
صلوا علیہ وآلہٖ

الٰہی ہزاروں درود و سلام
ہوں روحِ پیمبر پہ نازل مدام

اب قدرت خداوند تعالیٰ دیکھیے کہ دو مہینے حمل پر گزرے تھے کہ عبداللہ آپ کے والد کا مدینے میں انتقال ہوا شام کو قافلہ قریش کے ساتھ تجارت کو گئے تھے وہاں سے پھرتے وقت مدینے میں اپنے ماموں کے پاس بیمار ہو کر ٹھہر گئے تھے کہ وفات پائی اور چھٹے برس آپ کی والدہ شریفہ اپنے بھائیوں سے ملنے مدینہ کو گئی تھیں لوٹتے وقت منزل ابوا میں انتقال فرمایا نکتہ غیرت الٰہی نے نہ چاہا کہ میرے حبیب کو غیر سے التجا کی عادت ہو اور اس کی تہذیب اور تادیب دوسرے کے ہاتھ سے ہو اس لیے ابتدا ہی سے اسباب ظاہرہ قطع کیے اور اس درِ یتیم بحر رسالت کو بے مادر اور پدر کیا تو علل اور اسباب سے دل نہ لگائیں اور اپنے پروردگار کی عنایت کا شکر بجا لائیں کہ ان کو باوجود یتیمی اور بیکسی کے کیسے اخلاق فاضلہ اور عبادات شائستہ سے کہ ان سے متصف ہونا بے تائید آسمانی دشوار ہے مہذب فرمایا۔

ابی زکریا سے روایت ہے کہ حضرت اپنی والدہ ماجدہ کے پیٹ میں نو مہینے کامل ٹھہرے اور معلوم نہیں ہوتی تھی آپ کی والدہ کو کوئی بات جو عورتوں کو ایام میں پیش آتی ہے نہ تھی آپ کی والدہ فرماتی ہیں کہ میں نے نہیں دیکھا کوئی حمل اس سے زیادہ سبک اور برکت والا پھر جس وقت آمنہ خاتون کو دردزہ معلوم ہوا تنہائی سے گھبرا کے خدا سے دعا مانگی کہ اس وقت بیٹیاں عبد مناف کی میرے پاس ہوتیں تو میرے کام آتیں

ابھی یہ کلام ختم نہ کر چکی تھیں دیکھتی کیا ہیں کہ بہت سی عورتیں خوبصورت کہ ان کے بال سیاہ اور سرخ رخسار اس قدر آئیں کہ تمام گھر بھر گیا وہ سب کہنے لگیں کہ اے آمنہ ہم حوریں جنت کی ہیں ہم کو خدا نے تمہاری خدمت کو بھیجا ہے ہم سب تم پر قربان ہیں آپ کے تولد کے وقت بہت سے عجائبات ظہور میں آئے۔ نظم

جہاں میں نائب یزداں کی آمد آمد ہے
جناب شاہ رسولاں کی آمد آمد ہے

خزاں رسیدہ چمن کے سب ہوئے سرسبز
بہار گلشن امکان کی آمد آمد ہے

کھڑے ہیں مجرے کو جن و بشر ملک غلماں
خدیوِ کشور ایماں کی آمد آمد ہے

ہوئے ہے شام سے کافور ظلمت شب کفر
کہ صبح مہر درخشاں کی آمد آمد ہے

فروغ کوکب اقبال مصر دین کے لیے
یہ روکش مہ کنعاں کی آمد آمد ہے

کل انبیائے سلف پیشوا کو آئے ہیں
خبر ہے شاہِ رسولاں کی آمد آمد ہے

کھلی ہوئی ہے ستاروں کی انتظار میں آنکھ
کہ آج اس مہِ تاباں کی آمد آمد ہے

خدا کے گھر کو کریں بت پرست بت خانہ
یہ ان سے کہہ دو کہ مہماں کی آمد آمد ہے

پئے اشاعت دین و زوال کفر و ضلال
ہمارے قبلۂ ایمان کی آمد آمد ہے

نوید بادہ کشاں مے محبت کو
کہ آج ساقی دوراں کی آمد آمد ہے

بشر میں جن میں و حوش و طیور عالم میں
ہیں غلغلے کہ سلیمان کی آمد آمد ہے

دیا فرشتوں نے یہ مژدہ ہر خدا جُو کو
خدا شناس خدا دان کی آمد آمد ہے

دوچند ہوئی ہے حسان و منبر کی توقیر .
کہ قدر دان ثناء خوان کی آمد آمد ہے

الحاصل جب نو مہینے پورے گزر چکے تو ربیع الاوّل کے مہینے میں تاریخ بارھویں پیر کے دن صبح صادق کے وقت سورج نکلنے سے پہلے اس آفتاب جاہ وجلال نے جلوہ گری کی کہ جس سے سارا عالم نور ایمان سے منور ہوا اور شرک وکفر کی تاریکی یکسر دور ہوئی گویا عالم کی زبان پر یہ تھا۔ بیت

اب راحت قلوب کا ذکر ظہور ہے
تعظیم کا مقام ہے اٹھنا ضرور ہے

مومن ہیں خوش آج پیمبر ہوئے پیدا
محبوب خدا شافع محشر ہوئے پیدا

جو باعث پیدائش مخلوق خدا ہیں
وہ فخرِ رسل نائبِ خدا ہوئے پیدا

ہاں جن کا زمانے میں پڑھا جائے گا خطبہ
وہ زیب دہ مسجد و منبر ہوئے پیدا

کچھ جن و بشر ہی نہیں کہتے ہیں زمین پر
دنیا میں خوشا دین کے یاور ہوئے پیدا

کہتے ہیں خوشی کے فلک پر یہ ملک بھی
رونق دہ مہر و مہ و اختر ہوئے پیدا

تکمیل قوانین شریعت کے لیے آج
جو سب سے مقدم تھے مؤخر ہوئے پیدا

دو تشنۂ لبان مے الفت کو یہ مژدہ
لو بحرِ سخا ساقی کوثر ہوئے پیدا

ڈھونڈے گی گنہگاروں کو خود جس کی شفاعت
وہ رحمت حق خیر کے مصدر ہوئے پیدا

جن کے لیے کعبے کی طرف ٹھہرے گا قبلہ
وہ قبلہ دین دین کے یاور ہوئے پیدا

بیڑا ہوا پار امت عاصی کا سمجھ لو
دریائے شفاعت کے شناور ہوئے پیدا

بے دینو چلو بانی دین مکے میں آئے
گمراہو ادھر آؤ کہ رہبر ہوئے پیدا

یٰسین کے طٰہٰ کے جو مصداق ہیں آئے
لولاک لما کے جو ہیں مظہر ہوئے پیدا

پیدا وہ ہوئے نور نظر جن کے ہیں [illegible]
جن کے ہیں یداللہ برادر ہوئے پیدا

دل پاک زبان پاک بدن پاک ہے جن کا
طاہر ہوئے پیدا وہ مطہر ہوئے پیدا

سب حاضر محفل پے تعظیم اٹھیں صبر
محبوب خدا شافع محشر ہوئے پیدا

یا ایھا المشتاقون بنورِ جمالہ
صلوا علیہ وآلہ

الٰہی ہزاروں درود و سلام
ہوں روحِ پیمبر پہ نازل مدام

مسلمانو اس وقت سرورِ دو جہان باعث خلقت ہیجدہ ہزار عالم رسول مکرم حبیب کبریا محمد مصطفیٰ ﷺ رونق بخش کاشانہ حدوث ہوئے لازم ہے کہ سو جان سے ان پر درود بھیجو۔ اللھم صل علیٰ محمدٍ وعلیٰ آل محمد وبارك وسلم۔ نظم

اے شمس الضحیٰ اے بدر الدجیٰ اے میرے پیغمبر صلِّ علیٰ
اے نورِ ہدا اے شمعِ صفا اے میرے پیغمبر صلِّ علیٰ
اے ابرِ سخا اے بحرِ عطا اے چرخِ وفا اے کان ضیا
اے خوان ولا اے صدر علیٰ اے میرے پیغمبر صلِّ علیٰ
اے شاہِ زمن اے ماہِ حشم اے بدرِ عرب اے مہرِ عجم
اے نجمِ ہدیٰ اے نورِ خدا اے میرے پیغمبر صلِّ علیٰ
اے صاحبِ فر اے والا گہر اے دافعِ شر اے فخرِ بشر
اے نیک سیر فرخندہ لقا اے میرے پیغمبر صلِّ علیٰ
بے شک ہے تو ہی سلطان رسل تیرے در کا نگہبان جو ہر گل
ہے سب سے فزوں تر رتبہ ترا اے میرے پیغمبر صلِّ علیٰ
ترے دانتوں پہ قربان ہے دُرِ عدن تیری لب پہ فدا ہے عقیق یمن
ترے گیسو پہ صدقے ہے مشک ختن اے میرے پیغمبر صلِّ علیٰ
ترے قدموں سے تازہ ہے باغ زمان ترے ہونے سے پیدا ہے سارا جہان
کرتا ہے خدا خود تیری ثنا اے میرے پیغمبر صلِّ علیٰ

کہتے ہیں تجھے یکتائے جہان لاشک ہے تو ہی بے مثل زمان
ترا رتبہ ہے کون و مکان سے سوا اے میرے پیغمبر صلِّ علیٰ
بیشک ہے تو ہی شہ دوسرا ہے تیرے ہی ہونے سے ارض و سما
کہتا ہے خدا لولاک لما اے میرے پیغمبر صلِّ علیٰ
نہیں تجھ سا بھی کوئی خدا کی قسم سر عرش پہ رکھا ہے تو نے قدم
تجھے کرسی نے دیکھا تو دی یہ صدا اے میرے پیغمبر صلِّ علیٰ
محبوبِ خدا مطلوب جہان ممدوح الٰہ محمود زمان
جو وصف لکھوں میں ہے وہ بجا اے میرے پیغمبر صلِّ علیٰ
سوئے ملک مدینہ جو پہنچا کبھی در شاہ جہاں پہ جگہ جو ملی
یہی بولے گا انتخ بے سرو پا اے میرے پیغمبر صلِّ علیٰ

ذرہ ذرہ تہنیت خوان السلام اور ہر جڑی بوٹی سرگرم درود اور سلام تھی۔ نظم

مرحبا اے مرحبا اے مرحبا
آپ اس عالم میں آئے مرحبا
مرحبا اے فخرِ عالم مرحبا
سید اولادِ آدم مرحبا
مرحبا اے رحمۃ للعالمین
مرحبا سلطان ختم المرسلین
مرحبا اے حضرت خیرالانام
کیجیے مقبول امت کا سلام
السلام اے جلوۂ نورِ خدا
السلام اے سیدِ مولائے ما

السلام اے شاہِ عالی بارگاہ
السلام اے خاص محبوبِ آلہ

السلام اے برج شجاجِ کرم
السلام اے بحر موّاجِ کرم

السلام اے مظہر شانِ جمیل
السلام اے صاحبِ قدر جلیل

السلام اے رحمۃ للعالمین
السلام اے مہبطِ روح الامین

السلام اے کاشفِ سِرِّ قدیم
السلام اے ناجِ دین قدیم

السلام اے شافعِ یوم الحساب
السلام اے موردِ ام الکتاب

السلام اے غمزدوں کے غمگسار
السلام اے مرہمِ جان فگار

السلام علیك منی والصلوٰتی یارسول
لیس لے حسن العمل کیف النجاتی یارسول

اقول کیف حالی حیث لا یخفی علیك
انت تعلم ما مضا اما سیاتی یارسول

ان فی هجرك عذابا فی عذاب لا یطاق
ان فی وصلك حیاتا فی حیاتی یارسول

کنت کنزاً مخفیا فی کنت کنزا مخفیا
اختفاء النخل فی عین النواتی یارسول

انت موج اول الامواج فی البحر القدیم
لیس مثلك ممكنا فی الكائناتی یارسول

انت خیر الخلق خیر الانبیاء خیر الرسل
مصدر الخیرات محمود الصفاتی یارسول

انت جواد کریم نحن قوم سالمون
من نصاب الفضل شیئاً فی الزکوتی یارسول

اشترو نبی بعفوك لیس لی فیه الخیار
بعث منك فی الازل بیع البیاتی یارسول

سلم الله علی روحك وصلے دائما
کل ساعات النهاری والبیانی یارسول

آپ کے در کا ہوں میں ادنیٰ غلام
کم سے بھی کمتر غلاموں کا غلام

کون حامی ہو مرا بے آپ کے
ہوگا بیڑا پار صدقے آپ کے

رحمتِ عالم بہت رنجور ہوں
سر سے پا تک حسرتوں سے چور ہوں

کس کو ہے غم اس نحیف زار کا
درد ہے کس کو دل بیمار کا

کون تھامے اس دل رنجور کو
دے تسلی کون اس مہجور کو

اے مسیحا دم خبر لیجے میری
اے طبیب دل دوا کیجے میری

سخت مضطر ہوں تسلی دیجیے
ہے لبوں پر جاں تشفی کیجیے

ہے یہ اندیشہ کہ جب موت آئے گی
صدمہ کیا کیا دیکھیے دکھلائے گی

جب اندھیری گور میں ہوگا گذر
دیکھیے کیا گزرے جسم و جان پر

روز محشر جب خدا لے گا حساب
سخت حیرانی ہے کیا دوں گا جواب

عمر غفلت میں ہوئی آخر تمام
بن نہ آیا کوئی مجھ سے نیک کام

آہ واویلا دریغا حسرتا
ایک بھی ہم نے نہ کام اچھا کیا

مفت عمر بے بہا کھویا کیے
خواب غفلت میں پڑے سویا کیے

اب کسی صورت نہیں ممکن نجات
ہاں مگر آئی ہے دل میں ایک بات

گرچہ میں بد وضع بد کردار ہوں
پر غلام احمد مختار ہوں

ہوگا جس دم سامنا اللہ کا
واسطہ دوں گا رسول اللہ کا

اے خدا اپنے محمد کا طفیل
اپنے اس محمود احمد کا طفیل

بخش مجھ کو گرچہ بدکردار ہوں
جنتی کر گو سزائے نار ہوں

زندگی جب تک ہو میری اے کریم
رکھ مرا مسلک صراط مستقیم

آفت کونین سے محفوظ رکھ
اپنی نعمت سے مجھے محظوظ رکھ

وقت ہو جان کندنی کا جب قریب
ہو مجھے کلمہ شہادت کا نصیب

قبر میں ہونے لگے جس دم سوال
رکھیو ثابت اس گھڑی اے ذوالجلال

جس گھڑی ہو لے قیامت کا ہو جوش
دیکھ کر صدمے اوڑیں عالم کے ہوش

حوض کوثر پر مجھے پہنچائیو
میرے آقا سے مجھے ملوائیو

دیکھ لوں اوّل وہ نورانی لقا
پھر پیوں کوثر کا آبِ جان فزا

جب چلیں جنت کو وہ خیرالانام
پیچھے پیچھے یہ بھی حاضر ہو غلام

آپ کا صدقہ سنے یہ کمترین
حکم طبتم فادخلوھا خالدین

یاایہا المشتاقون بنورِ جمالہ
صلوا علیہ وآلہ

الٰہی ہزاروں درود و سلام

ہوں روحِ پیمبر پہ نازل مدام

لکھا ہے کہ جس روز پیغمبر خدا ﷺ نے والدہ ماجدہ کے شکم مبارک سے ظہور فرمایا تمام آسمان وزمین میں جابجا قدرت الٰہی کا عجب جلوہ نظر آیا تمام روئے زمین پر ایک نور تھا شوکت محمدی کا ظہور تھا ہر مذہب اور ملت کے علماء اور رہنماؤں نے اپنی اپنی طرح پر خبر دی۔

سیرت حلبی میں کعب الاحبار سے روایت ہے کہ میں نے توریت میں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو خبر دی زمانۂ پیدائش حضرت ﷺ کے اور موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو خبر دی کہ فلاں ستارہ جس وقت حرکت کرے اور اپنی جگہ سے گزرے جان لو کہ وہ وقت ہے پیدا ہونے محمد رسول اللہ ﷺ کا چنانچہ علمائے بنی اسرائیل میں ہمیشہ پشت ہا پشت یہ علامت آنحضرت کی تلقین ہوتی رہی انتہی۔ صلوٰۃ بر محمد

یا رب صلوٰۃ باد بگیسوئے مصطفیٰ
بادا سلام برسر ہر موئے مصطفیٰ

بادا صلوٰۃ برلب و دندان و چشمِ او
ہر دم صلوٰۃ برخمِ ابروئے مصطفیٰ

بادا صلوٰۃ برمہ و پیشانیِ رسول
ہم بر فروغ مہر کرم روئے مصطفیٰ

ہر دم صلوٰۃ برکتف و مشت و راست او
ہم بر تمام ساعد و بازوئے مصطفیٰ

بادا صلوٰۃ برکمر و پشت و نافِ او
ہم بر تمام ساق و زانوئے مصطفیٰ

ہر دم ز عرش فرش نجوم ملک فلک
بادا سلام برقدِ دلجوئے مصطفیٰ

بادا سلام بردر و دیوار و قصرِ او
ہم بر مزار و مرقد وہم کوئے مصطفیٰ

ظاہر بیادِ صورتِ او دمبدم بخواں
تسلیم برشمائلِ نیکوئے مصطفیٰ

فتح الباری میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک یہودی مکے میں رہتا تھا جب وہ رات آئی جس میں رسول اللہ ﷺ پیدا ہوئے اس یہودی نے پوچھا اے گروہ قریش کیا آج تم میں کوئی لڑکا پیدا ہوا ہے وہ بولے ہم کو معلوم نہیں اس نے کہا دیکھو اور تلاش کرو اپنی قوم اور برادری میں بیشک پیدا ہوا نبی ﷺ اس امت کا اس کے دونوں مونڈھوں کے درمیان ایک نشان ہے بس قریش اپنی قوم میں جاکر پوچھنے لگے۔ معلوم ہوا کہ عبداللہ ابن عبدالمطلب کے گھر ایک لڑکا پیدا ہوا ہے۔ وہ یہودی قریش کے ہمراہ ہوکر حضرت کی والدہ کے پاس آیا جس وقت آنحضرت ﷺ کو دیکھا اور علامات کو ان میں ظاہر پایا بیہوش ہوکر گر پڑا اور کہنے لگا جاتی رہی نبوت بنی اسرائیل سے اور خبردار اے قریش قسم اللہ کی بیشک تم میں اس کے سبب سے ایک شوکت اور دبدبہ ہوگا اور مشرق سے مغرب تک اس کا چرچا ہوگا۔

مدارج النبوت میں لکھا ہے کہ جب حضرت خاتم الانبیاء پیدا ہوئے اس وقت سجدہ کیا اور آہستہ آہستہ فرمایا کہ امتی امتی اور آپ جنت سے غسل یافتہ پیدا ہوئے اور جب حضرت پیدا ہوئے ایک شبانہ روز تمام ملوک روئے زمین کی زبان بند ہوئی یعنی غایت ہیبت اور شکوہ اور عظمت اور شوکت اور جلال نبوی سے مہر سکوت دہانِ سلاطین عرب اور عجم پر ہوگئی اور اسی رات چودہ کنگرے طاق کسریٰ کے شکستہ ہوئے کہ جن کی

شکستگی سے نوشیرواں کا دل شکستہ ہوا۔ اشعار

رخِ انور دکھا دیا کس نے
ظلمتوں کو مٹا دیا کس نے

کون آیا زمیں پہ ماہِ تمام
ماہ کا رنگ اوڑا دیا کس نے

تک رہا آفتاب ہے کس کو
اس کو بے دل بنا دیا کس نے

کیوں ستارے زمیں پہ جھکتے ہیں
سر کو ان کے جھکا دیا کس نے

کون آیا ہے بندۂ برحق
رنگِ وحدت جما دیا کس نے

رکھتے ہیں عرصۂ زمین قدم
سجدے میں سر جھکا دیا کس نے

کس نے انگلی اٹھائی وحدت کی
اور دوئی کو مٹا دیا کس نے

تھے وہ جھوٹے خدا جو پتھر کے
ان کو اوندھا گرا دیا کس نے

تھے وہ آتش کدے جو فارس کے
دل کو ان کے جلا دیا کس نے

تھے بھڑکتے ہزار سال سے وہ
آج ان کو بجھا دیا کس نے

حکمِ خالق سے قدرتِ حق کا
سب کو جلوہ دکھا دیا کس نے

کیوں شیاطین چیختے ہیں آج
جگر ان کا جلا دیا کس نے

کس نے الٹا ہے تختِ شیطاں کا
حق کا ڈنکا بجا دیا کس نے

کون آیا ہے صاحبِ شوکت
قصرِ کسریٰ ہلا دیا کس نے

ذکر ہے کس کی یہ ولادت کا
کفرِ ہندی مٹا دیا کس نے

کس کے قدموں پہ تو ہوا ہے شہید
سر کو تیرے جھکا دیا کس نے

روایت ہے کہ عبدالمطلب نے جو حضرت کو دیکھا تو بہت خوش وقت ہوئے اور ان کو اٹھا کر کعبہ میں لے گئے اور پناہ حق میں سونپا اور محمد نام رکھا پھر حضرت کو آمنہ خاتون رضی اللہ عنہا پاس لائے اور حضرت کی محافظت میں آمنہ خاتون رضی اللہ عنہا کو وصیت کی اور کہا اس فرزند میرے کو بس شان عجیب ہوگی۔

ابن عباس سے روایت ہے کہ جب پیدا ہوئے نبی ﷺ تب رضوان داروغہ بہشت نے آپ کے کان میں کہا کہ خوشخبری ہو تم کو اے محمد ﷺ نہیں باقی رہا کسی نبی کا علم مگر اللہ تعالیٰ نے آپ کو عنایت فرمایا پس آپ کل انبیاء سے زیادہ ہیں علم اور شجاعت میں۔ غزل سلامیہ

اے میرے شاہ باوقار سلام
دین و دنیا کے تاجدار سلام

اے مہِ اوجِ اقتدار سلام
نیّرِ برجِ افتخار سلام
اے دو عالم کے شہر یار سلام
خاص مقبولِ کردگار سلام
اے غریبوں کے غمگسار سلام
بیکسوں کے کفیلِ کار سلام
آپ کے نام پر ہزار درود
آپ کی شان پر ہزار سلام
آپ پر بھیجتا ہے رحمت سے
خالق اللیل والنہار سلام
ہے یہ کافی نجات امت کو
ہوئے ان کا جو ایک بار سلام
جاتے ہیں دان ملائکہ لے کر
جب پڑھیں عاشقانِ زار سلام
جس قدر ہوسکے مسلمانو
بھیجو باعجز و انکسار سلام
جھک کر اس در پہ عرض کرتے ہیں
بادشاہانِ نامدار سلام
منہ جو غنچوں کا ہے کھلا شاید
کہتی اس منہ سے ہے بہار سلام
چاند سے منہ پہ بے حساب درود
زلفِ مشکیں پہ بے شمار سلام

آپ ہیں شاہ کیوں نہ عرض کریں
ہم غلامانِ جان نثار سلام
ہم نے محبوب ایسا پایا ہے
کیوں نہ ہم بھیجیں بار بار سلام
ہو کے حاضر جنابِ اقدس میں
عرض کر بیدلؔ نزار سلام

اور حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جس وقت پیدا ہوئے نبی ﷺ ان کے ساتھ ایک نور نکلا جس سے تمام مشرق اور مغرب کے درمیان روشنی ہوگئی پھر ایک مٹھی مٹی زمین سے اٹھائی اور آسمان کی طرف سر اٹھا کر دیکھا واضح ہو کہ اس وقت آپکا زمین پر آنا اور مشت خاک اٹھا لینا یہ اشارہ تھا کہ آپ روئے زمین پر غالب آئیں گے۔ چنانچہ قبیلۂ بنی لہب جو شگون اور فال کا بڑا علم رکھتے تھے اس خبر کو سن کر کہنے لگے اگر یہ حال سچ ہے البتہ یہ لڑکا غالب ہوگا اہل زمین پر کیوں کہ اس نے زمین پر ہاتھ مارا ہے پس بلا شک اس کو روئے زمین پر قبضہ ملا ہے اور آسمان کی طرف سر اٹھا کر دیکھنا اشارہ تھا کہ اگر چہ میں روئے زمین پر غالب ہوں لیکن مجھ کو اس پر التفات نہیں بلکہ میں آسمان کی طرف دیکھتا ہوں کیوں کہ مجھ کو عالم علوی پر نظر ہے اور حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایتیں بھی آئی ہیں کہ جس وقت آپ پیدا ہوئے شہادت کی انگلی سے اشارہ کرتے تھے اور خانہ کعبہ کی طرف متوجہ ہو کر سجدہ کیا اور آپ اپنا انگوٹھا چوستے تھے اور اس میں سے دودھ جاری تھا اور روایت طبرانی و ابونعیم وغیرہ سے ثابت ہے کہ آپ ختنہ کیے ہوئے پیدا ہوئے اور نہ دیکھا کسی نے آپ کی شرم گاہ کو اور حدیث اسحاق بن عبداللہ میں ہے کہ فرمایا حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے پیدا ہوئے مجھ سے رسول اللہ ﷺ نہایت پاکیزہ اور نہ تھی آپ کے بدن پر کچھ آلودگی

یا ایھا المشتاقون بنورِ جمالہ
صلوا علیہ وآلہ

الٰہی ہزاروں درود و سلام
ہوں روحِ پیمبر پہ نازل مدام

اشعار

شاہ دو عالم کے ہوئے پیدا صلی اللہ علیہ وسلم
مظہرِ شانِ رب تعالیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
مہرِ قدم نے نور دکھایا ذاتِ نبی مطلع ٹھہرایا
کر دیا روشن عالم سارا صلی اللہ علیہ وسلم
سرتاپا ہیں نور کے پتلے عینِ لطافت حسنِ مجسم
یوسف تھے اک ان کا نمونہ صلی اللہ علیہ وسلم
حسنِ ازل نے جلوہ چاہا حسنِ نبی آئینہ بنایا
ہوگئی حیراں چشمِ تماشا صلی اللہ علیہ وسلم
لاکھوں ملک خدمت کو آئیں روح امیں جھولے میں جھولائیں
چاند بھی ہے اک ان کا کھلونا صلی اللہ علیہ وسلم
دونوں جہاں کا شاہ بنایا لولاک کا خلعت پہنایا
کون ہے ایسا رب کا پیارا صلی اللہ علیہ وسلم
تخت کہ سلطانِ دو عالم عالمِ بالا عرشِ معظم
کوشکِ راحت قصرِ ندا صلی اللہ علیہ وسلم
حق کی تجلی جو کوئی چاہے رب ارنی کی نہیں حاجت
دیکھے وہ دیدار نبی کا صلی اللہ علیہ وسلم

آدم سے تا عیسیٰ مریم سارے نبی تھے انکے طالب
سب نے ڈھونڈھا ہم نے پایا صلی اللہ علیہ وسلم
شافعِ محشر ہادیِ برحق رحمتِ عالم راحمِ مطلق
ان پر قرباں جانِ تمنا صلی اللہ علیہ وسلم

بیانِ خصائصِ حمیدہ

اے مسلمانوں سمجھنا چاہیے کہ سب انبیاء اور ملائک علیہم الصلوات والسلام سے حضرت سرورِ عالم مخصوص ہیں ساتھ بہت خصائص کے کہ کسی ملک مقرب کو اور نبی مرسل کو اس میں شرکت نہیں۔

خصیصہ پہلا یہ ہے کہ روح پرفتوح حضرت کی پہلی تھی بیچ خلقت کے اور اوّل ما خلق اللّٰہ من نوری دلیل اس کی ہے۔

خصیصہ دوسرا یہ ہے حضرت کا کہ اللہ تعالیٰ نے عہد و میثاق لیا سب انبیاء سے نصرت کا اور اعانت کا اور حضرت کی متابعت کا اگر وقت حضرت کا پائیں تو ایمان لائیں حضرت کا اور متابعت کریں حضرت کی اور مدد کریں حضرت کے دین کی۔

خصیصہ تیسرا حضرت کا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جس پیمبر کا اپنے کلام پاک میں ذکر کیا ہے اور نام اس کا یاد کیا۔ چنانچہ خطاب آدم علیہ السلام کو فرمایا اٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ اور نوح علیہ السلام کو فرمایا نُوْحُ اهبط بسَلَامٍ مِّنَّا وَبَرَكَاتٍ ابراہیم علیہ السلام کو فرمایا اِبْرَاهِيْمُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا موسیٰ علیہ السلام کو فرمایا یَامُوْسیٰ اِنِّ اصْطَفَيْتُكَ بِرِسَالَاتِيْ وَبِكَلَامِيْ داؤد علیہ السلام کو فرمایا داوٗدُ اِنَّا جَعَلْنَاكَ خَلِيْفَةً فِي الْاَرْضِ زکریا علیہ السلام کو فرمایا زکریا انا نبشرك بغلام یحییٰ علیہ السلام کو فرمایا یحییٰ خذ الکتاب بقوۃ عیسیٰ علیہ السلام کو فرمایا عیسیٰ ابن مریم اذکر نعمتی علیك وعلی والدیك اور جب نوبت خطاب کی ہمارے حضرت پر پہنچی تو فرمایا یا ایھا النبی یا ایھا الرسول اور

جس جگہ نام پاک رسول اللہ ﷺ کا کلام اللہ میں آیا ہے تو وہ بطریق مدح وثناء کے ہے اور صفت نبوت اور رسالت سے جیسے ما محمد الا رسول ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیّن اور روایت ہے دن قیامت کے اگلے انبیاء کی امتوں کو پکاریں گے تو پیغمبروں کے نام سے پکاریں گے امت نوح امت ابراہیم امت موسیٰ اور جب خطاب اس امت مرحومہ سے کریں گے تو کہیں گے اولیائی اے میرے دوستو خوشا نصیب اس امت کے کہ جس کو ایسا پیغمبر عطا ہوا جس طرح سے کہ عزت اور حرمت رسول اللہ ﷺ ملحوظ ہے اسی طرح بطفیل رسول مقبول امت محمدی کا بھی لحاظ کریں گے۔

خصیصہ چوتھا یہ ہے کہ اگلے پیغمبروں کی امت اپنے پیغمبروں سے جب خطاب کرتی ان کا نام لیتی اللہ نے امت محمدی کو منع کیا کہ تم وقت خطاب کے ہمارے رسول ﷺ کا نام مت لو بلکہ یا رسول اللہ کہو یا نبی اللہ کہو اور یہ آیت نازل فرمائی لا تجعلوا دعاء الرسول بینکم لدعآء بعضکم بعضا بسبب تعظیم رسول اللہ ﷺ کے۔

خصیصہ پانچواں یہ ہے کہ جو مال کافر سے غنیمت کا ملے حضرت ﷺ کی امت پر حلال کیا اور اگلی امتوں پر حرام تھا۔

خصیصہ چھٹا یہ ہے کہ تمام زمین کو مسجد اور معبد حضرت کا کیا اور زمین کی خاک کو پاک کرنے میں حکم پانی کا دیا اور اگلی امت اس دولت پر فائز نہ ہوتی تھی۔

خصیصہ ساتواں یہ ہے کہ رسول مقبول تمام خلق پر مبعوث تھے اور اگلے انبیاء ایک گروہ خاص پر مبعوث تھے۔

خصیصہ آٹھواں حضرت کا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت کو خاتم النبیین کیا کہ بعد حضرت کے اور کوئی پیغمبر نہ ہوا چنانچہ اپنے کلام پاک میں ارشاد فرمایا ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیّن۔

خصیصہ نواں حضرت کا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت کو رحمت عالم فرمایا چنانچہ ارشاد ہوا وما ارسلنك الا رحمة للعالمین۔

خصیصہ دسواں یہ ہے کہ قیامت کے دن حضرت سیّد الانبیاء سب کے سردار ہوں گے اور مرتبہ شفاعت کا حضرت کو مخصوص ہوگا۔

خصیصہ گیارہواں یہ ہے کہ آدم اور عالم سب آپ کے سبب سے پیدا کیے گئے۔

خصیصہ بارھواں یہ ہے کہ لکھا گیا نام حضرت کا عرش پر اور دروازوں جنت پر۔

خصیصہ تیرھواں یہ ہے کہ کبھی مکھی بدن مبارک آنحضرت پر نہ بیٹھی تھی بلکہ حضرت کے کپڑے تک پر نہ بیٹھی تھی اور نہ کبھی جوں پڑتی تھی۔

خصیصہ چودھواں یہ ہے کہ فرشتے حضرت کے پیچھے پھرتے تھے جہاں آپ تشریف لے جاتے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو فرماتے کہ تم میرے داہنے بائیں چلو اور فرشتوں کے واسطے جگہ پیچھے چھوڑ دو اور قتال کیا فرشتوں نے ہمراہ حضرت کے جنگ بدر میں۔

خصیصہ پندرھواں یہ ہے کہ شریعت حضرت کی اور سب شرائع کی ناسخ ہے اور خاتمیت حضرت کی مستلزم ناسخیت کو نہیں بلکہ خاتمیت ایک خصیصہ جدا ہے۔

خصیصہ سولھواں یہ ہے کہ مسلمانوں نے بغیر امام کے حضرت کے جنازے کی نماز پڑھی اور تین دن تک برابر لوگ آتے تھے اور پڑھتے جاتے تھے یہ اس واسطے کہ حضرت خود دنیا و آخرت کے امام ہیں دوسرے امام کی کیا حاجت تھی اور وفات سے تین دن کے بعد حضرت کو دفن کیا اور بچھایا قبر میں بچھونا چادر کا اس باعث سے کہ آپ زندہ ہیں واسطے اور کسی کے یہ امر جائز نہیں۔

خصیصہ سترھواں یہ ہے کہ بعد وفات حضرت کے مدینہ تاریک ہو گیا تھا اور اس

قدر تاریکی تھی کہ لوگ ہاتھ اپنا منہ کے برابر لاتے تھے اور نظر نہ آتا تھا اور یہ حال بعد وفات کسی پیغمبر کے نہ ہوا تھا۔

خصیصہ اٹھارہواں یہ ہے کہ ایک فرشتہ حضرت کی قبر پر معین ہے کہ پہنچاتا ہے حضرت ﷺ کو صلوٰۃ اور سلام زیارت کرنے والوں کا۔ اشعار

پاس روضہ کے جو ہم صلِّ علیٰ کہتے ہیں
مژدہ دیتے ہیں ملک آپ دعا دیتے ہیں
خلوت خاص میں ہوتی ہیں خدا سے باتیں
اس لیے آپ کو محبوبِ خدا کہتے ہیں
دل مدینہ میں رہے منہ طرف کعبہ کے
بات ایمان کی ہم قبلہ نما کہتے ہیں
نظم ہے نامۂ اعمال تمہارا مسکین
رات و دن نعتِ رسولِ دوسرا کہتے ہیں

خصیصہ انیسواں یہ ہے کہ دن قیامت کے حشر کیے جائیں گے حضرت سوار اوپر براق کے اور خلعت دیا جائے گا حضرت کو نفیس تر حلوں کا اور دنی جانب قریب تخت رب العالمین کے کرسی بچھے گی واسطے آپ کے روایت ہے کہ بیٹھے ہوں گے آپ اس کرسی پر قریب جناب احدیت کے کہ اس مقام پر نہ ہوگا کوئی اس دن رشک کریں گے حضرت پر اوّلین اور آخرین اگرچہ خصائص رسول اللہ ﷺ بے حد و بے شمار ہیں کہ تمام عمر بیان ہوں تو بھی نہ ہوسکیں لہٰذا اس قدر پر اکتفا کیا گیا۔

احوالِ رضاعت شریف

مدارج النبوت میں لکھا ہے کہ پہلے حضرت ﷺ کو ثُویبہ ابولہب کی لونڈی نے دودھ پلایا یہ وہ لونڈی ہے کہ جس نے حضرت ﷺ کے پیدا ہونے کی خبر ابولہب

کو دی اور کہا کہ خوشخبری ہو تم کو کہ تمہارے بھائی عبداللہ کے ہاں لڑکا پیدا ہوا یہ بات سن کر ابولہب بہت خوش ہوا اور اس خوشخبری کے سنانے کے بدلے میں ثُویبہ کو آزاد کیا اور حکم دیا کہ جا اس لڑکے کو دودھ پلا منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے اس خوشی کے بدلے ابو لہب سے پیر کے دن عذاب موقوف کیا۔ مسلمانو جب ابولہب سا کافر جس کی مذمت میں سورہ تبت یدا نازل ہوئی۔ اس خوشی کے بدلے میں پیر کے دن خدا نے عذاب موقوف کیا تو ایمان والوں کا خوشحال کہ اس خوشی اور شادی کے بدلے میں خدا ان کو دنیا و آخرت میں کیا کیا دے گا۔ حق تعالیٰ سب مسلمانوں کو توفیق دے کہ خوشی سے مجلسیں مولود شریف کی ہمیشہ کیا کریں مشہور یہ ہے کہ سات دن حضرت ﷺ کو آپ کی ماں بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا نے دودھ پلایا بعد اس کے ثُویبہ لونڈی ابولہب نے پھر یہ سعادت نصیب حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کو ہوئی۔

ابویعلیٰ اور طبرانی نے روایت کی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کو حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا واسطے دودھ پلانے کے اپنے گھر لے گئیں وہاں قحط تھا اور گھاس کم تھی۔ سو حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کی بکریاں جو چرنے کو جاتی تھیں خوب پیٹ بھر کے آتی تھیں اور ان کے تھنوں میں دودھ بھرا ہوتا تھا اور ان کی قوم کی بکریاں جنگل میں بھوکی پھرتیں اور تھن ان کے خشک ہوتے یہ بات بسبب برکت جناب رسول اللہ ﷺ کی تھی۔

بیان حلیہ شریف

وردِ زباں تو رکھ صدا صلِّ علیٰ محمدٍ
صلِّ علیٰ نبینا صلِّ علیٰ محمدٍ
وہ سرِّ پاک مصطفیٰ سرِّ خدا ہے سربسر
نورِ جمال کبریا صلِّ علیٰ محمدٍ

ہے یہ خطا کہ زلف کو مشکِ ختن سے دوں مثال
زلفِ کی بو ہے جانفزا صلِّ علیٰ محمد
سر نہ جھکائیں کس طرح جن و ملک بجان و دل
ہے وہ جبین خوشنما صلِّ علیٰ محمد
ابرو کے ہیں ہلال و ماہِ صیام و ماہِ عید
جس نے کہ دیکھا خوش ہوا صلِّ علیٰ محمد
چشمِ حیا تھی آپ کو ایسی کہ خود حیا نے دیکھ
پردے میں منہ چھپا لیا صلِّ علیٰ محمد
گوشِ مبارک آپ کے سننے کے واسطے بنے
معنیٔ حق کا مدعا صلِّ علیٰ محمد
بینیٔ پاک کا وہ خط مثلِ الف ہے ایک قلم
آپ خدا نے ہے لکھا صلِّ علیٰ محمد
بینیٔ منخرین پر کیوں نہ ہوں دل سے میں فدا
ہے وہ دو چشمی ہے بجا صلِّ علیٰ محمد
کیا میرا منہ ثنا کروں ان کے لب و دہن کا میں
آبِ حیات ٹپکے تھا صلِّ علیٰ محمد
بات میں جو مٹھاس تھی آپ کی وہ کہاں بھلا
قندو نبات میں مزا صلِّ علیٰ محمد
دانتوں میں آب اور چمک وہ تھی کہ اپنے آپ کو
آبِ گہر نے لی چھپا صلِّ علیٰ محمد
نور تھا ریس میں وہ کچھ زرد تھا جس کے رو برو
رنگِ شعاعِ مہر کا صلِّ علیٰ محمد

جلوۂ نور پاک میں نورِ خدا کا تھا ظہور
جس نے کہ دیکھا یہ کہا صلِّ علیٰ محمد
دستِ نبی تھے آپ کے بہر دعائے مذنبین
منہ کی قبول تھی دعا صلِّ علیٰ محمد
انگلیاں پانچ آپ کی وقت نماز کے ہیں پانچ
ہاتھ ہے رکن شرع کا صلِّ علیٰ محمد
صاف تو یوں ہے آئینہ ایسا کہاں ہے پاک صاف
سینہ تھا جیسا آپ کا صلِّ علیٰ محمد
خالی ہوا و حرص سے نعمتِ حق سے پُرشکم
گرسنہ حق کے دید کا صلِّ علیٰ محمد
نافِ زمین سے عرش تک بو سے ہے ناف کے مہک
نافے میں ایسی بوکجا صلِّ علیٰ محمد
سر کو یہ دھن کے کہتی تھی شمعِ زبان حال سے
آپ کی دیکھ ساقِ پا صلِّ علیٰ محمد
پاؤں تھا قائم آپ کا وہ رہِ مستقیم پر
حق سے ذرا نہیں ڈگا صلِّ علیٰ محمد
جسم مبارک آپ کا ہاتھ سے حق کی ہے بنا
سر سے وہ لے کے تا بہ پا صلِّ علیٰ محمد
رنگِ ملیح آپ کا لے کے عرب سے تا عجم
شور جہاں میں ہے پڑا صلِّ علیٰ محمد
سدرۂ منتہیٰ پہ روز جان سے دل سے جبرئیل
کہتے تھے سر جھکا جھکا صلِّ علیٰ محمد

ہیں وہ شفیعِ عاصیاں وہ ہیں کریم اور رحیم
ایسا ہوا نہ ہوئے گا صلِ علیٰ محمد
انبیاء اولیاء ہی سب پڑھتے نہیں فقط درود
کہتا ہے ان پہ خود خدا صلِ علیٰ محمد
خاک کو محسنؔ اپنے اب لے کے پہنچ مدینے کو
روضہ پہ چل کے پڑھ صدا صلِ علیٰ محمد

یا ایھا المشتاقون بنورِ جمالہٖ
صلوا علیہ وآلہٖ
الٰہی ہزاروں درود و سلام
ہوں روحِ پیمبر پہ نازل مدام

بیہقی اور خطیب اور ابن عساکر نے عباس ابن عبدالمطلب سے روایت کی ہے کہ میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ باعث میرے اسلام لانے کا ایک علامت آپ کی ہوئی کہ میں نے آپ کو جھولے میں دیکھا کہ آپ چاند کی طرف اپنی انگلی کا اشارہ کرتے تھے سو جب آپ اشارہ کرتے تھے ادھر ہی چاند جھک جاتا تھا آپ نے فرمایا کہ اس سے باتیں کرتا تھا اور وہ مجھ سے باتیں کرتا تھا اور وہ مجھے رونے سے باز رکھتا تھا اور میں اس کے گرنے کی آواز سنتا تھا جب کہ وہ عرش کے تلے سجدے کے واسطے گرتا تھا۔

شرح السنہ میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک بھیڑیا ایک چرواہے کی بکریوں میں سے ایک بکری لے گیا چرواہے نے جھپٹ کر بکری اس سے چھڑا لی وہ بھیڑیا ایک ٹیلے پر چڑھ کر جا بیٹھا اور اس نے چرواہے سے کہا کہ خداوند تعالیٰ نے مجھے جو رزق دیا تھا وہ تو نے مجھ سے چھڑا لیا چرواہے نے کہا کہ بڑے تعجب کی بات ہے کہ

ایسی بات کبھی میں نے نہیں دیکھی بھیڑیا باتیں کرتا ہے، بھیڑیے نے کہا کہ اس سے زیادہ تعجب کی بات ہے کہ ان چھوہاروں کے درختوں میں درمیان دو پتھریلی زمین کے ایک شخص تم میں پچھلی اگلی باتوں کی خبر دیتا ہے یعنی جناب رسول اللہ ﷺ مدینے میں کہ نخلستان ہے اور درمیان دو سنگستان کے واقع ہے سوال گذشتہ اور اخبار آئندہ بیان فرماتے ہیں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ وہ چرواہا یہودی تھا آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کے اس نے سارا قصہ بیان کیا اور مسلمان ہو گیا معجزہ خطیب نے جابر ابن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک بار ہم ساتھ آنحضرت ﷺ کے ایک سفر میں تھے اور آپ ایک درخت چھوہارے کے تلے بیٹھے تھے یکبارگی ایک بڑے سانپ کالے نے آنحضرت ﷺ کی طرف قصد کیا لوگوں نے چاہا کہ اسے مار ڈالیں آپ نے فرمایا کہ اسے آنے دو یہاں تک کہ متصل آنحضرت ﷺ کے پہنچا اور اپنا سر آنحضرت ﷺ کے کان کے سوراخ میں لے گیا پھر آپ نے اس کے کانوں کے پاس منہ لے جا کر کچھ فرمایا بعد اس کے وہ سانپ غائب ہو گیا گویا کہ زمین اسے نگل گئی ہم نے کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ سانپ کو آپ نے اپنے کانوں کے متصل پہنچنے دیا ہمیں بہت ڈر غالب ہوا تھا آپ نے فرمایا کہ جانور نہ تھا جن تھا کہ جنوں کا بھیجا ہوا آیا تھا فلانی سورت میں سے کچھ آیتیں بھول گیا تھا ان آیتوں کی تحقیق کیلیے جنوں نے اسے بھیجا تھا تم لوگوں کو دیکھ کر سانپ کی صورت بن کر وہ آیتیں پوچھ گیا اور جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ بعد اس کے آنحضرت ﷺ سوار ہوئے اور راہ میں ایک گاؤں میں پہنچے اس گاؤں کے آدمی خبر آپ کی آمد کی سن کر باہر گاؤں کے منتظر تھے جب آپ وہاں پہنچے تو انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اس گاؤں میں ایک عورت نوجوان ہے اس پر ایک جن عاشق ہوا ہے اور اس پر آ چڑھا ہے نہ کھاتی ہے نہ پیتی ہے قریب ہے کہ ہلاک ہو جائے جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے اس عورت کو دیکھا بہت خوبصورت

تھی جیسے چاند کا ٹکڑا آنحضرت ﷺ نے اسے بلا کر فرمایا کہ اے جن تو جانتا ہے کہ میں کون ہوں محمد رسول خدا ہوں اس عورت کو چھوڑ دے اور چلا جا آپ کے یہ فرماتے ہی وہ عورت ہوشیار ہوگئی اور نقاب منہ پر کھینچ لیا اور مردوں سے شرم کرنے لگی اور بالکل صحیح ہوگئی۔

معجزہ نسیم الریاض میں ہے کہ عدیم بن ابی طاہر علوی کے پاس چودہ بال موئے مبارک آنحضرت ﷺ میں سے تھے انہوں نے ایک امیر حلب کے پاس کہ علویوں سے محبت رکھتا تھا اور مردسخی تھا لے جا کے ان بالوں کو بطور ہدیہ کے گزرانا اس نے ان کی بہت تعظیم کی اور خدمت گزاری کے بعد ایک مدت کے پھر وہ علوی اس امیر کے پاس گئے اس نے منہ ترش کرلیا اور ان کی طرف کچھ التفات نہ کیا انہوں نے سبب پوچھا اس نے کہا کہ میں نے سنا ہے کہ جو بال تم لائے تھے ان کی کچھ اصل نہیں ہے انہوں نے کہا کہ ان بالوں کو منگوایئے جب وہ بال آئے انہوں نے آگ منگوائی اور چند بال دہکتی ہوئی آگ میں ڈال دیئے سو نہ جلے بلکہ اور اچھے ہوگئے تب اس امیر نے ان علوی کے قدم چومے اور بہت تعظیم کی اور بہت کچھ ان کی نذر کیا۔

معجزہ مسلم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ابو جہل نے کہا کہ قسم لات اور عزیٰ کی جو میں محمد ﷺ کو دیکھوں گا منہ کو خاک آلودہ کرتے یعنی نماز میں سجدہ کرتے تو میں ان کی گردن کو پاؤں سے روند ڈالوں گا سو آنحضرت ﷺ نماز پڑھتے تھے وہ اسی ارادے سے آیا پھر یکبارگی الٹے پاؤں پھرا ہاتھوں سے کسی چیز کو روکتا ہوا لوگوں نے اس سے پوچھا کہ تجھے کیا ہوا اس نے کہا کہ میں نے محمد ﷺ کے درمیان میں ایک خندق آگ کی دیکھی اور بہت ڈر کی بات اور پر یعنی فرشتوں کے آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو مجھ سے متصل ہوتا تو فرشتے اس کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے لے جاتے۔

یا ایہا المشتاقون بنورِ جمالہ
صلوا علیہ وآلہ

الٰہی ہزاروں درود و سلام
ہوں روحِ پیمبر پہ نازل مدام

معجزہ بیہقی نے حضرت انس سے روایت کی ہے کہ ایک جوان انصاری نے وفات پائی اس کی ماں ایک اندھی بڑھیا تھی ہم نے اس پر ایک کپڑا اوڑھا دیا اور اس کی ماں سے تسلی کی باتیں کرنے لگے اس نے کہا کیا میرا بیٹا مر گیا ہم نے کہا کہ ہاں اس نے کہا کہ یا اللہ تو جانتا ہے کہ میں نے تیری طرف اور تیرے پیغمبر کی طرف ہجرت کی ہے تو ہر تکلیف میں میری مدد کرے تو یہ مصیبت میرے اوپر مت ڈال۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ وہیں موجود تھے کہ اس مردے نے اپنے منہ سے کپڑا کھولا اور اچھا ہوگیا اور ہم نے اور اس نے کھانا ساتھ کھایا۔

فائدہ احیائے موتی آنحضرت ﷺ کا ہوا کہ آپ کی امت کی ایک بڑھیا نے آپ کے نام کی برکت سے مردے کو جلایا۔

معجزہ صحیحین میں ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسولِ خدا ﷺ نے فرمایا کہ تم لوگ پیروی کرو گے ان لوگوں کے طریقوں کی جو تم سے پہلے ہوئے ہیں بالشت ببالشت دست بدست یہاں تک کہ اگر وہ سوسمار کے سوراخ میں گھسے ہوں گے تو اس بات میں بھی ان کی پیروی کرو گے لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ پہلے آدمیوں سے یہود اور نصاریٰ مراد ہیں آپ نے فرمایا اور کون انتہیٰ اس حدیث میں جناب رسول اللہ ﷺ نے خبر دی کہ کچھ لوگ میری امت کے روش یہود اور نصاریٰ کی اختیار کریں گے سو مطابق اس کے واقع ہوا یہود کی روش تھی حسد اور حق کا چھپانا اور باطمع دنیوی مسئلہ غلط بتانا اور کتاب الٰہی میں جو حکم اپنے موافق ہو اس کا ظاہر کرنا اور جو کچھ

خلاف ہو اس کا چھپانا سو اس جنس کی باتیں علماء بے دین اس امت میں پائی جاتی ہیں اور نصاریٰ کی روش سے نبی اور بزرگوں کے حق میں اس طرح کا اعتقاد کرنا جو خدا کے رتبہ کو پہنچا دے سو یہ بات بھی اس امت کی پیرزادگان جاہلوں میں پائی جاتی ہے اور سوا اس کے اکثر وضعوں میں لوگوں نے مشابہت نصاریٰ کی اختیار کی ہے۔

معجزہ امام احمد اور ابوداؤد و ترمذی اور حاکم نے روایت کی کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قریب ہے کہ میری امت تہتر فرقے ہو جائے گی وہ سب دوزخی ہوں گے مگر ایک فرقہ اصحاب نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ وہ کون لوگ ہوں گے جو نجات پائیں گے فرمایا کہ جو لوگ میرے طریقے پر اور میرے اصحاب کے طریقے پر ہوں گے انتہیٰ۔

معجزہ حضرت رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر، حضرت عمر رضی اللہ عنہما اور ایک شخص انصاری ایک انصاری کے باغ میں تشریف لے گئے وہاں کچھ بکریاں تھیں انہوں نے آپ کو سجدہ کیا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ہم پر زیادہ آپ کی تعظیم واجب ہے، ہم بھی آپ کو سجدہ کیا کریں۔ آپ نے فرمایا سوائے خدا کے اور کسی کو سجدہ کرنا نہ چاہیے۔

معجزہ امام احمد اور بیہقی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے اولاد عبدالمطلب کی دعوت کی اور وہ چالیس آدمی تھے ان میں سے کچھ ایسے قوی تھے کہ ایک آدمی ایک بکری کو کھا جائے اور سات آٹھ سیر دودھ پی جائے اور آپ نے آدھ سیر آٹا پکوایا اس سے سبھوں نے سیر ہو کر کھایا اور بچ رہا پھر آپ نے ایک بڑا پیالہ دودھ کا منگوایا جس میں بقدر تین چار آدمیوں کے پینے کے دودھ سماتا تھا۔ سبھوں نے اس پیالے میں سیراب ہو کے پیا اور دودھ اس پیالے میں ویسا ہی رہا گویا کسی نے پیا ہی نہیں۔

معجزہ ابن سعد نے امام زین العابدین سے روایت کی ہے کہ حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا نے ایک بار ایک ہانڈی دن کے کھانے کیلیے پکائی حضرت علی رضی اللہ عنہ کو آنحضرت ﷺ کے بلانے کو بھیجا کہ دن کو کھانا ان کے ساتھ کھائیں آپ نے حکم دیا کہ ایک پیالہ اس ہانڈی میں سے نکال کے آپ کی سب ازواجِ طاہرات کو پہنچایا اور پھر ایک پیالہ اپنے لیے اور ایک پیالہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کیلیے اور ایک پیالہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کیلیے نکلوایا پھر ہانڈی کو جو اٹھایا تو وہ لب ریز تھی۔ حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ہمارے سب گھر نے اس ہانڈی میں سے کھایا جتنا خدا نے چاہا۔

معجزہ بیہقی نے ام الفضل رضی اللہ عنہا یعنی زوجۂ عباس عم رسول اللہ ﷺ کی بہن ہیں میمونہ رضی اللہ عنہا کی جو ازواج مطہرات میں ہیں روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں نے آنحضرت ﷺ کے حضور میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ میں نے رات کو بہت برا خواب دیکھا ہے آپ نے فرمایا کہ بیان کرو میں نے کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک ٹکڑا آپ کے جسد مبارک کا کٹ کے میری گود میں رکھا گیا آپ نے فرمایا کہ تم نے اچھا خواب دیکھا کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بیٹا ہو گا وہ تمہاری گود میں رہے گا سو حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے اور میری گود میں رہے جیسا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا اور میں ایک دن آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور امام حسین رضی اللہ عنہ کو آپ کی گود میں دیا پھر اور طرف دیکھنے لگی ایک بار جناب رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ کے آنسو آنکھوں سے جاری ہیں میں نے کہا کہ یا نبی اللہ میرے ماں باپ آپ کے قربان کیا ہے جو آپ روئے ہیں آپ نے فرمایا کہ جبرئیل علیہ السلام نے آ کر مجھے خبر دی کہ میری امت اس میرے بیٹے کو قتل کرے گی میں نے کہا اسے کہاں ہاں اور مجھے ایک مٹی سرخ لا دی۔ اس حدیث میں جناب رسول اللہ ﷺ نے خبر دی کہ امت امام حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کرے گی سو مطابق اس کے واقع ہوا۔

یا ایھا المشتاقون بنورِ جمالہ
صلوا علیہ وآلہ

الٰہی ہزاروں درود و سلام
ہوں روحِ پیمبر پہ نازل مدام

معجزہ ابن ماجہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے کہ آنحضرت ﷺ کے سامنے ایک ڈول بھرا ہوا آب زم زم لائے آپ نے اس میں کلی ڈال دی کہ اس وقت اس پانی میں خوشبو مشک سے زیادہ آنے لگی۔

معجزہ صحیح ترمذی میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپ کی عادت تھی کہ واسطے محافظت اپنے کے سونے کے وقت پہرا رکھا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ یہ آیت نازل ہوئی واللہ یعصمك من الناس تب آپ نے خیمہ سے سر مبارک نکال کے پہرے والوں سے فرمایا کہ اب چلے جاؤ اللہ نے محافظت کا وعدہ کیا ہے اب ہمیں پہرے کی کچھ حاجت نہیں۔

معجزہ قوم ابوجہل ملعون نے پیغمبر خدا ﷺ سے کہا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دعا سے مُردے زندہ ہوتے تھے اگر تمہاری دعا سے بھی کوئی مردہ زندہ ہو جائے تو ہم تم پر ایمان لائیں آنحضرت ﷺ ان کو گورستان میں لے گئے ایک قبر پر نظر پڑی کہ بسبب طول مدت کچھ نشان اس کا باقی نہ رہا تھا کہا کہ دعا کرو کہ مردہ اس قبر کا زندہ ہو جائے آپ نے دعا کی حکم خدا سے وہ مردہ زندہ ہو گیا اس سے پوچھا کہ تو کتنی مدت سے مرا ہے اور تجھ پر کیا حال گزرا اس نے کہا کہ عیسیٰ علیہ السلام کے وقت میں مرا تھا اور پیغمبر وقت پر ایمان نہ لایا تھا اس باعث سے بے ایمان دنیا سے گیا اور اب تک عذاب میں گرفتار ہوں۔ یارسول اللہ ﷺ مجھے کلمہ پڑھائیے کہ مسلمان ہوں آپ نے اس کو کلمہ پڑھایا جب وہ مسلمان ہوا تب عرض کی کہ آپ دعا کیجیے کہ پھر اسی مقام پر جاؤں

ایسا نہ ہو کہ بعد ایمان لانے کے کوئی گناہ مجھ سے سرزد ہو اور پھر عذاب میں مبتلا ہوں آپ کی دعا سے پھر اللہ تعالیٰ نے اس کو مردہ کیا تب وہ کفار کہنے لگے کہ محمد ﷺ بڑے جادوگر ہیں پھر پیغمبر خدا ﷺ نے جناب کبریا میں عرض کی کہ خداوند یہ شخص کافر مرا اور مدت عذاب میں رہا اور میری دعا سے تو نے زندہ کیا اور نعمت ایمان کی عنایت کی اور یہ قوم ہدایت نہیں پاتی اس کا کیا بھید ہے حکم ہوا کہ یہ شخص عالموں کو دوست رکھتا تھا اور جہاں علماء کو دیکھتا تھا تعظیم اور تکریم سے پیش آتا تھا اس واسطے ہم نے اس کو ایمان عطا کیا اور عذاب سے نجات دی اور اس قوم کو بسبب بغض و عداوت کے کہ تجھ سے رکھتے ہیں میں نہیں چاہتا کہ مستحق عفو اور رحمت کے ہوں۔ معجزہ

کر ترحم یا خدا خیر الوریٰ کے واسطے
بخش دے مجھ کو جناب مصطفیٰ کے واسطے

یوں روایت ہے کہ ایک دن ساتھ لے کر اپنے ابوجہل آیا نبی ﷺ کے عرض گزار ہوا۔ اشعار

گوہ پر اس سنگدل نے چڑھ کے حضرت سے کہا
ہو اگر سچے نبی یہ معجزہ دیجیے دکھا
گرچہ ہیں کے اس جبل کے یہ نہایت سنگ سخت
پر یہاں سے اس طرح کا ہوئے پیدا اک درخت
اس کی جڑ سونے کی ہو یا حضرتِ خیر الانام
ٹہنیاں چاندی کی ہوئیں جابجا اس میں تمام
ہوں زمرد کے وہ پتے اس طرح سبزی کے ساتھ
ہو تراوٹ چشم کو جس سے کہ اے والا صفات

پھل لگے اب اس میں ایسا جس میں ستر رنگ ہوں
دیکھنے سے جس کو سب عاقل جہاں کے دنگ ہوں

یہ بھی بر لاؤ ہماری آپ اے حضرت امید
خوبصورت جانور بیٹھا ہو اس پر اک سفید

آپ کا کلمہ پڑھے وہ اور کہے تم کو رسول
پھر کروں گا میں مقرر دین حضرت کا قبول

سن کے یہ اس سے رہے خاموش شاہِ انبیاء
کہتے تھے اپنے وہ دل میں دیکھیے ہوتا ہے کیا

سنتے ہی حیراں ہوئے پھر حضرتِ خیر البشر
یوں کہا میرا خدا قادر ہے تو ہر چیز پر

اتنے میں روح الامیں نے آ کے حضرت سے کہا
اے محمد اے نبی اے دو جہاں کے پیشوا

یوں کہا حق نے نہ تو غمگین ہو میرے حبیب
ہم کریں گے معجزہ یہ بھی ترے حق میں نصیب

بولے حضرت کوہ سے نیچے اتر آ دیکھ لے
تو میرے مالک کی قدرت کا تماشا دیکھ لے

کوہ سے نیچے ابوجہل آیا جس دم دوستو
دیکھتی تھی خلق سوئے کوہ پیہم دوستو

معجزے سے پھٹ گیا وہ سنگ جس دم ایک بار
اک درخت اس کوہ سے ایسا ہوا پھر آشکار

جڑ تو تھی سونے کی اس کی ٹہنیاں چاندی کی سب
اور زمرد کے وہ پتے سبز رنگت کے عجب

وہ شجر تھا خوشنما اے دوستو اس ڈھنگ کا
یعنی اس میں تھا ہویدا پھل بھی سبز رنگ کا

جانور بیٹھا تھا اس پر اک سفید اے مومنین
کلمۂ توحید کہتا تھا بصد صدق و یقین

ہاتھ پر حضرت کے آ بیٹھا وہ حضرت نے کہا
کون ہوں میں کون ہوں تو بھی ہے مجھ کو جانتا

جانور وہ اس طرح بولا بآوازِ بلند
تم رسولِ حق ہو بیشک تم شفیعِ ارجمند

تم امام المتقیں ہو تم شہِ ہر دوسرا
تم اگر پیدا نہ ہوتے کچھ نہ کرتا کبریا

جس نے پیدا راہ کی تجھ احمدِ مختار سے
داخلِ جنت ہوا اور بچ گیا وہ نار سے

وہ بچا جو آپ پر ایمان لایا یارسول
جو پھرا تم سے کیا نارِ جہنم کو قبول

جب ہوا یہ معجزہ ظاہر بفضلِ کبریا
سات سو نے کلمۂ توحید دل سے پڑھ لیا

پر ابوجہل آپ پر ایمان نہ لایا دوستو
معجزہ کو سحر اور جادو بتایا دوستو

یا ایھا المشتاقون بنورِ جمالہ
صلوا علیہ وآلہ

الٰہی ہزاروں درود و سلام
ہوں روحِ پیمبر پہ نازل مدام

معجزہ حضرت حسن بصری اس حدیث کو جب نقل فرماتے روتے اور کہتے کہ اے بندگان خدا جو خشک لکڑی جناب رسول اللہ ﷺ کے شوق میں روئی اور نالہ کرتی تھی اس سے زیادہ مشتاق رسول اللہ ﷺ کا ہونا چاہیے۔

فائدہ منبر آنحضرت ﷺ کا لکڑی کا تھا سو یہ معجزہ بھی رسول اللہ ﷺ کا عالم نباتات میں ہوا کہ جسم نباتی آپ کا کلام سمجھ کر خدا کی عظمت اور خوف سے تھرانے لگا۔

معجزہ بیہقی اور ابن عدی نے سعد مولیٰ ابی بکر اور اصحاب سے روایت کی انہوں نے کہا کہ ایک سفر میں ہم ساتھ جناب رسول اللہ ﷺ کے چار سو آدمی تھے سو ایک جگہ اترے جہاں پانی نہ تھا سب لوگ گھبرائے اور اس بات کی آنحضرت ﷺ کو خبر دی اتنے میں ایک چھوٹی سی بکری سینگوں والی آنحضرت ﷺ کے سامنے دوہانے کیلیے کھڑی ہوگئی آپ نے اس کا دودھ دوہا اور پیا یہاں تک کہ خوب سیر ہوگئے اور ہم سبھوں کو آپ نے پلایا یہاں تک کہ ہم سب خوب سیر ہوگئے بعد اس کے آپ نے رافع سے کہا کہ اسے رات بھر تھام رکھو اور فرمایا کہ مجھے نہیں نظر آتا کہ تمہارے پاس یہ بکری تھم رہے رافع نے اسے باندھ رکھا اور سو رہے پھر رات میں جوان کی آنکھ کھلی تو اس بکری کو نہ پایا انہوں نے آنحضرت ﷺ کو خبر دی آپ نے فرمایا کہ اسے جو لایا تھا وہی لے گیا یعنی خداوند تعالیٰ

معجزۂ یہودی

ایک دن تھے سرورِ دنیا و دین
اپنے یاروں کو لیے مسند نشین
ایسے وقت آیا وہاں پر ایک یہود
آتشِ کفر اس کے دل میں تھی نمود
سینہ سوزاں اس کا تھا مثلِ کباب
آکے بیٹھا پیشِ آں عالی جناب
اور کہا اس نے زراہِ التجا
گوشت یاں لایا ہوں ہی بس خوش مزا
کچھ تناول کیجیے اس سے ذرا
تا بر آئے میرے دل کا مدعا
یہ کہا اور رکھ دیا از روئے کیں
گوشت زہر آلودہ کا برتن وہیں
پس کیا حضرت نے جب میلِ طعام
یوں کیا اس گوشت نے ان سے کلام
حفظِ حق دائم رہے تیرا معین
ہوئیں دشمن تیرے مقہور و لعین
نوش جان ہرگز نہ مجھ کو کیجیے
یہ رکابی اس کی اس کو دیجیے
کیوں کہ اس حاسد نے از راہِ دغا
زہرِ قاتل مجھ میں شامل کر دیا

اس نے باندھی قتل پر تیرے کمر
دشمنِ جاں ہے تیرا یہ بے ہنر
اس کے سنتے ہی ہوئے حضرت حزیں
ہاتھ کھانے سے اٹھایا بس وہیں
اور کہا اے بانیِ ظلم و ستم
تو نے تو اس گوشت میں ڈالا ہے سم
آیا ہے کرنے عداوت سے دغا
جان کا خواہاں ہے تو اے پرجفا
سن کے یہ اس نے کہا سچ ہے بیاں
آپ پر کیسے ہوا کیوں کر عیاں
آپ نے فرمایا یہ لحم سمیں
کہتا ہے یوں حکم رب سے بالیقیں
تب کہا اس نے اگرچہ ہیں رسول
زہر سے ہیں کس لیے ہوئے ملول
ذوق سے اس کو تناول کیجیے
خوف کو دل میں نہ کچھ جا دیجیے
تاکہ ایماں لاؤں اور مومن بنوں
جان و دل قربان قدموں پر کروں
تب تو حضرت نے سمجھ سد رمق
نوش جاں اس سے کیا بانامِ حق

فضلہ یاروں کو کیا باقی عطا
جس سے اُن کا رتبہ بالا ہوگیا
نوشِ جاں سب نے کیا بس بے خطر
زہر کا اس میں نہ پایا کچھ اثر
بلکہ تھا وہ لحمِ بریاں خوش مزا
دوسرے کھانوں سے بے چون و چرا
معجزہ ظاہر ہوا یہ ان سے جب
مومنوں کے دل ہوئے پُرنور سب
لائے ایماں اس گھڑی اکثر جہود
نورِ ایماں کا ہوا دل میں نمود
ہے یہ ادنیٰ مصطفیٰ کا معجزا
زہرِ قاتل فاد زہر اس سے ہوا
خاکِ پا میں ان کی یہ تاثیر ہے
ہر مسِ دل کیلیے اکسیر ہے
تاب رکھتے ہیں نہیں لوح و قلم
معجزاتِ مصطفیٰ جو ہوں رقم

معجزہ روایت ہے کہ جابر رضی اللہ عنہ نے بتقریب ضیافت آنحضرت ﷺ کے ایک حلوان ذبح کیا اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے دو چھوٹے بیٹے تھے بڑے نے چھوٹے سے کہا آ بتاؤں تجھ کو جیسے باپ نے حلوان ذبح کیا۔ بس چھری لے کر چھوٹے بھائی کا گلا کاٹ ڈالا جب ماں پکڑنے کو دوڑی وہ چھت پر چڑھا اور وہاں سے گر کر وہ بھی مر گیا۔ جابر رضی اللہ عنہ کی بی بی نے حضرت ﷺ کے آداب سے رونے کو ضبط کیا اور بچوں

کی نعش کو چھپا دیا ظاہر میں خوشی خوشی کھانا تیار کر کے حضرت ﷺ کے سامنے حاضر کیا۔ تب حضرت ﷺ نے جابر رضی اللہ عنہ سے فرمایا اپنے بچوں کو بلالو۔ جابر رضی اللہ عنہ نے بی بی سے پوچھا کہ لڑکے کہاں ہیں رسول اللہ ﷺ بلاتے ہیں اس نے کہا وہ کہیں گئے ہیں جابر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ وہ اس وقت حاضر نہیں ہیں آپ نے فرمایا جہاں ہوں بلالو۔ تب جابر رضی اللہ عنہ نے پھر اپنی بی بی سے پوچھا کہ وہ کہاں ہیں رسول اللہ ﷺ ان کو یاد فرماتے ہیں تب اس نے بچوں کی نعشیں دکھا دیں اور دونوں کے مرنے کا سبب بتلا دیا جب تو میاں بی بی دونوں بے اختیار رونے لگے اور آنحضرت ﷺ سے اصل حال بیان کیا آپ نے ان لڑکوں کے سرہانے کھڑے ہو کر دعا مانگی اسی وقت وہ دونوں زندہ ہو گئے۔

بیان احوالِ معراج شریف

اے گدایان احمدی واے طالبان محمدی افضل ترین مقامات اور بزرگ ترین حالات واقعہ معراج شریف ہے کہ جس میں اہل سیر نے ہزاروں لطائف عجیبہ اور لاکھوں نکات غریبہ لکھے ہیں اور بہت سی حکمتیں بیان فرمائی ہیں کہ جس کے بیان کو ایک دفتر چاہیے ازاں جملہ حکمت اوّل یہ ہے کہ حق تعالیٰ نے اپنے بندوں سے بہشت کا وعدہ فرمایا ہے اور مشاہدۂ دیدار کا امیدوار کیا اور طالب شیدا کو مشتاق کر کے مژدہ سنایا واللہ یدعوا الیٰ دار السلام اور واسطے ترغیب دلانے اس نعمت عظمیٰ کے ہمارے پیغمبر محمد مصطفیٰ ﷺ کو بنایا ہے کیوں کہ خریدار بغیر وصول دلالت کرنے والے کے راغب نہیں ہوتا اس واسطے پہلے آپ کو عالم ملکوت میں بلا کر درجات بہشت کے اور طرح طرح کی اپنی نعمتیں دکھائیں تا کہ بوجہ احسن آپ بیان فرما کر طالبان شیدا کو زیادہ تر مشتاق کریں علاوہ اس کے اہل تواریخ نے واقعہ معراج جو شب کو ہوا اس میں بھی بہت بیانات غریبہ لکھے ہیں۔ منجملہ ان کے ایک یہ ہے کہ دو آفتاب ایک آسمان

پر جلوہ گر نہیں ہو سکتے جب یہ آفتاب غروب ہوا تب وہ آفتاب وہاں چمکا۔ غزل

کہا حق نے شبِ اسریٰ رسول اللہ آتے ہیں
سجے سب عالمِ بالا رسول اللہ آتے ہیں
مدینے سے صفیں باندھیں ملائک عرش اعظم تک
کریں آداب سے مجرا رسول اللہ آتے ہیں
رکابِ اسپ تک آیا تھا پائے حضرت والا
کہ شہرہ عرش تک پہنچا رسول اللہ آتے ہیں
چلے جب خلد سے حضرت کہا رضوان نے خوش ہو کر
کرو حورو سنگار اپنا رسول اللہ آتے ہیں
ملائک میں یہ چرچا تھا کہ کیسی دھوم ہے اس جا
یہاں پر حق کے پیارے کیا رسول اللہ آتے ہیں
ہم اصحاب کہتے تھے کہ آ پہنچی شب اسریٰ
بجا لائیں چلو مجرا رسول اللہ آتے ہیں
یہ رضواں عرض کرتا تھا کہ حیران ہوں خداوندا
گذاروں نذر میں کیا کیا رسول اللہ آتے ہیں
خوشی سے عالمِ بالا میں ہر سو تھا یہی چرچا
براق اللہ نے بھیجا رسول اللہ آتے ہیں

مدارج النبوت میں لکھا ہے کہ ستائیسویں تاریخ رجب کی شب کے وقت حضرت ﷺ ام ہانی کے گھر جو درمیان صفا اور مروہ کے واقع ہے اور آپ نے وہاں خردسالی میں پرورش پائی ہے خواب استراحت فرماتے تھے اسی رات کو رب جلیل کی طرف سے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو حکم پہنچا کہ اے روح الامیں آج کی رات تمام

آسمان بالا اعلیٰ اور کرّوبیان عالم بالا کو بشارت دے کہ جس محبوب کے تم ہزاروں برس سے مشتاق تھے آج کی رات ہم اس کو آسمان پر بلاتے ہیں تاکہ اس کے شمع رخسار پر پروانہ وار نثار ہو جاویں اور اے جبرئیل علیہ السلام تو آج کی رات گوشۂ اطاعت اور زاویۂ عبادت سے درگزر تسبیح اور تہلیل اس وقت موقوف کر سوائے تیرے تمام فرشتے اپنی اپنی حد پر استقبال کے واسطے تیار رہیں۔ اشعار

طیبہ کی سمت شمع جلی اختصاص کی
سب ہے وصال عاشق و معشوق خاص کی

اے خازنِ بہشت ذرا اہتمام کر
آراستہ ہو خلدِ بریں انتظام کر

چمکا کے پھول پھول کو ماہِ تمام کر
محبوب کے پسند جو آئے وہ کام کر

حوریں لباس بدلیں برابر نئے نئے
پھولوں کے آج پہنے ہوں زیور نئے نئے

پہنچاؤ انبیاء کو یہ فرمان اٹھو اٹھو
ایوب و نوح و موسیٰ عمران اٹھو اٹھو

داؤد و لوط و عیسیٰ دوران اٹھو اٹھو
یعقوب و ہود و یوسفِ کنعان اٹھو اٹھو

آمادہ سب نبی رہیں تسلیم کے لیے
جائیں حبیب پیارے کی تعظیم کے لیے

گردوں کو ہو یہ حکم نہ پھر اب ٹھہر ٹھہر
خورشید اپنی جا رہے اپنی جگہ قمر

جائیں کہیں نہ قابضِ ارواح رات بھر
تکلیف جانکنی سے اماں پائے ہر بشر

مٹی بھی فاسقوں کی نہ اس شب خراب ہو
موقوف کافروں پہ سحر تک عذاب ہو

نظم

کیوں گھر میں خدا کے آمد مہمان کی دھوم ہے
محبوبِ خاص حضرتِ سبحاں کی دھوم ہے

خلقت ہے جمع آمدِ سلطاں کی دھوم ہے
یعنی سواریٔ شہِ ذیشاں کی دھوم ہے

انبیاء دھوم مچاتے ہیں کہ وہ آتے ہیں
قدسیاں مژدہ سناتے ہیں کہ وہ آتے ہیں

دیکھ کر شہ کی سواری کو ملائک باہم
یوں اشاروں سے بتاتے ہیں کہ وہ آتے ہیں

آمد آمد کی خبر سن کے حسینانِ فلک
شرم سے منہ کو چھپاتے ہیں کہ وہ آتے ہیں

کہیں حوروں کے پرے اور کہیں غلماں کے ہجوم
راہ میں پلکیں بچھاتے ہیں کہ وہ آتے ہیں

سرد ہے نار تو رضواں بخدا آج کی شب
کیسا جنت کو سجاتے ہیں کہ وہ آئے ہیں

جو ہے زوّاروں کی کثرت تو فلک پر جبریل
بھیڑ رستہ ہے ہٹاتے ہیں کہ وہ آتے ہیں

آج مشتاقوں کا حضرت کے ہے مداح یہ حال
گل سے پھولے نہ سماتے ہیں کہ وہ آتے ہیں

یاایھا المشتاقون بنورِ جمالہٖ
صلوا علیہ وآلہٖ

الٰہی ہزاروں درود و سلام
ہوں روحِ پیمبر پہ نازل مدام

پھر حکم ہوا کہ اے روح الامیں تو ستر ہزار فرشتے مقرب ہمراہ لے کر بہت جلد جنت میں جا اور وہاں سے ایک براق ہمارے محبوب کے واسطے پسند کر کے زمین مغرب اور وہاں سے مکہ معظمہ اور وہاں سے قبیلہ قریش اور وہاں سے بنی ہاشم اور وہاں سے بنی عبدالمطلب میں جا درمیان ان کے ایک جوان سرو قد ماہ خد عطارد منظر زہرہ پیکر مشتری دیدار کیواں مقدار ہے اس کے سرہانے باادب بیٹھ کر یوں عرض کر۔ اشعار

یا نبی خواب سے جاگو شب معراج ہے آج
دونوں عالم کا تمہیں حق نے دیا راج ہے آج

درِ دولت پہ سواری کو یہ حاضر ہے براق
اور ملائک کی جلو کے لیے افواج ہے آج

منتظر ساتوں فلک پر ہیں کھڑے حور و ملک
دولتِ دید کا ہر اک تری محتاج ہے آج

تیری نعلین کا وہ رتبہ ہے اعلیٰ جس سے
عرش کے فرش کو حاصل شرفِ تاج ہے آج

بادشاہ دونوں جہاں کا تمہیں خالق نے کیا
سر پہ امت کی شفاعت کا تیرے تاج ہے آج

الغرض جبرئیل علیہ السلام بفرمان الٰہی بہشت میں گئے چالیس ہزار براق جنت میں پرنور سراپا چر رہے ہیں اور سب کی پیشانی پر حضرت کا نام نامی لکھا ہے ان میں ایک براق جاروس نام نظر پڑا کہ سر نیچے لٹکائے محزون کھڑا ہے جبرئیل علیہ السلام نے اس سے پوچھا کہ کیا حالت ہے اس نے کہا جس روز سے نام پاک رسول اللہ ﷺ سنا ہے کسی چیز کی تمنا نہیں نہ کھانا کھاتا ہوں نہ پانی پیتا ہوں فقط نام لے لے کے جیتا ہوں جبرئیل علیہ السلام سب براقوں میں سے اس کو پسند کر کے مع فرشتگان ہمراہی در دولت حضور پر لے کر حاضر ہوئے دیکھا کہ جناب رسول مقبول ﷺ خواب استراحت میں مصروف ہیں۔ نظم

استراحت میں تھے مصروف شہنشاہِ انام
خوابِ نے نرگسیں آنکھوں میں کیا تھا آرام

جی میں کہتا تھا کہ بیشک ہے تردّد کا مقام
ترکِ آداب ہے کس طرح جگا دے یہ غلام

ہوا جبرئیل کو اس طور وہاں پر الہام
بہرِ بیداریِ محبوبِ خدا کر یہ کام

اپنا منہ مل قدمِ پاک پہ اے نیک انجام
ملتا جا منہ کو اور آہستہ سے کرتا جا کلام

اے رسولِ عربی شافعِ محشر جاگو
سرورِ ہر دوسرا ساقیِ کوثر جاگو

غیرتِ مہر منور مہِ انور جاگو
صدقے ان نرگسی آنکھوں کے گلِ تر جاگو

بخت ہیں آپ کے قربان سکندر جاگو
لو بلاتا ہے خدا تم کو پیغمبر جاگو
مژدہ وصلِ خدا تم کو مبارک ہووے
خلوتِ قربِ خدا تم کو مبارک ہووے
شادیِ ہر دوسرا تم کو مبارک ہووے
شب معراج شہا تم کو مبارک ہووے
قدسی دیتے ہیں دعا تم کو مبارک ہووے
لطف دیدار خدا تم کو مبارک ہووے

پس جب آپ نے یہ مژدہ سنا تو خواب استراحت سے بیدار ہوئے جبرئیل علیہ السلام نے عرض کی کہ یارسول اللہ ﷺ حق تعالیٰ نے آپ کو سلام کہا ہے اور بلایا ہے تا کہ آپ کو بزرگی دے اور ایسے مراتب علیا عنایت کرے کہ کسی کو نہ عطا کیے ہوں۔ شعر

اے اختر برج چرخ اخضر
وے جملہ پیغمبروں کے سرور
یہ شب شب قدر سے ہے بہتر
مشتاق ہے تیرا رب اکبر

آپ فرماتے ہیں کہ میں نے چاہا وضو کروں بجر دخواہش کے رضوان بہشت سے پانی لایا اس سے میں نے وضو کیا بعدہٗ جبرئیل علیہ السلام نے میرا ہاتھ پکڑا اور کعبہ میں لے گئے وہاں میں نے ایک جانور دیکھا خچر سے چھوٹا گدھے سے بڑا منہ آدمی کا سا گردن مثل اونٹ کے عیال مانند گھوڑے کے سم مشابہ گائے کے نہایت حسین چالاک صورت سے عیاں شعر

وہ اڑتا تھا جس طرح چمکے ہے برق
وہ تصویر تھا اک زتا پا بہ فرق

القصہ جبرئیل علیہ السلام نے رکاب تھامی میکائیل علیہ السلام نے باگ پکڑی اور کہا یارسول اللہ ﷺ سوار ہو جائیے ملائکہ مقربین منتظر آپ کے ہیں جب نظر آپ کی براق پر پڑی تو محزون اور مغموم ہو کر کھڑے ہو رہے خطاب مستطاب جناب الٰہی سے جبرئیل علیہ السلام کو پہنچا کہ حبیب میرے سے سبب توقف کا دریافت اور استفسار کر جبرئیل علیہ السلام سبب پوچھنے لگے آپ نے فرمایا کہ اے جبرئیل علیہ السلام آج اللہ تعالیٰ مجھ کو یہ مرتبہ عنایت فرماتا ہے میں اندیشے میں ہوں کہ دن قیامت کے امت میری قبروں سے نکلے گی ننگی بھوکی پیاسی بوجھ گناہوں کے سر پر رکھے ہوئے ہاتھ بیچاروں کا میرے دامن میں آہ پچاس ہزار برس کی راہ پل صراط کی بال سے باریک تلوار سے تیز کیوں کر قطع کریں گے۔ خطاب ہوا کہ حبیب میرے دل خوش رکھ غم اس کا اپنی خاطر عاطر پر نہ لا جس کسی کو ہم بنظر عنایت سرفراز کریں گے۔ اس شخص کو طرفۃ العین میں پل صراط سے گزار کر داخل بہشت کریں گے چنانچہ حق تعالیٰ فرماتا ہے یَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِیْنَ اِلَی الرَّحْمٰنِ وَفْدًا حضرت نے سن کر قصد سواری کا کیا جبرئیل علیہ السلام نے فوراً

حلۂ نورِ بہشتی جو انہیں پہنایا
حسن کا اور ہی سامان نظر میں آیا
جب عمامہ نے شرف فرق کے اوپر پایا
دیکھ کر یوسفِ کنعان بھی انہیں شرمایا
ٹپکا یاقوت کا جب زیب کمر فرمایا
اس گھڑی بلبلِ سدرہ کی زباں پر آیا
نسبتے نیست بذاتِ تو بنی آدم را
برتر از عالم و آدم تو چہ عالی نسبی

اور جس وقت آپ پوشاک نورانی پہن چکے اور سوار ہونے لگے اس وقت براق تندی اور شوخی کرنے لگا جبرئیل علیہ السلام نے کہا اے براق شرم نہیں رکھتا یہ کیا بے حرمتی اور

بے حیائی ہے۔اشعار

یہ شوخی یہ بے تابی اب دور کر
مقدر پہ اپنے ذرا کر نظر
مکین آج ہے وہ تری پشت پر
جسے دیکھ کہتے ہیں جن و بشر
امامِ رسل پیشوائے سبیل
امین خدا مہبط جبرئیل
یتیمے کہ ناکردہ قرآں درست
کتب خانۂ چند ملت بشست
سوار جہانگیر یکراں براق
کہ بگذشت از قصر نیلی رواق

(قصیدہ)

محبوب ذات کبریا وہ مصطفیٰ یہ ہی تو ہیں
شہرت ہے جن کی جا بجا وہ دلربا یہ ہی تو ہیں
درج رسالت کے گہر برج نبوت کے قمر
خالق کے منظور نظر نور خدا یہ ہی تو ہیں
جس کے کہ ہم مستانے ہیں جس رخ کے ہم دیوانے ہیں
جس شمع کے پروانے ہیں وہ پر ضیا یہ ہی تو ہیں
گل میں بشکل رنگ بو گوہر میں مثل آبرو
دل میں بسان آرزو جلوہ نما یہ ہی تو ہیں
صورت میں معنی کی طرح مجنوں میں لیلیٰ کی طرح
جنت میں طوبیٰ کی طرح رونق افروز یہ ہی تو ہیں

پیغمبروں کے مقتد دنیا و دیں کے پیشوا
حضرت محمد مصطفیٰ خیر الوریٰ یہ ہی تو ہیں
جن کی ثنا قرآن ہے لولاک اس کی شان ہے
یہ میرا دل اور جان ہے جن پر فدا یہ ہی تو ہیں
پوچھو نہ ان کا نام تجھے کہوں کیا کون ہیں
دیوانہ ہوں جن کا وہ مہ لقا یہ ہی تو ہیں

یہ کلام حضرت جبرئیل علیہ السلام کا سن کر براق نے کہا کہ اے مہبط وحی الٰہی مجھ سے سختی اور درشتی نہ کرو کیوں کہ میں حاجت مند ہوں اور جناب میں کچھ عرض رکھتا ہوں یہ سن کر آپ نے فرمایا عرض کر براق نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ روز قیامت کو ہزارہا براق آپ کی خدمت کیلیے موجود ہوں گے۔ آرزو رکھتا ہوں میں کہ اس روز آپ مجھ پر سوار ہوں فراموش نہ فرمائیں کیوں کہ مجھ کو تاب و طاقت مفارقت کی نہ ہوگی آپ نے اس کی التجا قبول فرمائی جب براق نے یہ سب سنا تو سر جھکا دیا۔

پس آپ براق پر سوار ہوئے جبرئیل علیہ السلام آگے باگ پکڑے تھے اور تمامی ملائکہ رکاب سعادت میں دوڑتے جاتے تھے۔اشعار

کیا کہوں ختم رسل کی میں سواری کے بیان
فرش سے عرش تلک جو کہ بندھا تھا سامان
گرداگرد ان کی ملائک تھے بصد شوکت و شان
طبقۂ نور لیے ہاتھوں میں اور نور فشاں
مرکب اندازِ تحمل سے اٹھاتا تھا جو گام
نہ تو آہستہ ہی چلتا تھا نہ تھا تیز خرام
ملک و جن و بشر کرتے تھے جھک جھک کر سلام
حورو غلماں کی زبانوں پہ تھا جاری یہ کلام

مرحبا سیّد مکی مدنی العربی
دل و جان باد فدایت پہ عجب خوش لقبی

آپ فرماتے ہیں کہ جب میں بیت المقدس میں پہنچا جبرئیل علیہ السلام کے براق کو حلقۂ در سے باندھا اور اذان کہی اور مجھے امام کیا تمام انبیاء نے پیچھے میرے نماز پڑھی میں نے دو رکعت دوگانہ نماز وہاں پڑھی۔ اشعار

تمام خلق کے ہادی ہو پیشوا ہو تم
سب انبیاؤ ملائک کے مقتدا ہو تم
کرو نہ کیسے امامت تم انبیاؤں کی
ظہور حق کے ہو اور سایۂ خدا ہو تم
خدا نے تم کو کیا برگزیدۂ عالم
تمام خلق کے ایجان مصطفیٰ ہو تم

بعد فراغ آپ براق پر سوار ہوئے اور آسمان اوّل کے دروازے پر پہنچے۔

یاایھا المشتاقون بنور جمالہ
صلوا علیہ وآلہ
الٰہی ہزاروں درود و سلام
ہوں روحِ پیمبر پہ نازل مدام

شب جشن خالق بحر و بر جو طلب کیا تو بندھی کمر
صفیں انبیاء تھیں ادھر ادھر وہ نجوم میں صفت قمر
چمن جنان کے کھلے تھے در لگے جھومنے شجر و ثمر
ہوئے جبرئیل جو راہبر تو سوار ہو کے براق پر
بلغ العلیٰ بکمالہ کشف الدجیٰ بجمالہ

حسنت جمیع خصالہ صلوا علیہ وآلہ
جو ادھر سے شوق لقا ہوا تو ادھر سے شوق سوا ہوا
جو حباب بن کے جدا ہوا وہی قطرہ عین بقا ہوا
الف ایک تھا نہ دوتا ہوا تھا اگرچہ مد سے بڑھا ہوا
نہ کرو گمان کہ کیا ہوا سر عرش ہے یہ لکھا ہوا
بلغ العلیٰ بکمالہ کشف الدجیٰ بجمالہ
حسنت جمیع خصالہ صلوا علیہ وآلہ

سیر آسمان اوّل

روایت ہے کہ یہ آسمان پانی سے بنا ہے بعض کہتے ہیں زمرد سبز سے اس کا نام رفیعا ہے اور دربان اس کا ایک فرشتہ ہے اسمٰعیل نام بارہ ہزار فرشتے اس کے تابع ہیں اوّل روح الامین نے آواز دی کہ دروازہ کھول دے اس نے پوچھا کون ہے۔ جبرئیل علیہ السلام نے کہا میں ہوں اور میرے ساتھ محمد رسول اللہ ﷺ ہیں اس نے کہا کیا وہ بلائے گئے ہیں جبرئیل علیہ السلام نے کہا ہاں کہا مرحبا خوش آمدید اور دروازہ کھول دیا اور سلام کیا آنحضرت ﷺ نے جواب سلام دیا اور آسمان اوّل پر تشریف لے گئے بعدہٗ اسمٰعیل سے جبرئیل علیہ السلام نے زبانِ حال سے گویا یوں کہا۔

مسند نشین عرشِ معلّٰی یہی تو ہیں
مفتاحِ قفل گنجِ فاوحیٰ یہی تو ہیں
خورشید مشرق فتدلیٰ یہی تو ہیں
مہتاب منزل شب اسریٰ یہی تو ہیں
یہ ذات بینظیر ہے بے مثل بے عدیل
ابرِ کرم پہ بخششِ رحمت کی ہے دلیل

امی لقب ہیں اور سبق آموز جبرئیل
عاجز کے چارہ ساز گنہگار کے کفیل
بندوں میں خاص بندۂ درگاہ ہے یہی
معشوق ہو کے عاشقِ اللہ ہے یہی

جب سب تعریف دربان نے محبوب خدا کی سنی تو عاجزانہ یہ کہا۔ اشعار

دیر و زدر بستان سرا سب طوطیاں خوش نوا
کرتی تھیں نعت مصطفیٰ بلغ العلیٰ بکمالہ
اور بلبلیں سب سو بسو لے لے کے ہر اک گل کی بو
کرتی تھیں باہم گفتگو کشف الدجیٰ بجمالہ
اور قمریاں کس ذوق سے گردن نکالے طوق سے
کہتی تھیں جوش شوق سے حسنت جمیع خصالہ
چڑیوں کی سن کر چہچہے انسان بھلا کیوں چپ رہے
لازم ہے اس کو یوں کہے صلوا علیہ وآلہ

جب آپ اس شوکت وشان سے پہنچے وہاں حضرت آدم علیہ السلام نظر آئے حضرت حق فرزندی بجالائے حضرت آدم علیہ السلام نہایت شفقت سے پیش آئے اور یہ کہا: اشعار

اے نورِ چشم عالم و آدم بیابیا
صلوات حق پئے تو دما دم بیا بیا
نورِ نظر بیا تو بچشمانِ من بیا
باغِ جناں بیادِ تو دارم بیا بیا
شور تھا عرش پہ بس ختم رسالت آئے
دستگیر ضعفا موسیِ امت آئے

خاص ہے جن کیلیے رتبہ وہ خلت آئے
جن کا خالق ہے طلبگار وہ حضرت آئے
واہ کیا منزلت و شان ہے اللہ اللہ
جن کے آنے کا یہ سامان ہے اللہ اللہ
نور پیشانی سے تابان ہے اللہ اللہ
خود خدا جن کا ثناء خوان ہے اللہ اللہ

بعدہ آپ سیر کرتے ہوئے دروازے فلک دوم پر پہنچے جبرئیل علیہ السلام نے پکارا دروازہ کھول دے۔

سیر فلک دوم روایت ہے کہ بنا اس کی طلا سرخ سے ہے اور نام اس کا قیدوم ہے دربان اس کا ایک فرشتہ سرافیل نام اس نے کہا کون ہے جبرئیل علیہ السلام نے کہا میں ہوں اور محمد ﷺ اس نے پوچھا کیا بلائے گئے ہیں جبرئیل علیہ السلام نے کہا ہاں کہا مرحبا خوش آمدید اور دروازہ کھول دیا اور سلام کیا آپ نے جواب سلام دیا اور آگے بڑھے وہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت یحییٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی آپ نے سلام کیا انہوں نے بصد طرب جواب دیا اور بہت خوش ہوئے حضرت مع جبرئیل علیہ السلام آگے بڑھے اور آسمان سوم کے دروازے پر پہنچے۔

سیر فلک سوم روایت ہے کہ یہ آسمان مثل موتی کے صاف ہے اور نام اس کا ہے دیلون ہے اس کا ایک فرشتہ ہے بہت باوقار اس کے ساتھ تیس ہزار ملک تسبیح وتہلیل میں مصروف ہیں۔ نظم

طور ماضی نیک کردار خلیل
حاملِ وحی الٰہی جبرئیل
بڑھ کے دی جلدی سے درباں کو صدا
کھول در جلدی برائے مصطفیٰ

در کو درباں کھول باصد احترام
مرحبا گویا ہوا بعد از سلام

لے سلام اس کا رسولِ مجتبیٰ
جب چلے آگے بشوق کبریا

تب حضرت یوسف علیہ السلام مع اپنے اولیائے امت کے نظر آئے اور حضرت داؤد اور حضرت سلیمان سے بھی ملاقی ہوئے بعدہ' آگے بڑھے ناگاہ دروازہ آسمان چہارم پر پہنچے۔

یاایھا المشتاقون بنورِ جمالہٖ
صلوا علیہ وآلہٖ

الٰہی ہزاروں درود و سلام
ہوں روحِ پیمبر پہ نازل مدام

سیر فلک چہارم روایت ہے کہ یہ آسمان ہلون ہے اس کے دربان کا نام موسائیل ہے۔اشعار

مثلِ ماضی جب کھلایا اس کا
اس فرشتے سے ملے خیر البشر

جب بڑھے واں سے رسولِ نیک خو
نوح اور ادریس آئے روبرو

ان سے جب آگے بڑھا وہ راہبر
تین آئیں عورتیں اس کو نظر

ایک تو ان میں زنِ فرعون تھیں
مادرِ موسیٰ پیمبر دوسری

تیسری مریم تھی بے زیب و گماں
پاکدامن ہیں یہ تینوں بی بیاں

بعد اس کے آگے روانہ ہوئے اور دروازۂ فلک پنجم پر پہنچے۔

سیر فلک پنجم روایت ہے کہ اس آسمان کا نام ایسھیلیا ہے اور دربان اس کا بہت باکروشکوہ ہے سفطائیل نام پانچ لاکھ فرشتے اس کے تحت حکومت میں ہیں۔

پھر حضرت اسمٰعیل اور لوط اور یعقوب اور ابراہیم اور اسحٰق علیہم السلام سے وہاں ملاقات ہوئی اور باہم دگر صدائے مرحبا بلند ہوئی بعدہ رفتہ رفتہ دروازہ فلک ششم پر پہنچے۔

سیر فلک ششم روایت ہے کہ اس کی بنا موتی روشن سے ہے اور نام اس آسمان کا عاروس ہے خازن اس کا دوحائیل ہے۔شعر

لے گیا سرور کو آگے پیکِ حق
در کو کھلوا کر بطرز ماسبق

حضرت موسیٰ علیہ السلام سے وہاں ملاقات ہوئی وہ بہت خوش ہوئے اور مرحبا کہا پھر آگے بڑھے وہاں باب الامان نظر آیا اور اس کی سیر کی اور آگے چلے دروازہ آسمان ہفتم پر پہنچے۔

سیر فلک ہفتم روایت میں ہے کہ یہ آسمان محض نور سے بنا ہے نام اس آسمان کا سحافیل ہے اور خازن اس کا روحائیل ہے۔ وہاں پر حضرت ابراہیم خلیل اللہ کرسی جواہر نگار پر جلوہ افروز نظر آئے آپ نے سلام کیا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جواب دیا اور خوش ہوئے اور مرحبا کہا آپ نے وہاں بیت المعمور ملاحظہ فرمایا کہ گرد اس کے ملائکہ بیشمار طواف کررہے ہیں حضرت جبرئیل علیہ السلام آپ کو اس کے اندر لے گئے اور کہا جس طرح آپ وہاں امام انبیاء تھے یہاں بھی امام ملائک ہیں۔حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اذان کہی تمام ملک جمع ہوئے رسول اللہ ﷺ نے دو رکعت دوگانہ نماز ادا کی فرشتوں

نے اقتدا کی بعدہ آپ آگے بڑھے وہاں ایک جماعت دیکھی کہ کھیتی کرتی ہے اور بجرد
بونے کے طیار کاٹ لیتی ہے حضرت نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں جبرئیل علیہ السلام نے کہا یہ
خیرات دینے والے ہیں ان کے رزق میں اللہ تعالیٰ برکت کرتا ہے اور ایک جماعت
دیکھی کہ فرشتے ان کے سر پتھروں سے کچلتے ہیں جبرئیل علیہ السلام نے کہا یہ وہ لوگ ہیں کہ
جماعت میں اور جمعہ کی نماز میں کاہلی کرتے تھے اور جماعت کو دیکھا کہ فرشتے ان کو
مثل چارپاؤں کے ہانکتے ہیں اور دوزخ کی طرف لے جاتے ہیں اور بانواع عذاب
میں معذب ہیں جبرئیل علیہ السلام نے کہا یہ لوگ نہ دینے والے زکوٰۃ کے ہیں اور فقیروں پر
رحم نہیں کھایا ہے اور ایک گروہ کو دیکھا کہ پیٹ ان کے سوجے ہیں مانند کوٹھے کے اور
سانپ اور بچھو بھرے ہوئے ہیں اس قدر کہ باہر سے نظر آتے ہیں اور زرد رنگ ہیں
ہاتھوں میں ہتھکڑیاں اور پاؤں میں بیڑیاں پیٹ کے بوجھ سے اٹھ نہیں سکتے تو نیچے ان
کے عذاب ہے جبرئیل علیہ السلام نے کہا یہ لوگ سود اور رشوت خور ہیں پھر کچھ مرد اور عورتوں
کو دیکھا کہ طعام پاک ان کے آگے ہے اس کو چھوڑ کر مردار کھاتے ہیں جبرئیل علیہ السلام
نے کہا کہ ان عوتوں نے حرام کیا ہے جو باوصف موجودگی خاوندوں کے اور مال حلال
کے ہوتے ہوئے اس کو چھوڑ کر چوری اور خیانت کر کے کھاتی تھیں اور ایک جماعت کو
دیکھا کہ آگ کی سواریوں پر ان کو چڑھاتے ہیں جبرئیل علیہ السلام نے کہا یہ وہ لوگ ہیں کہ
راہ میں گندگی ڈالتے تھے از راہ چلنے والوں پر خندہ کرتے تھے اور گالیاں دیتے تھے اور
ایک گروہ دیکھا کہ پشتارے پتھروں کے جمع کیے ہیں اور طاقت ہلنے کی نہیں رکھتے ہیں
اور ان پر ڈھیر کرتے جاتے ہیں جبرئیل علیہ السلام نے کہا یہ وہ لوگ ہیں کہ جن کے گناہ
بہت تھے اور توبہ نہیں کی بغیر توبہ کیے مر گئے اور ایک گروہ کو دیکھا کہ بصورت خوک ان
کی صورتیں ہوگئی ہیں اور فرشتے زبان ان کے پیچھے سے نکالتے ہیں اور طرح طرح کے
عذاب میں گرفتار ہیں جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ انہوں نے گواہی جھوٹی دی ہے پھر دیکھا

کہ فرشتے ایک قوم کے ہونٹ اور منہ آگ کی مقراضوں سے کترتے ہیں جبرئیل علیہ السلام
نے کہا یہ وہ لوگ ہیں جو خوشامد سے بادشاہوں اور امیروں کی جھوٹ باتوں کو سچ
کرتے تھے پھر لوگ دیکھے کہ ان کو انہیں کے بدن کا گوشت کاٹ کاٹ کر کھلاتے ہیں
جبرئیل علیہ السلام نے کہا یہ لوگ غیبت کرنے والے ہیں پھر کچھ لوگ دیکھے منہ ان کے سیاہ
آنکھیں زرد اوپر کا ہونٹ سر پر اور نیچے کا ہونٹ پاؤں پر پڑا تھا اور پیپ لہو منہ سے بہتا
تھا اور گدھوں کی طرح آواز کرتے تھے جبرئیل علیہ السلام نے کہا یہ حال آپ کی امت کے
شراب پینے والوں کا ہے پھر کچھ عورتوں کو دیکھا کالے منہ نیلی آنکھیں آگ کے
کپڑے پہنے ہوئے اور آگ کے گرزوں سے مارتے ہیں وہ کتیوں کی طرح چلاتی
ہیں جبرئیل علیہ السلام نے کہا انہوں نے اپنے خاوندوں کو آزردہ رکھا ہے اور ان کے حسب
خواہش کام نہیں کیا پھر کچھ لوگ دیکھے ہوا میں ننگے آگ کے کپڑے پہنے ہوئے ہیں۔
جبرئیل علیہ السلام نے کہا یہ لوگ منافق ہیں اور کچھ لوگ دیکھے کہ ان کی گردن پر اس قدر
بوجھ دھرا ہے کہ وہ حرکت نہیں کر سکتے اور بوجھ ان پر زیادہ کرتے جاتے ہیں جبرئیل
علیہ السلام نے کہا یہ لوگ امانت میں خیانت کرتے تھے اور حق لوگوں کا تلف کیا کرتے تھے
اور ایک قوم کو دیکھا کہ حوریں واسطے خدمت ان کے کھڑی ہیں اور گرد ان کے نعمتیں
طرح طرح کی رکھی ہیں جبرئیل علیہ السلام نے کہا یہ وہ لوگ ہیں کہ جنہوں نے قرآن
شریف واسطے اغنیا اور محتاجیں کے پڑھا ہے اور نیز والدین کے واسطے ان کو بقدر
آیات وحروف قرآنی کے ثواب ملے گا بعدہ جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ اے محمد ﷺ
اب آپ آگے تشریف لے چلیں میں نہیں جا سکتا۔

حضرت ﷺ نے کہا اے جبرئیل علیہ السلام ایسے مقام میں میری ہمراہی چھوڑتے
ہو جبرئیل علیہ السلام نے کہا۔ رباعی

اڑوں میں یہاں سے جو آگے کہاں یہ میری مجال
کہ اب تو طاق ہوئی اپنی طاقت پر وبال
اگرچہ بال برابر تھی اب بڑھوں آگے
ابھی جلا دے پروں کو میرے فروغ جلال

حضرت فرماتے ہیں میں وہاں سے آگے چلا جبرئیل علیہ السلام نے میرے پیچھے حجاب عظمت کو اٹھادیا ایک فرشتے نے ہاتھ نکال کر مجھے مع براق اٹھالیا پھر تنہا روانہ ہوا اور بہت سے حجابات قطع کیے۔ نظم

لے چلے آگے کو تشریف رسول اکرم
حد سے جبرئیل نے باہر نہ رکھا واں پہ قدم
آپ کی ذات تھی واں محرم اسرار قدم
دخل جبرئیل کو کیا تھا کہ جو ہوتے محرم
پھر حجاب آئے نظر آپ کو لاکھوں پیہم
سالہا سال کے اک پل میں گزارے تھے قدم
واں سے رخصت ہوا حضرت سے براق خوش دم
اور رفرف نے یہ کی عرض کہ اے شاہ امم
لے چلا آپ کو رفرف سوئے عرش اعلیٰ
سیر حضرت نے کیا واں پہ نظام اعلیٰ
ناگہاں نور کا اک ابر نمودار ہوا
تھا وہ اک نور تجلی خداوند سما
پہنچے جب عرش معلی پہ رسول دوسرا
نور نے آپ کو آغوش محبت میں لیا

پیار جو کچھ کہ بلا کر انہیں کرنا تھا کیا
خلوتِ خاص میں سب ان سے جو کہنا تھا کہا

بعدۂ ایسے مقام پر پہنچا کہ براق رفتار سے رہ گیا وہاں سے رفرف پر سوار ہوئے رفرف ایک بستر ہے اور بعض کہتے ہیں کہ رفرف ایک سواری ہے اور بعض روایت میں ہے کہ رفرف ایک مقام کا نام ہے اور بعض سے مروی ہے کہ جب جبرئیل علیہ السلام رہ گئے میکائیل علیہ السلام آئے اور حضرت ﷺ کو اپنے پروں پر بٹھا کر حجاب کبریا تک پہنچا دیا اور آپ غائب ہوگئے۔ حضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ اس جگہ نہ کوئی یار نہ مددگار بجز ذات پروردگار اسی وقت ایسی ہیبت اور دہشت عظمت اور جلال کبریائی مجھ پر غالب ہوئی کہ گھبرا گیا پھر آواز مثل ابوبکر رضی اللہ عنہ کے میرے کان میں آئی تو وہ خوف جاتا رہا سنا میں نے کہ کہنے والا کہتا ہے کہ توقف کر کہ تیرا پروردگار نماز پڑھتا ہے پھر اُدْنُ مِنِّی کا خطاب سنا آگے بڑھا یہاں تک کہ مجھ میں اور خدا میں دو گوشہ کمان کا فرق رہ گیا پھر بعد تحیات اور سلام کے میں نے عرض کیا کہ خداوندا ابوبکر یہاں کب آیا اور تو بے نیاز ہے نماز کس کی پڑھتا تھا حکم ہوا کہ اے حبیب میری نماز میری رحمت ہے اوپر تیرے اور امت تیری کے آواز ابوبکر اس واسطے تھی کہ خوف تیرا جاتا رہے جس وقت کہ میں نے موسیٰ علیہ السلام کو کوہ طور پر بلایا وہ بھی ڈرتا تھا۔ اس لیے اس سے میں نے کلام عصا کا کیا تھا کہ وحشت اس کی دفع ہو بعدہٗ جو جو کلام کہ منظور الٰہی تھے۔ حضرت ﷺ سے کہے فاوحیٰ الیٰ عبدہ ما اوحیٰ پھر دست قدرت سینۂ بے کینہ سرور کائنات پر رکھ کر اسرار علوم اوّلین اور آخرین منکشف کر دے مگر بعض علوم کیلیے حکم اخفا کا فرمایا یعطی من یشا بغیر حساب اور روزہ نماز فرض کیا ترجیع بند

بقدم سرور بحر و بر چلے جبرئیل بکروفر
کہ نوید وصل کی دیں خبر ہیں نیاز راز ہمہ گر

ہوا شب کو عروج خاص کر کہ نہ واقف ان سے ہو ہر بشر
یہ کلام سن جو بندھی کمر ہوا شور تب تو یہ چرخ پر
بلغ العلیٰ بکمالہٖ کشف الدجیٰ بجمالہٖ حسنت جمیع خصالہٖ صلوا علیہ وآلہٖ
وہ جناب حضرت ذوالمنن سوئے چرخ جب ہوئے پافگن
وہ قبائے نور تھی زیب تن وہ جلو میں طرفہ تھا بانکپن
لب جبرئیل تھے خندہ زن بسرور دیدہ شہ زمن
کبھی ہر قدم پہ تھی نغمہ زن کبھی ہر زبان تھی یہ نعرہ زن
بلغ العلیٰ بکمالہٖ کشف الدجیٰ بجمالہٖ حسنت جمیع خصالہٖ صلوا علیہ وآلہٖ
ہوئی دھوم جب کہ یہ چار سو کہ بہار حسن رُخ نکو
چلو دیکھیں آج وہ رنگ و بو کہ یقیں ہے ہم بھی ہوں سرخرو
کوئی کھولے دیدۂ آرزو کوئی آب شوق سے باوضو
ہوئی گرم جب کہ یہ جستجو تو بلند تھی یہی گفتگو
بلغ العلیٰ بکمالہٖ کشف الدجیٰ بجمالہٖ حسنت جمیع خصالہٖ صلوا علیہ وآلہٖ
جو ہجوم عشق سوا ہوا تو خدا کو شوق لقا ہوا
جو کمال ذوق ادا ہوا تو قرار دل سے سوا ہوا
جو ہیں طے مقام دنا ہوا تو حجاب بیں جدا ہوا
جو نصیب وصل خدا ہوا یہ فلک پہ شور بپا ہوا
بلغ العلیٰ بکمالہٖ کشف الدجیٰ بجمالہٖ حسنت جمیع خصالہٖ صلوا علیہ وآلہٖ
وہ سرور خالق ذوالمنن پے شوق وصل شہ زمن
بہ کمال لطف تھا خندہ زن ہوئے راز و نیاز کے جو سخن

یہ کلام مجمل ماؤ من یہ بیان طرفہ و بے دہن
کہ نہ دخل غیر ہو رخنہ زن یہی کہہ دیا سر انجمن
بلغ العلیٰ بکمالہٖ کشف الدجیٰ بجمالہٖ حسنت جمیع خصالہٖ صلوا علیہ وآلہٖ
جو عروج شان خدا ہوا تو کمال نور ضیا ہوا
جو قمر سا دنا ہوا تو جمال حسن سوا ہوا
وہ سراج اوج عطا ہوا جو بڑھا تو عین بقا ہوا
ہمہ تن و نور خدا ہوا سر عرش ہے یہ لکھا ہوا
بلغ العلیٰ بکمالہٖ کشف الدجیٰ بجمالہٖ حسنت جمیع خصالہٖ صلوا علیہ وآلہٖ
ہوا شوق وصل جو پیشتر تو یہ جذب دل نے کیا اثر
کہ بلا کے عرش پہ خاص کر ہوئے ہم کلام بیک دگر
نہ کسی کا واں پہ ہوا گزر نہ کسی کے دل پہ تھا خطر
ہوئے سب عجب ہیں جو دیکھ کر تو ہر اک نے دی یہ اہم خبر
بلغ العلیٰ بکمالہٖ کشف الدجیٰ بجمالہٖ حسنت جمیع خصالہٖ صلوا علیہ وآلہٖ
یہ کمال وصل ہے جانِ من کہ حبیب جبکہ ہو ہم سخن
نہ خیالِ جان نہ ہوش تن نہ سر عمامہ نہ پیرہن
تھے جناب یونہی جلو فگن بحضور خالق ذوالمنن
کہ خودی سے پاک تھا جملہ تن ہوا تب خدا یونہی نغمہ زن
بلغ العلیٰ بکمالہٖ کشف الدجیٰ بجمالہٖ حسنت جمیع خصالہٖ صلوا علیہ وآلہٖ
جو اٹھی نگاہ بآرزو تو جمالِ حق ہوا روبرو
جو کہا سنا وہاں دو بدو نہ سنی کسی نے وہ گفتگو

رہی سب کے کانوں کو آرزو رہی سب کی آنکھوں کو جستجو
جو پھرے وہاں سے وہ سرخرو تو عطا یہ شور تھا چار سو

بلغ العلیٰ بکمالہ کشف الدجیٰ بجمالہ   حسنت جمیع خصالہ صلوا علیہ وآلہ
یاایہا المشتاقون بنورِ جمالہ
صلوا علیہ وآلہ

الٰہی ہزاروں درود و سلام
ہوں روحِ پیمبر پہ نازل مدام

الغرض پھر حضرت ﷺ نے آمرزش امت کی استدعا کی حکم ہوا کہ جو کوئی میرا شریک نہ پیدا کرے گا اس کو بخش دوں گا پھر آپ کو سیر دوزخ اور بہشت کا حکم ہوا پس آپ مع ملائکہ اعلیٰ بہشت کو تشریف لے گئے وہاں دروازہ بہشت پر لکھا دیکھا کہ ثواب خیرات کرنے والے کا اور ثواب قرض حسنہ دینے والے کا اٹھارہ حصے ہے میں نے سبب اس کا جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا انہوں نے کہا کہ صدقہ غنی کے ہاتھ بھی پہنچ جاتا ہے اور قرض وہی لیتا ہے جو محتاج ہے اور حاجتمند میں نے بخوبی تمام آلائے جنت و نعمائے بہشت معاینہ کیے اور بہت مسرور ہوا اور حق تعالیٰ نے فرمایا کہ اپنی امت مرحومہ کے مکانات مشاہدہ کر کے مجھ سے راضی ہو میں نے عرض کیا کہ بندہ کو کیا مجال ناخوشی کی ہے پھر فرمایا بہشت کے نعمات تیرے دوستوں کیلیے ہیں اور دشمن تیرے اس سے محروم ہیں بعدہ مجھے جبرئیل علیہ السلام جانب دوزخ کے لے گئے اور مالک دوزخ سے کہا طبقات دوزخ کھول دے مالک نے بموجب کہنے جبرئیل علیہ السلام کے طبقات جہنم کھول دیئے وہاں گوناگوں عذاب اور حدت بکثرت اور حرارت بشدت انواع اور اقسام کے مصائب اور نوائب خارج از بیان نظر آئے ایک کنواں کہ نام اس کا بیت الحزن تھا دیکھا کہ تمام دوزخ ہر روز اس سے سو مرتبہ پناہ مانگتی ہے یہ کنواں ان لوگوں کے واسطے ہے

جو کلام اللہ کے معنی دل سے جوڑ کر بیان کرتے اور مطالب رکیک موافق خواہش نفس اپنے کے نکالتے ہیں اور ایک مکان دیکھا زیادہ تر ہیبت ناک اس کنوئیں سے بھی دوزخ ہزار بار ہر روز اس سے پناہ مانگتی ہے وہ منکرین اور منافقین کے واسطے ہے اور ایک طبقہ اور ملاحظہ فرمایا کہ بہ نسبت دیگر طبقات کے اس میں عذاب کمتر ہے لیکن ستر ہزار دریائے آتشیں ناپیدا کنار اس میں اس زور و شور سے جوش مارتے ہیں کہ اگر ان کے شور و خروش کی آواز دنیا میں آئے تو کوئی آدمی زندہ نہ رہے اور ہزاروں سانپ اور بچھو آتشیں کہ اگر ان کی پھونکار کی تاثیر زمین پر پہنچے تو کبھی سبزہ نہ اگے آپ نے مالک سے پوچھا کہ یہ طبقہ کن لوگوں کے واسطے ہے مالک شرم سے سرنگوں ہو گیا اور جواب نہ دیا آپ نے پھر سوال کیا تب مالک نے جبرئیل علیہ السلام سے آہستہ کہا جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ مالک کو اس کے جواب میں شرم آتی ہے آپ نے فرمایا اے مالک جو بات ہو بیان کر شاید اس کا کچھ تدارک ہو سکے جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ مالک کہتا ہے کہ یہ طبقہ امت گنہگار کے واسطے ہے جو بغیر توبہ کے مر گئے ہیں آپ نہایت ملول اور غمگین ہوئے اور کہا خداوندا میری امت کے لوگ نہایت نحیف و زار ہیں بے چاروں کو طاقت تحمل اس عذاب کی نہ ہو گی جناب الٰہی سے حکم ہوا ولسوف یعطیك ربك فترضیٰ حضرت نے نہایت الحاح و زاری سے عرض کیا کہ میں راضی نہ ہوں گا اگر ایک متنفس بھی میری امت کا اس طبقہ میں رہے گا ارشاد ہوا کہ ہم یہاں تک بخشیں گے کہ تم خوش ہو کر بس کہو گے آپ نے سجدۂ شکر جناب باری میں ادا کیا اور رخصت ہو کر گھر آئے زنجیر حجرہ ہلتی پائی اور بستر خواب گرم تھا آپ نے صبح کو یہ حال ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے فرمایا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا صدقت یارسول اللہ ﷺ انہوں نے خطاب صدیق اکبر کا پایا اور ابوجہل نے کذبت کہا وہ زندیق مشہور ہوا۔ غزل

بچایا نارِ دوزخ سے عنایت اس کو کہتے ہیں

خدا سے پہلے بخشایا شفاعت اس کو کہتے ہیں

اویسِ خستہ نے دی جان شوقِ وصلِ حضرت میں

اسے کہتے ہیں محبوبی محبت اس کو کہتے ہیں

خدا نے دید کی خاطر شبِ معراج بلوایا

بڑھایا رتبہ پر رتبہ فضیلت اس کو کہتے ہیں

تولد جب ہوئے ختم الرسل تو دونوں شانوں پر

عیاں مہرِ نبوت تھی رسالت اس کو کہتے ہیں

پھرایا دستِ اقدس جس ذبیحہ پر وہ جی اٹھا

اسے اعجاز کہتے ہیں کرامت اس کو کہتے ہیں

رہے ثابت قدم دائم رہِ الفقر فخری پر

توکل پر قناعت کی قناعت اس کو کہتے ہیں

کہیں گے نفسی نفسی روزِ محشر انبیائے حق

نبی بخشائیں گے سب کو مروت اس کو کہتے ہیں

ہمیشہ پیروی کی حکم فرمانِ الٰہی کی

رہے پابند طاعت کے اطاعت اس کو کہتے ہیں

کیا ہے رحمۃ للعالمین اللہ نے ان کو

پڑھو صلوا علیہ شانِ رحمت اس کو کہتے ہیں

جو کافر آئے بہرِ امتحاں تو چاند کو فوراً

کیا انگلی سے دو ٹکڑے اشارت اس کو کہتے ہیں

تمنا ہے مدینے کی زمیں رہنے کو مل جائے

بہشتیں آٹھ ہیں پر ہم تو جنت اس کو کہتے ہیں

القصہ ان میں ایک یہودی پوشیدہ بیٹھا تھا گفتار نبی پاک ﷺ سن کر سچ سمجھا اور کہا کہ آسمانوں کا حال تو ہمیں معلوم نہیں مگر بیت المقدس کو ہم نے دیکھا ہے اور خوب جانتے ہیں کہ تم وہاں کبھی نہیں گئے ہو بھلا نقشہ بیت المقدس کا اور شبیہ اس کے مکانات کی تو بیان کرو اور گو آپ معراج میں تشریف لے گئے تھے تاہم آپ کو نقشہ کے بیان میں ذرا سا تامل ہوا تھا کہ خداوند تعالیٰ نے بیت المقدس کو آپ کے سامنے کر دیا آپ نے دیکھ کر بخوبی بیان کر دیا کافر لاجواب ہو کر اس جگہ سے چلا خداوند تعالیٰ نے بجرد چلنے کے اس کا منہ ماہی گیر کی دکان کی طرف کر دیا یہودی دکان ماگیر پر آیا اور ایک مچھلی جس قدر قیمت کی تھی خرید کر گھر لایا اور اپنی زوجہ کو دیکھ کر کہا کہ تم اس کو صاف کرو اور میں بہ نیت غسل دریا جاتا ہوں یہ کہہ کر دریا کی طرف روانہ ہوا اور دریا پر پہنچ کر پانی میں اترا اور بڑے ذوق وشوق سے پانی میں غوطہ لگا کر اس کنارے سے اس کنارے پر پہنچا اتفاق سے نظر اس کی بدن پر پڑی اپنے تئیں بہمہ وجوہ مثل عورتوں کے پایا حیران ہوا اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وعظمت سے یہ قدرت ظاہر کی یہودی نے جو دیکھا کہ وجود میرا مانند عورتوں کے ہوگیا ہے شرم وحجاب کرنے لگا ایک شخص از قوم یہود اس دریا کے کنارے پر تھا اس کو دیکھ کر فریفتہ ہوگیا اور ہاتھ اس کا پکڑ کر بہ تمام مسرت اور محبت اپنے گھر لے گیا اور اس کے ساتھ نکاح کیا اے مسلمانو اس نے سات برس اس یہودی کی زوجیت میں بسر کی اور ہر سال حامل ہوتا تھا سات برس کی مدت میں سات لڑکے اس کے ہوئے ایک روز دل میں اس عورت کے پھر غسل کی نیت آئی اور اسی دریا میں کہ جس میں اثر انقلاب پایا تھا نہائی اے محبان اسے حق سبحانہ تعالیٰ نے پھر اپنی قدرت کاملہ دکھائی جس وقت غوطہ لگایا مثل سابق اس کنارے سے اس کنارے پر آئی اور اپنی اصلی صورت پائی بدستور مرد ہوگیا اور پوشاک قدیم بھی کنارے دریا کے موجود پائی ان کپڑوں کو پہنا اب دل میں اس یہودی کے گزرا کہ مکان کی طرف چلا چاہیے مکان

میں پہنچ کر دیکھا کہ وہ عورت اس مچھلی کو صاف کر رہی ہے وہ یہودی اس قدرت پر متحیر ہوا توبہ کرتا ہوا فوراً رسن بہ گلو ہو کر خدمت میں رسول اللہ ﷺ کے روانہ ہوا جب حضور میں پہنچا کہا اے حبیب اللہ کے جو کچھ احوال شب معراج کا آپ نے بیان فرمایا راست اور درست ہے اور قادر سبحان تیرے نے خوب کیا آمنا صدقنا جو کچھ احوال میرے اوپر گزرا ہے وہ قادر کریم پر روشن ہے سب لوگوں پر ظاہر کیا اور کہے ہوئے سے پشیمان ہوا رسول پاک نے احوال شب معراج زبان مبارک سے کل من وعن بیان فرمایا یہودی دین نبی ﷺ برحق جان کر آپ مع اہل وعیال کے مسلمان ہوا اور اخلاص نیت اور صفائی دل سے کلمۂ پاک رسول مقبول کا پڑھا تمام احوال معراج اپنے کا محمد ﷺ نے اقربا اور عزیزوں سے تمام وکمال کہہ سنایا اور یہودی کو اپنے دین میں لائے یہودی سے فرمایا کہہ تو کلمۂ طیب لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ یہودی کلمۂ زبان پر لایا اور صدق دل سے مسلمان ہوا اور آپ نے ان کے قافلہ کا حال کہ بجانب شام گیا تھا بیان کیا کہ دوپہرے میں بدھ کے روز مکہ میں داخل ہوں گے اس دن شام تک نہ آیا اللہ تعالیٰ نے دن کو اتنا بڑھا دیا کہ قافلہ مکہ میں داخل ہو گیا۔

یا ایھا المشتاقون بنورِ جمالہ
صلوا علیہ وآلہ

الٰہی ہزاروں درود و سلام
ہوں روحِ پیمبر پہ نازل مدام

بیان شفاعت واحوال قیامت

اشعار

عزیزو روز محشر عاصیوں پر سخت تر ہوگا
بجز خیر الورا ان کا نہ کوئی چارہ گر ہوگا

ہلالِ عید کی صورت اسے دیکھیں گے سب عاصی
لوائے حمد کے نیچے جو وہ رشکِ قمر ہوگا
یقیں جانو محبو تم نہیں کچھ جھوٹ اس میں ہے
اسی جانب خدا ہوگا جدھر وہ تاجور ہوگا

مسلمانو جانو کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے حضرت کو سارے عالم سے اشرف وافضل بنایا اور اپنا محبوب خاص کیا چنانچہ اس کا ظہور برملا قیامت کے دن ہوگا۔ جب آپ مقام محمود میں کھڑے ہوں گے اور شفاعت فرمائیں گے کہ یہی آخر معاملہ آپ کا ہے جو متعلق اس عالم سے ہے۔ اشعار

محمد سرِّ قدرت ہے کوئی رمز اس کے کیا جائے
شریعت میں تو بندہ ہے حقیقت میں خدا جانے
خدا اور مصطفیٰ کی کنہ میں ادراک عاجز ہے
محمد کو خدا جانے خدا کو مصطفیٰ جانے
احد نے صورت احمد میں اپنا جلوہ دکھلایا
بھلا پھر کس طرح سے کوئی ان کا مرتبہ جانے
وہی ہے ایک دریا اور دو عالم اس کی موجیں ہیں
غریق بحر عرفان ہو تو پھر یہ ماجرا جانے
محمد فی الحقیقت آفتاب لایزالی ہے
اسی کے نور کا دونوں جہاں میں پرتوا جانے
ہوالاوّل ہوالآخر ہوالظاہر ہوالباطن
اسی کو ابتدا جانے اسی کو انتہا جانے
محمد تو خدا سے ہے یہ عالم مصطفیٰ سے ہے
کوئی سمجھے تو کیا سمجھے کوئی جانے تو کیا جانے

عزیزو قیامت کا دن نہایت ہولناک ہوگا اس دن آسمان تانبے کا اور زمین لوہے کی ہو جائے گی اور سوا نیزے پر آفتاب ہوگا اور پشت آفتاب کی کہ اب ادھر ہے اس روز منہ ادھر ہو جائے گا گرمی سے ہر ایک شخص حیران اور پریشان ہوگا جس نے ہزار برس کے برابر بھی عبادت کی ہوگی وہ بھی کف افسوس ملے گا اور کہے گا کہ حیف ہم نے آج کے دن کے واسطے کچھ نہ کیا اور حق جل شانہ تخت عدالت پر بیٹھے گا اور ہر شخص کا انصاف ہر شخص کے موافق کرے گا تمام اہل محشر ایک دوسرے کا منہ تکتے ہوں گے اور بڑے بڑے انبیاء مرسلین مارے خوف کے تھراتے ہوں گے اور نفسی نفسی کہتے ہوں گے۔

ہائے اس دن ہوگا کیوں کر بیڑا پار
فکر رہتی ہے یہی لیل و نہار

کیوں کہ ہوں آلودۂ جرم و خطا
تیرے اس دن ہاتھ ہے شرم و حیا

اے طبیبِ خاطرِ آشفتگان
دستگیرِ بیکس و درماندگان

ہوں میں بحرِ رنج میں آ کر پھنسا
رحم کر اے خواجۂ ہر دوسرا

داد دے اے بادشاہِ داد گر
مجھ گدا پر رحم کی کر تو نظر

ذرۂ ناچیز میں تو آفتاب
لطف سے ذرہ کو کر دے ماہتاب

ہوں گلِ پژمردہ اے بادِ سحر
تو عنایت سے مجھے شاداب کر

کر نگاہِ لطف بہرِ کردگار
ہوں غریب بینوا اے شہریار

جس پہ اے سرور پڑی تیری نظر
ہوگیا ذرہ سے وہ شمس و قمر

وقتِ نزع روح اے خیر الورا
کیجیو میری مدد بہرِ خدا

الغرض تمام محشر والے عجب کشمکش میں ہوں گے اور انبیاء علیہم السلام کے پاس بامید شفاعت دوڑیں گے آخر سب طرف سے مایوس ہو کر تمام اگلے پچھلے آپ ہی کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کریں گے اے محمد تم خدا کے محبوب ہو اور گناہوں سے مامون تمہیں ہو خبر لینے والے اگر تم نے بھی جواب دیا تو ہم کہیں کے نہیں رہے آپ فرمائیں گے کہ وانی لہا میں اس کیلیے ہوں۔

روایت ہے کہ قیامت کے دن نامۂ اعمال ہر ایک بندہ کے اس کے ہاتھ میں دیئے جائیں گے گنہگار اپنے اعمال بد دیکھ کر نا امیدی سے سر جھکا لیں گے متحیر ہو جائیں گے تب حکم ہوگا کہ اپنے نامۂ اعمال کیوں نہیں پڑھتے ہو عرض کریں گے کہ خداوندا نجات ہماری انہیں نامۂ اعمال پر منحصر ہے تو امید نجات کی کہاں اور فی الواقع قابل دوزخ کے ہیں پھر حق تعالیٰ فرمائے گا کہ میں یہ نہیں حکم دیتا کہ دوزخ میں ڈالے جاؤ تم کو چاہیے کہ اپنے نامۂ اعمال پڑھو اور خیال کرو کہ ہم نے کیا کیا کیا ہے اور میں اس کے عوض میں کیا کرتا ہوں آیا اعمال تمہارے لائق دوزخ کے ہیں یا نہیں مگر میں اپنے فضل و کرم سے تم کو بہشت میں داخل کرتا ہوں۔ اشعار

نعتِ حضرتِ روزِ محشر ہم سناتے جائیں گے
اور صلہ اخلاق انس و جاں سے پاتے جائیں گے

روزِ محشر مور چھل نور احمد کا جبرئیل
اور فرق شاہ والا پر ہلاتے جائیں گے

حشر میں جب امت احمد کی ہوگی تشنگی
جامِ کوثر ساقیِ کوثر پلاتے جائیں گے

فاطمہ شبیر و شبر اور علی مرتضٰی
گرمیِ دوزخ سے امت کو بچاتے جائیں گے

حشر کے دن وہ گنہگاروں کے جرم و معصیت
سایۂ دامانِ رحمت میں چھپاتے جائیں گے

واہ رے عزو شرف محشر میں جبریل امین
خود بلا کر امتِ احمد کو لاتے جائیں گے

حشر کے دن وہ گنہگارانِ امت بے گناہ
خالقِ اکبر سے رو رو بخشواتے جائیں گے

بیدلؔ خستہ مدینہ جانے کی نوبت تو ہو
ضرب الا اللہ کا ڈنکا لگاتے جائیں گے

نقل ہے کہ جب قیامت قائم ہوگی آنحضرت ﷺ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو حکم دیں گے کہ تم دوزخ کی راہ گھیر کر کھڑے ہو جاؤ اگر کسی شخص کو میری امت سے لے جائیں تم ہرگز نہ جانے دیجیو جب تک میں نہ پہنچوں اور عمر رضی اللہ عنہ کو حکم ہوگا کہ تم میزان کے پاس جا کر کھڑے رہو اور خبردار رہو کہ اعمال میری امت کے اچھی طرح سے تولے جائیں اگر کسی کا پلۂ عبادت ہلکا ہو تو اس کا تولنا موقوف رہے جب تک کہ میں نہ آؤں جب آنحضرت ﷺ خود تشریف لے جائیں گے حکم ہوگا ان کی عبادت میرے روبرو وزن کرو فرشتے آپ کا حکم بجالائیں گے جب تولنے کے وقت پلہ کسی کی

عبادت کا سبکی طرف مائل ہوگا آپ اپنے دست مبارک سے اس پلے کو دبا دیں گے کہ بھاری ہو جائے گا تب فرشتوں کو حکم الٰہی پہنچے گا کہ اے فرشتو میرے دوست کے خلاف مرضی کوئی کام نہ کرنا کہ آج میں نے اس کو اختیار دیا ہے چاہے سو کرے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ حوض کوثر پر مامور ہوں گے کہ سب سے پہلے میری امت سیراب ہو اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم دوزخ کے دروازے پر معین کیے جائیں گے کہ کوئی امتی میرا دوزخ میں نہ جانے پائے جب تک میں نہ جاؤں۔

اس کے رخِ صبیح پر زلف ہیں مشکفام دو
قدرتِ حق کو دیکھیے ایک سحر ہے شام دو

کعبہ و عرش بھی مدام اس کو ملے مقام دو
بادہ ہے ایک جام دو ایک ہوا ہے بام دو

ایک نبیؐ کے ہاتھ سے ایک علی کے ہاتھ سے
کوثر و سلسبیل کے مجھ کو ملیں گے جام دو

فرش پہ دیں کا رہنما عرش پر جلوہ گر ہوا
دونوں جگہ وہ مہ لقا کرتا ہے خود ہی کام دو

ایک حدیثِ مصطفٰی دوسرا مصحفِ خدا
دین کیلیے ہیں رہنما کافی ہیں یہ کلام دو

مولدِ مصطفٰی کو کہتے ہیں کفر و شرک ہے
ان سے کہو کہ منکرو منہ کو ذرا لگام دو

آج شہیدؔ بے نوا پڑھتا ہے نعتِ مصطفٰی
سب کو یہ اذن عام دو سب کو یہی پیغام دو

اور آنحضرت ﷺ سایۂ عرش میں جا کر اپنے عاصیانِ امت کی شفاعت میں

مصروف ہوں گے اس حالت میں جبرئیل علیہ السلام سراسیمہ آپ کے پاس آئیں گے ان سے سبب سراسیمگی کا پوچھیں گے وہ عرض کریں گے کہ یا رسول اللہ ﷺ اس وقت میرا گزر دوزخ کی طرف ہوا میں نے دیکھا کہ ایک شخص آپ کی امت کا عذاب میں گرفتار ہے اور رو کر کہتا ہے کہ افسوس کوئی ایسا نہیں کہ میرا حال پیغمبر خدا ﷺ سے عرض کرے اور آپ کو میری خبر دے اس کی فریاد سن کے میرا حال متغیر ہوا آپ یہ سن کے روتے ہوئے دوزخ کی طرف تشریف لے جائیں گے اور اس کو عذاب سے چھوڑائیں گے مالک کو حکم ہوگا کہ ہرگز ہرگز میرے حبیب کے امورات میں دخل نہ دینا اور چون و چرا نہ کرنا بعد اس کے آنحضرت ﷺ میزان کے پاس تشریف لے جائیں گے اور اعمال کے تولنے والوں کو حکم دیں گے کہ اعمال میری امت کے اچھی طرح سے تولنا پھر کنارے دوزخ پر جا کر فرمائیں گے کہ اے مالک اگر کوئی شخص میری امت کا آئے اس پر سختی نہ کرو جب تک کہ میں نہ آؤں آخر کو یہاں تک نوبت پہنچے گی کہ جس شخص کو ملائکہ عذاب کے ہاتھ میں دیکھیں گے جناب باری میں عرض کریں گے کہ بار خدا اس کو میری التماس سے بخش دے یا مجھ کو بھی اس کے ساتھ جانے کا حکم دے اے عزیزو کچھ جانتے ہو احکام الٰہی میں کیا کیا اسرار ہیں۔ اشعار

پیشوا پیشِ خدا آنسو بہاتے جائیں گے
اور گنہگارانِ امت بخشواتے جائیں گے

جرمِ عصیاں امتِ عاصی کی روزِ رستخیز
دامنِ الطاف و رحمت میں چھپاتے جائیں گے

وہ حرارت اور گرمی سوزش و خورشید کی
پانی پانی آبِ رحمت سے بناتے جائیں گے

بیقراری آہ و زاری جبکہ ہوگی حشر میں
عقدے مشکل عاصیوں کے حل کراتے جائیں گے

روزِ محشر بخشوا کر کے خدائے پاک سے
عاصیوں کو داخلِ جنت کراتے جائیں گے

جان باقی جسم میں ہے اس جہاں میں جب تلک
مومنوں کو وصفِ احمد ہم سناتے جائیں گے

کافروں کو منکروں کو پڑھ کے مولد روز و شب
تا قیامت خوب ہی ان کو جلاتے جائیں گے

کیوں نہ ہوں دل سے تصدق اس شہِ لولاک پر
لشکرِ غم کی چڑھائی سے بچاتے جائیں گے

روزِ محشر اس نبی کو پائیں گے جب ہم قبول
اپنا سر پائے مبارک پر جھکاتے جائیں گے

اور حدیث میں آیا ہے کہ ایک لڑکا معصوم قیامت کے دن دروازہ بہشت کا پکڑ کے کھڑا ہو جائے گا خداوند جب تک میرے ماں باپ بہشت میں نہ جالیں دوسرا کوئی نہ جائے اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ مجھ کو ان سے حساب کرنا ہے تب وہ لڑکا کہے گا کہ الٰہی میرا بھی تجھ سے کچھ حساب ہے حکم ہوگا کہ تو مجھ سے کیا حساب رکھتا ہے وہ عرض کرے گا کہ الٰہی تو رحیم و کریم ہے اگر تجھ سے عرض نہ کروں تو کس سے کہوں اوّل یہ کہ مجھ کو گوشۂ عدم سے صحرائے وجود میں لایا اور نو مہینے ماں کے پیٹ میں قید رکھا پھر بہزار تکلیف پیدا کیا ہنوز میں نے شاخسار زندگانی سے ثمر جوانی کا نہ کھایا اور کچھ لطف زیست کا نہ اٹھایا کہ حضرت عزرائیل علیہ السلام نے مجھ کو ملک عدم دکھلایا اور شربت موت کا چکھایا باوجود اس عاجزی اور بیچارگی کے میں تجھ سے راضی اور خوش ہوں تو بے نیاز اور بندہ نواز ہے اگر میری التماس سے میرے ماں باپ کو بخش دے نہایت ذرہ پروری ہے اس وقت اللہ تعالیٰ دو فرشتے اس کی ماں باپ کی صورت اس کے پاس بھیجے گا تب پیغمبر خدا محمد مصطفیٰ

ﷺ بہ تقاضائے کمال شفقت اور امت نوازی کے بہشت کے دروازے پر تشریف
لائیں گے اور فرمائیں گے کہ اے لڑکے یہ دونوں تیرے ماں باپ نہیں ہیں وہ کہے گا
کہ یارسول اللہ ﷺ میں نہیں جانتا آپ فرمائیں گے کہ ان کو سونگھ اور بوئے شفقت
پدری اور مادری سے معلوم کر جب وہ سونگھے گا چلائے گا کہ الٰہی یہ میرے ماں باپ نہیں
ہیں پوچھا جائے گا کہ تو نے کیوں کر جانا وہ عرض کرے گا ان سے بوئے شفقت پدری
نہیں آتی اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ تو سچ کہتا ہے ماں باپ تیرے دوزخ میں ہیں تیری
خاطر میں نے ان کو بخشا جا دوزخ سے ان کو نکال لا تب دروازے پر جا کر اپنے ماں
باپ کو جہنم سے نکال کے اپنے ساتھ جنت کو لے جائے گا۔

یاایھا المشتاقون بنورِ جمالہ
صلوا علیہ وآلہ

الٰہی ہزاروں درود و سلام
ہوں روحِ پیمبر پہ نازل مدام

نقل ہے کہ ایک دن جبرئیل علیہ السلام نے آنحضرت ﷺ سے عرض کیا کہ جو
شخص آپ کی امت کا بغیر توبہ کیے مرے گا درجۂ اوّل دوزخ میں ڈالا جائے گا یہ سن کر
رسول اللہ ﷺ بہت روئے اور گھر میں تشریف لے جا کے دروازہ بند کرلیا اور نالہ و
زاری میں مشغول ہوئے اتنے میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا تشریف لائیں وہ بھی یہ حال
سن کر دعا و زاری میں آپ کی شریک ہوئیں۔

حدیث شریف میں روایت ہے کہ جس وقت دوزخ کو قیامت کے میدان میں
لائیں گے اس کی ستر ہزار باگیں ہوں گی ہر ایک باگ کو ستر ستر ہزار فرشتے گھسیٹیں
گے اس میں چنگاریاں محل کے برابر اڑتی ہوں گی چنانچہ اللہ تعالیٰ اپنے کلام پاک میں
فرماتا ہے انھا ترمی بشرر کالقصر کانہ جمالۃ صفر یعنی مقرر وہ چنگاریاں اتنی

بڑی ہوں گی جیسے بڑے محل گویا کہ وہ چنگاریاں زرد اونٹوں کے برابر ہوں گی۔

نقل ہے کہ قیامت کے دن گنہگاروں کو بھیڑ بکریوں کی طرح دوزخ کی طرف
کھڑا کریں گے۔ جوان لوگ اپنی جوانی کا افسوس کریں گے بوڑھے آدمی اپنے سفید
بالوں سے شرمائیں گے اور عورتیں عاجزی سے شور فریاد کریں گی جس وقت مالک
داروغۂ دوزخ کی نگہ ان پر پڑے گی پوچھے گا کہ تم کون قوم ہو تمہارا منہ زرد اور آنکھیں
کبود نہیں ہیں۔ یہ لوگ بہ سبب ہیبت کے اپنے رسول ﷺ کو بھول جائیں گے اور
کہیں گے کہ ہم وہ لوگ ہیں جن پر قرآن شریف نازل ہوا تھا اور پانچوں وقت کی نماز
اور ایک مہینے کے روزے سال میں فرض ہوئے تھے یہ بات سن کر مالک کہے گا کہ یہ
احکام امت محمدی ﷺ پر صادر ہوئے تھے یہ لوگ آنحضرت ﷺ کا جب نام
سنیں گے فریاد کریں گے کہ یارسول اللہ ﷺ ہم کو اس عذاب سے بچایئے پھر مالک
ان کو دوزخ میں جانے کا حکم کرے گا تب یہ کہیں گے کہ ہم کو اس قدر فرصت دے کہ
اپنے اوپر نوحہ اور زاری کرلیں تب جناب کبریا سے حکم پہنچے گا کہ ان کو اجازت دے
چنانچہ وہ لوگ چالیس برس تک ایسے روئیں گے کہ آنکھوں میں ایک آنسو نہ رہے گا
اور خون جاری ہوگا تب مالک کہے گا کہ یہ رونا تم کو دنیا میں لازم تھا کہ آج تمہارے
کام آتا اور موجب نجات کا ہوتا پھر مالک آگ سے مخاطب ہو کر کہے گا کہ ان کو لے
آگ جب ان کے لینے کا قصد کرے گی یہ فریاد کریں گے اور بآواز بلند کہیں گے لا الٰہ
الا اللہ محمد رسول اللہ ﷺ پس آگ ان کے پاس سے بھاگے گی مالک پھر آگ سے
کہے گا کہ ان کو لے آگ پھر قصد نہ کرے گی اور کہے گی کہ کس طرح سے ان کو لوں کہ
یہ کلمہ محمد ﷺ پڑھتے ہیں پھر مالک آگ سے کہے گا کہ لے ان کو حکم خدا سے لیکن
منہ اور دل نہ جلانا چنانچہ بعضوں کو زانو تک اور بعضوں کو کمر تک اور بعضوں کو حلق تک
جلائے گی تب جناب کبریا کا حکم ہوگا حضرت جبرئیل علیہ السلام کو کہ اے حامل وحی جا اور

عاصیان امت محمد ﷺ کا حال دیکھ تب حضرت جبرئیل علیہ السلام دوزخ کے دروازے پر آئیں گے مالک ان سے سبب آنے کا پوچھے گا حضرت جبرئیل علیہ السلام کہیں گے کہ سر پوش دوزخ کا اٹھا میں گنہگاران امت محمد کو دیکھوں گا مالک سرپوش دوزخ کا اٹھائے گا حضرت جبرئیل علیہ السلام دیکھیں گے کہ تمام جسم ان کا جل گیا اور ان کے منہ پر اثر سیاہی کا نہیں اور جلنے سے محفوظ ہے وہ لوگ حضرت جبرئیل علیہ السلام کو دیکھ کر پوچھیں گے کہ تم کون ہو تمہاری صورت ان فرشتوں سے مشابہ نہیں ہے حضرت جبرئیل علیہ السلام کہیں گے کہ میں وہ فرشتہ ہوں جو حضرت محمد ﷺ پر وحی لاتا تھا جب یہ لوگ آپ کا نام سنیں گے کمال الحاح وزاری سے التجا کریں گے کہ اے جبرئیل علیہ السلام ہمارا سلام آنحضرت ﷺ کو پہنچاؤ اور حال ہمارا ان کو سناؤ کہ نار جہنم نے ہم کو سیاہ کر دیا ہے حضرت جبرئیل علیہ السلام پھر اپنے مقام سدرۃ المنتہیٰ پر چلے جائیں گے حکم الٰہی ان کو ہوگا کہ اے جبرئیل علیہ السلام جنت میں جا کر میرا سلام میرے دوست سے کہہ اور ان کی امت کے گنہگاروں کا حال ان سے بیان کر کہ تو نے دوزخ میں دیکھا ہے حضرت جبرئیل علیہ السلام بموجب حکم خدا کے جنت میں آئیں گے دیکھیں گے کہ آنحضرت ﷺ نیچے درخت طوبیٰ کے تخت پر ایک مروارید کے خیمہ میں کہ جس کے چار ہزار دروازے زبرجد کے ہوں گے مسند پر رونق افروز ہیں حضرت جبرئیل علیہ السلام کو دیکھ کر خوش ہوں گے اور فرمائیں گے کہ مرحبا اے بھائی جبرئیل علیہ السلام آج کدھر تمہارا اتفاق ہوا پھر جبرئیل علیہ السلام رو کر عرض کریں گے کہ یارسول اللہ ﷺ میں آپ کی امت گنہگار کو دوزخ میں جلتا دیکھ آیا ہوں کبیرہ گناہ کر کے مر گئے تھے اس لیے عذاب میں دوزخ کے گرفتار ہیں آپ کو سب نے سلام کہا ہے اور پکار رہے ہیں کہ یا محمداہ جناب پیغمبر خدا ﷺ بے اختیار رو کر کہیں گے لبیک یا امتی یعنی اے امت میری میں حاضر ہوں پھر حضرت ﷺ عرش معلی کے نیچے تشریف لائیں گے اور سارے پیغمبر اور آپ کی امت

کے متقی لوگ پشت مبارک کی طرف کھڑے ہوں گے پھر اللہ تعالیٰ کی اس قدر حمد وثناء بیان کریں گے کہ ایسی حمد وثناء کبھی نہ کہی ہوگی پھر حضرت ﷺ حمد وثناء بیان کرتے ہوئے سجدے میں گر پڑیں گے بعض کہتے ہیں کہ سات دن تک سجدے میں رہیں گے اور بعض کہتے ہیں کہ چودہ دن تک سجدے میں پڑے رہیں گے پھر حق تعالیٰ جل شانہ فرمائے گا اے حبیب میرے تو اپنے سر کو اٹھا اور ہم سے سوال کر کہ میں قبول کروں گا پھر حضرت ﷺ روتے ہوئے عرض کریں گے کہ الٰہی میری امت کے لوگ دوزخ میں جل گئے اور اپنی سزا کو پہنچے الٰہی ان کو دوزخ سے نکال کر بہشت میں داخل کر جناب الٰہی فرمائے گا کہ میں نے تیری شفاعت قبول کی تو اب جا اور ان کو میرا سلام پہنچا اور نکال دوزخ سے جس کسی نے صدق دل سے کہا ہو لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ یہ سنتے ہی آپ بے تامل اٹھ کھڑے ہوں گے اور مقام شفاعت میں آکر عاصیوں کی شفاعت چاہیں گے اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ میں نے تیری خاطر سے سب کو بخشا۔

یاایھا المشتاقون بنورِ جمالہ
صلوا علیہ وآلہ

الٰہی ہزاروں درود و سلام
ہوں روحِ پیمبر پہ نازل مدام

اشعار

مومنو کچھ غم نہیں محشر کا امت کیلیے
نامِ احمد حرزِ جاں ہے ہر مصیبت کیلیے
چار یارِ باصفا میں جو نہ ہوتی بوئے شہ
منتخب ہوتے نہ وہ ہرگز خلافت کیلیے

دیکھنا کیا شور ہوگا عاصیوں میں اس گھڑی
تخت پر بیٹھے گا جب خالق عدالت کیلیے
اس کو کچھ اصلا نہیں غم روزِ محشر کا ذرا
ہوں جنابِ مصطفیٰ جس کی حمایت کیلیے
رحمۃ للعالمین اللہ نے تم کو کیا
تم ہو رحمت کیلیے رحمت ہے امت کیلیے
مومنو کیا خوف ہے تم کو عذابِ قبر کا
نامِ احمد پاس رکھتے ہو حفاظت کیلیے
نارِ دوزخ کا نہیں کچھ خوف مجھ کو اے نعیم
حبِ زلف شاہ کافی ہے شفاعت کیلیے

الغرض تب آپ دوزخ کی طرف تشریف لے جائیں گے مالک آپ کے حکم سے دروازہ دوزخ کا کھول دے گا آنحضرت ﷺ سب گنہگاروں کو دوزخ سے نکلوا کر نہر آبِ حیوان میں غسل دلوائیں گے جب اس سے نکلیں گے تو ان سب کا بدن سرخ مثل کندن کے چمکتا ہوگا اور بسبب خوشبو کے مہکتا ہوگا پھر اللہ تعالیٰ کا حکم رضوان بہشت کے داروغہ کو ہوگا کہ امت محمدی ﷺ کے واسطے کئی لاکھ براق بہشت سے لے کر نہر الحیات کے پاس لے جا یہ فرمان سن کر رضوان ملائکہ بہشت سے ارشاد کرے گا کہ تم سب براقوں کو سجا کر پاس نہر الحیات کے لے جاؤ اور امت محمدی کو سوار کر کے بہشت کے دروازے پر پہنچاؤ غرض کہ لاکھوں فرشتے براقوں کو جواہرات کے زین سے آراستہ کر کے حضرت ﷺ کی خدمت بابرکت میں لائیں گے اسی وقت آپ اپنی تمام امت کو سوار کرائیں گے اور آپ خود تخت رفرف پر سوار ہو کر سب کے آگے چلیں گے اور ہر طرف سے ملائکہ نورانی جلوس میں ہو کر طرقوا طرقوا پکارتے ہوں گے اور ہر

ایک عورتیں نماز گزارنے والیاں اپنے خاوند کی مطیع نور کے ہودج میں بیٹھ کر اپنے اپنے خاوند کے ساتھ بہشت کی طرف چلیں گی اور اس جلوس میں ہر مرد اور عورت کے سر پر چڑیاں خوبصورت رنگ والیاں اپنی اپنی بولیاں بولتی ہوں گی اور فرشتے حاملان عرش تماشا دیکھتے ہوں گے جب اس طرح سواریاں کنارے بہشت کے آ کھڑی ہوں گی تو رضوان ان لوگوں کے استقبال کے واسطے آئے گا اور کمال خوشی سے یہ آیت زبان پر لائے گا کہ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوهَا خَالِدِيْنَ یعنی سلامتی ہو او پر تمہارے تم خوش ہوئے پس داخل ہو اس بہشت میں ہمیشہ کو یعنی اب کبھی تم نہ نکلو گے یہ آیت سن کر سب امت محمدی ﷺ اپنے پیغمبر صاحب کے ہمراہ ہو کر بہشت میں داخل ہوں گے جب لوگ مکانات اور باغات اور نہریں بہشت کی دیکھیں گے تو مارے خوشی کے یہ آیت شریف پڑھیں گے۔ الحمد للّٰہ الذی صدقنا وعدہ واورثنا الارض نتبوا من الجنۃ حیث نشآء فنعم اجرا العاملین یعنی سب تعریف واسطے اللہ کے ہے کہ جس نے سچا کیا ہم سے اپنے وعدے کو اور وارث کیا ہم کو بہشت کی زمین کا جگہ پکڑیں ہم بہشت میں جہاں چاہیں یعنی یہاں ہم کو کوئی روکنے ٹوکنے والا نہیں پس کیا اچھا ہے ثواب نیک عمل کرنے والوں کا پھر کہیں گے شکر ہے خداوند کریم کا کہ جس نے دور کر دیا ہم لوگوں سے حزن وملال کو اللھم اجعلنا منھم بحرمت نبیك وحبيبك صلی اللہ علیہ وسلم۔

یا ایہا المشتاقون بنورِ جمالہ
صلوا علیہ وآلہ

الٰہی ہزاروں درود و سلام
ہوں روحِ پیمبر پہ نازل مدام

مسلمانوں اللہ تعالیٰ نے وہ نعمتیں بہشت میں پیدا کی ہیں کہ دنیا میں نہ کسی نے

دیکھیں نہ سنیں بلکہ کسی کے خیال میں نہیں گذریں لکھا ہے کہ ادنیٰ قطعہ بہشت کا دنیا کے برابر ہوگا اور جو نعمتیں کہ اس میں مہیا ہیں وہ عقل اور قیاس سے افزوں ہیں کم ترین بندہ کو بہشت میں ستر کوشک ملیں گے اور کوشک میں ہزار سرا اور سرا میں ہزار گھر کہ ہر گھر میں ایک مہینے کا فاصلہ ہوگا اور ستر ستر تخت مرصع اور ہر تخت پر ایک حور نہایت خوش جمال بیٹھی ہوگی اور ستر پرستاران خوبصورت دست بستہ اسکے سامنے کھڑی ہوں گے ہر کوشک کا ایک مہتمم واسطے آرائش کے موجود رہے گا اور ستر فرشتے نوبت نقارے کی ہر کوشک کے دروازے پر بجایا کریں گے اور جنتی براق پر سوار ہوکر اپنی حدود مقبوضہ کی سیر کیا کریں گے اور براق ہوا پر اڑے گا اور ہر کوشک پر لیے پھرے گا کچھ حاجت باگ پھیرنے کی نہ ہوگی اسی طرح انہتر کوشکوں کی سیر کرائے گا پھر ایک کوشک نور کا نظر آئے گا کہ اگر اس کی روشنی دنیا میں آپڑے دیکھنے والوں کی آنکھ خیرہ ہو جائے اور کوشک کے خادم کمال تعظیم اور تکریم سے پیش آئیں گے اور دوڑ کر اس کی رکاب چومیں گے اس کوشک میں ستر تخت ہوں گے ہر تخت پر ہزار خلعت مرصع کرسیوں کے اوپر رکھے ہوں گے اور ہر تخت کے ننانوے پائے اور ہر ایک پائے سے دوسرے پائے تک ایک برس کی راہ کا فاصلہ ہوگا جب مسلمان چاہے گا کہ اس پر قدم رکھے وہ تخت سر جھکالے گا اور جب مسلمان قدم اس پر رکھے گا وہ سر اٹھالے گا اور بلندی اس کی نوے برس کی راہ ہوگی اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے سب مسلمانوں کو ایسا مقام نصیب کرے اور دنیا میں توفیق صوم اور صلوٰۃ اور حج وزکوٰۃ کی عنایت فرمائے بحرمت محمد وآل محمد ﷺ

روایت ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے کہ قیامت کے دن موت ابلق بھیڑ کی صورت پر لائی جائے گی اور بہشت والوں سے کہا جائے گا کہ تم اس کو پہچانتے ہو سب بولیں گے کہ البتہ ہم پہچانتے ہیں کہ یہ موت ہے پھر منہ کو دوزخ کی طرف کرکے کافروں کو دکھلائیں گے ان سے فرشتے کہیں گے کہ تم پہچانتے ہو کہ یہ کون ہے کافر کہیں گے کہ

ہاں یہ موت ہے پھر موت کو درمیان جنت اور دوزخ کے ذبح کریں گے تب فرشتے جنت کی طرف متوجہ ہوکر کہیں گے اے اہل بہشت اب تم ہمیشہ بہشت میں چین وآرام کرو اب تم کو کچھ خوف ہے نہ رنج اب تمہاری موت بھی ذبح ہوگئی اب کبھی تم کو موت نہ آئے گی سب پکار کر بولیں گے الحمدللہ ہم کو اللہ تعالیٰ نے بہشت کا وارث کر دیا جو وعدہ ہمارے رب نے ہم سے کیا تھا سو پورا ہوا پھر ملائک دوزخ کی طرف اپنا منہ کرکے کہیں گے اے دوزخیو تمہاری موت ذبح ہوئی ہے اب تمہاری موت کو موت آئی اب تم ہمیشہ دوزخ میں پڑے رہو تم کافر اور مشرک تھے بہشت تم پر حرام ہے اب تم پکارو ان کو جن کو تم دنیا میں سوائے خدا کے مدد کے واسطے پکارتے تھے اور بلاؤ ان کو جن کو خدا کا شریک ٹھہراتے تھے پھر کافر کچھ جواب نہ دیں گے جب سارے کافر یہ طعنہ تشنیع سنیں گے تو مایوس ہوکر کہیں گے اب ہماری آس دوزخ سے نکلنے کی نہیں رہی پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے آواز سنیں گے کہ جیسے تم ہم کو اور آج کے دن کو دنیا میں بھول گئے تھے اب ہم نے بھی تم کو فراموش کیا پھر دروازہ دوزخ کا بند ہو جائے گا کبھی نہ کھلے گا الٰہی بطفیل اپنے حبیب کے ہم سب مسلمانوں کو باایمان دنیا سے اٹھانا اور اپنے قہر سے بچانا۔

حدیث شریف میں روایت ہے کہ جب جہنم کو قیامت کے دن کھڑا کریں گے تو سارے پیغمبر اپنی اپنی امت کے ساتھ اس کے کنارے کھڑے ہوں گے اور سب کے نامہ اعمال ہاتھ میں دیئے جائیں گے اور جب دوزخ کو دیکھیں گے اور اس کی آواز کو پانچ سو برس کی راہ سے سنیں گے تو ہر شخص کہہ اٹھے گا نفسی نفسی یہاں تک خلیل اللہ بھی نفسی نفسی بول اٹھیں گے ہر پیغمبر اپنی اپنی امت سے کہے گا کہ ہم کو طاقت بخشانے کی نہیں ہے ہم اپنے حال میں گرفتار ہیں پھر ہمارے حضرت ﷺ بولیں گے امتی امتی پس جس وقت آگ ان کے نزدیک آئے گی تو جناب پیغمبر خدا ﷺ فرمادیں گے کہ اے آگ طفیل نمازیوں کے اور طفیل صدقہ دینے والوں کے اور طفیل روزہ داروں

کے ان لوگوں کے پاس سے چلی جاوہ نہ جائے گی پھر جبرئیل علیہ السلام کہیں گے یا رسول اللہ ﷺ یوں کہیے کہ اے آگ تصدق رونے والوں کے اور طفیل توبہ کرنے والوں کے ان کے پاس سے چلی جا جب حضرت ﷺ اس طرح سے کہیں گے پھر وہ آگ چلی جائے گی حاصل کلام ہمارے حضرت ﷺ کے اس دن ستر ہزار فرشتے جلوس میں ہوں گے اور براق پر سوار ہو کر میدان حشر میں تشریف لائیں گے تاج شفاعت کا سر پر رکھا ہوا اور لباس بہشتی بدن مقدس پر اور ایک نشان آپ کے ہاتھ میں ہوگا کہ آدم اور ان کی اولاد سب اس کے نیچے ہوں گے اور سب آپ کے پیچھے ہوں گے جب اس جاہ و جلال کے ساتھ پروردگار کے حضور میں جائیں گے ایک کرسی نور کی عرش کے قریب بچھائی جائے گی آپ اس پر جلوس فرمائیں گے اس روز آپ کو دربار بادشاہ حقیقی میں نسبت وزارت حاصل ہوگی جس کی آپ شفاعت فرمائیں گے بخشا جائے گا اور جو عرض کریں گے پروردگار عالم اپنی عنایت بے غایت سے اسے منظور فرمائے گا جس وقت آپ کی صاحبزادی حضرت زہرا رضی اللہ عنہا صراط پر تشریف لے جائیں گی منادی ندا کرے گا کہ اے اہل محشر اپنے سر جھکالو اور آنکھیں بند کرلو کہ آپ کی صاحبزادی صراط سے گزرتی ہیں پس بجلی کی طرح گزریں گی اور آپ کو اس دن حوض کوثر دیا جائے گا پانی اس کا دودھ سے سفید اور شہد سے میٹھا اور برف سے زیادہ ٹھنڈا اور مشک سے زیادہ خوشبودار ہوگا چاندی سونے کے آبخورے گرد رکھے ہوں گے بھوک اور پیاس کے مارے غول کے غول آئیں گے اور آپ ان کو آب کوثر پلائیں گی ایک قطرہ جس کے حلق میں جائے گا تمام دن قیامت کے پچاس برس کا ہے بھوک اور پیاس سے محفوظ رہے گا گویا تمام اہل محشر اس دن آپ کے مہمان ہوں گے اور میدان حشر میں آپ ہی کا منہ تکیں گے آخر آپ عمامہ سر سے اتار کر سجدہ کریں گے حکم ہوگا اے محمد سر اٹھاؤ اور جو کہنا ہو کہو کہ تمہاری بات سنی جائے گی اور جو مانگو تمہیں دیا جائے گا اور

شفاعت کرو تمہاری شفاعت قبول ہوگی آپ سر اٹھا کر عرض کریں گے رب امتی اے رب میرے امت میری بخش دے پھر آپ اپنے ہاتھ سے بہشت کا قفل کھول کر لوگوں کو اس میں داخل کریں گے اور امت کے حال پر متوجہ ہوں گے تو اس وقت معلوم ہوگا کہ ابھی چوتھائی بہشتی آپ کی امت سے ہیں اور ہزاروں لاکھوں آدمی دوزخ میں جلتے ہیں آپ نہایت غمگین ہوں گے اور جناب الٰہی میں عرض کریں گے اور بخشوائیں گے یہاں تک کہ جن کے دل میں رائی برابر ایمان ہوگا بخشا جائے گا آپ کی شفاعت اور خدا کی رحمت سے کوئی جہنم میں نہ رہے گا سوا اس کے جو خالدین فی النار یعنی ہمیشہ رہنے والا دوزخ میں۔ اشعار

نبیوں میں جو ہے محمد ہے محمد ہے
حبیب خالق اکبر محمد ہے محمد ہے

حیاتِ مرگ میں بھولا نہ وہ بخشش امت کی
محبو شافعِ محشر محمد ہے محمد ہے

مٹائی پرتوِ رخ سے کفر کی ظلمت
سپہر حسن کا نیر محمد ہے محمد ہے

نہیں کچھ دستگیری خضر کی درکار ہے ہم کو
ہمارا ہادی و رہبر محمد ہے محمد ہے

ستارے کی طرح روشن ہیں سارے انبیاء مرسل
مگر ان میں میرا نور محمد ہے محمد ہے

نہ رکھو عاصیو زنہار تم کچھ خوف محشر کا
تمہارا مونس و یاور محمد ہے محمد ہے

نہ ہوں کیوں مدح خواں اس کا دل و جاں سے میں اے ہمسر
مرا آقا مرا سرور محمد ہے محمد ہے

یا ایھا المشتاقون بنورِ جمالہٖ
صلوا علیہ وآلہٖ

الٰہی ہزاروں درود و سلام
ہوں روحِ پیمبر پہ نازل مدام

روایت ہے کہ جب مسلمان قبروں سے اٹھیں گے تو حساب کتاب تک سب کی زبان سریانی ہوگی اور جب کہ بہشت میں داخل ہوں گے تو سب کی زبان عربی ہو جائے گی حدیث شریف میں لکھا ہے کہ جب مسلمان حساب کتاب سے فارغ ہو کر بہشت کی طرف چلیں گے جو عمل نیک غالب ہوگا اسی عمل کے دروازے سے پکارے جائیں گے مثلاً کسی نے بے ریا نمازیں بہت پڑھی ہوں گی اس کو باب الصلوٰۃ سے ملائک پکاریں گے اور جس نے روزے بہت رکھے ہوں گے اس کو باب الریان سے پکاریں گے اور جس نے جہاد کیا ہے اس کو باب الجہاد سے بلائیں گے اور جس نے صدقہ بہت دیا ہے اس کو باب الصدقہ سے پکاریں گے اور جو شخص ہر وقت ذکر الٰہی میں مصروف رہتا ہے اس کو باب الذکر سے پکاریں گے یہ حدیث سن کر ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ بھلا کوئی ایسا شخص بھی ہے کہ اس کو ہر دروازے سے پکاریں گے آپ نے فرمایا کہ مجھ کو امید ہے کہ تجھ کو فرشتے ہر دروازے سے پکاریں گے نقل ہے یہ حدیث مشکوٰۃ شریف سے۔ سبحان اللہ کیا اچھا مرتبہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا ہے کہ ان کو ہر دروازے سے ملائک پکاریں گے کہ ہمارے در سے ہو کر بہشت میں جاؤ۔

روایت ہے کہ جب لوگ بہشت کے اندر جائیں گے تو آس پاس حوض کوثر

کے کھڑے ہوں گے اور اس حوض کا پانی برف سے زیادہ ٹھنڈا اور دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا اور گلاب اور کیوڑے سے زیادہ خوشبو آتی ہے اور وہ حوض جو چوگرد جواہرات اور یاقوت سے جڑا ہے اور کٹورے اس میں سنہرے اور روپہلے تیرتے ہیں ان کٹوروں میں ایسی چمک ہے کہ جیسے آفتاب کی چمک ہو ملائکہ کی اس کی چمک سے آنکھ جھپک جاتی ہے لیکن ان کٹوروں کی طرف سب کی آنکھ تکتی رہ جائے گی اور وہ حوض اس قدر چوڑا ہے اگر کوئی تیز رو گھوڑا اس طرف سے اس طرف کو جائے تو ایک مہینے میں پہنچے کتاب بہشت میں لکھا ہے کہ حوض کوثر کے اوپر ایک منبر نور کا رکھا ہے اس پر جناب رسالت مآب ﷺ بیٹھیں گے اور اس حوض کے چاروں کونوں پر چار یار باوقار بیٹھے ہوں گے پہلے رسول اللہ ﷺ کٹورا حوض سے بھر کر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو دیں گے اور وہ دوسرے کونے پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو حوالے کریں گے اور وہ تیسرے کونے پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچائیں گے اور وہ چوتھے کونے پر حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو سپرد کریں گے پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت ﷺ حوض کوثر کا پانی سب مسلمین کو عطا کریں گے وہ پانی اس قدر سرد ہے کہ جو کوئی ایک بار اس کو پئے پھر پیاس نہ لگے اور جو کوئی نشہ کھائے یا پیوے اس کو حوض کوثر کا پانی نہ ملے گا اور فرمایا حضرت ﷺ نے کہ جنت الفردوس سے چار نہریں نکلی ہیں وہ سب بہشتیوں کے مکانوں کے تلے جاری ہیں ایک نہر تو خالص پانی کی اور دوسری دودھ کی اور تیسری شراب طہور کی اور چوتھی شہد خالص کی چنانچہ اللہ تعالیٰ خبر دیتا ہے قرآن شریف میں فِيهَا أَنْهَارٌ مِّن مَّاءٍ غَيْرِ آسِنٍ وَأَنْهَارٌ مِّن لَّبَنٍ لَّمْ يَتَغَيَّرْ طَعْمُهُ وَأَنْهَارٌ مِّنْ خَمْرٍ لَّذَّةٍ لِّلشَّارِبِينَ وَأَنْهَارٌ مِّنْ عَسَلٍ مُّصَفًّى یعنی بیچ اسی بہشت کے نہریں ہیں پانی سے بن بگڑا ہوا یعنی اس نہر کا پانی بہت صاف ہے ذرا گندلا نہیں اور نہریں ہیں دودھ کی کہ نہ بدلا گیا مزا ان کا یعنی ان نہروں میں ایسا دودھ ہے کہ کبھی سڑتا اور جمتا نہیں او

نہ کبھی کھٹا ہوتا ہے اور نہریں ہیں شراب طہور کے مزا دینے والی واسطے پینے والوں کے یعنی اس کے پینے سے تمام بدن میں خوشبو آئے گی اور نہریں ہیں شہد صاف کیے گئے کی یعنی ان نہروں میں کوڑا کرکٹ اصلا نہ ہوگا جس وقت مسلمین ان نہروں سے کچھ نوش کریں گے اس وقت سب کے دلوں سے بغض اور کینہ اور حسد دفع ہو جائے گا یعنی کوئی آپس میں یہ خیال نہ کرے گا کہ میرا درجہ کیوں کم ہے اور اس کا کیوں زیادہ ہے اور کوئی بات لغو کی اور جھوٹ کی نہ بولے گا جیسا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد کرتا ہے۔ لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا وَّلَا كِذّٰبًا یعنی نہ سنیں گے بیچ اسی بہشت کے کوئی بات لغو کی اور جھٹلانا اور دوسری جگہ فرماتا ہے لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا وَّلَا تَاْثِيْمًا اِلَّا قِيْلًا سَلٰمًا سَلٰمًا یعنی نہ سنیں گے بیچ اس کے کوئی بات بیہودہ اور نہ گناہ کی باتیں مگر یہی کہنا سلام ہے سلام ہے یعنی بہشت میں ٹھٹھے بازی اور واہیات نہیں ہے مگر جب مسلمان ملکر آپس میں سلام علیک کا چرچہ کریں گے اور مبارک باد دیا کریں گے اور وہاں تھوک اور میل کچیل نہ ہوگا اور پیشاب اور جاضرور کی حاجت نہ ہوگی اور عورتیں حیض اور نفاس سے پاک رہیں گی اور بہشت میں داڑھی اور مونچھ یا اور جگہ کے بال اصلا نہ ہوں گے مگر سر کے بال اور بھویں اور پلکیں سب کی ہوں گی مگر قاضی ثناء اللہ پانی پتی نے اپنے رسالہ میں لکھا ہے کہ بہشت میں داڑھی سوائے حضرت آدم اور حضرت ابراہیم اور حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہم السلام کے اور کسی کی نہ ہوگی واللہ اعلم اور بہشت میں سب کچھ کھائیں گے بدن میں پسینہ آ جائے گا اور ڈکار خوشبو کی آ کر سب کھانا ہضم ہو جائے گا یوں آرام تو ہر طرح کا حاصل رہے گا مگر نیند نہ آئے گی اور نہروں کی دو طرف درختوں کی ڈالیاں جھکی ہیں جس وقت جنتی اپنے اپنے مکانوں سے نکل کر نہروں پر سیر کرنے آئیں گے تو وہاں کرسیوں پر بیٹھ جائیں گے اور ہر نہروں سے کبھی دودھ اور کبھی شراب طہور اور کبھی آب خالص اور کبھی شہد نوش کریں گے جو لوگ نشہ پیتے ہیں ان کو نہروں کی

کیچڑ بھی نصیب نہ ہوگی۔

یا ایھا المشتاقون بنورِ جمالہ
صلوا علیہ وآلہ

الٰہی ہزاروں درود و سلام
ہوں روحِ پیمبر پہ نازل مدام

علاوہ اس کے ان نہروں کے بہشت میں اور تین چشمے جاری ہیں ایک کا نام کافور اور دوسرے کا نام زنجبیل اور تیسرے کا نام سلسبیل ہے اور ان تینوں چشموں کے پانی ہر ایک جنتیوں کے مکان میں حوضوں کے اندر بھرے ہوں گے اور ان چشموں کے اوپر برتن چاندی کے اور آبخورے شیشے کے رکھے ہوں گے اور وہ برتن اور آبخورے بہشتیوں کے گرد پھریں گے گویا زبان سے یوں کہیں گے کہ ہم کو ان چشموں سے پانی بھر کر پیو چنانچہ اللہ تعالیٰ خبر دیتا ہے اس مضمون سے وَيُطَافُ عَلَيْهِمْ بِاٰنِيَةٍ مِّنْ فِضَّةٍ وَّاَكْوَابٍ كَانَتْ قَوَارِيْرَا قَوَارِيْرَ مِنْ فِضَّةٍ قَدَّرُوْهَا تَقْدِيْرًا وَيُسْقَوْنَ فِيْهَا كَاْسًا كَانَ مِزَاجُهَا زَنْجَبِيْلًا عَيْنًا فِيْهَا تُسَمّٰى سَلْسَبِيْلًا یعنی اور پھرائے جائیں گے اوپر انہیں بہشتیوں کے برتن چاندی کے اور آبخورے شیشے کے بنائے ہوئے چاندی کے یعنی اس کا روپا شفاف ہے کہ جیسا شیشہ چمکتا ہوا اندازہ کیا ہے اس کو اندازہ کرنا اور پلائے جائیں گے بیچ اس کے پیاسے کہ ملونی ہے اسی کے سونٹھ کی ایک چشمہ ہے اس میں کہ نام اس کا سلسبیل ہے مشارق کی حدیث میں لکھا ہے کہ ایک شب حضرت ابراہیم علیہ السلام ہمارے حضرت ﷺ کو خواب میں دکھلائی دیئے کہا کہ اے محمد ﷺ تم اپنی امت سے میرا پیغام کہو کہ بہشت میں اچھی اچھی نہریں ہیں اور صاف میدان ہے اس میں درخت نہیں اکثر کلمہ مجید پڑھا کرو کہ اس کی برکت سے تمہارے واسطے بہشت میں درخت پیدا ہوں اب آگے بہشت کے باغوں کا احوال سن لینا چاہیے کہتے

ہیں کہ سب بہشتیوں کے مکان کے سامنے دو طرفہ باغ خوشگوار لگے ہیں اور ایک درخت کا سایہ اتنا بڑا ہے کہ اگر اس کے نیچے کوئی سوار گھوڑا دوڑائے تو سو برس میں دوسرے درخت کے سایہ میں پہنچے اور وہاں درختوں کی جڑ اوپر کی طرف ہے اور شاخیں نیچے جھکی ہیں کہ بے تکلف بیٹھے بیٹھے لیٹے لیٹے میوے توڑے اور نوش جان کرے ایک ایک درخت میں ہر رنگ کے پتے ہیں اور کوئی شاخ موتیوں کی اور کوئی زمرد کی ہے اور کوئی شاخ سونے اور روپے کی بھی ہے اور ایک ایک میوہ اونٹ کی کھال کے برابر ہے اگر وہ توڑ کر کھائے تو شہد سے زیادہ شیریں اور کیوڑے سے زیادہ خوشبو آتی ہے اور جس وقت بہشتی لوگ میوہ کھانے کا قصد کریں گے تو اس وقت شاخیں منہ کے آگے آ لگیں گی چنانچہ اللہ تعالیٰ بشارت دیتا ہے۔ وَدَانِيَةً عَلَيْهِمْ ظِلَالُهَا وَذُلِّلَتْ قُطُوفُهَا تَذْلِيلًا یعنی اور نزدیک ہوں گے اوپر ان کی سایہ انہیں درختوں کے اور نزدیک لیے جائیں گے میوے ان کے از روئے نزدیک کریں گے اور بعض میوہ بہشت کا ایسا لطیف ہے کہ جب کوئی اس کو توڑے گا تو ایک عورت نوجوان حسین خوش انداز اور خوش لباس اور خوش کلام اس میں سے نکل کر اس شخص کی خادمہ ہوگی اور ہر بہشتیوں کا قد حضرت آدم علیہ السلام کے قد کے برابر ہوگا یعنی انہیں ہاتھوں سے ساٹھ ہاتھ کا باقی سب اعضاء اسی کے موافق اور سب کے سب خوش وضع تینتیس برس کی عمر میں ہوں گے اور دمبدم ذکر الٰہی میں مشاغل رہیں گے جس طرح لذت ظاہری سے مالا مال ہوں گے اسی قدر باطن بھی نور الٰہی سے معمور ہوگا اور بہشت میں ایک درخت ہے کہ نام اس کا طوبیٰ ہے وہ درخت جناب محمد مصطفیٰ ﷺ کے مکان میں اگا ہے اور اس کی شاخ ہر امتی کے مکان میں ہے اور اس درخت کے پتوں میں ایسا رنگ ہے کہ گویا ہر باغ کا پھول خوشبودار کھلا ہوا اور جب اس کے پتوں میں ہوا لگتی ہے تو اس قدر آواز مست آتی ہے کہ گویا گت لگی ہو۔

یا ایھا المشتاقون بنورِ جمالہ
صلوا علیہ وآلہ

الٰہی ہزاروں درود و سلام
ہوں روحِ پیمبر پہ نازل مدام

بیہقی نے عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے نقل کی ہے کہ جب امت محمدی دولت دیدار سے مشرف ہو کر اپنے اپنے مکان کی طرف چلیں گے تو ملائک صف باندھ کر رکوع سجود میں مشغول ہوں گے ان کو اسی حال میں تجلی عنایت ہوگی اور عورتوں کو دیدار الٰہی دیکھنے میں اختلاف ہے بعضے علماء قائل ہیں اور بعضے منکر واللہ اعلم۔

روایت ہے کہ جب اہل بہشت کو پھر اسی ہزار برس گزر جائیں گے ایک روز عین تجلی کے وقت حکم ہوگا کہ اے میرے بندو اب تم کو کس طرح کی آرزو باقی ہے سب عرض کریں گے کہ خداوند تیری عنایت سے سب مطلب بر آئے ہم اپنے استحقاق سے زیادہ کامیاب ہوئے حکم ہوگا کہ ساری نعمتوں سے افضل ایک نعمت اپنی خوشنودی کی تم کو عطا کرتا ہوں کہ پھر میں کبھی تم سے ناراض نہ ہوں گا یہ کلام سنتے ہی اہل جنت بہت خوش ہوں گے بلکہ اس وقت بہشت کی نعمتوں کو بھی بھول جائیں گے بلکہ اس مضمون کا شعر عرض کریں گے۔

مطلب بہشت سے ہے نہ حور و قصور سے
مولا ہے ہم کو کام رضائے حضور سے

روایت ہے کہ اشیائے دنیاوی سے چند چیزیں بہشت میں اچھی اچھی صورتیں بن کر جائیں گی اور ہمیشہ رہیں گی ایک تو حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کا دنبہ اور ناقہ حضرت صالح علیہ السلام کا اور کتا اصحاب کہف کا اور کعبہ شریف اور کوہ طور اور بیت المقدس کا پتھر اور استوانہ حنانہ اور منبر شریف جناب رسول اللہ ﷺ کا ان سب کو بہشت میں موقع سے

لاکر رکھیں گے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

اللہ تعالیٰ اس فقیر عاجز گنہگار روسیاہ کو اور سب بھائی مسلمین اور مسلمات کو بہشت کے مکان اور دیدار اپنا دکھا اور یہ میں مناجات تیری درگاہ میں کرتا ہوں اس کو قبول فرما یارب العالمین۔

شفیع الوریٰ اے حبیبِ خدا
شہِ دوسرا اے حبیبِ خدا

گرفتارِ غم ہے یہ زار و نحیف
کرو تم رہا اے حبیبِ خدا

یہ عاشق ترا ہے بہت مضطرب
رخ اپنا دکھا اے حبیبِ خدا

میں اب دردِ دل اپنا کس سے کہوں
تمہارے سوا اے حبیبِ خدا

جہاں میں ہوئے گو پیمبر بہت
نہ تم سا ہوا اے حبیبِ خدا

تمہارے سبب عاصیوں کو سدا
ہے رتبہ ملا اے حبیبِ خدا

خجل کیوں نہ ہر مہروش تجھ سے ہو
تو ہے مہ لقا اے حبیبِ خدا

نہ ہو کیوں نبیوں پہ تم کو شرف
خدا ہے فدا اے حبیبِ خدا

تو اعجاز میں انبیاء سے بڑھا
نہیں ہے چھپا اے حبیبِ خدا

ترا دیکھا جب نور جبریل نے
ہوا وہ فدا اے حبیبِ خدا

نہ کس طرح دنیا سے ظلمت ہو دور
ہے جلوہ تیرا اے حبیبِ خدا

میں دیکھوں رخِ پاک کو آنکھ سے
تو پردہ اٹھا اے حبیبِ خدا

تمہارے سوا کس نے انگشت سے
قمر شق کیا اے حبیبِ خدا

شجر اور حجر جانور نے تجھے
کہا برملا اے حبیبِ خدا

تو ہے چارۂ دردِ جسمِ مریض
میری کر دوا اے حبیبِ خدا

ترا کشتۂ ہجر ہے قربِ مرگ
تو آ کر چلا اے حبیبِ خدا

زیارت کا ہے کب سے امیدوار
تمہارا گدا اے حبیبِ خدا

کیا جس سے وعدہ نہ بھولا کبھی
تو ہے باوفا اے حبیبِ خدا

مریضِ غمِ عشق مر جائے گا
اسے دے شفاء اے حبیبِ خدا

ہمارا نہیں کوئی حامی کفیل
تو سن مدعا اے حبیبِ خدا

صدا کہہ کے قم تم نے مُردوں کو صاف
دیا ہے جلا اے حبیبِ خدا
سوا تیرے مُہرِ نبوت کسے
ہوئی ہے عطا اے حبیبِ خدا
خدا خود ہے مدّاح قرآن میں
کروں کیا ثناء اے حبیبِ خدا
ترے نور میں چھپ گئے سب کے نور
عجب ہے ضیائے حبیبِ خدا
مدینے میں ہُنر کو بھی بلوایئے
یہ ہے التجا اے حبیبِ خدا
یاایھا المشتاقون بنورِ جمالہٖ
صلوا علیہ وآلہٖ
الٰہی ہزاروں درود و سلام
ہوں روحِ پیمبر پہ نازل مدام

سبحان ربك رب العزة عما یصفون وسلام علی المرسلین والحمدلله رب العالمین۔

فاتحہ

مسکین تو پڑھ لے آج محمد پہ فاتحہ
خوش ہوگی تجھ سے روح جنابِ رسول آج
یا رب بفضلِ ذات محمد وآلہ
ہووے ہمیں سعادتِ عقبیٰ حصول آج

ذکرِ نبی میں دولتِ عقبیٰ کمائیں گے
دنیا میں کیا کمائیں گے ہم خاک دھول آج
یا رب میرے نصیب کچھ ایسے نصیب ہوں
درگاہِ مصطفیٰ پہ چڑھاؤں میں پھول آج
سجدے میں حق کے جا کے دعا یہ کروں بدل
صدقے میں مصطفیٰ کے ہو شاید قبول آج

مناجات خاتمہ میلاد بدرگاہِ قاضی الحاجات

مومنو عجز و التجا کے ساتھ
اب دعا کے لیے اٹھاؤ ہاتھ
اے خدا صدقہ کبریائی کا
صدقہ اس نورِ مصطفائی کا
سیدھا رستہ چلائیو ہم کو
پیچ و خم سے بچائیو ہم کو
کینہ دھو مومنو کے سینہ سے
پاک ہو جائے سینہ کینہ سے
مرتے دم غیب سے مدد کیجیو
ساتھ ایمان کے اٹھا لیجیو
دین و دنیا میں آبرو دیجیو
دونوں عالم میں سرخرو کیجیو
سب کو اک راہِ حق دکھا یا رب
دور ہو اختلافِ بے جا سب

دین ہو دینِ احمدیؐ کلؐ کا
ہو طریقہ محمدی کل کا
ہے خدا تو بڑا سمیع و مجیب
بے مرادوں کو کر مراد نصیب
کل مریضوں کو تندرستی دے
ناتوانوں کے تن میں چستی دے
بے وطن کو وطن میں پہنچا دے
قید سے قیدیوں کو چھڑوا دے
جو ہیں مظلوم ان کی سن فریاد
اور کر غمزدوں کے دل کو شاد
جب دمِ واپسیں ہو یااللہ
لب پہ ہو لا الٰہ الا اللہ

الحمد للہ والمنہ کہ دریں زمان برکت توامان رسالہ لاجواب قاسم اجر ثواب و ذکر ولادت باسعادت حبیب اکبر محمد مصطفیٰ ﷺ مسمی بہ میلاد چراغ مدینہ اس عاصی پر معاصی نے بدقت تمام اور محنت مالا کلام کتابوں معتبر سے چن کے تالیف کیا ہے امیدوار سہو ونسیان کا صاحبان عالیشان سے ہے جہاں کہیں فتور اور قصور ملاحظہ فرمائیں اصلاح سے افسوس نہ فرمائیں۔

قطعۂ تاریخ شروع تالیف

محمد حسین اہلِ دل باخدا
کریم النفس دستگیرِ منیر

خرد مند دانا و عالی وقار
مطیعِ رسول شہ والاقدر
ز فضلِ خداوند ربِ جلیل
رقم کرد مولود خیر البشر
زنعتِ پیمبر علیہ السلام
بسلکِ سخن سفت لعل و گہر
زفرطِ فراست زطبعِ رواں
وشرعِ متین شدہ باخبر
یکے دوست فرمود از من ظہور
کہ داریم تاریخ مدِ نظر
بچشمِ تامل چوکردیم غور
خرد گفت اے شاعرِ پرہنر
بخواں سن عیسوی سالِ نو
چراغِ مدینہ شدہ جلوہ گر
۱۸۸۶ء

ترکیب فاتحہ حضرت غوث الاعظم قطب العالم
شیخ عبدالقادر سیّد محی الدین جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

بعد طہارت بدن باوضو باادب تمام روبقبلہ بیٹھ کر گیارہ بار درود پڑھ کر سورۂ فاتحہ آٹھ بار سورۂ اخلاص گیارہ بار اور کہے بروح پاک قطب العالمین سلطان المحبوبین غوث الاعظم محی الدین اور محمد سیّد عبدالقادر جیلانی العراقی بادشاہ شہید یاز اللہ پھر گیارہ نام آپ کے کہے سیّد محی الدین، شیخ محی الدین، ولی محی الدین، بادشاہ محی الدین، مخدوم

محی الدین، مولانا محی الدین، خواجہ محی الدین، سلطان محی الدین، درویش محی الدین، فقیر محی الدین، غریب محی الدین، وبروح پیر پیروان حضرت بوسعید وبروح خواہر میراں بی بی قصیبہ وبروح جمیع پسران میراں خصوصاً سیّد عبدالوہاب وسیّد عبدالرزاق وسیّد عبدالرحمٰن وبروح جمیع دختران میراں وبروح استاد میراں سیّد عبداللہ رضی اللہ عنہم اجمعین

دوسرا آسان طریقہ یہ ہے

کہ یہ شرائط مذکورۂ بالا درود شریف گیارہ بار سورۂ فاتحہ تین بار سورۂ اخلاص گیارہ بار سورۂ الہٰکم التکاثر ایک بار اور پھر درود شریف گیارہ بار پڑھ کر یہ اشعار پڑھے۔

سید و سلطان فقیر و خواجہ مخدوم و غریب
بادشاہ و شیخ و درویش و ولی مولانہ
میر صالح فاطمہ ثانی اسامی والدین
بوسعید پیر ایشان مردِ حق مردانہ
زینب و بی بی نصیبہ خواہرانِ حضرت اند
بعد ازاں فرزندِ ایشاں جملگی جانانہ

مناجات

اے مرادِ ہمہ عالم بمریداں مددے
غوث اعظم بمنِ بیدل و بے جاں مددے
قبلۂ ہر دو جہاں یا شہِ جیلاں مددے
حالِ زارم بنگر کن بغریباں مددے
جاں بلب آمد و دل خوں شد و چشم ہمہ اشک
برمنِ خستہ جگر عیسیِ دوراں مددے

اگرچہ ماغرق گناہیم ولے میخواہیم
غوثِ اعظم بطفیلِ ہمہ پیران مددے
ذرۂ خاکم و بی تابش و تابم لیکن
ماہِ تاباں مددے مہرِ درخشاں مددے
زودہاں اے شہِ بغداد بفریادم رس
بندۂ عاجز شدم و بی سرو ساماں مددے
آمدم سوے تو اے قبلۂ حاجات بہ بیں
بادشاہِ دو جہانی بغریباں مددے
اندریں دشتِ بلا خیز قدم داشتہ ام
بہرِ آں ہادیِ دین خضر بیاباں مددے
درسیہ خانۂ دل روے ترا بنمائیم
تابتا بم زتو اے شمعِ شبستاں مددے
صبح من از مطلعِ رحمت تابد
بختِ تاریک شدہ شامِ غریباں مددے
گشتہ ام غرق بطوفانِ بلاہا اکنوں
ہست آیم زقدم تابہ زنخداں مددے
بر امید کرم بندہ نوازست غلام
بمن اے قبلۂ جاں کعبۂ ایماں مددے
ایستادہ بدرت ہست شریفِ مہجور
لطف کن لطف بایں قالبِ بے جاں مددے

منقبت پیر دستگیر قدس سرہ القدیر

اے عارفِ راہِ خدایا غوث الاعظم دستگیر
اے رہنمائے اصفیا یاغوث الاعظم دستگیر
زندہ کنی دینِ نبی ظاہر کنی علمِ علی
قدمت بدوشِ ہر ولی یا غوث الاعظم دستگیر
شہبازِ اوجِ ہمتی عنقائے قافِ قدرتی
جاے صدورِ رحمتی یاغوث الاعظم دستگیر
مشہور نامت ہر طرف ہر اولیاء دارد شرف
چوں دُرِ یکتا در صدف یا غوث الاعظم دستگیر
جز تو ندارم من دگر برحالِ زارم کن نظر
بگذار گردم دربدر یا غوث الاعظم دستگیر
ہستم بعصیاں مبتلا برہاں ازیں دام بلا
اے پیرمن سرِّ خدایا غوث الاعظم دستگیر
در بحرِ غم افتادہ ام مرکب بعصیاں راندہ ام
اکنوں کہ من درماندہ ام یاغوث الاعظم دستگیر
افتادہ در رنج و بلا دائم بغمہا مبتلا
دستم بگیر اے رہنما یاغوث الاعظم دستگیر
دارم بدل دردِ نہاں نیک و بدم برتو عیاں
از فضلِ خود کن شادماں یاغوث الاعظم دستگیر
نادم پشیمان و خجل از کردۂ خود منفعل
از فعلِ بددردے بدل یاغوث الاعظم دستگیر

ترکیب فاتحہ حضرت بوعلی شاہ قلندر رحمۃ اللہ علیہ

اگر کوئی شخص آپ کے ذریعہ سے کوئی حاجت یا کسی طرح کی مراد درگاہ جناب باری سے طلب کرے اور اس کی حاجت اور مراد آپ کے ذریعہ سے برآئے تو اس کو لازم ہے کہ آپ کی سہ منی کرے اگر پوری نذر مانی خواہ نصف خواہ چوتھائی غرض کہ جس قدر مانی اسی قدر ادا کرے پوری سہ منی کی ترکیب یہ ہے کہ ایک من آرد گندم ایک من گوشت اور من دہی۔ اگر نصف یا چوتھائی ہو اس کا حساب کرے گھی اور مصالحہ اور لکڑی اور برتن علاوہ اس کے ہیں۔ اوّل طہارت مکان دوسرے بدن تیسرے باوضو ادب تمام روبقبلہ ہوکر درود شریف دس بار سورۂ فاتحہ دس بار آیۃ الکرسی دس بار الم نشرح دس بار قل ھو اللہ دس بار پھر درود شریف دس بار پڑھ کے ہر ایک نام پر اس کا ثواب بخش دے اور شرط اس میں یہ ہے کہ گیارہ آدمی ہوں اور ہر ایک آدمی ایک ایک نام پر ترتیب وار فاتحہ دے اگر گیارہ آدمی نہ جمع ہوسکیں دو ایک کم ہوں ناچاری کو ایک آدمی دو فاتحہ کردے نام یہ ہیں حضرت رسول مقبول ﷺ' قلندر صاحب' والد قلندر صاحب' والدۂ قلندر صاحب' احمد خان صاحب' مبارز خان صاحب' مولانا شہباز خان صاحب' نظام الدین عراقی صاحب' فخر الدین عراقی صاحب' شرف الدین یحییٰ منیری صاحب' حافظ جمال صاحب

قطعاتِ تاریخ از مؤلفِ رسالہ

نوشتم چو میلاد خیر الوریٰ
شدہ فکر تاریخ طبعش مرا
عطاشد سنش از دلِ مصطفیٰ
حبیبِ خدا اشرف الانبیاء
۱۳۱۲ھ

جو میں نے لکھا مولد مصطفیٰ
تو ہاتف نے آ کان میں یوں کہا
پے سال و تاریخ کے اس کا نام
نبی نے چراغ مدینہ رکھا
۱۳۱۲ھ

تاریخ ہائے طبع میلاد شریف از محمد مظفر احمد ابن مولوی مفتی عنایت احمد خان رحمۃ اللہ علیہ تخلص ہُنر

کتابے نوشتہ محمد حسین
بذکرِ محمد علیہ السلام
اگر سالِ طبعش بخواہی ہنر
بگو طرفہ میلادِ خیرالانام
۱۳۱۲ھ

چوں محمد حسین در میلاد
دُرِ مضمون آبدار بسفت
از سرِ جہد سال طبع ہنر
۱۳۱۲ھ
ذکر پاک رسول مکی گفت

قطعہ تاریخ از مقصود حسن صاحب ضبط

محمد حسین سخن سنج نے
وہ میلاد لکھا جو محبوبِ دل ہے
خدا کی عنایت سے ہے ضبط دیکھیں
ہوا طبع ایسا جو مطلوبِ دل ہے
مجھے فکرِ تاریخ جس دم ہوئی
تو نکلا زباں سے یہ مرغوب دل ہے
۱۳۱۲ھ

سلام بعد قیام ولادت حضرت خیر الانام مصنفہ جناب منشی فدا حسین صاحب فدا رئیس قصبہ کاکوری

یا حبیبِ خدا سلام علیک
یا نبی الوریٰ سلام علیک
یا امام الہدیٰ سلام علیک
مالکِ دوسرا سلام علیک
خاتم الانبیاء سلام علیک
مجتبیٰ مصطفیٰ سلام علیک
رازدارِ صمد سلام علیک
اے امینِ احد سلام علیک
سرورِ انبیاء سلام علیک
مرشدِ اولیاء سلام علیک

پیشوائے رُسُل سلام علیک
رہنمائے سبل سلام علیک

ہادیِ انس و جاں سلام علیک
مقتدائے جہاں سلام علیک

افتخارِ عرب سلام علیک
شاہ اُمّی لقب سلام علیک

دلبرِ دلبراں سلام علیک
مونسِ عاشقاں سلام علیک

باعثِ دو جہاں سلام علیک
زینتِ لامکاں سلام علیک

چارۂ بیکساں سلام علیک
مرہمِ خستگاں سلام علیک

شافعِ عاصیاں سلام علیک
حامیِ غمزداں سلام علیک

اے میرے پیشوا سلام علیک
دردِ دل کی دوا سلام علیک

سیّد العالمین خبر لو میری
شافعِ مذنبین خبر لو میری

مبتلائے الم ہوں سر تا سر
کوفت رہتی ہے مجھ کو آٹھ پہر

خواہشِ نفس سے ہے دین برباد
کارِ دنیا میں ہوں بہت ناشاد

ہوگئے ہیں سفید موئے سیاہ
قلب ہے بس اسی طرح سے تباہ

عمر اب اختتام پر پہنچی
صبحِ ہستی ہے شام پر پہنچی

دے چکے ہیں قویٰ جواب تمام
زیست کا بس رہا ہے نام ہی نام

دل کو غفلت خدا کی راہ سے ہے
مبتلا جسم ہر گناہ سے ہے

آنکھیں موجود ہائے سوجھ نہیں
عقل ایسی ہے جس میں بوجھ نہیں

نیک کاموں سے حد کی بیزاری
شامتوں پر ہیں شامتیں طاری

عضو بیکار کام میں سب ہیں
مکرِ شیطان کے دام میں سب ہیں

سامنا ہر گھڑی ہے آفت کا
کام کرتا ہوں جو وہ شامت کا

کام ایسے کیے ہیں وقتِ حساب
حشر میں ہوگا ہر طرح کا عذاب

ہیبتِ قبر جان کنی کا دار
پوچھ گچھ کا زیادہ خوف و خطر

بیکسی اور اوس پہ تنہائی
ناشناسوں کے ساتھ یکجائی

آسرا ہے تو آسرا تیرا

سن لے بہرِ خدا حبیبِ خدا

الامان الامان جنابِ رسول

الغیاث الغیاث آبِ بتول

کوئی مونس نہ کوئی یارو رفیق

آپ کی ذات ہو وہاں پہ شفیق

کام نکلے گنہگار کا تب

بخشے باری گناہ میرے سب

نظرے کن بحالِ زارِ سقیم

تو کریمی خدائے تست رحیم

جاؤں اور اٹھوں جب لحد سے میں

پاک ہو کر ملوں احد سے میں

ہو نہ اعمالِ بد کی کچھ پرسش

آپ بخشائیں ہو میری بخشش

یہ جو تھوڑی سی زیست ہے باقی

نہ رہوں اپنے حال میں شاکی

آپ کے ساتھ ہوں قیامت میں

حشر ہو آپ کی حمایت میں

غمزدہ ۔ دلفگار حال بتر

لو خبر جلد میری پیغمبر

جوکھیں دل پہ کب تلک میں سہوں

مبتلائے غم و الم نہ رہوں

ایسا سامان ہو غیب سے پیدا

ہند سے ہو سفر مدینہ کا

تربتِ پاک کا طواف کروں

خلد میں جیتے جی میں داخل ہوں

جاگیں سوئے ہوئے فدا کے نصیب

نظرِ رحمت اے خدا کے حبیب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بیاں کب ہو سکے اس وحدہٗ کی حمدِ بے حد کا
کہ جب ارشاد ہووے ماعرفناک محمد کا
صلِّ علیٰ سے حمدِ خدا کیسے ہو بیان
تب بھی بنہ ہوا گر ہوں میرے منہ میں سو زبان
صلِّ علیٰ سے حمد ہو کب اس کی ٹھیک ٹھیک
بیچوں ہے بچگوں ہے واحد ہے لاشریک
مطلق ہے ذات اس کی مقیّد نہیں کہیں
موجود اس طرح ہے کہ گویا کہیں نہیں
قادر محیط اور قدیم اس کی ذات ہے
فانی ہے جو حدوث ہے اور ممکنات ہے
وہم و گمان سے بھی منزہ ہے اس کی ذات
پھر کس طرح بیان کرے کوئی اس کی بات
وہم و گمان کا بھی نہیں دخل کچھ وہاں
اور یہ بھی کچھ خبر نہیں رہتا ہے وہ کہاں
بی شبہ وہ قدیم ہے اور لازوال ہے
سب جا ہے اور کہیں نہیں یہ بھی کمال ہے
جناب سرور عالم کی مداحی خدا نے کی
میرا کیا مرتبہ کیا حوصلہ نعت محمد کا
صلِّ علیٰ سے نعت کا کب انصرام ہو
احمد پہ یا الٰہی درود و سلام ہو

اللّٰھم صلِّ علیٰ محمدٍ و آلہٖ بقدر حسنہٖ و جمالہٖ

لله الحمد کہ این نسخہ مولود شریف | چون مرتب شدہ از رحمت اللہ احد

المنۃ للہ کہ یہہ کتاب فضائل الکتاب یعنی بیان ولادت جناب سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ و التحیات

۱۲ ھ ۹۴

صلِّ علیٰ اصلِّ علیٰ محفل مولود شریف

من تصنیفات شاہ صل علی احمد صاحب سجادہ نشین شاہ ابو المعالی قدس سرہ متوطن قصبہ انبہٹہ ضلع سہارنپور

داد این مژدہ مرا صلِّ علیٰ ناقب | از سر صف بگو نسخہ نعت احمد ۱۲۹۴

در مطبع محمدی میرزا محمد خان واقع دہلی ... طبع شد

لاکھوں درود اس پہ کروڑوں سلام ہوں
اس پر خدا کی رحمتیں نازل مدام ہوں
اوّل ہوا ہے خلق میں پیدا اسی کا نور
اور ہے اسی کے نور سے عالم کا سب ظہور
جلوہ کے نور کا ہے دو جہان میں
لولاک کا خطاب ہوا جس کی شان میں
ہے نور اس کا تخم نہالِ ظہور کا
کونین میں ظہور ہے سب اس کے نور کا
محبوب رب کا شافعِ روزِ جزا کا ہے
ظلِ خدا ہے اس پہ تو سایا خدا کا ہے
محبوب رب ہے اور ہے امت کا وہ شفیق
پھر فکر کیا ہے حشر میں ہو ایسا جب رفیق
اس پر خدا سے رحمتیں نازل مدام ہوں
صلِ علیٰ سے اس پہ درو د و سلام ہوں

الوف الوف صلوٰۃ وصنوف صنوف تحیات بر جمال انور وذاتِ مطہر آئینہ ذاتِ الوہیت مظہرِ ظہورِ ربوبیت بلبلِ بوستانِ احدیت عندلیبِ گلستانِ صمدیت مہرِ سپہر نبوت خورشید فلک رسالت مقصود وجودِ کائنات بہبود نمودِ موجودات مقبولِ دو جہان رسولِ انس وجان دُرِ دُرجِ اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ شرف برجِ فَلَآ اُقْسِمُ بِالشَّفَقِ وَالَّيْلِ وَمَا وَسَقَ سالکِ مسالکِ سُبْحٰنَ الَّذِيْٓ اَسْرٰى واقفِ مواقفِ حرمِ اَقْصَا خاقانِ دیوانِ اِذْ يَغْشَى السِّدْرَةَ الْمُنْتَهٰى سلطانِ ایوانِ مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى زیب وسادۂ دَنَا فَتَدَلّٰى زینت بخشِ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى محرمِ اسرارِ فَاَوْحٰٓى اِلٰى

عَبْدِهٖ مَآ اَوْحٰى نوشندۂ جام وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ سرمستِ اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ معجز نمائے اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ آبروافزائے اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ شفیع روزِ محشر مرہم ناسورِ جگر تسکین بخش دلہای مضطر طرۂ عمامہ طٰہٰ و یٰسٓ غرۂ وَالضُّحٰى عَلٰى وَجْهِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِيْنَ مخاطب بخطاب وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ مشرف بتشریف لَوْلَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاكَ مہ روی وَالضُّحٰى سنبل موے وَالَّيْلِ اِذَا سَجٰى آفتاب ہدا ماہتابِ عطا سرورِ انبیاء رہبرِ اولیاء شافعِ روز جزا سپہ سالارِ لشکرِ اتقیا نیزہ گزار معرکۂ انبیاء عالی ہمم اخلاقِ مجسم بحرِ جود والکرم شاہنشاہِ عرب والعجم شایانِ نٓ وَالْقَلَمِ صدر آرای شریعت زینت افزائی سجادۂ طریقت ساقی میخانۂ صہبای حقیقت سرشار بادۂ معرفت تسکین بخش شکستہ دلان ہادی گمراہان شمع انجمنِ توفیق رکن کعبۂ تحقیق کلید خزانۂ خداوندی قفل کشای گنجینۂ بہرہ مندی ہمدم وصل محرم حریم ذوالجلال پروانۂ شمعِ جمال قمر اوجِ کمال طبیبِ جراحت درون حبیبِ بیچون مہر سپہرِ پیغمبری خورشید سمای دلبری راحت خستہ دلانِ رحمت عاصیان گنجینۂ نور خزینۂ سرور حبیب حضرت اللہ طبیبِ علت گناہ احمدِ مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ

اس پر خدا سے رحمتیں نازل مدام ہوں
صل علیٰ سے اس پر درود و سلام ہوں
حبیبِ کبریا کا وصف کب لکھنے میں آتا ہے
کہ جس کے شان میں لولاک خود خالق سناتا ہے
وہ ہے صلِ علیٰ شانِ معلّیٰ رتبۂ احمد
کہ جبریلِ امین ہے دست برسر ہو کے آتا ہے
زہے شانِ معلّیٰ مرحبا صلِ علیٰ اس پر
کہ رب العالمین بھی آپ کی سوگند کھاتا ہے

ازل سے تا ابد ان پر درود اور رحمتیں بے حد
حبیب اللہ کا جو لی مع اللہ کہہ سناتا ہے
درود اس پر سلام اس پر خدا کی رحمتیں اس پر
گنہگاروں کو وہ دوزخ کی آتش سے بچاتا ہے
خدا کی رحمتیں بے حد درود اس پر ہمیشہ ہوں
کہ دوزخ سے بچا کر راہ جنت کی دکھاتا ہے
ہے اسکی شان میں لولاک زیبا ہوں سلام اس پر
نہیں کوئی وسیلا اور آنکھوں میں سماتا ہے
سوا اس کے نہیں ہے جو شفیعِ روزِ محشر ہو
وسیلہ دین دنیا کا وہ ہی نظروں میں آتا ہے
سوا اس مرتبہ کے اور ہے کیا مرتبہ باقی
وہ رتبہ ہے کہ محبوبِ خدا کہنے میں آتا ہے
ہوا ہے مسئلہ یہ سجدۂ تعظیم کا ثابت
تیری چوکھٹ پہ جو جاتا ہے وہ سر کو جھکاتا ہے
جو سائل آپ کا ہو کر درِ دولت پہ حاضر ہو
تصدق آپ کا اللہ سے فردوس پاتا ہے
جو دل میں شوق آتا ہے مدینہ کی زیارت کا
تو محرومیِ قسمت سے کمال افسوس آتا ہے
جیوں میں نام پر اسکے اور مروں میں نام پر اسکے
سوا نامِ محمد کے نہیں کچھ اور بھاتا ہے
خدا نے رحمۃ للعالمین ہے جس کو فرمایا
وسیلہ اپنا رب صلِ علیٰ اس کو بناتا ہے

اس پر خدا سے رحمتیں نازل مدام ہوں
صل علیٰ سے اس پہ درود و سلام ہوں
اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّآلِہٖ
بِقَدْرِ حُسْنِہٖ وَجَمَالِہٖ
خدا کی رحمتیں نازل ہوا کرتی ہیں اس جا پر
کہ جس جا حال ہوتا ہے بیاں نورِ محمد کا
سوا ذاتِ خدا کے اور نہ تھا موجود کوئی ہے
ہوا سب خلق سے ہے پہلے پیدا نور احمد کا

مدارج النبوت میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے لکھا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے کہ فرمایا رسول مقبول ﷺ نے اَوَّلَ مَا خَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ یعنی سب سے پہلے جو چیز اللہ تعالیٰ نے پیدا کی اور عالم ظہور میں ہویدا کی وہ میرا نور ہے اسی نور کا تمام عالم میں ظہور ہے اور کتاب التشریفات میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول مقبول ﷺ نے حضرت جبرئیل سے پوچھا کہ آپ کی کس قدر عمر ہے جبرئیل علیہ السلام نے کہا یا رسول اللہ میں کچھ نہیں جانتا ہوں مگر یہ بات یاد ہے کہ چوتھے حجاب میں ایک ستارہ ہے کہ ستر ہزار برس کے بعد ایک بار نکلتا ہے میں نے وہ ستارہ بہتر ہزار مرتبہ دیکھا ہے پس فرمایا رسول مقبول ﷺ نے اے جبرئیل قسم ہے عزت پروردگار جل جلالہ کی کہ وہ ستارہ میں ہوں۔

بنے اس نور سے کون و مکان و جملہ ما فیہا
ہوا اظہار ہے اس طور سے وہ نورِ احمد کا

حجت الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے دقائق الاخبار میں لکھا ہے کہ فرمایا رسول مقبول ﷺ نے کہ پیدا کیا حق سبحانہ جل شانہ نے ایک درخت اس میں چار شاخیں

ہیں نام رکھا اس کا شجرت الیقین اور رسول مقبول ﷺ کے نور کو سفید موتی کے پردہ میں طاؤس کی شکل بنایا اور اس درخت پر بٹھلایا اس طاؤس نے ستر ہزار برس تسبیح کی یعنی خدا تعالیٰ کی حمد پڑھی پھر حیا کا آئینہ بنایا اس آئینہ کو اس طاؤس کے سامنے رکھا جب اس طاؤس نے اپنی صورت کو اس آئینہ میں دیکھا تو اپنی شکل کو نہایت حسین اور جمیل زیبا و شکیل پایا تو اس طاؤس کو حق سبحانہ جل شانہ سے حیا آئی تب اس طاؤس نے حق سبحانہ جل شانہ کو پانچ سجدہ کیے وہ پانچ سجدہ پانچوں وقت فرض ہو گئے حق سبحانہ جل شانہ نے رسول مقبول ﷺ کو اور ان کی امت کو پانچ وقت کی نماز کا حکم کیا پھر حق سبحانہ جل شانہ نے اس نور کی طرف دیکھا تو شرم سے وہ پسینہ پسینہ یعنی عرق عرق ہو گیا اس کے سر کے عرق سے فرشتے پیدا ہوئے اور چہرہ کے عرق سے عرش کرسی لوح قلم چاند سورج تارے اور جو کچھ آسمانوں میں ہے اور سینہ کے عرق سے انبیاء و رسل علماء و شہداء و صلحاء اور ابرو کے عرق سے سب اہل ایمان اور کانوں کے عرق سے یہود و نصاریٰ اور مجوس وغیرہ کی ارواح اور پشت کے عرق سے بیت المعمور اور کعبہ اور بیت المقدس اور ساری دنیا کی مسجدوں کی زمین اور پاؤں کے عرق سے زمین پورب سے پچھّم تک اور جو کچھ اس میں ہے سب پیدا ہوا پھر حق تعالیٰ نے فرمایا کہ اے نور میرے حبیب کے نظر کر اس نے نظر کی دیکھا اپنے آگے ایک نور اور دائیں ایک نور اور بائیں ایک نور یہ نور رسول مقبول ﷺ کے چار یاروں کے تھے رضی اللہ عنہم اور پھر اس نور نے ستر ہزار برس تسبیح کہی یعنی خدا تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کی تب اس نور سے سب ارواح کو پیدا کیا اور ان سے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہلایا پھر عقیق سرخ سے ایک قندیل شفاف پیدا کیا اور محمد ﷺ کی جس طرح صورت دنیا میں تھی اسی طرح بنا کر قندیل میں رکھا اور تمام روحوں سے اس کے گرد طواف کرایا اور ستر ہزار سال تک تسبیح اور تہلیل کی پھر خدا تعالیٰ نے سب کو حکم کیا کہ اس کی طرف دیکھیں سو جس نے ان کے سر کو دیکھا خلیفہ اور سلطان ہوا اور

جس نے پیشانی کو دیکھا امیر عادل ہوا اور جس نے بھوؤں کو دیکھا نقاش ہوا جس نے کانوں کو دیکھا صاحب تمتع اور صاحب اقبال ہوا جس نے آنکھوں کو دیکھا حافظ قرآن ہوا اور جس نے رخساروں کو دیکھا سخی اور عاقل ہوا اور جس نے بینی کو دیکھا طبیب اور عطار ہوا اور جس نے ہونٹوں کو دیکھا یا دانتوں کو دیکھا خوب رو ہوا اور جس نے منہ کو دیکھا روزہ دار ہوا اور جس نے زبان کو دیکھا بادشاہوں کا قاصد ہوا اور جس نے حلق کو دیکھا واعظ اور مؤذن ہوا اور جس نے ڈاڑھی کو دیکھا جہاد کرنے والا ہوا اور جس نے گردن کو دیکھا تاجر ہوا اور جس نے دونوں بازوؤں کو دیکھا تیغ زن ہوا اور نیزہ باز ہوا اور جس نے صرف داہنے بازو کو دیکھا حجام ہوا اور جس نے فقط بائیں بازو کو دیکھا جلاد ہوا اور جس نے داہنی ہتھیلی کو دیکھا صراف ہوا اور جس نے بائیں ہتھیلی کو دیکھا ماپنے جوکھنے والا ہوا اور جس نے دونوں ہتھیلیوں کو دیکھا سخی و صاحب کسب ہوا اور جس نے دونوں ہاتھوں کو مع پشت دیکھا بخیل ہوا اور جس نے داہنے ہاتھ کی انگلیوں کو دیکھا کاتب ہوا جس نے بائیں ہاتھ کی انگلیوں کو دیکھا درزی ہوا اور جس نے سینۂ بے کینہ کو دیکھا عالم مجتہد ہوا اور جس نے پشت پاک کو دیکھا متواضع اور شرع کا مطیع ہوا اور جس نے پہلو کو دیکھا غازی ہوا اور جس نے شکم کو دیکھا قانع ہوا اور زاہد ہوا اور جس نے زانو کو دیکھا راکع و ساجد ہوا اور جس نے پاؤں کو دیکھا شکاری ہوا اور جس نے قدم کو دیکھا تیز چلنے والا ہوا اور جس نے پرچھائیں کو دیکھا سرودی ہوا اور جس نے نہ دیکھا یہودی اور نصرانی و کافر و سرکش ہوا اور جاننا چاہیے کہ حق تعالیٰ نے نماز کو لفظ احمد کی صورت پر مقرر کیا قیام الف کی مانند اور رکوع حی کے مانند اور سجدہ میم کے مانند اور نشست دال کی مانند اور خلق کو محمد کی صورت پر پیدا کیا سر میم کے طور گول اور دونوں ہاتھ حے کی مانند اور شکم میم کی مانند اور دونوں پاؤں دال کی مانند اور کوئی کافر ان کی صورت پر جلایا نہ جائے گا بلکہ ان کی صورتیں بدل دی جائیں گی تمام ہوا۔

پہلا باب دقایق الاخبار کا

اور اگر کوئی اعتراض کرے کہ رسول مقبول ﷺ کے نور سے سب شے پیدا ہوئی اور ہر ایک شے عالم ظہور میں ہو پیدا ہوئی تو سگ اور خوک اور کفار بھی اسی سے پیدا ہوئے اور اس سے اس کا نجس ہونا لازم آتا ہے جواب تین ہیں نور محمدی اصل تمام اشیاء کا ہے اور فروع کے آثار اور احکام اصل پر جاری نہیں ہو سکتے دیکھو مٹی سے سبزہ اور غلہ پیدا ہوتا ہے اور سبزہ اور غلہ سے جانوروں کا گوشت بنتا ہے غلہ اور گوشت کو انسان غذا کرتا ہے اور وہ سب غذا مرد کی پشت پر پہنچ کر نطفہ بنتا ہے اور عورت کے سینہ پر پہنچ کر دودھ اور رگوں میں پہنچ کر خون اور مثانہ میں پہنچ کر بول اور ہر جگہ نیا حکم اور نیا اثر پیدا کرتا ہے اور مٹی ان حکموں سے اور اثروں سے مبرا ہے اس طرح سیاہی کہ دوات میں سب حرفوں کی اصل ہے لیکن قرآن شریف کے حروف جب اس سے لکھے جاتے ہیں تب یہ حکم پیدا کرتے ہیں کہ ناپاک آدمی اس کو نہ چھوئے اور یزید و شیطان کا نام جب اس سے لکھا جائے تو قابل تعظیم نہیں ہوتی اور رسول اللہ ﷺ امی اس واسطے کہتے ہیں کہ سب اشیاء کی اصل ہیں کیوں کہ ام کا لفظ زبان عرب میں بمعنی اصل کے آتا ہے جیسے ام القریٰ مکہ شریف کو سب گانوں کا اصل ہے اور ام الکتاب سورۂ فاتحہ تمام قرآن بطرز اجمال اس میں مندرج ہے اور اسی طرح ام الدماغ اور ام الامراض وغیرہ۔ شعر

اس پر خدا سے رحمتیں نازل مدام ہوں
صل علیٰ سے اس پہ درود و سلام ہوں

تفسیر فتح العزیز میں لکھا ہے کہ طبرانی اور ابونعیم اور ابن عساکر نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ جس وقت آدم علیہ السلام بہشت سے نکل کر زمین پر آئے ان کو کمال وحشت پیدا ہوئی حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور با آواز بلند اذان کہی جس وقت کلمہ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ پر پہنچے آدم علیہ السلام کو

اس نام سے پیدا ہوئی محبت اور دور ہوئی وحشت

اور طبرانی معجم صغیر میں اور حاکم اور ابونعیم اور بیہقی نے امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ فرمایا حضور اکرم ﷺ نے اور ہم کو یہ مژدہ سنایا کہ جب آدم علیہ السلام بارتکاب گناہ معاتب ہوئے ندامت سے سر بگریبان تھے اور قبولیت توبہ میں ششدر و حیران تھے اس حیرانی میں یہ یاد آیا اور دل میں سمایا کہ مجھ کو جس وقت خدا تعالیٰ نے پیدا کیا اور ارواح میرے بدن میں پھونکی میں نے اپنا سر عرش کی طرف اٹھایا تو مجھ کو نظر آیا کہ عرش پر لکھا ہے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدَ الرَّسُوْلَ اللّٰہِ پس معلوم کیا میں نے کہ اس شخص کے برابر خدا تعالیٰ نے اور کسی کا مرتبہ نہیں کیا ہے کہ جو اللہ تعالیٰ نے اپنے نام کے ساتھ اس کا نام لکھا ہے اگر اس شخص کے وسیلہ سے اپنی مغفرت کی دعا کروں گا تو یقین ہے کہ اجابت ہو جائے گی اور قبولیت کو پہنچ جائے گی تب آدم علیہ السلام نے بدرگاہ حق سبحانہ تعالیٰ التجا کی اور اس طرح پر دعا کی اسئلك بحق محمد ان اغفرلی یعنی بحق محمد مجھ کو بخش دے حق تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو بخش دیا اور ارشاد فرمایا کہ تو نے محمد کو کس طرح جانا اور کس طور پہچانا آدم علیہ السلام نے عجز و انکسار کیا اور مطلب اظہار کیا کہ میں نے محمد ﷺ کا نام تیرے نام کے پاس عرش پر لکھا دیکھا ہے اس لیے اس کو اپنا وسیلہ کیا ہے یہ غور کا مقام ہے کہ آنحضرت کا کس عظمت و شان کا نام ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے حضرت کے نام کے وسیلہ سے نجات پائی اور حق تعالیٰ نے آپ کے نام کی برکت سے آدم علیہ السلام پر رحمت نازل فرمائی۔

اس پر خدا سے رحمتیں نازل مدام ہوں
صلِّ علیٰ سے اس پہ درود و سلام ہوں

اور شیخ شہاب الدین قسطلانی نے مواہب لدنیہ میں لکھا ہے اس حدیث کو کہ فرمایا ہے رسول مقبول ﷺ نے كُنْتُ نَبِيًّا وَّآدَمَ بَيْنَ الرُّوْحِ وَالْجَسَدِ یعنی میں

تھا نبی اور آدم تھا درمیان روح اور جسم کے یعنی حضرت آدم علیہ السلام پیدا بھی نہیں ہوئے تھے اس میں کچھ شبہ نہیں کہ آپ کو نبوت اس وقت سے ثابت ہے جبکہ آدم علیہ السلام کے جسم میں روح نہیں ڈالی گئی تھی پس صاف ثابت ہے کہ اس وقت سے اب تک اور اب سے قیامت تک جو لوگ پیدا ہوئے یا ہوں گے حضور ﷺ سب کے نبی ہیں اور یہ ہے سبب تھا کہ شب معراج کو سب انبیاء نے آپ کے پیچھے نماز پڑھی اور آپ امام ہوئے اسی لیے حدیث شریف میں آتا ہے کہ یہ آپ نے ارشاد فرمایا ہے کہ قیامت کو میرے ہاتھ میں لواء حمد ہوگا حضرت آدم علیہ السلام اور ان کے سوا اور سب انبیاء اس لواء کے نیچے ہوں گے اور جو آدم اور نوح اور ابراہیم و موسیٰ و عیسیٰ علیہم السلام کے وقت میں آپ کو تشریف لانے کا اتفاق ہوتا تو واجب ہو جاتا ان کو اور ان کی امتوں کو ایمان لانا حضرت ﷺ پر اور اسی طرف اشارہ ہے۔

روایت دارمی میں واقع ہوا ہے کہ فرمایا ہے آپ نے اگر ہوتا موسیٰ زندہ اور پاتا زمانہ نبوت میری کا بیشک اتباع کرتا میرا اور دوسری روایت میں یوں آیا ہے کہ نہ بن آتا اس کو سوائے اتباع میری کے ان دلائل سے صاف ثابت ہے کہ آپ نبی الانبیاء ہیں اور کل اہل عالم کے پیشوا ہیں۔

اس پر خدا سے رحمتیں نازل مدام ہوں
صلِ علیٰ سے اس پہ درود و سلام ہوں

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ
بِقَدْرِ حُسْنِہٖ وَجَمَالِہٖ

کس زور پہ ہے گرمیِ بازارِ محمد
ہر سو نظر آتا ہے خریدارِ محمد

اعجاز فترضیٰ کا ہوا جلوہ عیاں یہ
دوزخ میں نہیں کوئی گنہگار محمد

اس نور مجسم کو دیکھا مجھ کو خدایا
تا دل کو منور کرے انوارِ محمد

میرے لیے کافی ہے دوا اور دعا یہ
یاشافیِ مطلق رہوں بیمارِ محمد

مشتاق ہوں حضرت کی زیارت کا خدایا
دکھلا دے الٰہی مجھے دیدارِ محمد

ہوں میں بھی مدینہ کی زیارت سے مشرف
اب کر دے خدایا مجھے زوّارِ محمد

غم دے مجھے الفت کا محمد کی الٰہی
میں تا دل و جاں سے رہوں غمخوارِ محمد

اللہ نہ دے مجھ کو سروکار کسی سے
کافی ہے مجھے خدمتِ سرکارِ محمد

صدقہ سے محمد کے اجابت یہ دعا ہو
اب صلِ علیٰ کو بھی ہو دیدارِ محمد

تفسیر فتح العزیز میں لکھا ہے کہ آدم نے بجناب باری التجا کی اور یہ دعا میری جنس سے ایک میرا جوڑہ مجھ کو عنایت ہوتا کہ دور میری وحشت ہو حکم جناب باری بنام ملائک جاری ہوا کہ آدم کے پہلو چاک کرو اور مابین پسلی میں سے اس کا جوڑہ اس کو نکال دو آدم علیہ السلام پر خواب طاری ہوئی یہ حکمت جاری ہوئی کہ ملائک نے بحالت خواب آدم علیہ السلام کے پہلو کو چاک کیا بائیں پہلو سے ایک عورت خوبصورت خوش سیرت حسین وجمیل بحکم رب جلیل پیدا ہوئی خلوت کدہ بطون سے ہویدا ہوئی جب آدم علیہ السلام ہوشیار ہوئے اور خواب سے بیدار ہوئے تو دیکھا کہ ایک عورت خوبصورت باحسن و جمال بہ

آراستگی کمال بیٹھی ہے اس کو دیکھ کر آدم علیہ السلام کا دل شاد ہوا اور یہ خیال کیا کہ اب جہان آباد ہوا آدم علیہ السلام نے اس عورت سے پوچھا کہ تو کون ہے حق سبحانہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ میری کنیز ہے یعنی باندی اس کا نام حوا علیہا السلام ہے ہم نے تیرے لیے جوڑہ پیدا کیا ہے تاکہ تجھ کو اس کی محبت ہو اور دور تیری وحشت ہو آدم علیہ السلام نے ارادہ کیا کہ اس کو ہاتھ لگاؤں حکم ہوا کہ اے آدم علیہ السلام اس کے پاس نہ جانا اور اس کو ہاتھ نہ لگانا جب تک اس کا مہر ادا نہ ہوگا تجھ کو ہاتھ لگانا روا نہ ہوگا حوا کو مہر کا انتظار ہے بعد ادائے مہر کے تجھ کو اختیار ہے آدم علیہ السلام نے عرض کی کہ اس کا مہر کیا ہے حکم ہوا کہ اس کا مہر یہ ہے کہ درود بھیج محمد پر دس بار آدم علیہ السلام نے عرض کی کہ محمد ﷺ کون ہے حکم ہوا کہ محمد ختم المرسلین ہے تیری اولاد سے اگر اس کے نور کا ظہور منظور نہ ہوتا تو اے آدم علیہ السلام میں تجھ کو پیدا نہ کرتا آدم علیہ السلام نے دس بار درود پڑھا فرشتے گواہ ہوئے عقد نکاح آدم علیہ السلام و حوا علیہا السلام کا منعقد ہوا۔

حدیث صحیح میں آیا ہے اور اس حدیث کو روایت کیا ہے مسلم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث میں آیا ہے کہ رسول مقبول ﷺ نے فرمایا کہ جو کوئی درود بھیجتا ہے مجھ پر ایک بار خدا تعالیٰ اس پر درود بھیجتا ہے دس بار یعنی اس پر رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔

اور نسائی نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے اس روایت میں یوں آیا ہے کہ رسول مقبول ﷺ نے فرمایا جو کوئی مجھ پر ایک درود بھیجتا ہے حق سبحانہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے اور دس خطائیں اس کی معاف فرماتا ہے اور درجہ اس کا دس درجہ بلندی پر پہنچاتا ہے سبحان اللہ اسم مبارک حضرت کا کیا باعظمت و شان ہے ماشاء اللہ جس کا موسوم محبوب سبحان ہے اور ذکر اس کا باعث نزول رحمت رحمان ہے۔

اس پر خدا سے رحمتیں نازل مدام ہوں
صلِ علیٰ سے اس پہ درود و سلام ہوں

درود اس پر خدا نے بھیجا ہے قرآں سے ثابت ہے
بیاں ہوسکتا ہے کب مرتبہ انعامِ بے حد کا

رسول مقبول ﷺ کی عظمت اور درود شریف کی فضیلت بے انتہا ہے حضور کا مداح اور درود خوان خدا ہے یہ آیت کلام اللہ ہے درود شریف کے فضیلت پر گواہ ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا یعنی بیشک اللہ اور اس کے فرشتہ درود بھیجتے ہیں نبی پر اے ایمان والو درود بھیجو اس پر اور سلام اور درود کے معنی لغت میں رحمت کے ہیں پس اللہ کا درود بھیجنا یہ ہے کہ حق سبحانہ جل شانہ اپنی خاص رحمت نازل کرے اور ہمارا درود بھیجنا یہ ہے کہ حق تعالیٰ سے رحمت کی درخواست کریں اور پڑھیں۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ
بِقَدْرِ حُسْنِهٖ وَجَمَالِهٖ

اس پر خدا سے رحمتیں نازل مدام ہوں
صلِ علیٰ سے اس پہ درود و سلام ہوں

جبکہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو درود اور سلام بھیجنے کا حکم فرمایا اس لیے تمام اہل اسلام کل مرد عورت نماز میں اس حکم کو بجالاتے ہیں اور آنحضرت ﷺ پر درود وسلام اس طرح پہنچاتے ہیں کہ التحیات میں اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ یعنی سلام ہو تم پر اے نبی اور رحمت ہو اللہ کی اور برکتیں اس کی اور نماز کی قاعدہ اخیر میں درود شریف پڑھتے ہیں۔ سبحان اللہ سبحان اللہ مرحبا صلِ علیٰ ہمارے نبی ﷺ کی کیا شوکت و عظمت ہے اور کیا وقعت و منزلت ہے کہ اللہ وحدہٗ لاشریک نے اپنی عبادت خاص میں آپ کا ذکر شریک کیا اور سوائے تکبیر ذبح اور تحمید عطسہ کے مقامات میں مثل کلمہ طیب اور اذان اور تکبیر اور خطبہ اور تشہد کے جابجا حضرت کا نام اپنے نام کے ساتھ

شریک کیا چنانچہ کل مفسرین نے اس آیت کی تفسیر میں وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ لکھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ کہا ضحاک نے نہیں قبول ہوتی نماز مگر ساتھ ذکر نبی کے اور نہیں جائز ہوتا خطبہ مگر ساتھ ذکر نبی کے ﷺ

کیا شان ہے تیری یا شاہا سبحان اللہ سبحان اللہ
اور ثانی ہے نہ کوئی تیرا سبحان اللہ سبحان اللہ
ہے شان تمہاری سب سے بڑی اور شان کے تم سے شان بڑی
فی شان کا مضمون تم سے کھلا سبحان اللہ سبحان اللہ
یعطیک رتبہ تم کو ملا اور ہو تم شافعِ روزِ جزا
تم ہو بے شک محبوبِ خدا سبحان اللہ سبحان اللہ
کیا وصف تمہارے کوئی کہے اور کیسی زبان اپنی کھولے
ہو جب کہ خدا مدّاح تیرا سبحان اللہ سبحان اللہ
جب آپ ہوئے خود ظلِّ خدا پھر تو آپ کے سائے کا کیا ہو پتا
سائے کا بھلا کیا ہو سایہ سبحان اللہ سبحان اللہ
چوکھٹ ہے تمہارے در کی فلک دربان ہے تمہارے در کے ملک
یہ ہر دو جہاں جلوہ ہے تیرا سبحان اللہ سبحان اللہ
کوچہ کے تیری جو گدائی ہے مجھ کو تو وہ شہنشاہی ہے
دربانی اگر ہو مجھ کو عطا سبحان اللہ سبحان اللہ
ہو نزع میں لب پر نام تیرا اور خاتمہ ہو بالخیر میرا
ہو قبر میں بھی تیرا نقشا سبحان اللہ سبحان اللہ
وہ نعت کا مضمون ہم نے لکھا کہتے ہیں ملائک صلِّ علیٰ
یہ ہم کو توارد حق سے ہوا سبحان اللہ سبحان اللہ

بگوشِ دل سنو صلِّ علیٰ حالِ ولادت ہے
یہ مژدہ ہے اسی ختمِ رسل کی آمد آمد کا

مواہب لدنیہ میں شیخ شہاب الدین قسطلانی نے لکھا ہے کہ جس وقت مایۂ وجود مسعود رسول مقبول ﷺ نے اپنی والدہ ماجدہ کے شکم میں قرار پایا اور نور محمدی حضرت عبداللہ سے علیحدہ ہو کر حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے رحم میں آیا اس وقت اللہ جل شانہ نے اپنی قدرت کا عجب جلوہ دیکھایا ایک سے ایک نیا معاملہ ظہور میں آیا جمعہ کی رات تھی مظہر معجزات و کرامات تھی ارشاد باری ہوا عالم ملکوت و جبروت میں یہ حکم جاری ہوا کہ آج کی شب سب مقدس مکان معطر ہوں اور اطراف سموات معنبر ہوں مشک و زعفران کی خوشبویاں بساؤ جا بجا جانمازیں بچھاؤ سب مراتب تعظیم بجالاؤ۔

کعب الاحبار سے منقول ہے کہ اس رات کو تمام آسمان و زمین میں یہ بشارت دی گئی تھی کہ وہ نور تخم نہال عالم ظہور رسول مقبول ﷺ کے جسم مبارک کی اصل مادہ نے آج کی رات آمنہ رضی اللہ عنہا کے شکم میں قرار پایا ہے صنعت صانع حقیقی نے عالم ظہور کا نقشہ جمایا ہے خوشخبری ہو آمنہ رضی اللہ عنہا کو خوشخبری ہو آمنہ رضی اللہ عنہا کو

خطیب بغدادی سے منقول ہے کہ اس شب کو بنام رضوان داروغہ فردوس حکم ہوا کہ جنت الفردوس کا دروازہ وا ہو زمین و آسمان میں اس خوشخبری کی ندا ہو کہ وہ نور جو پردۂ غیب میں مخزون تھا اور وہ اسرار مخفی کہ جو علم الٰہی میں مکنون تھا آج کی رات شکم آمنہ رضی اللہ عنہا میں قرار پاتا ہے عنقریب وہ بشیر و نذیر اہل عالم پر خروج فرماتا ہے الحاصل جب نو مہینے گزر چکے ربیع الاوّل کے مہینے میں دوشنبہ کے روز صبح صادق کے وقت سیّد المرسلین خاتم النبیین پیشوائے اوّلین و آخرین رحمۃ للعالمین سرور انبیاء محبوب خدا زیب عالم فخر آدم محبوب الٰہ مقبول بارگاہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ باشوکت و اقبال و باجاہ و جلال پیدا ہوئے۔ غزل

ہے خدا کا شکر محبوبِ خدا پیدا ہوئے
مہرِ عرفاں گمرہوں کے رہنما پیدا ہوئے

رحمۃ للعالمین و شافعِ روزِ جزا
اولیاء و انبیاء کے پیشوا پیدا ہوئے

بحرِ رحمت چشمۂ فیضانِ ختم المرسلین
نورِ حق مہرِ ہُدیٰ بدرالدجیٰ پیدا ہوئے

ماہرِ رمزِ لدنی واقفِ اسرارِ غیب
محرمِ رازِ خفیِ کبریا پیدا ہوئے

مظہرِ نورِ خدا آئینہ ذاتِ کبریا
غور سے دیکھو کہ رمزِ انبیاء پیدا ہوئے

شان میں جس کے ہوا یٰسیں و طٰہٰ کا نزول
گیسوئے والیل شکل والضحیٰ پیدا ہوئے

شافعِ روزِ جزا محبوبِ رب العالمین
اوّلیں مخلوق ختم الانبیاء پیدا ہوئے

مقصدِ اظہارِ عالم باعثِ ایجاد خلق
حبّذا صلِّ علیٰ صد مرحبا پیدا ہوئے

مظہرِ لطف و عنایت مظہرِ خلق عظیم
ابرِ بخشش صاحبِ جود و عطا پیدا ہوئے

شان میں جس کے ہوا حکمِ خدا لولاک کا
باعثِ پیدائشِ ارض و سما پیدا ہوئے

قاتلِ اہلِ ضلالت حامیِ اسلام دین
مہرِ اقلیمِ رسالت مصطفیٰ پیدا ہوئے

اب گنہگاروں کو کیا کھٹکا ہے روزِ حشر کا
فضلِ حق سے شافعِ روزِ جزا پیدا ہوئے

عرش پر تارا چمکتا ہے ہمارے بخت کا
شکر ہے صلِّ علیٰ صلِّ علیٰ پیدا ہوئے

سلام

السلام اے شاہِ اقلیمِ رسالت السلام
السلام اے صدر آرائے نبوت السلام

السلام اے شافعِ روزِ قیامت السلام
السلام اے ہادیِ راہِ ہدایت السلام

السلام اے مہرِ رخشانِ ولایت السلام
السلام اے سرورِ ملکِ خلافت السلام

السلام اے مصطفیٰ بدر الدجیٰ صلِّ علیٰ
السلام اے مہرِ اقلیمِ صداقت السلام

السلام اے سرورِ دین حامیِ اسلام حق
السلام اے مالکِ حکمِ شریعت السلام

السلام اے سیّدی عالی نسب ختمِ رسل
سرورِ کونین سلطانِ طریقت السلام

السلام اے مظہرِ سرِّ خفی اسرارِ غیب
السلام اے سرورِ ملکِ حقیقت السلام

السلام اے پیشوائے اولیاء و انبیاء
السلام اے نورِ خورشیدِ جمالت السلام

السلام اے نورِ ذاتت مطلعِ انوارِ حق
السلام اے باعثِ ایجادِ خلقت السلام
السلام اے ذاتِ پاکت چشمۂ فیضانِ حق
السلام اے مظہرِ آثارِ رحمت السلام
مرحبا اے گیسوئے واللیل چہرہ والضحیٰ
مرحبا صلِّ علیٰ باشان و شوکت السلام
السلام اے نورِ حق ذاتِ تو پاک از معصیت
السلام اے شاہِ تطہیر و طہارت السلام
السلام اے مظہرِ حق معدنِ جود و عطا
السلام اے مہرِ اقلیمِ سخاوت السلام
السلام اے بیخ کن بنیادِ کفر و شرک را
السلام اے قاتلِ اہلِ ضلالت السلام
السلام اے بحرِ رحمت قلزمِ فضل و کرم
السلام اے مظہرِ خلق و عنایت السلام
السلام اے ساقیِ کوثر شفیعِ روزِ حشر
السلام اے شاہِ دیں سلطانِ جنت السلام
السلام اے فخرِ آدم سیّدِ کون و مکان
السلام اے سرورِ دیں تاقیامت السلام
السلام اے ماہِ تاباں برسپہرِ اصطفیٰ
السلام اے مہرِ رخشانِ رسالت السلام
السلام اے ذاتِ پاکت مظہرِ خُلقِ عظیم
السلام اے مصدرِ اشفاقِ امت السلام

یا محمد ہو تمہیں محبوب رب العالمین
السلام اے نورِ حق جانم فدایت السلام
رہبرِ مشکل کشا ہو رمزِ لانجیل کے تم
السلام اے سہل ساز راہِ دقت السلام
دولتِ دیدار دو مجھ کو خدا کے واسطے
شہر یارِ کشورِ لطف و عنایت السلام
عافیت دارین میں ہو مجھ کو صدقہ آپ کا
السلام اے بانیِ مہر و مروت السلام
عشقِ حق کی دل میں شدت ہو تصدق آپ کا
السلام اے مرشدِ عرفانِ وحدت السلام
خاتمہ بالخیر ہو حضرت میرا بہرِ خدا
ہو گنہگاروں کے تم اہلِ شفاعت السلام
شکرِ حق ہے یہ کہ میں بھی امتی ہوں آپ کا
السلام امت کے مشفق بحرِ شفقت السلام
ہوں کروڑوں آپ پر صلوٰۃ اور لاکھوں درود
السلام امت کے والی میرے حضرت السلام
عرض ہے صلِّ علیٰ کے یہ جناب پاک میں
السلام اے شاہِ دیں ساعت بساعت السلام
مرحبا صلِّ علیٰ تم پر خدا سے ہو سدا
یانبی ساعت بساعت تاقیامت السلام
شب مولود ہے اللہ کی رحمت برستی ہے
یہاں پر دوستو اظہار ہے برکاتِ احمد کا

جس روز پیغمبر علیہ السلام نے شکم آمنہ رضی اللہ عنہا سے ظہور فرمایا زمین و آسمان میں عجب قدرت الٰہی کا جلوہ نظر آیا تمام روئے زمین پر ایک نور تھا شوکت محمدی کا ظہور تھا ہر مذہب وملت میں جو جو شخص امتی اپنی قوم کا عالم اور رہنما تھا ہر ایک اپنی اپنی طرح پر آنحضرت ﷺ کے تشریف لانے کی خبریں سناتا تھا بحر حسرت و افسوس میں ڈوبا جاتا تھا اہل کتاب اپنی اپنی کتاب سے نجومی ستاروں کے حساب سے کاہن اپنے اپنے ضوابط و آئین سے اور اصحاب فال اپنے اپنے قوانین سے آنحضرت کے ظہور کی خبریں کہا کرتے تھے حسد و عناد کیا کرتے تھے جس وقت زمانہ ظہور پرنور آنحضرت کا قریب آیا اکثر علمائے یہود کے دل میں بغض و عناد سمایا کہ افسوس ہے اب سب آدمی اسی نبی آخر الزمان پر ایمان لائیں گے اور اسی کی شریعت کے تحت الحکم آجائیں گے کوئی ہماری بات نہ سنے گا اور کوئی ہم کو کسی قطار و شمار میں نہ گنے گا انہیں کی تعظیم و توقیر دلوں میں قرار پائے گی اور انہیں کی بات دلوں میں سمائے گی علی الخصوص سطیح کاہن کہ علم کہانت میں مشہور و معروف تھا اور علم سحر میں بھی موصوف تھا غیب گوئی کا دعوٰی کیا کرتا تھا اور آئندہ کی خبریں دیا کرتا تھا اس کا یہ قول مشہور تھا اور عوام الناس میں زبان زد نزدیک و دور تھا کہ سطیح یہ کہتا ہے اور یہ خبر دیتا ہے کہ جب نبی آخر الزمان کا ظہور ہوگا دریائے سادہ خشک ہو جائے گا اور دریائے سماوہ جو ہزار برس سے خشک پڑا ہے جاری ہو جائے گا اور جو آتش کدہ فارس کی آگ روشن ہے اور ہزار برس سے شعلہ زن ہے بالکل بجھ جائے گی اور شاہان فارس کی سلطنت منقطع ہو جائے گی اس وقت سطیح کی موت آئے گی۔
چنانچہ اسی طرح پر وقائع ظہور میں آیا کہ جس شب کو آنحضرت ﷺ نے اس عالم میں ظہور کیا اور اپنے نور سے ظلمت کفر و شرک کو دور کیا نوشیرواں کے محل کو ایسا زلزلہ آیا کہ پھٹ گیا اس پھٹنے کی ایسی آواز ہیبت ناک ہوئی کہ نوشیرواں کا دل دھڑک گیا اس صدمہ سے کنگرہ محل کے مسمار ہو گئے جو سوتے تھے بیدار ہو گئے وہ محل سوگز کا بلند نہایت

مضبوط بنا تھا بہت پائیداری کے ساتھ چونہ پتھر سے چنا تھا شق ہو گیا نوشیرواں کا رنگ فق ہو گیا نوشیرواں یہ حادثہ دیکھ کر بہت گھبرایا وزیروں امیروں کو مشورہ کیلیے بلایا انجام کار بعد مشورہ کے عبدالمسیح کو اسی سطیح کاہن کے پاس بھیجا کہ سطیح پر یہ حادثہ اظہار کرو اور اس حادثہ کی تعبیر و سبب استفسار کرو جس وقت عبدالمسیح سطیح کے پاس آیا سطیح بیمار تھا نشست و برخاست سے لاچار تھا شدت مرض سے دم شماری تھی حالت بیقراری تھی سطیح نے عبدالمسیح سے سب واقعات سماعت کیا اور یہ جواب دیا کہ نبی آخر الزمان کا ظہور ہوا اور سطیح کا اسباب حیات دور ہوا یہ کہہ کر اسی وقت مر گیا اس جہان سے کوچ کر گیا۔
مدارج النبوت میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے لکھا ہے کہ یہ روایات ظہور برکات وقت ولادت آنحضرت ﷺ کے جو بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہیں احادیث صحیح سے ثابت ہیں بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ دیکھا میں نے شب وضع میں یعنی وقت ولادت حضرت ﷺ کی ایک نور کہ روشن ہوئے اس نور سے شام کے قصور یعنی اس روشنی میں ملک شام کے محل نظر آتے تھے اور عبداللہ بن عوف کہ نام ان کا مشہور عام ہے اپنی والدہ سے کہ شفا ان کا نام ہے روایت کرتی ہیں کہ جس وقت پیدا ہوئے حضرت میں نے ہاتھوں میں لے لیا سنا میں نے کہ منادیٔ غیب ندا کرتا ہے یَرْحَمُكَ اللّٰه یعنی رحمت کرے اللہ تعالیٰ تجھ پر اے محمد اور روشنی ہو گئی شرق سے غرب تک کہ دیکھا میں نے محلوں کو شام کے اس روشنی میں اور بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا سے یہ بھی روایت ہے کہ جب مجھ کو درد زہ پیدا ہوا میں اکیلی تھی گھر میں اور عبدالمطلب خانہ کعبہ کا طواف کرتے تھے ایک آواز بلند آئی میرے کان میں اس آواز سے خوف پیدا ہوا میری جان میں پھر دیکھا میں نے کہ مرغ سفید اپنے بازو میرے دل پر ملتا ہے اس کے بازو کے ملنے سے میرے دل کا اندیشہ نکلتا ہے میرے دل میں کچھ خوف و ہراس نہ رہا سب اندیشہ جاتا رہا پھر دیکھا میں نے ایک بلند نور اس نور میں سے ہوا چند عورتوں کا ظہور ان کو دیکھ کر مجھ کو تعجب ہوا کہ یہ کہاں سے آ گئیں ایک بولی آسیہ ہوں عورت فرعون کی

دوسری نے کہا میں مریم ہوں بیٹی عمران کی اور یہ عورتیں حوران بہشت ہیں اور یہ بھی روایت بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا سے ہے کہ جب حضرت پیدا ہوئے چار عورتیں آسمان سے اتریں میں ان کو دیکھ کر ڈرنے لگی تعجب کرنے لگی کہا میں نے کہ تم کون ہو انہوں نے کہا کہ اے آمنہ تم مت ڈرو اور خوف مت کرو ایک بولی میں ام البشر ہوں دوسری بولی میں سارہ ہوں ام اسحاق تیسری بولی کہ میں ہاجرہ ام اسمٰعیل ہوں چوتھی نے کہا کہ میں آسیہ بنت مزاحم ہوں حوا کے پاس طبق سونے کا تھا اور سارہ کے پاس ابرق نقرہ تھا اس میں آب کوثر تھا اور ہاجرہ کے پاس جنت کا عطر تھا اور آسیہ کے پاس سبز مندیل تھے حضرت کو غسل دیا اور آمنہ کی گود میں دے دیا حضرت نے سجدہ کیا اور کہا یَارَبِّ هَبْ لِیْ اُمَّتِیْ یعنی اے پروردگار بخش تو واسطے میری امت میری کو حق تعالیٰ نے فرمایا وَهَبْتُكَ اُمَّتَكَ بِاَعْلٰی هِمَّتِكَ یعنی بخشا میں نے تیری امت کو بسبب بڑی ہمت تیری کے اور فرمایا اشْهَدُوْا یَامَلٰئِكَتِیْ اَنَّ حَبِیْبِیْ لَمْ یَنْسٰی اُمَّتَكَ عِنْدَ الْوِلَادَتِ فَكَیْفَ یَنْسٰهَا یَوْمَ الْقِیٰمَةِ یعنی گواہ رہو فرشتو میرے کہ دوست میرا نہ بھولا اپنی امت کو وقت ولادت کے پھر کیوں کر بھولے گا اپنی امت کو دن قیامت کے اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ بِقَدْرِ حُسْنِهٖ وَجَمَالِهٖ۔

اس پر خدا سے رحمتیں نازل مدام ہوں
صلِ علیٰ سے اس پہ درود و سلام ہوں

خدا کی یہ بھی رحمت ہے جو یہ سامانِ ہے رحمت کا
کہ معشوقِ خدا ہو کر ہے عاشق اپنی امت کا

الٰہی فضل ہے تیرا یہ ہے احسان رحمت کا
کہ مشفق رحمۃ للعالمین ہے اپنی امت کا

ندائے امتی ہی زیست میں مرقد میں محشر میں
یہ ثابت ہے محمد مہربان ہے اپنی امت کا

حبیبِ کبریا جب امتی کہتا ہو محشر میں
بھلا پھر فکر کیا ہے اور ہے کیا دھڑکا قیامت کا

گنہگاروں کو یہ طغرائے فرمانِ معافی ہے
ہے طاہر نقش و پشتِ پاک پر مہر نبوت کا

خدا سے ملے یہ ہے ہم کو دستاویز بخشش کی
کیا ہے نقش پشتِ پاک پر مہر نبوت کا

اٹھانا یا خدا دنیا سے امت میں محمد کے
رہوں تا مستحق میں بھی محمد کی شفاعت کا

یقیں آمرزشِ غفار پر کیوں کر نہ ہو مجھ کو
کہ میں دامن گرفتہ ہوں محمد کی شفاعت کا

نہ کرنا امتحاں یارب ضعیف و ناتواں ہوں میں
بھروسا ہے فقط مجھ کو الٰہی فضل و رحمت کا

کرم پر ناز ہے مجھ کو اور ہے واعظ کو تقویٰ پر
بھروسا مجھ کو رحمت کا اسی دعویٰ عبادت کا

ہے امید قوی بخشش کی تیرے فضل سے مجھ کو
سنا مژدہ غضب پر ہے تیری رحمت کی سبقت کا

زیادہ ہے تو مشفق بندہ کا ماں باپ سے یارب
تسلی ہے سنا ہے جب سے یہ احوال شفقت کا

مدارِ مغفرت میرا تیرے فضل و کرم پر ہے
نہ ہو گر فضل تیرا تو میں لائق ہوں اذیت کا

جو تو رحمت کرے مجھ پر نہیں کچھ دور رحمت سے
وگرنہ ہوں خطا وار اور ہوں شایان رحمت کا

نظر ہے فضل کی تیری تو ہے میرا یہی چھٹکارا
توجہ عدل پر گر ہے تو ہوں موردِ مصیبت کا

میرا دامن ہوا ہے سیاہ بالکل داغِ عصیاں سے
نہ دھوئے گا اسے کوئی مگر ہاں ابر رحمت کا

گناہوں کا میرے آخر کہیں کچھ انتہا ہوگا
نہیں کچھ انتہا یا رب تیری رحمت کی وسعت کا

جو مشکل سے بھی مشکل ہے تجھے آسان سے آسان
رہوں پھر کس لیے ناچار میں پابند وقت کا

الٰہی شکر تیرے فضل کا رحمت کا احساں ہے
مقر ہوں تیری وحدت کا محمد کی رسالت کا

کروں گر عمر بھر ظاہر تیرے انعام و احساں کو
یہ ممکن ہے نہیں ہرگز کہ ہو اظہار نعمت کا

جلانا مارنا مجھ کو اٹھانا دین احمد پر
کہ میں اک بندۂ عاجز ہوں یا رب اسکی امت کا

خدا ہل من مزید عشق کی آتش کو بھڑکا دے
کہ تا شیدا رہوں میں ذات بے حد بے نہایت کا

تمنا ہے یہی دل کی رہے تا دم میں دم میرے
جگر میں سوز اور دل میں رہے غم تیری الفت کا

جگر جلتا ہو دل بے تاب ہو سینہ مشبک ہو
بنی ناسور آنکھیں درد ہو تیری محبت کا

رہے صلِ علیٰ کے دل میں یا رب عشق کا شعلہ
کہ تا ہو خاک جل کر یہ ہے جو اک پردہ غفلت کا

اس پر خدا سے رحمتیں نازل مدام ہوں
صلِ علیٰ سے اس پہ درود و سلام ہوں

روضۃ الاحباب میں عطاء اللہ حسینی محدث نے اور شرح مواہب میں محمد ابن عبدالباقر زرقانی نے لکھا ہے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کی والدہ کہ نام اس کا شفا تھا روایت کرتی ہیں کہ جس وقت حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا سے رسول مقبول ﷺ پیدا ہوئے تو میں نے حضرت ﷺ کو ہاتھوں میں لیا اور جمال جہاں آرا کا نظارہ کیا اس وقت آپ نے کچھ آواز فرمائی۔ میری سمجھ میں نہ آئی مگر اس کے جواب میں ایک آواز میں نے سنی کہ کوئی کہتا ہے یَرْحَمُكَ اللّٰه یعنی تم پر اللہ تعالیٰ رحم کرے اے محمد ﷺ اور روشن ہوگیا مشرق سے مغرب تک اور میں نے دیکھے اس روشنی میں بعض بعض محل شام کے پھر میں نے حضرت کو کپڑے میں لپیٹ کر لٹا دیا ابھی کچھ دیر نہ گزری تھی کہ میری آنکھوں کے آگے ایک اندھیرا چھا گیا میرا جی خوف سے گھبرا گیا اور بدن تھرتھرا گیا اور آنحضرت ﷺ کو میرے سامنے سے کوئی شخص اٹھا لے گیا مجھ کو حالت استعجاب دیکھا گیا پھر داہنے طرف پیدا ایک نور ہوا اور اس جلوۂ نور کا یہ ظہور ہوا کہ میرے کان میں یہ آواز آئی کہ ایک شخص دوسرے شخص سے پوچھتا ہے کہ تو کہاں لے گیا محمد ﷺ کو اس نے جواب دیا کہ میں ان کو مغرب کی طرف لے گیا جس قدر مکان متبرک تھے سب کی سیر کرا لایا پھر کہا شفا نے کہ میرے بائیں طرف بھی ایک نور کا ظہور ہوا اس طرف سے بھی منادی غیب نے ندا دی اور اسی مضمون کی صدا کی کہ تو کہاں لے گیا محمد ﷺ کو اس نے بھی یہ کہا کہ میں ان کو مشرق کی طرف لے گیا اور سب متبرک مکانوں کی سیر کرا لایا اور ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے پاس لے گیا اور انہوں نے آپ کو اپنے سینہ سے لگایا اور خیر و برکت کی دعا دی اور کہا شفا نے پھر اسی منادی نے ندا کی بشارت ہو تم کو اے محمد ﷺ ساتھ خیر و برکت اور شرف و عظمت دنیا اور آخرت کی کہ اپنے

دست آویز محکم کو مضبوط پکڑا ہے جو کوئی آپ کے دین اور شرع متین کی شاخ پکڑے گا اور آپ کے ارشاد پر عمل کرے گا قیامت کو آپ کے گروہ میں اٹھے گا کہا شفا نے کہ یہ بات اس روز سے میرے دل میں رہے یہاں تک کہ جب آپ کو نبوت ملی میں آپ پر ایمان لایا اور جو لوگ حضرت ﷺ پر سب سے اوّل ایمان لائے تھے میں بھی ان میں داخل ہوں اور حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جس وقت حضرت ﷺ پیدا ہوئے شہادت کی انگلی سے اشارہ کیا اور خانہ کعبہ کی طرف سجدہ کیا اور آپ اپنا انگوٹھا چوستے تھے اور اس میں سے دودھ جاری تھا اور دیکھا میں نے کہ ایک پارہ ابر سفید آسمان سے اترا اور حضرت کو لپیٹ کر اٹھا لے گیا اور میرے سامنے سے غائب ہو گیا میں سنتی ہوں کہ منادی ندا کرتا ہے کہ ان کو مشرق و مغرب میں پھراؤ اور تمام روئے زمین کی سیر کراؤ اور موالید انبیاء میں لے جاؤ کہ ان کے حق میں دعائے خیر و برکت کریں اور جامہ ملت حنفیہ پہناؤ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام پر عرض کرو اور دریا و صحرا پر پھراؤ تا کہ آپ کا نام اور وصف پہچان جائیں اور بخوبی جان جائیں اور تحقیق آپ کا نام ماحی ہے یعنی مٹانے والا کفر و شرک کے اور پھر دیکھا میں نے ایک ابر بزرگ نورانی کہ سنی جاتی تھی اس میں آواز گھوڑوں کے اور کانپنا بازو کا اور باتیں آدمیوں کی پھر چھپا لیا اس ابر نے حضرت کو اور غائب ہوئے میرے روبرو سے پھر سنا میں نے کہ گوینده کہتا تھا سیر کراؤ محمد ﷺ کو تمام زمین کی اور عرض کرو ان کو روحانیات پر اور انس و جن و ملائک پر اور عرض کرو طیور و وحوش پر اور دوان کو کلید نبوت اور نصرت کی اور کلید خزانہ عالم کی اور دوان کو خلافت اور صفوت اور خلق آدم اور معرفت شیث اور شجاعت اور شکر نوح اور خلت ابراہیم اور لسان اسمٰعیل اور رضائے اسحٰق اور فصاحت صالح اور حکمت لوط اور بشارت یعقوب اور جمال یوسف اور کلام اور قوت موسیٰ اور تحمل ہارون اور صبر ایوب اور صوت داؤد اور عبادت یونس اور جہاد یوشع اور عصمت یحییٰ اور حکمت لقمان اور حب

دانیال اور وقار الیاس اور زہد و کرم عیسیٰ اور دوان کو غوطہ دریائے اخلاق سب پیغمبروں میں المختصر جو جو کمال اور خوبی ہر نبی میں تھی سو آپ کی ذات بابرکات میں جمع ہوئے۔

بھلا کہو تو ذرا عزیزو کس نے کس طور رب کو دیکھا
اسی نے دیکھا ہے نور اس کا کہ جس نے فخرِ عرب کو دیکھا

وہ ہی ہے انوارِ مظہرِ حق اسی کا جلوہ ہے دو جہاں میں
کہ جتنے محبوب ہیں جہاں میں جو اس کو دیکھا تو سب کو دیکھا

صنم ہے آئینہ رو ہمارا اس میں دیکھا ہے جلوہ حق کا
نہ چین دیکھا ہے ہم نے یارو نہ گاہ ہم نے حلب کو دیکھا

خدا کو ڈھونڈا ہے جس نے پیارو اس نے پایا ہے دل ہی دل میں
عزیزو ہم نے تو عشقِ حق میں عجب وسیلہ طلب کو دیکھا

وہ خود مسبب ہے بے سبب ہے نہیں ہے محتاج وہ سبب کا
وہ ہی ہے زندیق جس کسی نے کہ ذات حق میں سبب کو دیکھا

نہ دن کو آرام ہے نہ فرحت نہ شب کو چین خواب راحت
تمہاری فرقت میں ہم نے پیارے ہزار رنج و تعب کو دیکھا

نہ لب ہلیں ہیں نہ منہ کھلے ہے زباں پہ صلِ علیٰ ہے ہمارے
ہوا یہ احوال اس کا جس نے تمہارے دندان و لب کو دیکھا

جب کہ نص قرآنی اور حکم فرقانی سے ثابت ہے کہ شکر ہر نعمت کا واجب ہے چنانچہ فرمایا ہے حق سبحانہ جل شانہ نے وَاذْكُرُوا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ یعنی یادگاری کرو اور شکر گزاری کرو حق سبحانہ تعالیٰ کی نعمت کا جو تم پر ہوئے پس اس سے زیادہ اور بڑی نعمت کیا ہو گی کہ حق سبحانہ جل شانہ نے ہمارے لیے اپنے حبیب رحمۃ للعالمین کو ہماری مغفرت اور بخشش کیلیے دنیا میں بھیجا فی الحقیقت ہم پر یہ بہت بڑا احسان کیا چنانچہ حق

سبحانہ جل شانہ نے اس احسان کو اس طور بیان فرمایا ہے اور اس طرح ہم کو سنایا ہے لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْ أَنفُسِهِمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ یعنی حق سبحانہ جل شانہ نے احسان کیا ہے ایمان والوں پر جو بھیجا ان میں رسول انہیں میں کا پڑھتا ہے ان پر آیتیں اس کی اور سنوارتا ہے ان کو فقط اور کہا امام نووی کے استاد ابوشامہ نے کہ یہ عمدہ بات ہے اور موجب برکات ہے کہ جو ہمارے زمانہ میں جاری ہے یہ طریق باعث نزول باری ہے کہ اہل اسلام میلاد شریف کے روز اظہار سرور و زینت کرتے ہیں صدقات اور خیرات کی کثرت کرتے ہیں آرائش محفل سے ثبوت فرحت کرتے ہیں اور بیان فضائل آنحضرت سے ادائے شکرِ نعمت کرتے ہیں علاوہ اور سب خوبیوں کے طریقہ یعنی محفل میلاد شریف میں ایک یہ خوبی عمدہ اور بہت خوب ہے کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے بباعث بھیجنے رسول مقبول ﷺ کے ہم پر احسان اور انعام کیا ہے بروز میلاد خوشی کرتے ہیں اور اظہار سامان خوشی اور فرحت کی کرنے سے شکر ادا ہوتا ہے اور ادائے شکر پر حق سبحانہ جل شانہ رحمت کا نزول فرماتا ہے۔

چنانچہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا مشاہدہ ان کی کتاب فیوض الحرمین سے ملخصاً منقول ہے کہ میں حاضر ہوا اس مجلس میں جو مکہ معظمہ میں مکان مولود شریف میں تھی بارہویں ربیع الاوّل کو اور قصہ ولادت شریف اور خوارق عادات لطیف وقت ولادت منیف کا پڑھا جاتا تھا میں نے دیکھا کہ ایک لخت کچھ انوار اس مجلس سے بلند ہوئے میں نے ان انواروں میں تامل کیا تو مجھے معلوم ہوا کہ وہ انوار تھے ملائکہ کے جو ایسی محفل متبرکہ میں حاضر ہوا کرتے ہیں اور اسی طرح انوار رحمت الٰہی کی نزول پاتی ہے انتہا اور شیخ ابی موسیٰ سے منقول ہے کہ دیکھا میں نے رسول مقبول ﷺ کو خواب میں پس ذکر کیا میں نے آپ سے قول فقہاء کہ مولد شریف کے باب میں ارشاد فرمایا آپ نے کہ جو کوئی خوش ہوتا ہے ہم سے ہم خوش ہوتے ہیں اس سے انتہی اور اصحاب

رسول ﷺ سے بھی اصلیت ذکر مولد شریف کی ثابت ہے چنانچہ آنحضرت ﷺ جس وقت غزوہ تبوک سے واپس آئے اوّل مسجد میں آکر دو رکعت نماز کی پڑھی اور میں نے وہاں پر اس وقت حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے مجمع میں آنحضرت ﷺ کے سامنے چند اشعار پڑھے اور آنحضرت ﷺ نے سنے ان میں بالاجمال والاختصار کل مولد شریف کا بیان شروع سے ظہور پیدائش تک ہے جس کا دل چاہے مواہب قسطلانی اور شرح مواہب زرقانی میں دیکھ لے۔

اس پر خدا سے رحمتیں نازل مدام ہوں
صلِ علیٰ سے اس پہ درود و سلام ہوں

حلیہ شریف احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ

ملائک مرحبا صل علیٰ کہتی ہیں آکر

بیان اعضاء موزوں اور بیان حضرت کے ہے قد کا

قد تھا خیر الامور اوسطھا
پر بلندی میں سب سے بالا تھا
تھا نہ سایہ قد مبارک کا
تھا سراپا وہ نور کا پتلا
ذات اقدس تھی اس کی لاثانی
پھر ہو کس طور اصل سایہ کے
ہوا سایہ نہ اس لیے پیدا
تاکہ ثانی کا شک نہ ہو اصلا
جب کہ ثانی نہ رب کا ہو اصلا
ثانی محبوب رب ہو کیسے بھلا

سرِ مبارک وموئے مبارک

سر مبارک کلاں تھا موزوں تھا
سر مبارک تو سر بیچوں تھا
سر تھا گنجینۂ سرّ مخفی کا
حق نے سرّ خفی تھا اس میں بھرا
مو مبارک تھے و گھونگھر والے
جس کے سنبل بھی سو قسم کھاتے
راستے اور خمیدگی سے بہم
راستے قدرے اور قدرے خم
ایسی خوشبوئیں ان سے آتی تھی
مشک کی صدقہ جان جاتی تھی
دھوکے پیتا تھا جو کوئی کا کل
اس کو ہو جاتی تھی شفاء بالکل
کبھی تا گوش اور کبھی تادوش
دیکھے سنبل تو اس کے اُڑ جائیں ہوش
گیسوؤں میں نکالتے تھے مانگ
مانگ ایسی دلوں کو لے تھے مانگ

چہرۂ مبارک

اور چہرہ تھا ایسا نورانی
جس کو کہتے تھے نورِ رحمانی

نورِ رحمان کی تھے اس میں نمود
اس پہ لاکھوں سلام لاکھوں درود
رخ انور تھا ایسا نورِ خدا
جس نے دیکھا ہوا وہی شیدا
رخِ انور کا تھا وہ جلوۂ نور
سامنے جس کے گل ہو شمعِ طور
وہ خدا کا جمال اس میں تھا
نورِ حق کا کمال اس میں تھا
حسن ایسا ملیح تھا زیبا
رخ سے ظاہر تھا اس کے نورِ خدا
چہرہ تھا یا کہ تھا سراسر نور
چہرہ میں اس کے نورِ حق کا ظہور
کس نے ایسا جمال دیکھا ہے
کس نے ایسا کمال دیکھا ہے
حسن کیا تھا خدا کا نور تھا وہ
نور کا حق کے بس ظہور تھا وہ
مصحفِ رخ پہ اس کے ایماں ہے
بخدا وہ حبیبِ رحماں ہے

پیشانی مبارک

نورِ حق سے بنی تھی پیشانی
دین و دنیا میں تھی وہ لاثانی

وہ جبیں تھی کہ تھا وہ پارۂ ماہ
اس کے حق ہونے کا خدا ہے گواہ

وہ جبیں سر بسر تھی نورانی
تھی بنی نورِ حق سے پیشانی

اور پیشانی تھی وہ ایسی کشاد
دیکھ لینے سے جس کے دل ہو شاد

مشک و عنبر کی اس میں تھی خوشبو
جو کہ سونگھے اسے وہ ہی خوش ہو

عرق پیشانی عطر سے بہتر
جائے عطر اس کو ملتے تھے اکثر

ابروئے مبارک

ابرو تھے یا کہ سجدہ کی محراب
جائے سجدہ تھی وہ دلِ بے تاب

دین و دنیا کی آبرو تھے وہ
دونوں عالم کی آرزو تھے وہ

پتلی پتلی بھویں تھیں مثل ہلال
دولتِ حسن سے تھے مالا مال

تھے علیحدہ مگر قریب قریب
ابرو ایسے ہوئے ہیں کسی کو نصیب

ابرو تھے یا کمانِ قدرت تھے
قدرتِ حق کے عین حکمت تھے

جائے سجدہ تھے عاشقوں کے لیے
حق نما تھے وہ عارفوں کے لیے

وصلِ حق کا اشارہ تھا ان میں
عاشقوں کا سہارا تھا ان میں

اور بعضے کہتے ہیں تھے وہ پیوستہ
گرچہ ہے قول یہ بھی برجستہ

اور بعضے علیحدہ کہتے تھے
سب کے عشاق سنتے رہتے تھے

متصل بھی کہا ہے بعضوں نے
منفصل بھی کہا ہے بعضوں نے

یہ بھی اعجاز ابرو کا تھا عیاں
ایک حالت پہ دو طرح کا گماں

چشمانِ مبارک

آنکھیں مشغول تھیں برویتِ حق
دیدِ حق میں نہ شبہ تھا مطلق

آنکھوں میں بس رہا تھا جلوۂ نور
تھی عجب آنکھ نورِ حق کا ظہور

چشم وہ دیکھتی تھیں نورِ خدا
چشم نے نورِ حق کو دیکھا تھا

سرگیں چشم ایسے تھی زیبا
چشمِ بد دور ان سے صلِّ علیٰ

نہ تھا سرمہ مگر تھے سرمہ سا
چشمِ منظور حق تھی وہ بخدا

اور سفیدی سیاہی تھی اسلوب
جان کی محبوب دل کو تھی مرغوب

وہ نظارہ میں حق کی تھی ہر دم
عشقِ حق میں وہ رہتی تھی پرنم

برملا نورِ حق کو دیکھا تھا
چشم ایسی ملی ہے کسی کو بھلا

آنکھوں نے ایسی آنکھ دیکھی نہیں
دیکھنا تو کہاں سنی بھی نہیں

تھی کلانی میں اعتدال کے ساتھ
اور بصارت میں تھی کمال کے ساتھ

دور بینی میں ایسی تھی کامل
دید عقدہ ثریا تھی حاصل

گیارہ بارہ ستارہ کرتی شمار
تھی بصارت کی اس قدر انوار

سامنے سے جو دیکھتے تھے نبی
وہی پیچھے سے بھی عیاں تھا سبھی

آگے پیچھے سے تھی نظر یکساں
پیچھے کی خبر بھی تھی صاف عیاں

آگے پیچھے سے ایک ساں تھی نظر
تھا یہ آنکھوں کے معجزہ کا اثر

صاد صلِّ علیٰ کی تھی وہ عین
جلوۂ نورِ حق نبی کے نین

صاد صلِّ علیٰ کی تھی وہ چشم
لائقِ مرحبا کی تھی وہ چشم

صاد تھی وہ حیا کے دفتر پر
لاکھوں صلِّ علیٰ پیمبر پر

مژہ مبارک

تھی مژہ یا کہ تھی شعاعِ قمر
یا وہ تھا سائبان آنکھوں پر

تھی مژہ یا کہ مہ سی چھوٹی کرن
یا وہ تھی گویا نور کی چلون

بس نزاکت سی موبمو تھی وہ
اسم اللہ ہو بہو تھی وہ

گوش مبارک

گوش میں تھا بہت ہی حسن و جمال
اور سماعت میں تھا عجیب کمال

دور نزدیک کی سماعت تھی
اور بہت دور کی بصارت تھی

سب حسین آپ کے تھے حلقہ بگوش
بحرِ خوبی کی تھی وہ جوش و خروش

گوش ایسی سنی نہ کانوں نے
اور دیکھی کبھی نہ آنکھوں نے
تھی صدا مرحبا کی ان میں سدا
آتی صلِّ علٰی کی ان میں صدا

بینی مبارک

بینی تھی مصطفٰی کی ایسی بلند
بخدا بینی تھی خدا کو پسند
جلوۂ نورِ حق تھا اس میں شہود
الف ایمان کی تھی اس سے نمود
الف ایمان کا تھا وہ بینی
بینیِ بنیاد تھی وہ ایمان کے
اس الف پر کیا تھا عین نے صاد
بینی ایمان کی تھی وہ بنیاد

رخسارہ مبارک

تھی وہ رخسار ایسی نورانی
تھا عیاں رخ سے نورِ سبحانی
بحرِ انوار تھی وہ رخسارے
تھی وہ رخسار حق کو بھی پیارے
ایسی تھی خد کہ تھی خدا کو پسند
یوسفِ مصر سے تھا حسن دو چند

تھی وہ خد اور تھی الف بینی
دیکھنا ان کا تھا خدا بینی

خط ریشِ مبارک

خط موزوں تھا اس قدر زیبا
تھا فرشتوں کا ورد صل علٰی
خط بھی نورانی رخ بھی نورانی
تھا سراسر وہ نور یزدانی
آپ کے بال تھے وہ نور کا جال
تھے گرفتار جس میں حسن و جمال
موبمو نور تھا وہ خط سیاہ
تھا وہ محبوبِ رب خدا آگاہ

لب مبارک

قم باذنی تھا معجزہ لب کا
پر تو ان لبوں میں تھا رب کا
لب جان بخش ایسے فیض رساں
جن سے حاصل تھی دولتِ ایمان
لب شیریں کہ ایسی شیرینی
بات پوچھی نہ وہ نبات کی لے
تھی لبا لب وہ حسن سی ایسی
تھی نمونہ خدا کی قدرت کی

تھا شفاعت کا ان پہ دار مدار
ان لبوں پہ تھی رحمتِ غفار

دندان مبارک

ایسے دندان مبارک کہ تھے سبحان اللہ
جن کی ریخوں میں تھا لکھا اللہ
دُرِ دندان کی چمک ایسی
مات جس نے کہ برق کو تھی دی
نور کے موتی تھے دُرِ دندان
تھی عیاں ان سے رحمتِ رحماں
آبِ رحمت سے تھے بنے گوہر
حق تعالیٰ کے نور کے مظہر
ذات حضرت کی مدح کیسے لکھوں
ان کا مدّاح ہے خدا بیچوں
مدح کا اس کی حوصلہ کس کا
جب کہ مدّاح ہو خدا جس کا
اس کے حق ہونی میں نہیں ہے کلام
بھیج اس پر خدا درود و سلام
اس پہ لاکھوں درود بھیج خدا
اور کروڑوں سلام ان پہ سدا
اس قدر شعر حلیہ کے ہیں لکھے
جتنے اعداد ہیں محمد کے

اس پر خدا سے رحمتیں نازل مدام ہوں
صلِ علیٰ سے اس پہ درو د و سلام ہوں
اب حلیہ ختم ہے برکت سے اس حلیہ مبارک کے
خدا صلِ علیٰ کو کر عطا دیدار احمد کا

قصیدہ

صلِ علیٰ نصیب وہ ہم کو شراب ہو
پینے سے جس کے عشقِ رسالت مآب ہو
جس میں صفت ہو مغتسل بارد شراب
پینے سے جس کے دل میرا عرفاں مآب ہو
مسلوب جس سے لغو ہو تاثیم جس سے دور
جس میں وہ عکس روئے رسالت مآب ہو
تکرار سے ہو لفظ بنیاً کلامِ خضر
اور میرے منہ میں نصِ لشئی عُجاب ہو
جس سے وہاں خضر و مسیحا زراہِ شوق
ذوق خیال آبِ دہن سے پرآب ہو
عظمت سے جس کے پشت خمیدہ ہے آسمان
اور جس کے در پہ کاسہ لیے ماہتاب ہو
جاری ہے جس کے دیدۂ عشاق سے مدام
طوفاں کہ جس کے دیکھنے سے سینہ آب ہو
جس ذاتِ پاک پر ہو نزولِ کلامِ پاک
تصدیق جس کے دعوے کے حق کی کتاب ہو

فردوس و عرش و لوح بنی جس کے نور سے
لولاک جس کی شان میں حق سے خطاب ہو
جس کا بیان سیر ہے اسریٰ بعبدہٖ
جس کا براق برق سماء شتاب ہو
جس کا لامکاں ہو مکان اور عرش فرش
دیدارِ حق کا جس کو ہوا بے حجاب ہو
ما زاغ جس کے چشم مکحل کا کحل ہو
جس سر پہ چتردار ہمیشہ سحاب ہو
جس کے خرامِ ناز سے پامال ہو فلک
اور ماہِ نو رکاب ہو یا ہمرکاب ہو
وہ نور جس کے جلوہ سے خورشید مستفیض
وہ بحرِ فیض جس کا فلک ایک حباب ہو
کالشمس فی النہار ہو والشمس وصفِ رخ
واللیل شرح کا کلِ پر پیچ و تاب ہو
جب انَّکَ باَعْیُنِنَا ہو خطابِ حق
پھر کس طرح نہ خلق میں وہ انتخاب ہو
اکملتُ لکم کا کہ ہوا حکم ہو جسے
اتممتُ نعمتی کا وہ جس کو خطاب ہو
یُعطیکَ ربُّکَ جسے حق نے کیا خطاب
سب خلق میں نہ کیوں وہ بھلا لاجواب ہو
شق القمر نمونہ ہو جس کے کمال کا
دو ٹکڑے جس کے حکم سے یہ ماہتاب ہو

قرصِ قمر کو کر دیا اعجاز سے دونیم
دو چار اس سے تا نہ کبھی ماہتاب ہو
مکھی کا بھی گذر نہ ہو سایہ کا ذکر کیا
جس کا عرق بہتر از عرق گلاب ہو
ایسا عرق ہے عارضِ انور کا دائما
جس سے عرق فگن زخجالت گلاب ہو
حیرت ہے کس طرح عرق افشاں ہو وہ جبیں
شبنم کہاں عیاں برخِ آفتاب ہو
خیرالانام جس کو کہے کافۂ انام
جس کا لقب جہان میں رسالت مآب ہو
ہوں وصف جس کے باطنی نشرح سے سب عیاں
مدّاح جس کا رب ہو وہ ایسی جناب ہو
اور ہم کو وابتغوا کا بھی ہو حکم اس لیے
ایسا وسیلہ اور کسے دستیاب ہو
ہے وہ محمدِ عربی فخرِ کائنات
نام اس کا زیب مبدۂ ہر ایک کتاب ہو
کیوں کر نہ ہم کو عشق ہو اس کا بلا حساب
اوّل جو سب سے شافعِ یوم الحساب ہو
تعظیم جس کے دل میں ہو شانِ رسول کی
درگاہ میں خدا کے وہ ہی باریاب ہو
اخلاص و عشق و عظمت و شانِ رسول سے
آباد یا خدا دلِ خانہ خراب ہو

محشر کا جو شفیع ہے یا ربّ بروزِ حشر
صلِّ علیٰ کے ہاتھ میں اس کی رکاب ہو

فضیلت اور مدارج دیکھ لو حضرت کے اے یارو
لکھا جاتا ہے رتبہ اس جگہ حضرت کے مرقد کا
الٰہی کر مشرف مجھ کو زیارت سے مدینہ کے
نظارہ ہو میسر یا خدا حضرت کے گنبد کا

قول در بابِ فضیلتِ مرقد مبارک رسول اللہ ﷺ

جو کہ شامی شرح درمختار ہے علمائے حنفیہ میں نہایت معتبر اور مختار ہے علمائے حنفیہ کے نزدیک بہت معتمد ہے قول اس کا قابل سند ہے شامی نے لکھا ہے کہ اہلسنت و جماعت نے اس بات پر اجماع کیا ہے اور علمائے حنفیہ کا اتفاق ہوا ہے کہ سب شہروں میں مکہ اور مدینہ افضل اور اس امر میں کہ ان دونوں میں کون سا افضل ہے اختلاف ہے لیکن یہ بات ثابت اور صاف ہے اور یہ ہی انصاف ہے۔ وہ زمین کہ جس میں رسول مقبول ﷺ خاتم النبیین محبوبِ رب العالمین کا جسمِ مبارک مدفون ہے وہ سرّ مکنون ہے اور اسرار بیچون و بے چگون ہے یعنی قبر شریف کی زمین بقول کل علمائے دین مکہ سے افضل اور اعلیٰ ہے بلکہ خاص بیت اللہ سے بھی اعلیٰ اور اولیٰ ہے اجماع کیا ہے اس پر قاضی عیاض وغیرہ نے اور ابن عقیل حنبلی سے منقول ہے کہ رسول مقبول ﷺ کی قبر شریف کی زمین عرش سے بھی اعلیٰ اور کرسی سے بھی اولیٰ ہے اتفاق کیا ہے اس میں علمائے کبار نے اور لکھا ہے مصنف درمختار نے اظہار عبادت درمختار فَاِنَّہٗ اَفْضَلُ مُطْلَقًا حَتّٰی مِنَ الْکَعْبَۃِ وَالْعَرْشِ وَالْکُرْسِیِّ حاصل کلام وہ زمین افضل از عرش بریں اس کا رتبہ عجیب عظیم الشان ہے کعبہ دین و ایمان ہے بہتر از لامکان ہے اس کی منزلت اور عظمت سواء حق سبحانہ تعالیٰ کی کون جانے اور شوکت اور وقعت اس کی کون

پہچانے یہ غور کا مقام ہے اس سرّ خفی کا سمجھنا فکرِ رسا کا کام ہے جب کہ زمین قبر شریف رسول مقبول ﷺ کی جسم مبارک کی برکت سے اس قدر بلند اور علو مرتبہ پایا کہ کعبہ سے اور عرش کرسی سے افضل ہو جائے تو پھر فضیلت جسم مبارک کی کس طور لکھی جائے اور کس طرح بیان میں آئے اس جگہ عقل حیران ہے فکر سر بگریبان ہے قلم کی کیا طاقت جو تحریر کرے زبان کا کیا منہ ہے جو تقریر کرے تحریر سے بیروں ہے تقریر سے افزوں ہے۔

اس پر خدا سے رحمتیں نازل مدام ہوں
صلِّ علیٰ سے اس پہ درود و سلام ہوں

غزل

کعبہ جان ہے مدینہ اپنا
یا خدا ہو وہاں جانا اپنا
یارسولِ عربی بہرِ خدا
مجھ کو دکھلا دو مدینہ اپنا
داغ دل پر ہے زیارت کا میرے
رنگِ گلزار ہے سینہ اپنا
اس جگہ پر ہو اگر میرا گزر
پھر تو لگ جائے ٹھکانا اپنا
رشکِ جنت ہے مدینہ کی زمین
ہو خدا اس جگہ مرنا اپنا
یا خدایا بطفیلِ احمد
جائے مدفن ہو مدینہ اپنا
اس کے کوچہ میں ہوگر موت نصیب
پھر ہمیشہ کو ہو جینا اپنا

پھر سعادت نہ ہو کیوں صلِ علیٰ
ہو مدینہ میں جو رہنا اپنا

غزل

پیشوا ہے جو پیمبر اپنا
نہ ہو کیوں خاتمہ بہتر اپنا
ادخلوا الجنۃ کا ہے حکم ہمیں
ورد کلمہ کا ہے اکثر اپنا
اس کی رحمت کا ہے یہ بھی احسان
کہ وسیلہ ہے پیمبر اپنا
اس کی امت میں ہوں ہے شکرِ خدا
ہوا انجام یہ بہتر اپنا
ہے رسالت کی جو تصدیق بدل
گھر ہے فردوس مقرر اپنا
یا الٰہی بطفیلِ احمد
ساتھ حضرت کے ہو محشر اپنا
وقت مرنے کے ہو کلمہ لب پر
ہو خدا خاتمہ بہتر اپنا
گر میرا خاتمہ بالخیر ہو
پھر تو فردوس بھی ہے گھر اپنا
مجھ کو ہو چین قیامت میں نہ کیوں
ہے نبی شافعِ محشر اپنا

تب مدینہ کی زیارت ہو نصیب
ہو بلندی پہ جو اختر اپنا
اب مدینہ میں بلالو حضرت
اور دکھا دو رخِ انور اپنا
مدح کرے صلِ علیٰ احمد کے
تاکہ انجام ہو بہتر اپنا

مناجات ترجیع بند

الٰہی مجھ کو مدینہ کی خاک پاک دکھا
یہ آرزو میری جلدی سے یاخدا برلا
تیری جناب میں یا رب یہی ہے میری دعا
یہ شعر اہلِ حرم کو میری زباں سے سنا
اس پر خدا سے رحمتیں نازل مدام ہوں
صلِ علیٰ سے اس پہ درو د و سلام ہوں
شرف مدینہ کا ہووے میرے نصیب اگر
خدا کے فضل سے قسمت جو ہو میری یاور
پہنچ بھی جاؤں اگر میں حضور کے در پر
کروں گا ورد اسی شعر کا وہاں جا کر
اس پر خدا سے رحمتیں نازل مدام ہوں
صلِ علیٰ سے اس پہ درو د و سلام ہوں
کبھی جو ہو بھی گیا روضہ کا نظارہ نصیب
کہوں گا ہے یہ خدا کی قسم خدا کا حبیب

اسی کو کہتے ہیں عصیاں کے عارضوں کا طبیب
پڑھوں گا شعر یہ روضہ منورہ کے قریب
اس پر خدا سے رحمتیں نازل مدام ہوں
صلِ علیٰ سے اس پہ درو د و سلام ہوں

اگر مدینہ کی زیارت سے میں مشرف ہوں
یہ آرزو ہے دلی روضہ کا نظارہ کروں
کمال عجز و ادب سے یہ بار بار پڑھوں
ہزار بار پڑھوں بلکہ لاکھوں بار پڑھوں
اس پر خدا سے رحمتیں نازل مدام ہوں
صلِ علیٰ سے اس پہ درو د و سلام ہوں

مجھے مدینہ میں لے جا اگر خدا ایک بار
ہزار عجز سے یہ آرزو کروں اظہار
خدا کے گھر کا خدا کی قسم یہ ہے مختار
حرم میں ہو کے کھڑا یہی کہوں پکار پکار
اس پر خدا سے رحمتیں نازل مدام ہوں
صلِ علیٰ سے اس پہ درو د و سلام ہوں

الٰہی روضۂ حضرت کی مجھ کو زیارت ہو
حرم کے جانے کی مجھ کو عطا ہدایت ہو
یہ آرزو میری یا رب مجھے عنایت ہو
حرم میں جا کے زباں پہ یہی عبارت ہو
اس پر خدا سے رحمتیں نازل مدام ہوں
صلِ علیٰ سے اس پہ درو د و سلام ہوں

ہوا ہو عشقِ نبی کی خدا میرے سر میں
لبوں پہ آہ ہو اور اشک دیدۂ تر میں
نہ آئی نیند مجھے ایک لحظہ شب بھر میں
پڑھوں یہ مسجدِ نبوی کی رات بھر در میں
اس پر خدا سے رحمتیں نازل مدام ہوں
صلِ علیٰ سے اس پہ درو د و سلام ہوں

الٰہی عشقِ نبی میرے دل میں ہو پیدا
الٰہی دولتِ عشقِ نبی مجھے ہو عطا
نبی کے صدقہ سے مجھ کو مدینہ کو لے جا
مدینہ میں بھی پہنچ کر کروں گا میں یہ صدا
اس پر خدا سے رحمتیں نازل مدام ہوں
صلِ علیٰ سے اس پہ درو د و سلام ہوں

الٰہی صلِ علیٰ کی اب التجا یہ ہے
تیری جناب میں یا رب میرے دعا یہ ہے
کھڑا ہوں سامنے روضہ کے مدعا یہ ہے
کہوں پکار کے محبوبِ کبریا یہ ہے
اس پر خدا سے رحمتیں نازل مدام ہوں
صلِ علیٰ سے اس پہ درود و سلام ہوں

......☆......☆......☆......

لکھا ہے اس کو جو دو بحر میں اسی خاطر
نئی ہے طرز یہ اور ہے طریق بھی نادر

ہوا ہے دو ہی سے ظاہر ظہور عالم کا
سمجھ لے دیکھ لے اب اس کو تو بغور ذرا
ہوا ہے دو ہی سے ایمان و کفر کا بھی حساب
مدار دو ہی پہ ہے دیکھ لے ثواب و عذاب
ہوا ہے پیدا اسی طرح دوزخ و جنت
خدا نے کی ہے اسی طرح سے عیاں حکمت
ہوا ہے خیر کا شر کا اسی طرح سے حساب
بھلے برے کو ہوا کرتا ہے ثواب و عذاب
ہوئے ہے قہر پہ رحمت کو اس کی بس سبقت
رحیم نام ہے اس کا یہ اس کی ہے رحمت
اسی حساب سے ظاہر ہوا ہے لیل و نہار
ہر ایک شے کا ہوا ہے اسی طرح اظہار
علاوہ اس کے سوا دو کے اور کچھ بھی نہیں
نہیں ہے دو کے سوا جلوہ اور کچھ بھی کہیں
بغور دیکھ لے تو کیوں گیا ہے دو کو بھول
گواہی کے لئے بس ہیں میرے خدا و رسول
خدا بھی حق ہے اور اس کا رسول بھی حق ہے
نہ شک ہے اس میں ذرا اور نہ شبہ مطلق ہے
وحی آتی تھی چند اقسام پر حضرت پہ اے یارو
سبحان اللہ ہے صل علیٰ رتبہ محمد کا

شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے مدارج النبوت میں لکھا ہے اور شرح مواہب

میں محمد ابن عبدالباقی زرقانی نے تحریر کیا ہے کہ رسول مقبول ﷺ پر وحی چند اقسام پر آتی تھی کئی طرح سے نزول پاتی تھی۔

اوّل رویا صادقہ چنانچہ بخاری نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ جب اوّل رسول ﷺ کو وحی شروع ہوئی تو حضرت کو سچی خوابیں آنی شروع ہوئیں شب کو جو معاملہ خواب میں گزرتا تھا دن کو وہ ہی ظہور میں آتا تھا۔

دوم یہ کہ فرشتہ آپ کے دل میں وحی ڈالتا تھا اور نظر نہیں آتا تھا چنانچہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ہے کہ روح القدس نے میرے دل میں یہ بات ڈالی کہ کوئی جان نہ مرے گی جب تک پورا نہ لے چکے گی رزق اپنا پس ڈرو اللہ سے اور نیک طرح سے روزی طلب کرو تصحیح کی اس کی حاکم نے۔

سویم یہ کہ فرشتہ بشکل آدمی آتا اور وحی لاتا چنانچہ آئے جبرئیل علیہ السلام چند بار بشکل دحیہ کلبی کہ جو نہایت حسین و جمیل تھے اور اصحاب رسول ﷺ تھے روایت کی یہ نسائی نے ساتھ اسناد صحیح کے اور کبھی کسی اور شکل میں بھی آتے تھے چنانچہ حدیث جبرئیل علیہ السلام کے باب الایمان میں بروایت مسلم و بخاری اس پر دلالت کرتی ہے۔

چہارم یہ کہ آپ کو مثال گھنٹہ کی آواز آتی تھی جس کو صوت سرمدی کہتے ہیں اور انہد ہے اسی صوت کا نام ہے رسول مقبول ﷺ کو اس آواز سے مضامین احکام معلوم ہو جاتے تھے مگر اس طرح پر وحی کا آنا حضرت پر ایسا گرانبار ہوتا تھا کہ جاڑے کے موسم میں پیشانی مبارک پر عرق آجاتا تھا اور جو بحالت سواری اس طرح کی وحی آتی تھی تو اونٹنی اس بارگراں کی تاب نہ لاتی تھی اس کے بار سے زمین پر بیٹھ جاتی تھی۔

پنجم یہ کہ جبرئیل علیہ السلام اپنی شکل خاص میں چھ سو بازو سے ظاہر ہوتے تھے اور تمام آسمان جبرئیل علیہ السلام سے بھر جاتا لیکن ایسا اتفاق فقط دو مرتبہ ہوا ہے ایک غار حرا میں دویم شب معراج میں چنانچہ صحیح مسلم اور ترمذی سے روایت ہے۔

ششم یہ کہ حق سبحانہ جل شانہ بلا واسطہ فرشتہ کے خود کلام فرماتا تھا جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کلام فرماتے۔

ہفتم یہ کہ حق سبحانہ جل شانہ ظاہر ہو کر بغیر حجاب رسول مقبول ﷺ سے کلام فرماتا تھا چنانچہ شب معراج میں عرش بریں پر جو جو احکامات اور اسرار مخفی تلقین فرمائے وہ اسی قسم کے تھے۔

ہشتم یہ کہ حق سبحانہ جل شانہ رسول مقبول ﷺ سے خواب میں کلام فرماتا تھا چنانچہ زہرہ نے روایت کی رسول مقبول ﷺ سے کہ آیا میرے خواب میں آج کی رات پروردگار میرا بہت اچھی صفت میں پس پوچھا مجھ سے کہ اے محمد تو جانتا ہے کس چیز میں بحث کرتے ہیں ملائکہ ملاء اعلیٰ میں نے عرض کیا کہ نہیں پس رکھا حق سبحانہ جل شانہ نے اپنا یدِ قدرت میرے مونڈھوں کے درمیان پائی میں نے اس کی سردی میں نے اپنے سینہ میں پس معلوم ہو گیا مجھ کو جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے پھر پوچھا اے محمد ﷺ جانتا ہے تو کس چیز میں بحث کرتے ہیں ملائکہ ملاء اعلیٰ میں نے عرض کیا کہ ہاں۔ الحدیث۔ روایت کی یہ عبدالرزاق اور طبرانی وغیرہ نے مرفوعاً اور ذکر کیا حلیمہ نے کہ وحی رسول مقبول ﷺ پر چھیالیس طرح سے واقع ہوئی ہے چنانچہ فتح الباری میں مذکور ہے۔

اس پر خدا سے رحمتیں نازل مدام ہوں
صلِ علیٰ سے اس پہ درود و سلام ہوں

اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ کیا ہم نے نہیں کھول دیا سینہ تیرا یعنی حوصلہ کشادہ دیا اس قدر بڑا کام اٹھانے کو کہ متحمل وحی کی بار کا ہوا سینۂ گنجینۂ اسرار کا ہوا ظاہر میں بھی حضرت کا سینہ فرشتوں نے چاک کیا اور دل میں سے خون نکال کر دھو دیا یہ واقع مرتبہ وقوع میں آیا یعنی رسول مقبول ﷺ کا شق صدر چار بار ہوا ایک بار صغر سنی میں کہ عمر

حضرت کی چار سال کی تھی دوبارہ جوشق صدر کا ہوا تو عمر حضرت کی دس برس کی تھی تیسری بار شق صدر قریب نزول وحی اور حصول مرتبہ رسالت کے ہوا اور چوتھی بار شق صدر شب معراج کو ہوا حکمت اور عظمت شق صدر کے سوائے حق سبحانہ جل شانہ کے کون جانے اور کس طرح کوئی پہچانے۔ رباعی

بھید کو حق کے کوئی کیا جانے
سرِّ مخفی کو کبریا جانے
قول سچ ہے نبی کا صلِ علیٰ
غیب کی بات کو خدا جانے

مگر مفسرین نے فکر رسا اور ذہن ذکا سے جس قدر حکمتیں شق صدر کے لکھی ہیں وہ بھی اس قدر ہیں کہ اس جگہ بنظر اختصار تحریر کی گنجائش نہیں رکھتی مگر مشت نمونہ از خروارے منجملہ ان حکمتوں سے یہ بھی ہے کہ جس وقت اس ذات مجمع برکات و مظہر تجلیات مصدر معجزات سراپا نور باعث اظہار عالم ظہور کو اس عالم آب و گل میں عبور ہوا اس جامہ بشری اور قالب عنصری میں ظہور ہوا تب تناسب اعضاء اور لوازم بشری کا حضرت میں ہونا ضرور ہوا پس وہ خون سیاہ منجمد جو سب انسانوں کے قلب میں پیدا ہوتا ہے حضرت کے دل میں بھی حق سبحانہ جل شانہ نے پیدا کیا تھا مگر بباعث تقدس اور تطہیر اپنے حبیب کے فرشتوں کو بھیج کر وہ سیاہ خون حضرت کے قلب سے نکلوا دیا اور قلب کو دھلوا کر صاف پاک کرا دیا تا کہ حضرت کے قلب میں شیطان کا حصہ نہ رہے کیوں کہ اسی سیاہ خون کے ذریعہ سے وسواس شیطانی اور خطرات نفسانی کا قلب پر ہجوم ہوتا ہے اور انہیں وسواس اور خطرات کے سبب سے عمل ناقصہ انسان سے ظہور میں آتا ہے جب کہ حضرت کے قلب سے وہ سیاہ خون نکالا گیا اور دھو کر صاف و پاک کر دیا گیا اور اس سیاہ خون کی جگہ نور بھر دیا گیا تو پھر حضور ﷺ کے قلب پر وسوسہ شیطانی کا اور

خطرات نفسانی کا کچھ خطرہ اور اندیشہ باقی نہ رہا چنانچہ تائید اس کی حدیث صحیح سے ثابت ہے فرمایا رسول مقبول ﷺ نے کہ ایک جن وسوسہ کا ڈالنے والا اور ایک فرشتہ نیکی کیلیے الہام کرنے والا ہر ایک آدمی کے ساتھ ہوتا ہے لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ آپ کے ساتھ بھی ہے آپ نے فرمایا کہ نہیں مگر حق سبحانہ جل شانہ نے میری مدد فرمائی میں اس کے وسوسہ سے سلامت رہتا ہوں وہ جن بھی میرے دل میں وسوسہ نہیں ڈالتا مگر نیک بات روایت کی یہ مسلم نے۔

اس پر خدا سے رحمتیں نازل مدام ہوں
صلِ علٰی سے اس پہ درو د و سلام ہوں

کیفیت شقِ صدر

اور کیفیت شق صدر کی ابو منعم ابن عساکر سے اس طرح منقول ہے کہ فرمایا رسول مقبول ﷺ نے کہ ایک روز میں اپنے ہم عمر لوگوں کے ساتھ جنگل میں گیا تھا ناگاہ تین شخص ظاہر ہوئے ایک طشت سونے کا برف سے بھرا ہوا ان کے پاس تھا انہوں نے مجھ کو پکڑ لیا اور زمین پر لٹا دیا اور سینہ اور شکم چاک کر دیا اور میں اس کی طرف دیکھتا تھا اور اپنے بدن میں کسی طرح کی تکلیف نہ پاتا تھا میری انتڑیوں کو نکال کر برف کے پانی سے دھو کر خوب صاف کیا اور پھر شکم میں ان کو رکھ دیا پھر دوسرے شخص نے سینہ میں ہاتھ ڈال کر میرا دل نکال لیا اور اس کو چیر کر اس میں سے ایک سیاہ ٹکڑا خون کا جما ہوا نکال کر پھینک دیا پھر ہاتھ اپنا دائیں بائیں طرف پھیرا جس طرح کوئی کسی شے کو ٹٹولتا ہے اس کے ہاتھ میں ایک نورانی انگوٹھی تھی اس نے اس انگوٹھی سے میرے دل پر مہر لگا دی اسی وقت میرا دل نور نبوت اور حکمت سے پر ہو گیا پھر اس نے میرے دل کو اسی جگہ رکھ دیا جس جگہ سے نکالا تھا اور پائی میں نے اس مہر کی ٹھنڈک اپنے دل میں باقی حال مفصل مدارج النبوت میں اور تفسیر فتح العزیز میں مسطور ہے۔

اس پر خدا سے رحمتیں نازل مدام ہوں
صلِ علٰی سے اس پہ درو د و سلام ہوں

اور بظاہر وجہ شق صدر کی یہ تھی کہ لڑکوں کے میلان طبیعت اکثر کھیل کود کی طرف ہوتا ہے جس وقت آنحضرت ﷺ کی عمر شریف چار سال کی ہوئی اس وقت کے شق صدر سے یہ مدعا تھا کہ حضرت کا دل ان خیالات اور خطرات سے پاک صاف رہے جو لڑکوں کو خیالات لہو ولعب کے پیدا ہوتے ہیں اور حرکات ناشائستہ ظہور میں آتے ہیں اور جب دس سال کی عمر میں شق صدر ہوا تب یہ منظور تھا کہ آپ کا سینہ چاک ہو اور دل سیاہ خون سے پاک ہوتا کہ خیالات جوانی سے اور تخیلات معاصی اور شہوات سے آپ معصوم اور محفوظ رہیں اور جس وقت ظہور نبوت اور نزول وحی کا وقت قریب آیا اس وقت اس لیے قلب کی تطہیر ہوئی تاکہ وحی الٰہی خوب مکان مقدس میں بوجہ اکمل جاگزیں ہو اور اقرار پکڑے اور اسرار الٰہی اور احکامات شہنشاہی میں کسی قسم کا نقص اور خطرہ مختلط نہ ہونے پائے بعد ازاں شب معراج میں اس لیے دل کا تزکیہ بمبالغہ واقع ہوا تاکہ سیر عالم ملکوت و جبروت کی قوت حاصل ہو اور مشاہدہ تجلیات ربانی اور انوار سبحانی کی استعداد کامل ہو اور چند بار آپ کے سینہ چاک ہونے سے اور دل کو آب برف اور آب ژالہ اور آب زمزم سے دھونے سے یہ مطلب تھا کہ جب کسی چیز سے کدورت اور آلودگی دور کرتے ہیں تو اس کو چند بار مبالغہ سے دھوتے ہیں اسی لئے آپ کا دل بھی چند بار حق سبحانہ جل شانہ نے دھو کر صاف و پاک کرایا اور اپنی انعکاس تجلی کیلیے آئینہ مصفا اور مجلے بنایا۔

اس پر خدا سے رحمتیں نازل مدام ہوں
صلِ علٰی سے اس پہ درود و سلام ہوں

ہوئی معراج جسمی نہیں ہے شبہ کچھ اس میں
نہ مانوں میں کبھی کہنا کسی زندیق و مرتد کا

سُبْحَانَ الَّذِی أَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَی الْمَسْجِدِ الْأَقْصَا الَّذِیْ بَارَکْنَا حَوْلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنْ آیَاتِنَا إِنَّہٗ ھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ ○

ترجمہ پاک ہے وہ جو لے گیا اپنے بندہ کو رات ادب والی مسجد سے پرلی مسجد تک جس میں ہم نے خوبیاں بیان کی ہیں کہ دکھلا دیں اس کو کچھ اپنی قدرت کے نمونے بیشک وہ ہی سنتا دیکھتا۔

ف۔ حق تعالیٰ اپنے رسول مقبول ﷺ کو معراج کی رات لے گیا مکہ سے بیت المقدس کو براق پر اور آگے لے گیا آسمانوں پر یہاں اتنا ہی ذکر ہے باقی سورۂ نجم میں ہے یعنی لے گئے ہم بندہ محبوب اپنے کو اس واسطے تا کہ دکھلا دیں ان کو نمونہ قدرت اپنی سے کہ آن واحد میں مکہ سے لاکر بیت المقدس میں امام انبیاء بنایا پھر وہاں سے فوق السماء لے جاکر جو کچھ سنانا اور دکھلانا تھا سنایا اور دکھلایا تحقیق وہ اللہ سبحانہ وہی سنانے والا ہے دوست اپنے کو باتیں شفقت اپنی کی اور دکھانے والا ہے آیتیں قدرت اپنی کی۔

اس پر خدا سے رحمتیں نازل مدام ہوں
صلِ علیٰ سے اس پہ درود و سلام ہوں

وقت وقوع معراج میں بہت اختلاف ہے بعضوں نے کہا ربیع الاوّل میں بارہویں برس نبوت سے بعضوں نے کہا ایک برس پانچ مہینے پہلے ہجرت سے بعضوں نے کہا رجب کی ستائیسویں شب کو بعضوں نے کہا سترہویں رمضان کو بارہویں برس نبوت سے اور دوشنبہ پر اکثروں کا اتفاق ہے اصل معراج میں کسی فرقہ اسلامیہ کا اختلاف نہیں منکر اصل معراج کا کافر ہے کیوں کہ نص قرآن کا انکار کفر ہے اور سبحان الذی اسریٰ بعبدہٖ نص صریح سے ثابت ہے اور درباب معراج احادیث صحیحہ صریحہ مشہورہ متواترہ موجود ہیں چنانچہ تیس صحابہ کبار نے حدیث معراج کی روایت کی ہے اور نام

ان کے مدارج النبوت میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے لکھے ہیں اگر کیفیت معراج میں بعضوں نے اختلاف کیا ہے بعض کہتے ہیں خواب میں بعض کہتے ہیں بیداری میں بعض کہتے ہیں روح کو بعض کہتے ہیں جسد کو بعض کہتے جسد اور روح دونوں کو لیکن صحیح اور تحقیق یہ ہے کہ بیداری میں روح اور جسم سے واقع ہوئی ہے۔ چنانچہ دلیل اس کی آیت شریف اسریٰ بعبدہٖ سے صاف ثابت ہے لفظ عبد کا موضوع واسطے شخص کے ہے کہ عبارت جسد اور روح سے ہے اگر روح کے ساتھ خواب میں معراج ہوتی تو اسریٰ بروح عبدہٖ فرماتا دوسرے یہ کہ خواب میں ہوتا تو فضیلت حضرت ﷺ کے کیا ہوتی اور معجزات میں کیوں شمار ہوتا کہ خواب میں تو جو کوئی بہت کو دیکھے ہو سکتا ہے تیسری یہ کہ حضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ میں نے فرض عشا کے تم میں پڑھے اور دوگانہ بیت المقدس میں پڑھا اور وتر تحت العرش پڑھے خواب کی نماز کب محسوب ہو سکتی ہے اس سے صاف ثابت ہے کہ آنحضرت ﷺ معراج کیلیے باجسم روح تشریف لے گئے اور جانے میں مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک نص صریح ہے انکار اس کا فسق ہے اور باقی حال مفصل مدارج النبوت میں مسطور ہے اس جگہ اختصار منظور ہے بار طبع سامعین کا خیال ضرور ہے۔

اس پر خدا سے رحمتیں نازل مدام ہوں
صلِ علیٰ سے اس پہ درود و سلام ہوں

نظم

دل میں آتا تھا معجزات لکھوں
اور حضرت کے کچھ صفات لکھوں
غور سے دیکھا تو محال ہے یہ
رائیگاں وہم اور خیال ہے یہ

وصف حضرت کے اس قدر کب ہیں
کہ وہ آئیں کسی کے لکھنے میں

مدح حضرت کا انتہا کب ہو
جس کا مدّاح خود ہوا رب ہو

بے نہایت ہیں وصف حضرت کے
بی نہایت کو کیسے کوئی لکھے

نہ کچھ حد ہے نہ کچھ نہایت ہے
مدح لکھنے کی کس کو طاقت ہے

مدح کا اس کی کیسے ہو اظہار
جس کا مدّاح ہو خدا غفار

ہوسکے مدح اس کی کیسے بیان
مدح جس کی کرے خدا رحمان

مدح کا اس کے حوصلہ کس کو
ختم معراج پہ کیا اس کو

اس پہ لاکھوں سلام لاکھوں درود
اپنی رحمت سے بھیج زب ودود

اس پہ صلِ علیٰ خدا سے مدام
اور صلِ علیٰ کا اس پہ سلام

اس پر خدا سے رحمتیں نازل مدام ہوں
صلِ علیٰ سے اس پہ درود و سلام ہوں

☆......☆......☆

غزل

ہے یکتائی تجھے زیبا حبیب اللہ حبیب اللہ
نہیں ثانی کوئی تیرا حبیب اللہ حبیب اللہ

تیری وہ شان ہے شاہا حبیب اللہ حبیب اللہ
تیرا وہ رتبہ ہے اعلیٰ حبیب اللہ حبیب اللہ

تیرا وہ مرتبہ صلِ علیٰ اے سرورِ عالم
دو عالم جلوہ ہے تیرا حبیب اللہ حبیب اللہ

تیرے کوچہ کی ذلت ہے مجھے دارین کی عزت
تیری الفت میں ہوں رسوا حبیب اللہ حبیب اللہ

تصور میں تیرے زندہ رہوں اور وقت مرنے کے
تیرا آنکھوں میں ہو نقشہ حبیب اللہ حبیب اللہ

فلک قرباں نہ ہو کیوں کر زمیں کے رات دن اس میں
کہ ہے یاں جلوہ گر تجھ سا حبیب اللہ حبیب اللہ

تو وہ عالی مراتب ہے کہ ہے صلِ علیٰ تجھ پر
وہ عالی رتبہ ہے تیرا حبیب اللہ حبیب اللہ

اس پر خدا سے رحمتیں نازل مدام ہوں
صلِ علیٰ سے اس پہ درود و سلام ہوں

سلف صالحین اور مشاہیر ملت کے نادر و نایاب رسائل کا بے مثال مجموعہ

ترتیب و تدوین

صلاح الدین سعیدی

[illegible]

گنج بخش روڈ لاہور 042-7213575